F.M.Fainal\Jild-1\S.R.Waraq

مقدمہ فتاوی محمودیہ

از

فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی قدس سرہٗ

مفتی اعظم ھند و دار العلوم دیوبند

ترتیب جدید

محمد فاروق غفرلہٗ

ناشر

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ، یوپی ۲۴۵۲۰۶

انتباہ

تفصیلات

نام کتاب	:	فتاویٰ محمودیہ......۱۷
صاحب فتاویٰ	:	فقیہ الامت حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہی قدس سرہ (مفتی اعظم ہند و دار العلوم دیوبند)
مرتب	:	محمد فاروق غفرلہٗ
کمپوزنگ	:	مجیب الرحمٰن قاسمی جامعہ محمودیہ علی پور 7895786325
سن اشاعت	:	۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹ء
صفحات	:	۵۱۰
قیمت	:	

ناشر

مکتبہ محمودیہ

جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) پن کوڈ:۲۴۵۲۰۶

اجمالی فہرست

تفصیلی فہرست

مضامین فتاویٰ محمودیہ جلد...... ۱۷

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ

کتاب النکاح

فصل سوم

حرمت نکاح بسبب رضاعت

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ

نمبرشمار	مضامین	نمبرصفحہ
	☆...... **باب ششم** ......☆	
	ولایت وکفاءت نکاح	
	فصل اول: ولایت نکاح کا بیان	
۶۵	سوتیلے والد کا کیا ہوا نکاح	۹۲
۶۶	دادا کو نکاح کا اختیار باپ نے دیدیا	۹۳
۶۷	باپ کی موجودگی میں دادا کو ولایت نکاح	۹۴
۶۸	نکاح میں کس کی اطاعت ہے، باپ کی یا ماں کی؟	۹۵
۶۹	نکاح میں والدین کی پسند کا لحاظ	۹۶
۷۰	چچا کی موجودگی میں ماموں کو ولایت نکاح نہیں	۹۷
۷۱	چچا کو حق ولایت	۹۹
۷۲	چچا کو بالغہ پر ولایت نکاح	۱۰۰
۷۳	بھائی اور چچا میں سے ولایت کس کو ہے؟	۱۰۰
۷۴	بالغہ کے نکاح کا حق بڑے تائے کو یا چھوٹے تائے کو؟	۱۰۲
۷۵	ولایت نکاح بھائی کو ہے ماں کو نہیں	۱۰۲
۷۶	ولایت نکاح ماں کو ہے یا سوتیلے بھائی کو؟	۱۰۳
۷۷	ماں اور دادی میں ولی نکاح کون ہے؟	۱۰۵
۷۸	چچا کی موجودگی میں ماں کو ولایت نکاح نہیں	۱۰۷

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۹۹	لڑکی نے اپنا ایجاب وقبول خود کرلیا	۱۳۳
۱۰۰	والد کی مرضی کے بغیر بالغ لڑکے کا نکاح	۱۳۶
۱۰۱	بالغہ کو بہکا کر لے جاکر اس سے نکاح کرنا	۱۳۸
۱۰۲	میرا نکاح، والدین ایک جگہ چاہتے ہیں میں دوسری جگہ، کیا ہو؟	۱۳۹
۱۰۳	جو شخص شرعی باپ نہیں وہ ولی بھی نہیں	۱۴۱
۱۰۴	ربیبہ کے نکاح کی ولایت	۱۴۲
۱۰۵	شافعیہ کے قول پر فتویٰ	۱۴۳
۱۰۶	ولایت نکاح بعوض مہر دیدینا	۱۴۴
۱۰۷	ولایت مجنون	۱۴۷
۱۰۸	نکاح سے متعلق ماں کی وصیت کا حکم	۱۴۸
۱۰۹	والد اگر فاجر شرابی کی بیٹی سے نکاح کرنے پر مجبور کریں	۱۴۹
۱۱۰	عورت کا اپنا نکاح خود کرنا	۱۵۰
۱۱۱	شاردا ایکٹ کے خلاف نکاح کا حکم	۱۵۲
۱۱۲	ولی سے جبراً اجازت نکاح	۱۵۳
	فصل دوم: نکاح کے لئے عورت سے اجازت لینا	
۱۱۳	نکاح کی اجازت لینے کا طریقہ	۱۵۵
۱۱۴	بالغہ سے نکاح کی اجازت لینے کا طریقہ	۱۵۶

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ

فصل چہارم: وکالت نکاح کا بیان

☆...... باب ہفتم ......☆

مہر کا بیان

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ

☆......☆......☆......☆......☆

☆...... باب نہم ......☆

بارات اور ولیمہ کا بیان

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
	☆...... باب دہم ......☆	
	شادی کی رسومات کا بیان	
۳۱۷	شادی کی رسوم	۳۹۷
۳۱۸	شادی کی رسوم	۳۹۹
۳۱۹	غلط رسموں کے ساتھ کیا گیا نکاح	۴۰۰
۳۲۰	غلط رسوم کے ساتھ کیا گیا نکاح	۴۰۰
۳۲۱	شادی وغیرہ رسوم کی اصلاح	۴۰۱
۳۲۲	نکاح میں غیر شرعی رسوم	۴۰۲
۳۲۳	شادی کی بعض رسوم	۴۰۴
۳۲۴	شادی کی رسوم مروجہ	۴۰۶
۳۲۵	نکاح ہر ماہ، تاریخ میں درست ہے	۴۰۶
۳۲۶	دن اور کسی تاریخ میں نحوست نہیں	۴۰۷
۳۲۷	تاریخ ۳، ۱۳، ۲۳ کی تعیین	۴۰۸
۳۲۸	متعین ایام میں نکاح ورخصتی بدشگونی نہیں	۴۰۹
۳۲۹	اپنے خاندان میں نکاح نہ کرنا (گوت بچانا)	۴۰۹
۳۳۰	گوت میں نکاح کی رسم کی اصلاح کرنا	۴۱۱
۳۳۱	گوت میں نکاح کرنا	۴۱۳
۳۳۲	گوت نہ ملنے پر داماد سے ملازموں کی طرح خدمت لینا	۴۱۳

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۳۹۳	اہل مجلس سے قبول کرانا	۴۶۷

☆...... باب یازدھم ......☆

نکاح کے متفرق مسائل

تمت وبالفضل عمت

☆ ...... ☆ ...... ☆ ...... ☆ ...... ☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فصل سوم: حرمت نکاح بسبب رضاعت

رضاعی بہن سے نکاح

سوال:- خالد کی ماں کی جانکنی کی حالت میں رشیدہ کی ماں نے خالد کو دودھ پلایا اور رشیدہ کی ماں کی قریب المرگ حالت میں خالد کی ماں نے رشیدہ کو دودھ پلایا۔ آگے چل کر رشیدہ کی شادی افسر سے ہوگئی اور ایک نرینہ اولاد بھی ۴/سالہ موجود ہے۔ اب صورتِ حال یہ ہے کہ خالد کی شادی جمیلہ سے عنقریب ہونے والی ہے۔ صورتِ مسئولہ میں شرعی حکم کیا ہوگا؟ مطلع فرمائیں تاکہ اظہارِ حق ہو۔

نوٹ:- رحیمہ بی کے دو۲/شوہر ہوئے اور دونوں وفات پاگئے۔ ہر ایک سے ایک ایک بچی موجود ہے۔ رشیدہ و جمیلہ، نقشہ ملاحظہ فرمائیں۔

زید

(۱) الیمہ زوج اولیٰ حامد صاحب مرحوم (۲) اختری بیگم زوجہ سید محمد صاحب

زوجِ ثانی فرید صاحب مرحوم

رشیدہ بنت حامد صاحب جمیلہ بنت فرید صاحب

زوجِ اولیٰ زوجِ ثانی افسر صاحب، خالد صاحب

الجواب حامداً ومصلیاً

خالد نے جس عورت کا دودھ پیا وہ اس کی رضاعی ماں ہوگئی۔ اس کی کسی اولاد سے

خالد کا نکاح درست نہیں۔ ویحرم من الرضاع ما یحرم من النسب[1] شامی ص۳۳۰ ر ج ۲ ر۔

ایسے ہی اگر رشیدہ نے خالد کی ماں کا دودھ پیا جیسا کہ سوال کی ابتدائی عبارت سے سمجھ میں آتا ہے تو وہ اس کی ماں ہوگئی اس کی کسی اولاد سے رشیدہ کا نکاح درست نہیں ہوا۔ اگر افسر خالد کا بھائی ہے اور رشیدہ نے خالد کی والدہ کا دودھ پیا ہو تو افسر کا نکاح رشیدہ سے درست نہیں ہوا۔ ان دونوں میں تفریق کرا دینا ضروری ہے[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

(تنبیہ) صورتِ سوال بہت عمیق ہے۔

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۷/۷/۸۸ھ

کیا رضاعی بہن سے نکاح درست ہے؟

سوال:- رحیم اور کریم دو بھائی ہیں کریم کی ایک دودھ شریک بہن ہے۔ اس بہن کی شادی رحیم کے ساتھ کرنا چاہتے ہیں تو کیا یہ درست ہوگا۔ بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ قادر اور ذاکر دو بھائی ہیں۔ ذاکر کی ایک دودھ شریک بہن ہے تو قادر کے ساتھ اس کا نکاح ہو سکتا ہے لیکن ذاکر کے ساتھ نہیں ہو سکتا۔

الجواب حامداً و مصلیاً

جس عورت (کریم کی والدہ) کا دودھ اس لڑکی نے پیا ہے اس کی تمام اولاد سے اس لڑکی کے حق میں حرمت رضاعت ثابت ہوگی۔ کریم و رحیم کسی سے بھی اس کی شادی درست نہ

[1] شامی نعمانیه ص۴۰۸ ر ج ۲ ر باب الرضاع، شامی زکریا ص ۴۰۹ ر ج ۴ ر باب الرضاع، تبیین الحقائق ص ۱۸۱ ر ج ۲ ر کتاب الرضاع، مکتبه امدادیه ملتان، مجمع الانهر ص ۵۵۲ ر ج ۱ ر کتاب الرضاع، دارالکتب العلمیه بیروت.

[2] بل یجب علی القاضی التفریق بینهما الخ الدر المختار علی الشامی ص ۱۳۳ ر ج ۳ ر باب المهر، مطلب فی النکاح الفاسد، دارالفکر بیروت، عالمگیری کوئٹه ص۲۷۷ ر ج ۱ ر القسم الثانی المحرمات بالصهریة،

ہوگی[۱] بہشتی زیور کے مسئلہ کا حاصل یہ ہے کہ ایک بھائی نے کسی غیر عورت کا دودھ پیا ہے اس کے لئے حرمت رضاعت ثابت ہوگی، لیکن جس بھائی نے اس کا دودھ نہیں پیا اس کے حق میں ثابت نہیں[۲] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۹/۸/۲۸ھ

رضاعی بہن سے نکاح کا حکم

سوال:-ایک آدمی بالفرض زید اس کے دو بیٹے اور پہلے لڑکے سے ایک لڑکی ہے اور دوسرے سے ایک لڑکا دوسرے لڑکے کے لڑکے نے اپنی دادی کی چھاتی سے دودھ پیا ہے اور پہلے لڑکے کی لڑکی نے دودھ نہیں پیا ہے۔ اب آپ یہ بتائیں کہ کیا دونوں لڑکوں کی لڑکی و لڑکوں سے شادی ہوسکتی ہے یا نہیں؟ جب کہ دوسرے لڑکے نے اپنی دادی کا دودھ پیا ہے۔ کیا ان پر حکم رضاعت کی وجہ سے شادی ممنوع ہوسکتی ہے یا حکم رضاعی کا اطلاق نہیں ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس لڑکے نے مدت رضاعت میں اپنی دادی کا دودھ پیا ہے وہ دادی اس کی رضاعی ماں ہوگئی ہے۔ اب اس دادی کی اولاد اور اولاد کی اولاد کسی سے بھی اس لڑکے کی شادی شرعاً درست نہیں چاہے کسی نے اس دادی کا دودھ پیا ہو یا نہ پیا ہو[۳] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین دارالعلوم دیوبند ۸۸/۱/۱۳ھ

---

[۱] ولاحل بين الرضيعة وولد مرضعتها الدر المختار على الشامى ص۴۰۸/ج۲/باب الرضاع مكتبه نعمانيه، البحر الرائق كوئٹه ص۲۲۸/۳، كتاب الرضاع، ملتقى الابحر مع مجمع الانهر ص۵۵۴/۱، كتاب الرضاع، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت،

[۲] وتحل اخت اخيه رضاعا يصح اتصاله بالمضاف كان يكون له اخ نسبى له اخت رضاعية، الدر المختار على الشامى كراچى ص۲۱۷/۳، باب الرضاع، (باقى حواشى اگلے صفحه پر)

کیا رضاعی بہن کے ساتھ نکاح ہوسکتا ہے؟

سوال:- ایک عورت ہندہ نے ایک لڑکی کبیرہ کے بطن سے جو تھی اس کو دودھ پلایا اب کبیرہ کی لڑکی کا جو اس کے بطن سے ہے ہندہ کے لڑکے کے ساتھ نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ دونوں آپس میں رضاعی بہن بھائی ہیں ان کا نکاح شرعاً درست نہیں ہے **ولا حل بين رضيع وولد مرضعته اهـ ملتقى الابحر**[۱] ص ۳۷۷۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف ۹؍شعبان ۵۵ھ

بھول سے رضاعی بہن سے نکاح

سوال:- ایک شخص کی شادی ہوگئی تھی۔ چند سال گذرنے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ دونوں رضاعی بھائی بہن ہیں یعنی داماد نے اپنی ساس کا دودھ پیا ہے۔ اس وقت دو تین بچے ہیں۔ اب کیا کرنا چاہئے؟

(**پچھلے صفحہ کا باقی حواشی**) بهشتی زیور ص ۴/۱۹، دودھ پینے اور پلانے کا بیان، مطبوعه تهانوی دیوبند،

[۳] فيحرم منه اى بسببه مايحرم من النسب، شامی زکریا ص ۴/۴۰۲، باب الرضاع، كتاب النكاح، تبيين الحقائق ص ۲/۱۸۱، كتاب الرضاع، مكتبه امداديه ملتان، مجمع الانهر ص ۱/۵۵۲، كتاب الرضاع، دارالكتب العلمية بيروت،

[۱] ملتقى الابحر مع مجمع الانهر ص ۱/۵۵۴، كتاب الرضاع، مكتبه دارالكتب العلميه الدر المختار على الشامی ص ۳/۲۱۷، باب الرضاع، دارالفكر البحر كوئٹه ص ۳/۲۲۸، كتاب الرضاع،

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر یہ بات تحقیق سے ثابت ہے کہ دونوں رضاعی بھائی بہن ہیں اور بے خبری میں نکاح کرلیا گیا تھا تو فوراً اس کو طلاق دے کر تعلقِ نکاح ختم کردے[1] اور وہ مطلقہ بعد عدّت دوسرے شخص سے باقاعدہ نکاح کرلے۔ رضاعی بھائی بہن میں پردہ نہیں ہے۔ بعد میں اس سے بہن کی حیثیت سے ملنا درست ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۱۱/۱۴۰۰ھ

رضاعی اور سوتیلی بہن سے نکاح

سوال:- زید نے سوتیلی بہن سے نکاح کیا اس لڑکی کی ماں کا انتقال ہوگیا تھا جب کہ وہ پندرہ روز کی تھی۔ جب وہ تین ماہ کی ہوگئی تو اس نے زید کی ماں کا دودھ پستان سے پیا۔ تقریباً ایک سال تک دودھ پیا اور تقریباً پندرہ بیس آدمی گواہ ہیں۔ اس کے لئے کیا حکم ہے جس نے نکاح پڑھایا اس کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے۔ قرآن اور حدیث سے حوالہ فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ نکاح حرام ہے ہر دو میں تفریق واجب ہے[2] زید اور اس کی بہن اور نکاح پڑھانے والا اور نکاح میں شریک ہونے والے اور اس نکاح سے راضی ہونے والے اور باوجود قدرت کے اس نکاح سے نہ روکنے والے سب گنہگار رہوئے۔ سب کو علی الاعلان توبہ ضروری ہے[3] نیز

---

[1] أن النكاح لايرتفع بحرمة الرضاع والمصاهرة بل يفسد وفي الفاسد لابد من تفريق القاضي أوالمتاركة بالقول في المدخول بها وفي غيرها يكتفي بالمفارقة (شامی نعمانیہ ص۴۱۴/ج۲/ باب الرضاع، عالمگیری کوئٹہ ص۳۴۷/ج۱/ کتاب الرضاع،

[2] حوالہ بالا۔ [3] التوبة من جميع المعاصي واجبة سواء كانت المعصية صغيرة او كبيرة شرح النووي على المسلم ص۳۵۴/ ج۲/ كتاب التوبة، روح المعاني ص۲۳۶/ج۱۵/سورة التحريم آيت ۸، مطبوعه دارالفكر بيروت،

کوشش کرکے زید کو مجبور کیا جائے کہ وہ اپنی رضاعی بہن کو چھوڑ دے اور طلاق دیدے۔ جو شخص توبہ نہ کرے اس سے تعلق نہ رکھا جائے[۱] اگر نکاح پڑھانے والا توبہ نہ کرے تو اس کو امامت سے علیحدہ کردیا جائے۔ یہ اس وقت ہے کہ زید کی رضاعی بہن ہونا معلوم ہو، اگر معلوم نہ ہو تو پھر جس کو معلوم نہیں اس کو گناہ نہیں ہے توبہ پھر بھی ضروری ہے۔ حرمت علیکم امھاتکم وبناتکم اخواتکم الیٰ قولہٖ تعالیٰ واخواتکم من الرضاعة[۲] الاٰیة. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۳/۷/۵۹ھ

صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

دودھ شریک بہن سے نکاح

سوال: -ہندہ کی گود میں ایک لڑکا تھا جو فوت ہوگیا۔ ہندہ نے اپنی بہن خالدہ کے لڑکے زید کو اپنا دودھ صرف ایک دن پلایا۔ اسکے بعد ہندہ کے ایک لڑکی پیدا ہوئی جو اب بالغ ہے اس لڑکی کا عقد خالدہ کے بڑے لڑکے یعنی زید جس کو دودھ پلایا تھا اس کے بڑے بھائی مسمّٰی بکر کے ساتھ ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بہن کے جس لڑکے کو ہندہ نے دودھ پلایا ہے وہ ہندہ کا رضاعی بیٹا ہوگیا۔ اس کا نکاح ہندہ کی کسی لڑکی سے درست نہیں[۳] اس لڑکے کے دوسرے بھائی سے جس کو دودھ نہیں پلایا ہے

[۱] وفیہ وجوب ھجران من ظھرت معصیة فلایسلم علیه الاان یقلع وتظھر توبته الخ، المفھم شرح المسلم ص ۸/۹۸، باب یھجر من ظھرت معصیته الخ، دارابن کثیر بیروت، مرقاة ص ۴/۷/۱۶، باب ماینھی عنه من التھاجر، اصح المطابع بمبئی،

[۲] سورۂ نساء آیت: ۲۳/ **ترجمہ:** تم پر حرام کی گئی ہیں، تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری وہ بہنیں جو دودھ پینے کی وجہ سے ہیں۔ (از بیان القرآن)

[۳] فیحرم منه ای یسببه مایحرم من النسب شامی ص ۳/۲۱۳، باب الرضاع، دارالفکر بیروت، تبیین الحقائق ص ۲/۱۸۱، کتاب الرضاع، مکتبه امدادیه ملتان، مجمع الانھر ص ۵۵۲/ ج ۱/ کتاب الرضاع، دارالکتب العلمیه بیروت.

ہندہ کی لڑکی کا نکاح درست ہے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳۰/۳/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

بھائی کی رضاعی بہن سے نکاح

سوال: -قمرالدین کے ساتھ اس کی چچازاد بہن نے دودھ پیا ہے اور پھر اس کے بعد چچازاد بہن کی کسی کے یہاں شادی ہوگئی اور لڑکی پیدا ہوگئی۔ اب اس لڑکی سے قمرالدین کے بڑے بھائی لعل الدین کی شادی ہوسکتی ہے یا نہیں؟ کیا رضاعت کا کوئی درجہ ان میں بھی ہوسکتا ہے؟ براہِ کرم بالتفصیل جواب سے مطلع کریں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

حقیقی بھائی کی رضاعی بھانجی سے نکاح درست ہے، شرعاً جائز ہے۔ لہٰذا لعل الدین کی شادی قمرالدین کی رضاعی بہن کی لڑکی سے شرعاً جائز ہے، جب کہ چچازاد بہن نے لعل الدین کی والدہ کا دودھ نہ پیا ہو،[۲] بلکہ قمرالدین کے ساتھ کسی غیر عورت کا دودھ پیا ہو۔ لیکن اگر قمرالدین کی والدہ کا دودھ پیا ہے تو قمرالدین کی طرح وہ لعل الدین کی بھی بہن ہوگی اور لعل الدین سے اس کی لڑکی کا نکاح جائز نہیں[۳]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۱/۸۹ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] وتحل اخت اخیه رضاعاً (شامی نعمانیه ص ۴۰۸/ ج ۲/ باب الرضاع) بہشتی زیور ص ۲۱۳/ ج ۴/ دودھ پینے اور پلانے کا بیان۔ فیض عام بکڈپو۔

[۲] ویجوزان یتزوج الرجل باخت اخیه من الرضاع، الهدایه ص ۲/۳۵۱، کتاب الرضاع، طبع تهانوی دیوبند، فتح القدیر ص ۳/۴۵۰، کتاب الرضاع، طبع دارالفکر، الدرالمختار مع الشامی دارالفکر ص ۳/۲۱۷، کتاب الرضاع، عالمگیری کوئٹه (باقی حواشی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

دودھ شریک بہن کی بہن سے نکاح

سوال:-زید اور عمر دو حقیقی بھائی ہیں اور ہندہ ایک اجنبی لڑکی تھی۔اس نے زید کے ساتھ دودھ پیا تو دودھ شریک بھائی ٹھہرا اب اس لڑکی کا نکاح عمر سے ہوسکتا ہے یانہیں اور ہندہ کی بہن سے زید کا نکاح ہوسکتا ہے یانہیں،عمر کا نکاح ہندہ کی بہن سے جائز ہے یانہیں۔ مع حوالہ کتب تحریر فرماویں۔

الجواب حامداًومصلیاً

ہندہ کا نکاح نہ زید کے ساتھ درست نہ عمر کے ساتھ کیونکہ یہ دونوں کی رضاعی بہن ہے لیکن ہندہ کی بہن سے (جس نے کہ زید وعمر کی والدہ کا دودھ نہیں پیا) زید کا نکاح بھی درست ہے اور عمر کا نکاح بھی درست ہےاھ ولاحل بين رضيعى امرأة لكونهما اخوين وان اختلف الزمن والاب وتحلت اخت اخيه رضاعا ونسبا اھ، ردالمحتار[1] ص ۲/۴۰۸۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

رضاعی بہن کی نسبی بہن اور ماں سے نکاح

سوال:-اور رضاعی بھائی کے بڑے یا چھوٹے بھائی سے اس رضاعی بھائی کی بہن

(پچھلے صفحہ کے باقی حواشی) ص ۳۴۳/ج ۱/کتاب الرضاع.

[۳] وكل صبيين (يريدصبياً وصبية فغلب المذكرفى التشبة كالقمرين الخ، اجتمعاعلى ثدىامرأة واحدة لم يجز لاحدهما ان يتزوج بالاخرىٰ، فتح القدير ص ۳/۴۵۰، كتاب الرضاع، طبع دارالفكر، الدرالمختار مع الشامى دارالفكر ص۳/۲۱۷، كتاب الرضاع، الهدايه ص ۲/۳۵۱، كتاب الرضاع، مطبع مكتبه تهانوى ديوبند،

[۱] شامى ص۴۰۸/ج۲/مكتبه نعمانيه، باب الرضاع، مجمع الأنهر ص۵۵۴/ج ۱/ كتاب الرضاع، مطبع دارالكتب العلميه بيروت، طحطاوى على الدرالمختار ص ۹۶/ج ۲/ باب الرضاع، مطبع دارالمعرفة بيروت،

یاماں سے شادی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

رضاعی بہن کی نسبی بہن سے اور ماں سے شادی جائز ہے جب کہ وہ اس کی خود کی رضاعی یا نسبی بہن یاماں نہ ہو[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۱۲/ ۹۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۴/۱۲/ ۹۲ھ

والد کی رضاعی بہن سے نکاح

سوال:- زید نے خالدہ سے نکاح کیا اور خالدہ کے دو بچے زید سے نوازش علی اور زینب پیدا ہوئی۔ اس کے بعد خالدہ کا انتقال ہوگیا تو زید نے ہندہ سے نکاح کرلیا۔ ہندہ کے دو بچے ایک نصیب علی اور طاہرہ پیدا ہوئے اس کے بعد زید کا انتقال ہوگیا۔ زید کے انتقال کے تقریباً دس بارہ سال بعد نوازش علی کے ایک لڑکی زبیدہ پیدا ہوئی نوازش علی کی بیوی زبیدہ کے پیدا ہونے کے دس بارہ دن کے بعد انتقال کرگئی۔ اس کے بعد زبیدہ کو ہندہ نے جو کہ زبیدہ کی سوتیلی دادی ہے اس نے اپنا دودھ پلاکر پرورش کیا۔ قدرتی طور پر ہندہ کو دودھ اتر آیا۔ اب زبیدہ کی شادی زینب کے لڑکے صغیر احمد سے کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

زبیدہ نے جب اپنے دادا کی بیوی ہندہ کا دودھ ایامِ رضاعت میں پیا تو ہندہ رضاعی والدہ ہوگئی اور ہندہ کا شوہر یعنی زبیدہ کا دادا رضاعی والد ہوگیا۔ جس طرح نسبی والد کی اولاد در

---

[1] فیحرم منہ مایحرم من النسب إلا أم أخیه وأخته الدرالمختار کراچی ص۲۱۳/ج۳/باب الرضاع،عالمگیری کوئٹہ ص۳۴۳/ج۱/کتاب الرضاع،مجمع الانہر ص۵۵۳/ج۱/ کتاب الرضاع، مطبع دارالکتب العلمیة بیروت،الھدایہ ص۳۵۱/ج۲/ کتاب الرضاع، مطبع مکتبہ تھانوی دیوبند،

اولادسب سے نکاح حرام ہوتا ہے اسی طرح رضاعی والد کی بھی اولاد دراولادسب سے نکاح حرام ہوتا ہے۔ لہٰذا اس صورت میں نسبی (ا) کے اعتبار سے تو صغیر احمد (ا) نسبی پھوپی زاد بھائی ہے۔ زبیدہ کا اتنا ہی رشتہ ہوتا تو نکاح جائز ہوتا۔ لیکن رضاعت کے اعتبار سے زبیدہ اپنے والد کی رضاعی بہن ہوگئی اور اپنی پھوپی کی بھی رضاعی بہن ہوگئی اور صغیر احمد اس کا بھانجہ ہوگیا اور وہ صغیر احمد کی خالہ ہوگئی جس طرح کہ نسبی خالہ سے نکاح ناجائز ہے اسی طرح رضاعی خالہ سے بھی ناجائز ہے۔ ولاحل بين رضيع وولد مرضعته وان سفل وولد زوج لبنها منه فهواب للمرضع وابنه اخ. وبنته اخت وان كانت من امرأة اخرىٰ، مجمع الأنهر[۱] ص ۳۷۷/ ج ۱/. فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

رضاعی ماں کی اولاد سے نکاح

سوال: -حکمِ شرع اس بارے میں کیا ہے؟ جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

(الف)	(ب)
(۱) لڑکی انتقال کم عمری میں	(۱) لڑکی مرحوم
(۲) لڑکا	(۲) لڑکی مرحوم
(۳) لڑکا	(۳) لڑکا
(۴) لڑکی شادی شدہ	(۴) لڑکا
(۵) لڑکا	(۵) لڑکی شادی شدہ
(۶) لڑکی مرحوم	(۶) لڑکا

[۱] مجمع الانهر ص ۵۵۵، ۵۵۴/ ج ۱/ كتاب الرضاع، مطبع دارالكتب العلمية بيروت، البحر الرائق كوئٹه ص ۲۲۶/ ج ۳/ كتاب الرضاع، مكتبه ماجديه، عالمگيری كوئٹه ص ۳۴۳/ ج ۱/ كتاب الرضاع،

(٧) لڑکا

(٨) لڑکا

(٩) لڑکی

(١٠) لڑکی

الف اور ب آپس میں رشتہ دار، الف بھاوج اور ب نند ہے اور ایک ہی جگہ رہتے تھے۔ ب کو ہمیشہ دودھ کی کمی رہتی تھی۔ الف نے باجازتِ شوہر ب کے بچوں کو حسبِ ضرورت وموقع دودھ پلایا ہے اور اب ب کے چوتھے لڑکے کا خیال الف کی دسویں لڑکی سے شادی کی نسبت طے کرنا ٹھہرا ہے اور الف کی دسویں لڑکی کا دودھ ب کے چوتھے لڑکے نے نہیں پیا ہے۔ البتہ (ب) کے چوتھے لڑکے نے (الف) کے آٹھویں لڑکے کا دودھ پیا ہے۔ یہاں پر اختلاف واعتراض دودھ بھائی کا پیدا ہوتا ہے۔ لہٰذا اس مسئلہ میں شرعی حکم سے مطلع فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جب کہ ب کے چوتھے لڑکے نے الف کا دودھ پیا ہے تو الف اس کی رضاعی والدہ ہوگئی اور الف کی سب اولاد اس کے رضاعی بھائی بہن بن گئے۔ اس کی شادی الف کی کسی بھی لڑکی کے ساتھ جائز نہیں بالکل حرام ہے۔ اس نے دودھ الف کے کسی لڑکے یا لڑکی کے زمانۂ شیر خوارگی میں پیا ہو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس طرح چوتھے لڑکے کے علاوہ جس نے بھی الف کا دودھ پیا ہے اس کی شادی الف کی کسی بھی لڑکی سے درست نہیں ہے[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۱۱/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] یحرم علی الرضیع ابواہ من الرضاع واصولھما وفروعھما من النسب (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

رضاعی بھانجی سے نکاح

سوال:- میرے ایک ملنے والے ہیں جن کے متعلق مندرجہ ذیل معلومات کرنا چاہتا ہوں۔ یہاں پر ایک نکاح ہوا ہے اور بعد نکاح یہ معلوم ہوا کہ لڑکی نے شوہر کی حقیقی بہن کا دودھ بچپن میں ایک دوماہ تک پیا۔ کیونکہ پیدائش کے بعد لڑکی کی والدہ بیمار ہونے کے سبب اس کو دودھ نہ پلاسکی اور اس کو شوہر کی بہن کا دودھ پلایا گیا۔ تو شریعت کے مطابق یہ نکاح ہوگیا ہے یا نہیں؟ اگر نکاح نہیں ہوا تو شرعاً کیا کرنا چاہئے؟

الجواب حامداًومصلیاً

رضاعی بھانجی سے نکاح حرام ہے[۱] اگر غلطی سے ایسا کر دیا گیا تو فوراً ان دونوں میں جدائی کرادی جائے اور شوہر کہدے کہ میں نے تعلّقِ زوجیت ختم کردیا اور طلاق دیدی، اس کے بعد عدت تین حیض گذار کر لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کردیا جائے۔ اگر دونوں میں خلوت نہیں ہوئی تو طلاق کے بعد عدت لازم نہ ہوگی[۲] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) والرضاع جميعا حتى ان المرضعة لوولدت من هذاالرجل اوغير قبل هذاالارضاع اوبعده اوارضعت رضيعا او ولد لهذاالرجل من غيرهذا المرأة قبل هذاالارضاع اوبعده اوارضعت امرأة من لبنه رضيعا فالكل ا خوة الرضيع واخواته واولادهم اخوته واخواته،عالمگيرى كوئٹه ص ۳۴۳/ ۱، كتاب الرضاع، مجمع الانهر ص ۵۵۴/ ۱، كتاب الرضاع، مطبوعه دارالكتب العلميه بيروت، البحرالرائق كوئٹه ص ۲۲۶/ ۳، كتاب الرضاع،

[۱] فيحرم به أى الرضاع مايحرم من النسب، ملتقى الأبحر ص ۵۵۲/ ۱، كتاب الرضاع، مكتبه دارالكتب العلميه، شامى زكريا ص ۴۰۲/ ۴، باب الرضاع، تبيين الحقائق ص ۵۵۲/ ۱، كتاب الرضاع، دارالكتب العلميه،

[۲] المتاركة فى الفاسد بعد الدخول لاتكون إلا بالقول كخليت سبيلک أوتركتک الخ، الهندية ص۳۳۰ رج۱ر الباب الثامن فى النكاح الفاسد وأحكامه، مكتبه كوئٹه پاكستان، البحر كوئٹه ص ۲۳۰/ ۳، كتاب الرضاع،

رضاعی بھتیجی کا حکم

سوال:- میرے خسر کو میری والدہ نے بچپن میں دودھ پلایا تھا، لہٰذا میرے خسر میرے رضاعی بھائی ہوئے اور جس لڑکی سے میرا عقد ہوا وہ میری بھتیجی ہوئی۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس لڑکی کیساتھ میرا نکاح درست ہے یا نہیں؟ اگر درست نہیں ہے تو اب کیا کیا جائے؟

الجواب حامداًومصلیاً

ایّام رضاعت میں دودھ حلق کے اندر اتر جائے تو رضاعت ثابت ہوجاتی ہے دودھ کم ہو یا زائد ایک دفعہ ہو یا زائد سب[1] کا یہی حکم ہے۔ اگر یہ ثابت ہو کہ ایّام رضاعت میں آپ کے خسر کو آپ کی والدہ نے دودھ پلایا ہے تو آپ کے خسر آپ کی والدہ کے رضاعی بیٹے اور آپ کے رضاعی بھائی ہوگئے اور جس لڑکی سے آپ کی شادی ہوئی وہ آپ کی رضاعی بھتیجی ہوئی اور رضاعی بھتیجی سے نکاح حرام ہے۔ یحرم من الرضاع مایحرم من النسب[2]. لیکن قابلِ غور یہ امر ہے کہ جس وقت آپ کی شادی ہوئی کیا اس وقت رضاعت کا علم نہیں تھا یا مسئلہ کا علم نہیں تھا۔ اگر لاعلمی میں ایسا ہوا تو فوراً متارکت لازم ہے۔ آپ اس سے تعلق زوجیت ختم کردیں[3] اگر جان بوجھ کر ایسا کیا تو سخت گناہ کیا۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۱۰/۷ ۱۳۸ھ

---

[1] والرضاع یثبت حکمه وهو حل النظر وحرمة المناکحة بقلیله وکثیره فی مدته لابعدها (الدر المنتقی ص ۱/۵۵۱، کتاب الرضاع، مکتبه دارالکتب العلمیه، عالمگیری کوئٹه ص ۳۴۲/ ج ۱/ کتاب الرضاع، هدایه ص ۲/۳۵۰، کتاب الرضاع، مکتبه تهانوی دیوبند،

[2] شامی نعمانیه ص ۴۰۵/ ج ۲/ باب الرضاع، تبیین الحقائق ص ۱۸۱/ ج ۲/ کتاب الرضاع، مکتبه امدادیه ملتان، مجمع الانهر ص ۵۵۲/ ۱/ کتاب الرضاع، دارالکتب العلمیه،

[3] لابد من تفریق القاضی أو المتارکة بالقول فی المدخول بها (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

رضاعی بھائی کی لڑکی سے نکاح

سوال:-محمد رمضان کی والدہ مسماۃ غلام فاطمہ کا دودھ شاہ محمد نے بھی پیا اور اس وقت شاہ محمد کی عمر چھ ماہ کی تھی کہ والدہ شاہ محمد فوت ہوگئی اور شاہ محمد کی حقیقی بہن غلام فاطمہ والدہ محمد رمضان ہے جس کا شاہ محمد نے دودھ پیا ہے۔اب محمد رمضان چاہتا ہے کہ شاہ محمد اپنی دختر کا نکاح اور عقد میرے ساتھ کردے۔کیا شرعاً محمد رمضان کا نکاح شاہ محمد کی بنت سے ہوسکتا ہے یا نہیں اور جس وقت شاہ محمد،غلام فاطمہ والدہ محمد رمضان کا دودھ پیتا ہے اس وقت محمد رمضان غلام فاطمہ کو پیدا اور تولد نہیں ہوا تھا بلکہ بعد آٹھ سال کے محمد رمضان تولد ہوتا ہے۔لہٰذا محمد رمضان کا اور شاہ محمد کا اکٹھے دودھ پینا نہیں ہوا بلکہ پس وپیش ہے۔کیا کوئی ایسی صورت شرعاً نکل سکتی ہے کہ محمد رمضان کا نکاح شاہ محمد کی دختر سے درست ہو۔دوسرے کیا شرعِ محمدی میں ہمشیرہ حقیقی کا دودھ پینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

محمد رمضان اور شاہ محمد نے اگرچہ ایک وقت میں غلام فاطمہ کا دودھ نہیں پیا ہے بلکہ پس وپیش پیا ہے لیکن شریعت کی رو سے دونوں رضاعی بھائی بن گئے۔جو حکم بیک وقت دودھ پینے پر مرتب ہوتا ہے وہی پس وپیش پینے پر مرتب ہوتا ہے،رضاعی بھائی کی اولاد سے نکاح حرام ہے لہٰذا یہ نکاح صحیح نہ ہوگا۔**ولاحلّ بين الرضيعة، وولد مرضعتها اى التى ارضعتها وولد ولدها لانّه ولد الاخ اھ درمختار. وشمل ايضاً بالولادة قبل ارضاعها للرضيعة او بعده ولوبسنين اھ شامی[1] ص ۶۳۱/ج۲/ولاحل بين رضيعى ثدى وان اختلف**

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) **وفی غيرها يكتفى بالمفارقة شامی نعمانيه ص ۴۱۴/ج۲/ قبيل كتاب الطلاق،عالمگيری کوئٹه ص۳۴۷/ج ۱/كتاب الرضاع.**

[1] الدرالمختار على الشامی ص۴۰۸/۲، مكتبه نعمانيه، باب الرضاع،

زمانهما ولا بين رضيع وولد مرضعته وان سفل اھ مجمع الأنهر[۱] ص۲۷۷/ ج ۱/.

بوقت ضرورت بہن کا دودھ پینا شرعاً درست ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

کیا رضاعی بھائی کی لڑکی سے نکاح ہوسکتا ہے؟

سوال: -زید نے اپنی حقیقی نانی کا دودھ دوسال کی عمر کے اندر پیا تو کیا اس کے حقیقی ماموں کی بیٹی سے نکاح صحیح ودرست ہے اور اگر نکاح ہوگیا اور اولاد بھی ہوگئی تو کیا اب اس کو اپنی زوجہ سے جدائی اور مفارقت کرنی چاہئے یا نہیں اور اس اولاد کی نسبت کیا حکم ہے حلالی ہے یا حرامی؟

الجواب حامداًومصلیاً

صورت مسئولہ میں زید اور اس کا ماموں رضاعی بھائی ہوگئے اور ماموں کی بیٹی زید کی رضاعی بھتیجی ہوئی لہٰذا ان دونوں کا نکاح آپس میں ناجائز ہے اگر نکاح ہو چکا ہے تو مفارقت ومتارکت لازم ہے **ولا حل بين الرضيعة وولد مرضعتها وولد ولدها لانه ولد الاخ** اھ درمختار[۲] یہ نکاح فاسد ہے اور نکاح فاسد میں امام اعظمؒ کے نزدیک نسب ثابت ہوجاتا ہے۔ **ودخل تحت النكاح الفاسد النكاح بغير شهود ونكاح المحارم مع العلم بعدم الحل**

[۱] مجمع الأنهر ص:۵۵۴/ ج: ۱/ كتاب الرضاع، مكتبه دار الكتب العلمية، البحر كوئٹه ص:۲۲۷/ ج:۳/ كتاب الرضاع، تبيين الحقائق ص:۱۸۳/ ج: ۲/ كتاب الرضاع، مكتبه امداديه ملتان،

[۲] الدر المختار على ردالمحتار ص۴۰۸/ج۲/باب الرضاع، مكتبه نعمانيه، مجمع الانهر ص۵۵۴/ ج ۱/ كتاب الرضاع، دار الكتب العلميه بيروت، البحر كوئٹه ص۲۲۶/ج۳/ كتاب الرضاع.

عند الامام خلافاً لهما النسب كما يثبت بالنكاح الصحيح يثبت بالنكاح الفاسد .
هداية[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۸/۸/۵۵ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف ۹/ شعبان ۱۳۵۵ھ

رضاعی بھائی سے نکاح

سوال:- زید کی دو بیویاں (ہندہ اور زینب) ہیں۔ عمر نے ہندہ کا دودھ پیا اور زید کی ایک لڑکی خالدہ جو بطن زینب سے ہے۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ عمر اور خالدہ کے درمیان رضاعت از روئے شرع ثابت ہوگی یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب حامداً ومصلیاً

صورت مسئولہ میں لبن ہندہ زید سے ہے لہٰذا عمر زید کا رضاعی بیٹا ہوا اور خالدہ زید کی نسبی بیٹی ہے (اگرچہ بطن زینب سے ہے) پس عمر اور خالدہ دونوں بہن بھائی ہوئے ان کا نکاح آپس میں درست نہیں ولا حل بين رضيع وولد زوج لبنها اى لبن المرضعة منه اى من الزوج بان نزل بوطئه فهو اى ذٰلك الزوج اب للرضيع وابنه اى ابن زوج المرضعة اخ للرضيع وان كان من امرأة اخرىٰ وبنته أخت للرضيع وان كان من امرأة اخرىٰ اه مجمع الانهر[2] ص ۳۷۸/۱. فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف ۱۳/ جمادی الاول ۵۵ھ

[1] هدايه ص ۴۱۴/ج ۲/ كتاب الطلاق، قبيل باب حضانة الولد ومن احق به، عالمگيری كوئٹه ص ۳۳۰/ج ۱/الباب الثامن فی النكاح الفاسد واحكامه، (باقی حواشی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

رضاعی ماموں سے نکاح درست نہیں

سوال:-نواسی کا نکاح رضاعی ماموں سے معلوم نہ ہونے کی وجہ سے ہوگیا ہے، بعد میں اس کے رضاعی ماموں ہونے کا علم ہوا۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ نکاح ہونے کے بعد جب عورت حاملہ ہوچکی ہے اس کی نانی نے دورانِ گفتگو اس بات کا اقرار کیا کہ بچپن میں جب شوہر کی والدہ شدید بیمار تھیں تو میں نے اس وقت لڑکے کو دودھ پلایا تھا۔ اس بناء پر شوہر اپنی منکوحہ کا رضاعی ماموں ہوتا ہے۔ اس کا نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟ اور عنقریب جو بچہ پیدا ہونے والا ہے وہ حلالی ہے یا حرامی۔ نکاح کے جواز اور عدم جواز کو اور بچہ کے حلال اور عدم حلال کو واضح کر کے مسئلہ مذکورہ کا جواب وضاحت کے ساتھ عنایت فرمائیں۔ عدمِ جواز کی صورت میں فساد برپا ہونے کا اندیشہ ہے۔ اس لئے عورت کے ساتھ کیا معاملہ برتا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر شوہر کے نزدیک یہ بات صحیح ہے کہ اس کی زوجہ اس کی رضاعی بھانجی ہے تو یہ نکاح صحیح نہیں[۱] ہوا فوراً اس کو علیحدہ کردے۔ بچہ پیدا ہونے سے پہلے اس کے متعلق کچھ نہ دریافت کیا جائے۔ اگر شوہر کے نزدیک یہ بات غلط ہے تو اس نکاح کو ناجائز نہیں کہا جائے گا۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۱/ ۹۶ھ

(پچھلے صفحہ کے باقی حواشی) الدر المختار مع الشامی زکریا ص۲۷۷/ ج۴/ باب المهر، مطلب فی النكاح الفاسد.

[۲] مجمع الأنهر ص۵۵۵/ ج۱/ كتاب الرضاع مكتبه دارالكتب العلمية، البحرالرائق كوئٹه ص۲۲۶/ ج۳/ كتاب الرضاع، عالمگيری كوئٹه ص۳۴۳/ ج۱/ كتاب الرضاع.

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] وإن صدقها الرجل وكذبتها المرأة فسد النكاح، الهندية ص۳۴۷/ ج۱/ كتاب الرضاع، مكتبه كوئٹه پاكستان، تاتارخانيه ص۲۳۹/ ج۳/ ادارة القرآن كراچی، كتاب الرضاع، البحر كوئٹه ص۲۳۳/ ج۳/ كتاب الرضاع،

رضاعی چچا سے نکاح

سوال:–زید کی اہلیہ کے ایک لڑکا خالد ہوا۔ خالد کے ہوتے ہی زید کی اہلیہ مرگئی تو زید کی بڑی لڑکی سلمٰی نے اپنا دودھ پلاکر اپنے بھائی خالد کی پرورش کی۔ اب خالد کے پاس ایک لڑکی شادی کے لائق موجود ہے تو خالد اپنی بڑی بہن سلمٰی کے سب سے چھوٹے لڑکے کے ساتھ اس کا عقد کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

اس صورت میں سلمٰی کے لڑکے کا نکاح خالد کی لڑکی سے جائز نہیں۔ اس لئے کہ جب خالد نے سلمٰی کا دودھ پی لیا تو سلمٰی اس کی رضاعی ماں ہوگئی اور سلمٰی کا لڑکا خالد کا رضاعی بھائی ہوکر خالد کی لڑکی کا رضاعی چچا ہوا[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۳/۲۹ھ

نکاح کے وقت حرمت رضاعت سے خاموشی پھر بعد میں اظہار

سوال:–سراج الدین ولد دلبر خان کی شادی چودہ سال قبل شاہ بیگم دختر کالا خان نمبر دار کوڈارہ کے ساتھ ہوئی۔ مسمّٰی مذکورہ نے بارہ سال گذرنے کے بعد دوسری شادی مسماۃ حسن جان دختر کالا خاں سے کی۔ پہلی بیوی سے تین لڑکیاں ہیں اور سسر نے مسمّٰی مذکورہ سے گیارہ ہزار بطورِ قرض حسنہ لئے تھے۔ دوسری شادی ہونے کی وجہ سے اور روپیہ دینے کی وجہ سے مسمّٰی مذکور کے سسر اور ساس نے دودھ پینے کا مسئلہ بنالیا ہے اور مسمّٰی مذکور کی بیوی شاہ بیگم کو ورغلا کر مسمّٰی مذکور سے طلاق لینا چاہتے ہیں اور ایک دوسری جگہ نکاح کا منصوبہ بنا رہے ہیں۔ دودھ

[1] فيحرم به أي الرضاع مايحرم من النسب، ملتقى الأبحر على مجمع الأنهر ص ۵۵۲/ ج ۱، كتاب الرضاع، مكتبه دارالكتب العلمية، تبيين الحقائق ص ۱۸۱/ ج ۲/ كتاب الرضاع، مكتبه امداديه ملتان، مجمع الانهر ص ۵۵۲/ ج ۱/ كتاب الرضاع، دارالكتب العلميه بيروت،

پینے کا نہ کوئی گواہ ہے اور نہ کوئی ثبوت ہے اور نہ مسمّٰی مذکور کی شادی کے وقت کوئی جھگڑا تنازعہ تھا۔ دونوں فریقین کی مرضی وخوشی ورضا سے مسمّٰی مذکور کی شادی ہوئی تھی۔ مگر آج دوسری شادی کرنے اور روپیہ مانگنے پر یہ جھگڑا بنایا ہے، کیونکہ اس سے قبل بارہ سال تک دودھ کی کوئی بات تک نہ تھی، تو آج کیسے مسمّٰی مذکور کی ساس اور سسر بتاتے ہیں۔ شرعاً ان کے قول کا اعتبار ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

اگر واقعہ اسی طرح ہے تو اب دودھ پینے کا مسئلہ (حرمت رضاعت) بالکل بے محل ہے۔ جو لوگ اپنی لڑکی کا نکاح کرنے والے ہیں وہ نکاح کرتے وقت کیوں خاموش رہے اور کیوں نکاح کیا۔ اگر حرمت رضاعت تھی تو اس وقت کیوں نہیں کہا، اب ان کے قول کا شرعاً اعتبار نہیں[1]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۲۸/ ۹۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

نکاح اور تولد کے بعد حرمت رضاعت کا علم ہوا

سوال:- زید نے ہندہ سے نکاح کیا اور نکاح کو تقریباً تین سال ہوگئے اور اس دوران دو بچے ہندہ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ تقریباً تین سال کے بعد معلوم ہوا کہ زید نے ہندہ کی نانی کا دودھ مدت رضاعت میں پیا تھا جس کے سلسلہ میں علماء نے فتویٰ دیا کہ دونوں یکجا نہیں رہ سکتے۔ اس کے بعد دونوں کو الگ الگ کر دیا گیا۔ لیکن زبانی طلاق نہیں ہو پائی ہے اور اس کے بعد زید نے دوسری شادی بھی کر لی ہے تو کیا زید سے الفاظِ طلاق کہلوانا بھی

[1] والرضاع حجته حجة المال وهی شهادة عدلین أو عدل وعدلتین الدر المختار علی الشامی ص ۴۱۳/ ج ۲/ باب الرضاع مکتبه نعمانیه، مجمع الانهر ص ۵۵۸/ ج ۱/ آخر کتاب الرضاع، دار الکتب العلمیه، فتاوی عالمگیری ص ۳۴۷/ ج ۱/ کتاب الرضاع، مطبوعه کوئٹه،

ضروری ہے یا نہیں؟ اور کیا زید سے جو دونوں بچے ہندہ کے بطن سے پیدا ہوئے ثابت النسب ہیں یا نہیں؟ اور کیا بغیر الفاظِ طلاق کے ہندہ دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے یا نہیں؟ فقط والسلام

الجواب حامداً ومصلیاً

زید کا ہندہ سے نکاح ایسی حالت میں ہوا کہ حرمت رضاعت کا علم نہیں تھا۔ لہٰذا یہ نکاح فاسد ہوا۔ جو بچے ہوئے وہ ثابت النسب ہیں۔ رضاعت کا علم ہونے پر زید زبان سے کہدے کہ میں نے ہندہ سے تعلق زوجیت ختم کردیا۔ پھر عدت گذار کر ہندہ دوسری جگہ نکاح کرے۔ وبحرمة المصاهرة لايرتفع النكاح حتىٰ لايحل لها التزوج بآخر الابعد المتاركة وانقضاء العدة اھ درمختار. النكاح لايرتفع بحرمة المصاهرة والرضاع بل يفسد اھ قوله الا بعد المتاركة اى وان مضى عليها سنون كما فى البزازية وعبارة الحاوى الا بعد تفريق القاضى اوبعد المتاركة اھ وقد علمت ان النكاح لايرتفع بل يفسد وقد صرحوا فى النكاح الفاسد بان المتاركة لاتحقق الا بالقول ان كانت مدخولاً بها كتركتك اوخليت سبيلك اھ (شامی[1] ص ٢٨٣/ ج ٢/)

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ٢١/٢/١٤٠٥ھ

---

[1] شامی کراچی ص ٣/٣٧، فصل فی المحرمات، هنديه كوئٹه ص ١/٢٧٧، الباب الثالث فى المحرمات، بحر كوئٹه ص ٣/٢٣٠، كتاب الرضاع،

فصل چهارم: حرمت نکاح بسبب جمع

پھوپھی بھتیجی کا ایک شخص کے نکاح میں جمع ہونا

سوال:- زید نے اپنی حقیقی بہن ہندہ کا نکاح عمر کے ساتھ کر دیا تھا۔ بہن مذکورہ حیات ہے اور نکاح میں ہے۔ اب زید نے اپنی لڑکی کا نکاح بھی عمر کے ساتھ کر دیا ہے، یہ جائز ہے یا نہیں؟ ماجد کہتا ہے کہ ہرگز نہیں ہونا چاہئے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

ماجد ٹھیک کہتا ہے کہ یہ نکاح ہرگز جائز نہیں[1] وراً اپنی لڑکی کو اس سے علیحدہ کر دے ورنہ یہ نکاح کے نام پر حرام کاری ہوگی۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۸/۵/۸۹ھ

خالہ بھانجی ایک نکاح میں

سوال:- عرصہ آٹھ سال ہوا کہ میرے شوہر نے میری حقیقی بھانجی سے جو کہ بیوہ ہے نکاح کر لیا ہے۔ سب ایک ہی ساتھ رہتے تھے۔ جب وہ ایک مرتبہ گھر میں آئے تو میں نے پردہ کر لیا۔ اب میں بہت سخت پریشان ہوں کیا کروں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

خالہ بھانجی کا ایک نکاح میں جمع کرنا حرام ہے[2] تو آپ کی بھانجی سے آپ کے شوہر نے جو نکاح کر لیا ہے وہ شرعی نکاح نہیں بلکہ نکاح کے نام پر زنا ہے، حرام کاری ہے۔ تاہم

---

[1] لاتنكح المرأة على عمتها شامی کراچی ص ۳۹/ ج ۳/ فصل في المحرمات، البحر کوئٹہ ص ۹۷/ ج ۳/ باب المحرمات، الفقه الحنفي وادلته ص ۱۵۷/ ۲، الرابع محرمات بالجمع، مكتبة الغزالي دمشق.

(نمبر ۲/ کا حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

E:\F.M.Fainal\Jild-17\02-Hurmate Nikah Basabab Jama

آپ کا نکاح فسخ نہیں ہوا۔ آپ کو اپنے شوہر سے پردہ نہیں کرنا چاہئے۔ اپنی غلطی کے وہ خود ذمہ دار ہیں، ان کی غلطی میں ان کا ساتھ ہرگز نہ دیں اور حقوقِ زوجیت اپنی طرف سے پوری طرح ادا کریں۔ حق تعالیٰ سے شوہر کے لئے دعا کریں۔ اللہ پاک ان کی اصلاح فرمائے اور آپ کی پریشانی دور کرے اور سکون عطا فرمائے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

سالی سے پردہ اور نکاح کا حکم

سوال:- سالی سے پردہ کرنا چاہئے یا نہیں اور کچھ حد مقرر ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جی ہاں پردہ کرنا چاہئے وہ اجنبیہ ہے اس کی بہن کو طلاق دینے اور عدت گذرنے پر یا اس کے انتقال پر اس سے نکاح درست ہے۔ اس سے خلوت بھی منع ہے[۱] ہنسی، مذاق، اور بے پردہ سامنے آنا بھی منع ہے[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ)[۲] (قوله لاتنكح المرأة على عمتها) الى ما قال ولاعلى خالتها الخ، شامی کراچی ص ۳۹/ ج۳/ فصل فی المحرمات، البحر کوئٹہ ص۹۷/ ج۳/باب المحرمات.

(**حاشیہ صفحہ ہذا**) [۱] ماتت امرأته له التزوج باختها بعد يوم من موتها، شامی زکریا ص ۱۱۶/۴، كتاب النكاح، فصل فی المحرمات، الدر المنتقى مع مجمع الانهر ص۴۷۸/۱، باب المحرمات، طبع بیروت، مبسوط للسرخسی ص ۲۱۰/۴، كتاب النكاح، دار الفكر، تاتارخانيه ص۳/۷، كتاب النكاح، باب مايجوز من الانكحة ومالايجوز، ادارة القرآن کراچی،

[۲] الخلوة بالاجنبية حرام، الدر المختار على هامش ردالمحتار زکریا ص ۵۲۹/ج۹/كتاب الحظر والاباحة، فصل فی النظر والمس، البحر الرائق کوئٹہ ص ۱۹۴/ج۸/كتاب الكراهية فصل فی النظر والمس، زیلعی ص۱۷/ ج۶/ كتاب الكراهية، فصل فی النظر والمس، مطبع امدادیہ ملتان،

بیوی کی بہن سے نکاح

سوال:- (۱) زید صاحب اولاد ہے،اس نے دوسری شادی کرنے کا بیوی سے اظہار کیا۔ بیوی نے کہا اگر آپ شادی کرنا چاہتے ہیں تو میری چھوٹی بہن سے ہی کریں۔آخر کار زید نے نکاح کرلیا۔ اب لوگوں نے اس نکاح کو ناجائز کہنا شروع کردیا۔ ایک قاضی صاحب سے معلوم کیا انھوں نے ناجائز کہا۔ آیا یہ نکاح جائز ہے یا ناجائز؟

(۲) نکاح کرنے سے سالی زوجیت میں آگئی یا نہیں؟

(۳) نصف مہر واجب ہوگا یا نہیں؟

(۴) اگر جماع کرلیا ہے تو پہلی بیوی نکاح میں باقی ہے یا نکاح فسخ ہوگیا۔

(۵) جماع کے بعد دونوں میں سے اول کو رکھ سکتا ہے یا ثانی کو؟

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) بیوی کی بہن سے نکاح حرام ہے[1]۔ ہاں اگر بیوی مرجائے یا اس کو طلاق دیدے اور عدت گذر جائے تو اس کی بہن سے نکاح ہوسکتا ہے۔

(۲) وہ زوجیت میں نہیں آئی[2]۔

(۳) کچھ بھی واجب نہ ہوگا علیحدگی واجب ہوگی ہرگز دونوں تنہائی میں جمع نہ ہونے پائیں[3]۔

---

[1] لایجمع بین اختین بنکاح سواء کانتا اختین من النسب اومن الرضاع عالمگیری کوئٹہ ص۲۷۷/ج۱/القسم الرابع المحرمات بالجمع،فتح القدیر ص۲۱۲/ج۳/فصل فی بیان المحرمات،شامی زکریاص۱۱۹/ج۴/کتاب النکاح، فصل فی المحرمات.

[2] وان تزوجهما فی عقد تین فنکاح الاخیرة فاسد،عالمگیری کوئٹہ ص۲۷۷/ج۱/القسم الرابع المحرمات بالجمع، تاتارخانیہ ص۱/ج۳/ الفصل الثامن فی بیان مایجوز من الانکحة ومالایجوز، ادارۃالقرآن، الفقه الحنفی وادلته ص۱۵۷/۲، الرابع المحرمات بالجمع، مکتبه الغزالی دمشق،

[3] ویجب علیه ان یفارقها فان فارقها قبل الدخول لایثبت شئی من الاحکام، عالمگیری کوئٹہ ص۲۷۷/ج۱/القسم الرابع المحرمات بالجمع،تاتارخانیہ ص۱/ج۳/الفصل الثامن ادارۃ القرآن.

(۴) سالی سے جماع کرنا حرام ہے مگر اس سے اس کا پہلا نکاح فسخ نہیں ہوا[1]۔

(۵) اول تو پہلے ہی سے نکاح میں ہے دوسری کو فوراً الگ کر دے، پھر اگر پہلی کو طلاق دیدے گا اور عدت گذر جائے گی تو دوسری سے نکاح کی اجازت ہو سکے گی[2]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۴/ ۸۹ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

بیوی کی بہن سے نکاح

سوال:– زید نے ہندہ سے شادی کی مگر چند دنوں کے بعد اس نے ہندہ ہی کی حقیقی بہن سے شادی کر لی جب کہ ہندہ اس کے نکاح میں پہلے سے موجود تھی۔ تو دریافت طلب یہ ہے کہ نکاح ثانی درست ہوا یا نہیں؟ اگر درست نہیں ہوا تو پہلی بیوی پر اس کا کچھ اثر پڑے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

بیک وقت دو بہنوں کو نکاح میں رکھنا حرام ہے لقولہٖ تعالیٰ وان تجمعوا بین الاختین، الآیۃ[3] بصورت مسئولہ میں دوسرا نکاح باطل ہوا۔ ولو تزوج اختین فی عقدین ولم

---

[1] وطی اخت امرأته لاتحرم علیه امرأته الدرالمختار علی هامش ردالمحتار زکریا ص۱۰۸/ ج۴/ کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، خلاصة الفتاوی ص۷/ ج۲/ کتاب النکاح، مطبوعه لاهور،

[2] وان تزوجهما فی عقد تین فنکاح الاخیرة فاسد ویجب علیه ان یفارقها عالمگیری کوئٹه ص۲۷۷/ ج۱/ القسم الرابع فی المحرمات.

[3] سورة النساء آیت۲۳، فتح القدیر ص۲۱۲/ ج۳/ فصل فی بیان المحرمات، مطبوعه دارالفکر، عالمگیری کوئٹه ص۲۷۷/ ج۱/ القسم الرابع المحرمات بالجمع.

تعلم الاولیٰ الخ،اذ لوعلمت لبطل نکاح الثانیة (سکب الانھر ص ٣٢٥/ ج ١/)[1] زید پرلازم ہے کہ فوراً دوسری عورت سے علیٰحدگی اختیار کر کے صدقِ دل سے توبہ واستغفار کرے۔ اگر دوسری عورت سے زید نے مجامعت کرلی تو ہندہ سے اس وقت تک علاحدہ رہے جب تک دوسری عورت کو ایک حیض نہ گذر جائے۔ولوزنیٰ باحدی الاختین لایقرب الاخریٰ حتی تحیض الاخریٰ بحیضة (مجمع الأنھر[2] ص ٣٢٥/ ج ١/). فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ٢/٦/٨٨ھ

ایک عورت سے نکاح کے بعد اس کی بیٹی سے نکاح کرنا

سوال:- زیب النساء بیوہ سے شرف الدین نے نکاح کیا۔ابھی صحبت نہیں ہوئی تھی کہ بیوہ نے اپنی نابالغہ لڑکی کا نکاح شرف الدین سے کردیا جس پر برادری میں شور مچ گیا۔یہ بات بالکل سچی ہے کہ ابھی خلوت پہلی بیوی زیب النساء سے نہیں ہوئی۔تو اب کونسا نکاح درست ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

ماں اور بیٹی کا نکاح میں جمع کرنا حرام ہے[3] لہٰذا جب زیب النساء سے نکاح ہو چکا

---

[1] سکب الانھرعلی مجمع الانھر ص ٤٧٩/ ١، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، باب المحرمات، فتح القدیر ص ٢١٤/ ج٣/ فصل فی المحرمات، مطبوعہ دارالفکر، البحر کوئٹہ ص ٩٦/ ج٣/فصل فی المحرمات.

[2] مجمع الأنھر ص ٤٧٩/ج ١/باب المحرمات، مطبوعہ بیروت، البحر کوئٹہ ص ٩٦/ج٣/ فصل فی المحرمات،

[3] وحرم المصاھرة بنت زوجتہ الموطؤة مطلقاً بمجرد العقد وإن لم توطاء الزوجة الدرالمختار کراچی ص ٣٠/ج٣/ فصل فی المحرمات، زیلعی ص ١٠٢/ج٢/فصل فی المحرمات، مطبوعہ امدادیہ ملتان، بحر کوئٹہ ص ٩٣/ج٣/فصل فی المحرمات،

ہے تو اس کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں ہوا۔ مگر چونکہ ابھی زیب النساء سے صحبت اور تنہائی کی نوبت نہیں آئی، اس لئے اس کو اگر اس حالت میں طلاق دیدے گا تو اس کی لڑکی سے نکاح کی اجازت ہو جائے گی۔ لیکن یہ نکاح کافی نہیں ہوگا دوبارہ نکاح کرنا پڑے گا۔ پھر زیب النساء ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی خواہ اس کی لڑکی سے صحبت ہو یا نہ ہو۔ اگر زیب النساء سے صحبت وغیرہ ہوگی یا ہو جائے تو اس کی وجہ سے بھی اس کی لڑکی ہمیشہ کے لئے حرام ہو جائے گی۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۱/۹۵ھ

غلط طریقہ پر پیدا شدہ لڑکی اور علاتی سالی کی لڑکی سے نکاح

سوال: –"ان تجمعوا بین الاختین" کی زوجہ ثانیہ کی اولاد سے انجان صورت حال یا جانکاری کی حالت میں ان کے اغیار سے جن کو ان کے رشتہ سے کوئی واسطہ نہیں۔ ایسی لڑکی سے ایک مومن کا عقد و مناکحت جائز ہے یا نہیں؟

باپ شریک سالی کی اولاد سے یعنی اس قسم کی سارھو کی بیٹی سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر کوئی لڑکی غلط طریقہ پر پیدا ہوئی تو اس سے عقدِ نکاح حرام نہیں، جبکہ اس سے حرمت کا کوئی رشتہ نہ ہو۔ جب تک بیوی نکاح میں رہے اسکی سوتیلی بہن کی لڑکی سے نکاح جائز نہیں[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] فلایجوز الجمع بین المرأة وعمتها أوخالتها مجمع الأنهر ص ۴۸۰/ج ۱/باب المحرمات، مطبوعہ دارالتکب العلمیہ بیروت، البحر کوئٹہ ص ۹۷/ج ۳/باب المحرمات، الفقہ الحنفی وادلتہ ص ۱۵۷/۲، محرمات النکاح، الرابع محرمات، بالجمع مکتبة الغزالی دمشق،

علاتی سالی سے نکاح

سوال:- زید نے زبیدہ سے نکاح کیا جس سے چند لڑکے بھی پیدا ہوئے۔ بعدہ زید نے زبیدہ کی حیات میں زبیدہ کو طلاق دیئے بغیر اس کی علاتی بہن خدیجہ سے شادی کرلی۔ خدیجہ کے والدین اور گاؤں والوں نے بہت سمجھایا لیکن خدیجہ اور کہیں نکاح کے لئے آمادہ نہیں ہوئی نہ زید زبیدہ کو طلاق دینے کو تیار ہوا۔ زبیدہ بھی طلاق لینے پر آمادہ نہ ہوئی۔ ایسی صورت میں خدیجہ کا نکاح زید سے درست ہوا یا نہیں؟ کیا ان لوگوں سے قطع تعلق ضروری ہے اگر نہ کیا جائے تو کیسا ہے زید کی کمائی زبیدہ اوران کے خسر اور سالے وغیرہ کو کھانا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ نکاح حرام ہے[1] لوگوں کو چاہئے کہ زید اور خدیجہ کے درمیان تفریق کرادیں[2] اگر وہ نہ مانیں تو ان سے قطع تعلق کردیں یہاں تک کہ وہ تنگ آکر توبہ کرلیں اور حرام سے کنارہ کش ہوجائیں۔ جب تک وہ اس حرام کاری سے باز نہ آئیں ان سے میل جول نہیں رکھنا چاہئے خسر اور سالے وغیرہ کو خصوصیت سے اس معاملہ میں زور ڈالنے کی ضرورت ہے۔ یہ لوگ لین دین بالکل بند کردیں[3] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

---

[1] وحرم الجمع بين المحارم نكاحاً أى عقداً صحيحاً وعدة ولو من طلاق بائن الدر المختار كراچی ص۳۸/ ج۳/ فصل في المحرمات، مجمع الانهر ص۴۷۸/ ج۱/ باب المحرمات، دار الكتب العلميه بيروت، البحر كوئٹه ۱۰۲/ ج۳/ باب المحرمات.

[2] بل يجب على القاضي التفريق بينهما، الدر المختار ص۱۳۳/ ۳، باب المهر، مطلب في النكاح الفاسد، مطبوعه دار الفكر، عالمگيرى كوئٹه ص۳۳۰/ ج۱/ الباب الثامن في النكاح الفاسد، البحر كوئٹه ص۹۶/ ج۳/ باب المحرمات.

[3] وفيه دليل على وجوب هجران من ظهرت معصيته فلايسلم عليه الاان يقلع وتظهر توبته الخ المفهم ص۹۸/ ج۷/ باب يجهر من ظهرت معصيته الخ، دار ابن كثير بيروت، مرقات ص۱۶۷/ ج۴/ باب ماينهى عنه من التهاجر، مطبوعه اصح المطابع بمبئى،

سوتیلی سالی سے نکاح

سوال: -میری شادی کو ۲۲؍ برس ہوگئے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔اب میری بیوی کی خواہش ہے کہ میں اپنی سوتیلی سالی سے نکاح کروں۔کیا سوتیلی سالی سے نکاح درست ہے جب کہ میری بیوی موجود ہو؟

الجواب حامداًومصلیاً

دو بہنوں کو ایک شخص کے نکاح میں جمع کرنا جائز نہیں بالکل حرام ہے[1] دونوں بہنیں حقیقی ہوں یا سوتیلی سب کا یہی حکم ہے۔ یہ خدا کا حکم ہے[2] بیوی کی خوشی یا ناخوشی کو اس میں کوئی دخل نہیں۔خدا کی حرام کی ہوئی چیز بیوی کے کہنے سے حلال نہیں ہوگی۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ ۲؍۴؍۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا

سوال: -ایک صاحب جو کہ نیک صالح ہیں اور نمازی بھی ہیں ان کی عمر اس وقت تقریباً پچاس سال کی ہے دو سگی بہنوں کو ایک ساتھ نکاح میں رکھ رہے ہیں ایک بیوی جس سے متعدد اولاد بھی ہوئی لیکن اب اس پہلی والی بیوی سے ہمبستری نہیں کرتے ہیں نہ اس کا پکا ہوا کھانا کھاتے ہیں۔دوسری بیوی جس کی دو تین اولادیں بھی ہوئیں اس سے ہمبستری کرتے ہیں غرض کہ عرصہ دراز سے اس فعل حرام میں منہمک ہیں تو کیا ایسے شخص کے گھر کھانا کھانا جائز

[1] ولایجمع بین اختین نکاحاً ای عقداً فتح القدیر ص ۲۱۲؍ ج۳؍فصل فی بیان المحرمات، الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۱۱۹؍ ج۴؍ کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، عالمگیری کوئٹہ ص۲۷۷؍ ج۱؍ القسم الرابع المحرمات بالجمع،

[2] حرمت علیکم امهاتکم الی قوله تعالی وان تجمعوا بین الاختین، (سورة النساء الآية ۲۳)

ہے جب کہ وہ یہ کام عمداً کر رہے ہیں اور دوسری بیوی ہے وہ بحمد اللہ نیک صالح نمازی بھی ہیں ان کی لڑکی یا لڑکے سے نکاح کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا حرام ہے لقوله تعالیٰ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ الی قوله تعالیٰ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ[1] جو شخص ایسے حرام کام میں مبتلا ہو جس کو قرآن کریم میں حرام قرار دیا گیا ہو اس کو نیک صالح کہنا غلط ہے جب ان کے یہاں کھانا پینا ترک کر دینے سے انکی اصلاح کی توقع ہو کہ وہ دوسری بیوی کو جو کہ شرعاً بیوی نہیں ہے چھوڑ دیں اور ترک تعلق کر دیں تو یہ ترک تعلق کرنا حق بجانب ہے[2]۔ قال اللّٰہ تعالیٰ فلا تقعد بعد الذکریٰ مع قوم الظّٰلمین[3] وقال اللّٰہ تعالیٰ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار[4]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۲/۶/۱۴۰۰ھ

سوتیلی ساس سے نکاح

سوال:- زید اپنی سوتیلی ساس سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں جب کہ وہ نہ پھوپھی اور نہ خالہ وغیرہ ہے اور اگر نکاح ہو چکا ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟

---

[1] سورۃ النساء آیت ۲۳/ **ترجمہ:** اور تم پر حرام کی گئی ہیں تمہاری مائیں اور یہ کہ تم دو بہنوں کو ایک ساتھ رکھو۔ (بیان القرآن)

[2] وفیه دلیل علی وجوب هجران من ظهرت معصیته فلایسلم علیه الا ان یقلع وتظهر توبته المفهم شرح المسلم ص ۷/۹۸، باب یجهر من ظهرت معصیة حتی تتحقق توبته، مطبع دار ابن کثیر بیروت، مرقاۃ ص ۴/۷۱۶، باب ماینهی عنه من التهاجر، مطبع بمبئی، طیبی ص ۲۴۳/ ج ۹/ المصدر السابق، مطبوعه دیوبند،

[3] سورۃ انعام آیت ۶۸/۔ **ترجمہ:** اگر تجھ کو شیطان بھلا دے تو یاد آنے کے بعد پھر ایسے ظالم لوگوں کے پاس مت بیٹھو (بیان القرآن)

[4] سورہ ہود آیت نمبر ۱۱۳/ **ترجمہ:** اور ظالموں کی طرف مت جھکو کبھی تم کو دوزخ کی آگ لگ جاوے (بیان القرآن)

الجواب حامداً ومصلیاً

جن دوعورتوں میں ایسا تعلق ہو کہ اگر ایک کو مرد فرض کرنے سے دوسری سے اس کا نکاح جائز نہ ہو دونوں طرف سے حرمت ہو تو ایسی دوعورتوں کو نکاح میں جمع کرنا درست نہیں اگر ایک طرف سے جائز ہو دوسری طرف سے حرمت ہو تو دونوں کو جمع کرنا درست ہے، سوتیلی ساس سے نکاح کرنا شرعاً درست ہے، کیونکہ زید کی بیوی کو اگر مرد فرض کیا جائے تو اس کا نکاح زید کی سوتیلی ساس سے درست نہیں کیوں کہ وہ موطوءۃ الاب ہے اگر سوتیلی ساس کو مرد فرض کرلیا جائے تو زید کی بیوی سے اس کا نکاح درست ہے کوئی رشتہ حرمت نہیں وحرم الجمع بین امرأتین ایّةفرضت ذکراحرم النکاح اھ کنزبقوله ایةفرضت لانه لو جاز نکاح احداهما علی تقدیر مثل المرأة بنت زوجها او امراةابنها فانه یجوز الجمع بینهما عند الائمةالاربع وقد جمع عبدالله بن جعفر بین زوجة علی وبنته و لم ینکر علیه احد اھ بحر الرائق ص ۹۸ / ج ۳[1] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۸/۷/۱۴۰۰ھ

مفلوج بیوی کی بہن سے نکاح

سوال:- زید کی زوجہ ایک مدت دراز سے بعارضہ فالج بیمار ہوگئی گھر کا کوئی کام نہیں ہوسکتا اس سے زید کو از حد مشکل ہوگئی۔ ایسے مشکل وقت میں زید کی سالی گھر کا کام چلاتی رہی اس پر مشکل یہ پڑی کہ اس سالی سے ناجائز تعلق ہوگیا اب یہ سالی زید کے گھر رہا کرتی ہے۔ ایسے وقت پہلی بیوی کو طلاق دینے کی سوچ رہا ہے اور وہ طلاق لینے کو ناپسند کرتی ہے اور اپنی بہن سے نکاح کرلینے سے رضامند ہے۔ فی الحال زید نے یہ تجویز کیا کہ پہلی عورت جو کسی کام

[1] البحر الرائق ص۹۸ / ج۳، مطبوعه کراچی، فصل فی المحرمات، مجمع الانهر ص ۴۷۹/ ج ۱ / کتاب النکاح، باب المحرمات، دارالفکر بیروت، فتح القدیر ص۲۱۷ / ج۳/ فصل فی بیان المحرمات، مطبوعه دارالفکر،

کے قابل نہیں رہی اس کا مہر اور رہائش کا جدا مکان اور نفقہ وغیرہ کی پوری صورت دے کر بغیر طلاق دیئے اس کی بہن سے نکاح کرنے کا ارادہ ہے شریعت مطہرہ میں کوئی صورت ہوتو زید کی زندگی کی کوئی امید ہوگی ورنہ زندگی سے ہاتھ دھونے کا مسلّم خیال ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً

جب تک ایک بہن نکاح میں ہے دوسری بہن سے نکاح قطعاً حرام ہے بلکہ اگر اس کو طلاق دے دی جائے تب بھی جب تک عدت نہ گذر جائے اس کی بہن سے نکاح جائز نہیں۔ **قال الله تعالیٰ وان تجمعوا بین الاختین الآیة**[1] **وحرم الجمع بین المحارم نکاحاً ای عقداًصحیحاً وعدةولو من طلاق بائن اھ** درمختار[2] ص ۴۳۸/ج ۲/.

زندگی سے ہاتھ دھونا کچھ آسان کام نہیں دنیا اور آخرت دونوں منزلیں نہایت کٹھن ہیں۔حرام موت کا انجام زید کو خود سوچ لینا چاہئے اگر ناواقف ہوتو کسی عالم سے دریافت کرلے زید زندگی سے ہاتھ دھوتا ہے اس لئے کہ جوشئی اللہ تعالیٰ نے حرام فرمادی ہے وہ اس کے لئے حلال کیوں نہیں غور وفکر کرے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا اور یہ ضد خداوند تعالیٰ کا قانونِ عام توڑنے کی ضد ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۶/۳/۵۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف ۶/ربیع الاول ۵۷ھ

ربیب کی ماں کے نکاح میں ہوتے ہوئے اس کی مطلقہ بیوی سے نکاح

سوال:-ایک شخص نے اپنی بھاوج سے نکاح کیا۔اس کا ایک بچہ بھائی کا دودھ

[1] سورۃ النساء آیت ۲۳/۔

(نمبر۲/کا حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

پی رہا تھا۔ جب یہ بچہ جوان ہوگیا تو اس کی شادی کردی اس لڑکے نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی، تو پھر چچا نے اس کی بیوی سے بھی نکاح کرلیا، تو یہ نکاح جائز ہے یا نہیں؟ جب کہ لڑکے کی ماں اس کے نکاح میں موجود ہے۔ لوگ اس کو زنا کہتے ہیں۔

الجواب حامداًومصلیاً

ایسی دو عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا ناجائز ہے کہ دونوں میں سے جس کو بھی مرد فرض کیا جائے تو اس کا نکاح دوسری سے ناجائز ہو۔ یہاں یہ صورت ہے کہ اگر اپنی پہلی منکوحہ کو یہ شخص مرد فرض کرے تو اس کا نکاح لڑکے کی بیوی سے ناجائز ہوگا، کیونکہ وہ اس کے بیٹے کی بیوی ہوگی اور قرآن کریم میں ہے وحلائل ابناء کم الذین من اصلابکم[۱] اگر اس لڑکے کی بیوی کو مرد فرض کریں تو اس کا نکاح اس پہلی منکوحہ سے ناجائز نہیں ہوگا۔ کیوں کہ کوئی حرمت کا رشتہ نہیں۔ ربیب کی بیوی سے نکاح جائز ہے ولاتحرم زوجة الربیب ولازوجة الراب اھ شامی[۲] ص ۲۷۹/ج ۲/ وحرم الجمع بین امرأتین ایتهما فرضت ذکرا لم تحل للاخریٰ ابداً فجاز الجمع بین امرأة وبنت زوجها او امرأة ابنها او امة لانهٗ لوفرضت المرأة اومرأة الابن ذکراً لم یحرم بخلاف عکسه اھ درمختار[۳] ص ۲۹۴/ج ۲/. پس اس نکاح کو زنا کہنا غلط ہے۔ کیونکہ یہ نکاح جائز ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۳/ ۹۱ھ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) [۲] الدرالمختار کراچی ص ۳۸/ج ۳/ فصل فی المحرمات، مجمع الانهر ص ۴۷۸/ج ۱/ باب المحرمات، دارالکتب العلمیه بیروت، البحر کوئٹه ص ۱۰۲/ج ۳/ باب المحرمات،

[۱] سورة النساء پ ۴/ آیت نمبر ۲۳/ رکوع ۱۴/۔

[۲] شامی کراچی ص ۳۱/ج ۳/ فصل فی المحرمات، منحة الخالق علی البحر الرائق ص ۹۵/ج ۳/ باب المحرمات، مکتبه کوئٹه.

[۳] الدرالمختار کراچی ص ۳۸/ج ۳/ فصل فی المحرمات، مجمع الانهر ص ۴۸۰/ج ۱/ باب المحرمات، دارالکتب العلمیه، فتح القدیر ص ۲۱۷/ج ۳/ فصل فی بیان المحرمات، دارالفکر،

سالی کی لڑکی سے نکاح

سوال:- سالی کی لڑکی سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً

اس رشتہ کی وجہ سے نکاح حرام نہیں ہوتا[۱] جمع حرام ہے[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

---

[۱] واحل لکم ماوراء ذٰلکم سورۃ النساء ۲۴/.

[۲] والجمع بین إمرأتین لو فرضت إحداھما ذکرا تحرم علیه الاخری، مجمع الأنھر ص ۴۷۹، ج ۱/ باب المحرمات، مطبوعه دارلکتب العلمیه بیروت، شامی زکریا ص ۱۱۶/ ج ۴/ باب المحرمات،

فصل پنجم: حرمت نکاح بسبب اختلاف مذہب

غیر مذہب لڑکے سے نکاح

سوال: -ایک شادی کی تصویر آپ کی خدمت میں ارسال ہے۔ایسے مسلمان ماں باپ کوسکھ کہا جائے یا مسلمان؟ جنھوں نے اپنی لڑکی خوشی کے ساتھ غیر مذہب لڑکے کے (سیول میرج کے ذریعہ) حوالے کی ہو؟ شرعی حکم سے آگاہ فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

مسلمان لڑکی کی شادی غیر مذہب والے سے قطعاً حرام ہے[1] یہ نکاح نہیں بلکہ حرام کاری اورزنا ہے۔ جو باپ اپنی لڑکی کی شادی اس طرح کردے وہ بے غیرت اوردیوث ہے[2] اس نے قرآن حکیم کے حکم کوتوڑا ہے،صاف صاف قرآن شریف میں ہے لاھن حل لھم ولاھم یحلون لھن[3] ایسے شخص سے بالکل قطع تعلق کردیا جائے[4] تاکہ اس کی خباثت کے مہلک اثرات سے دوسرے لوگ محفوظ رہیں اور بہتر یہ ہے کہ اس لڑکے کو بزرگوں سے ملا دیا جائے اوراسلامی اخلاق کی تعلیم ومطالعہ کی اہمیت دی جائے۔کیا بعید ہے کہ اللہ پاک اس کے

---

[1] ولایجوز تزویج المسلمة من مشرک ولا کتابی عالمگیری کوئٹہ ص ۲۸۲/ج۱/القسم السابع المحرمات بالشرک،بدائع کراچی ص ۲۷۱/ج۲/فصل ومنهاان لاتکون المرأة مشرکة.

[2] دیوث هومن لایغارعلی امرأته او محرمه الدرالمختارعلی الشامی زکریاص ۱۱۸/ج۶/باب التعزیر کتاب الحدود،مجمع الانهر ص ۳۷۲/ج۲/باب التعزیر کتاب الحدود.

[3] سوره ممتحنه آیت ۱۰/.

[4] وجوب هجران من ظهرت معصیته فلایسلم علیه الاان یقلع وتظهرتوبته الخ المفهم شرح المسلم ص۹۸/ج۸/باب یهجرمن ظهرت معصیته الخ دارابن کثیربیروت،مرقات ص ۷۱۶/ج۴/باب ماینهی عنه من التهاجراصح المطابع بمبئی،

دل میں اسلام کی محبت وعظمت پیدا فرمائے اور وہ اسلام قبول کرلے۔ پھر ان دونوں کا دوبارہ نکاح کردیا جائے۔ اس لڑکی اور لڑکے دونوں کی عاقبت درست ہوجائے گی اور دونوں تباہی و ہلاکت سے بچ جائیں گے۔ وَمَا ذٰلک علی اللّٰہ بعزیز[1]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۴/۴/ ۹۰ھ

مسلم اور غیر مسلم کا نکاح

سوال:- کافر کی لڑکی اور مسلمان کا لڑکا دونوں کی شادی درست ہے یا نہیں اور اگر مسلمان ہونے سے پہلے دونوں کا نکاح ہوا تو اسلام لانے کے بعد دونوں کا پہلا نکاح کافی ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

لڑکا اور لڑکی دونوں مسلمان ہوں تو ان کا نکاح درست ہوگیا۔ اگر ایک مسلمان اور دوسرا کافر ہو تو ان کا نکاح جائز نہیں[2]۔ اگر اسلام لانے سے پہلے دونوں کا کفر کی حالت میں نکاح ہوا اور پھر وہ دونوں مسلمان ہوگئے تو ان کا وہی پہلا نکاح کافی ہوگا[3]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۱۰/ ۸۵ھ

---

[1] سورہ ابراہیم آیت ۲۰/۔

[2] ومنها ان لاتكون المرأة مشركة اذاكان الرجل مسلما فلايجوز المسلم ان ينكح المشركة (بدائع زكريا ص ۵۵۲/ ج ۲/ كتاب النكاح،عدم نكاح المشركة ،هنديه كوئٹه ص ۲۸۲/ ج ۱/الباب الثالث فى المحرمات،القسم السابع،النهرالفائق ص ۱۹۸/ ج ۲/فصل فى المحرمات،طبع مكه مكرمه.

[3] أسلم المتزوجان بلاسماع شهود أو فى عدة كافر معتقدين ذالک أقراعليه لأنه امرنا بتركهم ومايعتقدون شامى نعمانى ص۳۸۷/ ج ۲/(باب نكاح الكافر) شامى كراچى ص ۱۸۶/ ج ۳/.

غیر مسلم سے نکاح

سوال:- ایک غیر مسلم شخص نے ایک مسلم عورت سے نکاح کر رکھا تھا اور اپنا نام بدل کر عبدالرحمٰن رکھ رکھا تھا۔ اس عورت کے کوئی اولاد نہیں ہوتی، تو وہ ایک روز میرے پاس آ کر کہنے لگی کہ تم اپنی لڑکی کی شادی میرے خاوند سے کردو۔ چنانچہ میں نے اس عورت کا اعتبار کرکے لڑکی کی شادی اس شخص سے کردی۔ تحقیق کے بعد پتہ چلا کہ وہ غیر مسلم ہے۔ لڑکی صرف دو۲/ یوم اس کے پاس رہی، اس کے بعد وہاں نہیں گئی۔ اب وہ شخص چار سال سے لاپتہ ہے۔ تلاش کے بعد بھی اس کا کچھ پتہ نہیں چلا کہ کہاں ہے؟ شرعی حکم سے مطلع فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر لڑکی نے وہاں کفر وشرک دیکھا، مثلاً یہ کہ بت کو سجدہ کیا گیا تو شرعاً یہ نکاح ہی منعقد نہیں ہوا۔ آپ نے سخت غلطی کی کہ بلا تحقیق اپنی لڑکی کو ایسی جگہ جھونک دیا۔ اب باقاعدہ شریعت کے مطابق جانی پہچانی مناسب جگہ اس کا عقد کردیں اور اس عورت کو بھی وہاں سے علیحدہ کرنے کی کوشش کریں جس نے اس نکاح کی سفارش کی تھی[1]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۵/۶/۱۳۹۵ھ

دھوکہ دیکر کافر سے نکاح

سوال:- ایک مسلمان شخص نے ایک کافر عورت کو رکھ لیا، پہلے شوہر سے اسکے دو لڑکے ہیں جو کافر ہی ہیں، اس مسلمان شخص کے دوست نے ایک غریب مسلمان لڑکی کو دھوکہ دیکر اس سے اس عورت کے کافر لڑکے سے نکاح کرا دیا اور لڑکی کو رخصت کردیا، جب لڑکی کو معلوم ہوا کہ

[1] ولا یجوز تزوج المسلمة من مشرک ولا کتابی. عالمگیری کوئٹہ ص ۲۸۲/ ج ۱/ الباب الثالث، القسم السابع المحرمات بالشرک، بدائع زکریاص ۵۵۴/ ج ۲/ کتاب النکاح، اسلام الرجل اذا کانت المرأة مسلمة.

E:\F.M.Fainal\Jild-17\03-Hurmate Nikah Basabab IKhtlaf

اسکا کافرلڑکے سے نکاح کیا گیا ہے تو لڑکی سخت بیزار ہوئی اور اس کافر کے پاس جانے کو تیار نہیں، اس صورت میں یہ نکاح ہوا یا نہیں؟ اور جس نے یہ نکاح کیا ہے اسکے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

یہ نکاح منعقد ہی نہیں ہوا[1] لڑکی ہرگز اس خبیث کافر کے پاس نہ جائے۔ جس نے یہ فریب کیا ہے وہ انتہائی درجہ بے غیرت اور سخت گنہگار ہے۔ ہمیشہ اس کے فریب سے ہوشیار رہنا چاہئے۔ جس نے کافر عورت کو رکھ لیا ہے وہ بھی زنا کاری میں مبتلا ہے۔ اس سے اس عورت کو الگ کردیا جائے[2]۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

بیٹی کا بلاتحقیق غیر مسلک میں نکاح

سوال: -میں نے اپنی لڑکی کی شادی ناآشنائی میں ایک جگہ کی، جس وقت میری لڑکی اپنی سسرال کو گئی تو پتہ چلا کہ وہ دوسرے مسلک کے آدمی ہیں۔ یہ بھی نہیں طے کرسکتا کہ وہ کونسا مسلک ہے جس کی وہ لوگ اقتداء کرتے ہیں۔ ایک روز کا واقعہ ہے کہ انھوں نے صبح کو میری لڑکی سے کہا کہ روزہ رکھو۔ میری لڑکی نے کہا ہم نے کہیں ایسا روزہ نہیں رکھا۔ ان لوگوں نے روزہ رکھا اور عصر کے بعد افطار کرلیا۔ میری لڑکی کو بہت زیادہ مطعون کیا۔ ان کے بڑے

[1] لایجوز تزوج المسلمة من مشرک ولا کتابی (ھندیہ کوئٹہ ص ۲۸۲/ ج ۱/ الباب الثالث فی المحرمات، القسم السابع، بدائع زکریا ص ۵۵۴/ ج ۲/ اسلام الرجل اذا کانت المرأۃ مسلمۃ.

[2] یجب علی القاضی التفریق بینھما، الدر مع الشامی کراچی ص ۱۳۳/ ۳، باب المھر، مطلب فی النکاح الفاسد، ھندیہ کوئٹہ ص ۳۳۰/ ۱، الباب الثامن فی النکاح الفاسد،

ولا تنکحو المشرکات حتیٰ یومن، ولا تنکحوا المشرکین حتی یومنوا الأیۃ، سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۲۱/ پ ۲/. **ترجمہ:** اور نکاح مت کرو کافر عورتوں کے ساتھ جب تک کہ وہ مسلمان نہ ہوجائیں اور عورتوں کو کافر مردوں کے نکاح میں مت دو جب تک کہ وہ مسلمان نہ ہوجائیں (بیان القرآن)

بھائی کے گھر میں شیعہ کی لڑکی ہے، ان کا کوئی طریقہ مسلمانوں جیسا نہیں ہے۔ نماز کا آج تک ثبوت نہیں ملا کہ کبھی انھوں نے پڑھی ہے۔ اس کے بارے میں بہت زیادہ متفکر ہوں کہ میں کیا طریقہ اختیار کروں جھوٹ بہت زیادہ بولتے ہیں۔ اب عرض یہ ہے کہ اپنی لڑکی وہاں بھیجوں یا نہیں؟ یا یہی مناسب ہے جس طرح ہوگیا؟ خیال ایسا ہے کہ شاید نباہ نہ ہوسکے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

بلا تحقیق وتفتیش کے لڑکی کی شادی کردینا غیر دانشمندانہ فعل ہے جس سے لڑکی کی زندگی بھی تباہ ہوسکتی ہے دین بھی خراب ہوسکتا ہے۔ اب تحقیق کی جائے اگر شوہر کے عقیدے اسلامی عقیدے نہیں۔ نماز کو فرض نہیں کہتے، روزہ کو محض عصر کے بعد تک کہتے ہیں غروب تک نہیں کہتے ہیں تو ایسے شخص سے نکاح ہی درست نہیں[1] لڑکی کو وہاں سے علیحدہ کرلیا جائے[2]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۷/ ۹۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۷/ ۹۲ھ

مغل باشادھوں کا غیر مسلمہ سے نکاح

سوال:- مغل باشادھوں نے جو ہندو عورتوں سے نکاح کیا اور ان سے جو اولاد ہوئی وہ حلالی ہوئی یا حرامی؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مسلمان کا ظاہر حال یہ ہے کہ وہ کسی ہندو لڑکی سے نکاح نہیں کرسکتا جب تک وہ

---

[1] لایجوز نکاح المجوسیات ولاالوثنیات، وکل مذهب یکفر به معتقده الهندیة ص ۲۸۱/ ج ۱/القسم السابع المحرمات بالشرک، بدائع زکریا ص ۵۵۴/ ج ۲/اسلام الرجل اذا کانت المرأة مسلمة.

[2] یجب علی القاضی التفریق بینهما، الدرمع الشامی کراچی ص ۱۳۳/ ج ۳/باب المهر، مطلب فی النکاح الفاسد، بدائع زکریا ص ۵۵۴/ ج ۲/اسلام الرجل اذا کانت المرأة مسلمة.

اسلام قبول نہ کرے بغیر قبول اسلام اس سے نکاح کرنا حرام ہے۔ ولا تنکحوا المشرکات. الایۃ[1] اب یہ سوال اس طرز پر بے محل ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۱۱/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

نومسلم جو اپنے اسلام کو مخفی رکھتا ہے اس کا نکاح مسلمان لڑکی سے

سوال: -زید تعلیم یافتہ ہے اور گورنمنٹ سروس میں اعلیٰ عہدہ پر فائز ہے اس کا کہنا ہے کہ ان کے ہونے والے داماد ''رام'' نے اسلام قبول کرلیا ہے لیکن خفیہ طور پر اور سوائے زید کے یہ اسرار اور کوئی نہیں جانتا اور کچھ مصلحت جائیداد وغیرہ کی بنا پر رام نے اپنا ہندو نام تبدیل نہیں کیا ہے۔ اب زید چاہتا ہے کہ ان کی لڑکی مسلمہ کا نکاح رام سے کردیا جائے۔ اب سوال یہ ہے کہ ایک غیر مسلم اسلام قبول کرنے کے بعد بھی اپنا پرانا ہندو نام رکھ سکتا ہے؟

رام کے سلسلہ میں یہ بات بھی واضح رہے کہ اس کے مسلمان ہونے کی شہادت صرف ایک آدمی یعنی زید ہی دیتا ہے۔ اس کے ثبوت میں ان کے پاس نہ تو کوئی تحریری اعلان ہے اور نہ کوئی ثبوت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جس طرح اس کا کفر سب کو معلوم ہے وہ مخفی نہیں ہے اسی طرح اس کے اسلام کا بھی اعلان ہونا ضروری ہے، خواہ اس طرح کہ وہ مجمع میں اسلام قبول کرے یا اپنے مسلمان ہوجانے کا اعلان کرے خواہ اس طرح کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ مسجد میں نماز باجماعت ادا کیا

---

[1] سورہ بقرہ آیت ۲۲۱/۔ **ترجمہ:** اور نکاح مت کرو مشرک عورتوں سے۔ ومنها ان لاتكون المرأة مشركة اذا كان الرجل مسلماً فلايجوز للمسلم ان ينكح المشركة لقوله تعالى ولاتنكحوا المشركات الخ بدائع الصنائع كراچى ص ۲۷۰/ج ۲/ عالمگیری کوئٹہ ص ۲۸۲/ ج ۱/ القسم السابع المحرمات بالشرك.

کرے[۱] مسئولہ طریقہ پراس کے خفیہ اسلام کا سہارا لیکراس سے مسلمان لڑکی کی شادی نہ کی جائے[۲] اسلام قبول کرنے کے بعد اس کا نام اسلامی رکھا جائے، پرانا ہندوانہ نام بدل دیا جائے۔ جائیداد وغیرہ کی مصلحت سے اسلام کو مخفی رکھنا اور اپنا پرانا نام باقی رکھنا اور مسلمان لڑکی سے شادی کر لینا خطرناک تلبیس ہے، اس سے بچنا لازم ہے۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳۰/۱۱/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۱/۱۲/۸۸ھ

نکاح مرتدہ

سوال:- مسماۃ غفوراً مرتدہ ہوکر عیسائی ہوگئی اور عرصہ تک عیسائی مشن میں رہی بدقت تمام اس کو وہاں سے نکالا گیا اور پھر مسلمان کر کے مسمیٰ عبداللہ مسماۃ کے سوتیلے باپ کے برادرزادہ سے اس کا نکاح کیا گیا عورت مذکور کے متعلق مندرجہ ذیل سوالات ہیں۔

(۱) بحالت ارتداد مسماۃ غفوراً کا نکاح شوہر سابق سے باقی رہا یا نہیں؟

(۲) اگر نکاح سابق مرتد ہونے سے فسخ ہوگیا تو عقد ثانی جو عبداللہ سے ہوا تو صحیح ہوگا لہٰذا بصحت عقد ثانی شوہر سابق کا شوہر ثانی عبداللہ سے مسماۃ کے مہر کا معاوضہ کا مطالبہ کرنا درست ہے یا نہیں؟

(۳) اگر سابق نکاح بدستور قائم رہا تو عقد ثانی جو مسمیٰ عبداللہ سے ہوا اس کا کیا حکم ہے؟

---

[۱] واسلامہ ان یتبرأ عن الادیان سوی الاسلام اوعما انتقل الیہ بعد نطقہ بشهادتین الخ الدر المختار علی الشامی زکریا ص ۳۶۱/ ج ۶/ باب المرتد مطلب مایشک انه ردة لایحکم بها، البحر الرائق کوئٹه ص ۱۲۸/ ج ۵/ کتاب السیر باب احکام المرتدین، مجمع الانهر ص ۴۸۹/ ج ۲/ کتاب السیر والجهاد باب المرتد مطبع دارالکتب العلمیة بیروت.

[۲] ومنها اسلام الرجل اذا کانت المرأة مسلمة فلایجوز انکاح المؤمنة الکافر الخ، بدائع کراچی ص ۲۷۱/ ج ۲/ فصل ومنها اسلام الرجل، عالمگیری کوئٹه ص ۲۸۲/ ج ۱/ القسم السابع المحرمات بالشرک.

الجواب حامداً ومصلياً

(۱) صورت مسئولہ میں مسماۃ مذکور کے لئے جائز نہیں کہ علاوہ شوہر سابق کے کسی اور سے نکاح کریں بلکہ اگر شوہر اول اپنے نکاح میں رکھنا چاہتا ہے تو شرعاً عورت پر جبر کیا جاوے گا کہ شوہر اول سے نکاح اول کی تجدید کرلے ولیس للمرتدة التزوج بغير زوجها وبه يفتىٰ درمختار[1] وقال الطحطاوى وقوله تجبر علىٰ تجديد النكاح مع الزوج فلكل قاض ان يجدد النكاح بمهر يسير ولو بدينا ررضيت ام لاوتمنع من التزوج بغيره بعد اسلامها قال في البحر ولايخفىٰ انه محله اذا طلب الاول ذٰلک اما اذا اوصى بتزوجها من غيره فهو صحيح لان الحق له وكذلک لولم يطلب تجديد النكاح واستمرساكتاً لايجدده القاضى حيث اخرجها من بيته[2].

(۲) شوہر سابق کو شرعاً حق حاصل ہے کہ مسماۃ مذکورہ کا عبداللہ سے مطالبہ کرے اگر اس کے نکاح سے راضی نہیں ہے۔ اگر اس کے نکاح سے راضی ہے اور خود تعلق زوجیت کو ختم کر چکا ہے تو مطالبہ کافی نہیں[3]۔

(۳) شوہر سابق اگر راضی نہیں عورت کے اس نکاح ثانی سے تو یہ نکاح صحیح نہیں ہوا لیکن اگر شوہر سابق عورت کے اس نکاح ثانی سے راضی ہے تو یہ صحیح ہے[4] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ

صحیح: عبداللطیف ۳۰/ذی الحجہ ۵۱ھ

---

[1] الدرالمختارزكرياص ۴۰۰/ج ۶/باب المرتد، كتاب الجهاد ،فتاوى عالمگيرى ص ۳۳۹/ ج ۱/كتاب النكاح ،الباب العاشر فى نكاح الكفار ،مجمع الانهر ص ۵۴۷/ج ۱/كتاب النكاح باب نكاح الكافر مطبع دارالكتب العلمية بيروت.

[2] طحطاوى على الدرالمختار ص ۸۵،۸۴/ج ۲/باب نكاح الكافر مطبع دارالمعرفة بيروت، الدرالمختار مع الشامى زكرياص ۳۶۷/ج ۴/كتاب النكاح باب نكاح الكافر ،البحرالرائق كوئٹه ص ۲۱۵/ج ۳/باب نكاح الكافر مجمع الانهر ص ۵۴۷/ج ۱/باب نكاح الكافر مطبع دار الكتب العلمية بيروت.

[3]، [4] حوالۂ بالا۔

مرتد کی زمانۂ ارتداد کی اولاد سے رشتۂ نکاح

سوال:- شوکت علی صاحب مسلمان سے قادیانی ہوگئے۔ تقریباً آٹھ برس تک قادیانی رہے۔ علماءِ دیوبند اور علماء اہل حدیث سے مناظرہ ہوا۔ پھر وہ تائب ہوکر مسلمان ہوگئے، جس کا اعلان اخبارات میں کردیا گیا۔ سوال یہ ہے کہ اس عرصہ میں جو اولاد ہوئی اس کے لئے حکم شرعی کیا ہے۔ وہ باپ کے تابع ہوکر مسلمان ہیں یا نہیں؟ ان سے رشتہ کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

جو شخص مرتد ہوجائے (نعوذ باللہ) اور پھر حق تعالیٰ کی توفیق سے اسلام قبول کرے اس کا اسلام قبول ہے۔ اس کی جو اولاد حالت ارتداد میں پیدا ہوئی وہ اگر نا سمجھ ہے تو اس کے قبول اسلام سے وہ اولاد بھی مسلمان شمار ہوگی اور جو اولاد حالت اسلام میں پیدا ہوئی وہ بھی مسلمان ہے، جو ارتداد سے قبل کی ہے وہ بھی اب مسلمان ہے[1] الا یہ کہ بالغ اولاد (خدانخواستہ) خود ہی قادیانیت کو اختیار کرلے۔ ہر مسلم سے شادی بیاہ درست ہے[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۵/۸۹ھ

---

[1] الولد يتبع خير الابوين ديناً، بان كانا كافرين فاسلم او اسلمت ثم جاء ت بولد قبل العرض على الآخر والتفريق او بعده في مدة يثبت النسب في مثلها او كان بينهما ولد صغير قبل اسلام احدهما فانه باسلام احدهما يصير الولد مسلماً الخ شامي زكرياص ۳۷۰/ ج۴/مطلب الولد يتبع خير الابوين ديناً كتاب النكاح النهر الفائق ص۲۸۶/ج۲/باب نكاح الكافر كتاب النكاح دار الكتب العلمية بيروت.

[2] ومنها المحل القابل وهي المرأة اللتي احلها الشرع بالنكاح عالمگیری كوئٹه ص۲۶۷/ ج۱/كتاب النكاح،شامي زكرياص ۶۰/ج۴/اول كتاب النكاح.

رافضی مرد عورت سے نکاح اوران کے عقائد

سوال:- رافضی عورت سے نکاح کا کیا حکم ہے؟ یا رافضی مرد کا سُنیہ سے نکاح کرنا کیسا ہے؟ اور لاتنکحوا المشرکین حتی یومنوا سے کیا مراد ہے۔ لیکن مشرکوں سے مسلمانوں کا نکاح نہیں ہوسکتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جو رافضی ایسا عقیدہ رکھتا ہو جس پر کفر کا فتویٰ ہے، اس رافضی مرد وعورت سے کسی سنی العقیدہ مرد وعورت کا نکاح درست نہیں۔ جس کا عقیدہ کفریہ نہ ہوایسی عورت سے سنی مرد کے نکاح میں وہی تفصیل ہے جو عنوان (رضاخانی عورت سے نکاح) میں ہے اور ایسے مرد سے سنی العقیدہ عورت کا نکاح بالکل نہ کیا جائے اور اس میں بظن غالب خطرہ ہی خطرہ ہے۔[۱]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۶/۴/۵ ۱۳ھ

جومسلمان عیسائی ہوجائے اس کا نکاح

سوال: جولوگ مسلمان کہلاتے ہیں اور مرتدین عیسائیوں سے رشتۂ مناکحت قائم کرتے ہیں ان کا کیا حکم ہے کیا یہ مرتد لوگ بھی اہل کتاب ہیں اوران مرتدین سے تعلقات

---

[۱] وبھٰذا ظھران الرافضی ان کان ممن یعتقد الالوھیة فی علّی اوان جبریل غلط فی الوحی او کان ینکر صحبة الصدیق اویقذف السیدة الصدیقة فھوکافر لمخالفته القواطع المعلومة من الدین با لضرورة بخلاف ما اذا کان یفضل علیه اویسب الصحابة فانه مبتدع لاکافر. شامی زکریاص ۱۳۵ /ج۴/ کتاب النکاح مطلب مھم فی وطء السراری الخ، طحطاوی علی الدر المختار ص ۴۸۳/ ج۲/ باب المرتد، دار المعرفة بیروت، عالمگیری کوئٹه ص ۲۶۴/ ج۲/ الباب التاسع فی احکام المرتدین.

رکھنا مسلمانوں کو جائز ہے یا نہیں، جو امام مسجد ایسے لوگوں کے ساتھ موالات رکھے ان کا کھانا کھائے اس کا کیا حکم ہے؟ جو شخص مسلمان تھا پھر مرتد ہو گیا (العیاذ باللہ) تو کیا ان کی لڑکیوں کا رشتہ لینا جائز ہے؟ آیات قرآنیہ سے اس کو واضح فرمایا جائے۔

الجواب حامداً و مصلیاً

جو شخص پہلے مسلمان تھا پھر مذہب عیسائی اختیار کر لیا (العیاذ باللہ) تو یہ شخص مرتد ہے ایسے شخص کا نکاح کسی مسلمہ، کافرہ، مرتدہ سے جائز نہیں اور جو عورت ارتداد اختیار کرے اس کا بھی نکاح کسی سے درست نہیں مرتد عیسائی کی لڑکی بھی اگر مرتدہ ہو تو اس سے بھی نکاح ناجائز ہے۔ **ولا یجوز للمرتدان یتزوج مرتدة ولا مسلمة ولا کافرة اصلیة و کذالک لا یجوز نکاح المرتدة مع احد کذا فی المبسوط اھ** عالمگیری[۱] ص ۲۸۲ ر ج ۱ ر مرتد سے موالات حرام ہے الا یہ کہ نرمی سے اس کے اسلام کی توقع ہو تو حسن تدبیر سے اس کو تبلیغ کی جائے اور محاسن اسلام پر متوجہ کیا جائے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۰ ر ۶ ر ۶۴ھ

بوہرہ لڑکی اگر اسلام قبول کرلے اس کا حکم

سوال: - اگر داؤدی بوہرہ قوم کی لڑکی اسلام قبول کرلے تو وہ اپنے شوہر کے نکاح سے نکل جائے گی یا نہیں؟

---

[۱] فتاوی عالمگیری کوئٹہ ص ۲۸۲ ر ج ۱ ر الباب الثالث فی بیان المحرمات القسم السابع المحرمات بالشرک البحر الرائق کوئٹہ ص ۲۰۹ ر ج ۳ ر باب نکاح الکافر، الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۳۷۶ ر ج ۴ ر کتاب النکاح باب نکاح الکافر.

الجواب حامداً ومصلیاً

مجھے اس قوم کے عقائد کا حال معلوم نہیں[۱] مسئلہ یہ ہے کہ جو بھی غیر مسلم عورت اسلام قبول کرلے اور اس کا شوہر اسلام قبول نہ کرے تو تین حیض گذرنے پر اس کا نکاح ختم ہو جائے گا[۲] پھر تین حیض عدت واجب ہوگی۔ اس کے بعد دوسرے نکاح کی اجازت ہوگی[۳]۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳/۸/۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

شیعہ سے نکاح

سوال: -زید مذہب شیعہ رکھتا ہے اور وہ تفضیلی شیعہ نہیں بلکہ جو لوگ سب وشتم صحابہ کرامؓ کرتے ہیں۔ بینوا توجروا۔ مدلل مبرہن ہو۔

الجواب حامداً ومصلیاً

شوہر کا عقیدہ اگر یہ ہے کہ حضرت علیؓ میں اللہ تعالیٰ کا حلول ہوا تھا یا حضرت علیؓ کو نبی آخرالزماں مان کر حضرت جبرئیل علیہ السلام سے وحی پہنچانے میں غلطی کا اعتقاد رکھتا ہے یا

---

[۱] بوھرہ مغربی ہند کا ایک فرقہ (جو زیادہ تر ہندو نسل سے ہے اور جس میں کسی قدر یمنی عربوں کے خون کی آمیزش ہے) یہ لوگ بیشتر اسماعیلی فرقہ کے شیعہ ہیں (اردو دائرہ معارف اسلامیہ ص ۶۸/ج ۵/دانش گاہ پنجاب)

[۲] واذا اسلمت المرأة فی دار الحرب وزوجها کافر او اسلم الحربی وتحته مجوسیة لم یقع الفرقة علیها حتی تحیض ثلث حیض ثم تبین من زوجها، ہدایہ ص ۲/۳۴۷، باب نکاح اهل الشرک، مکتبہ تھانوی دیوبند، عالمگیری ص ۱/۳۳۸، الباب العاشر نکاح الکفار، شامی نعمانیہ ص ۲/۳۹۰، شامی بیروت وکراچی ص ۳/۱۹۱، باب نکاح الکافر، مطلب الصبی والمجنون لیسا باهل الخ،

[۳] وجزم الطحطاوی بوجوبها (ای العدة) (شامی نعمانیه ص ۳۹۱/ج ۲/باب نکاح الکافر، شامی بیروت ص ۱۹۱/ج ۳/البحر الرائق ص ۲۱۳/ج ۳/باب نکاح الکافر، مطبوعه کوئٹه.

قرآن شریف کو محرف مانتا ہے یا حضرت عائشہؓ پر تہمت لگاتا ہے یا شیخین کو کافر اعتقاد کرتا ہے یا صحابہؓ کی سب وشتم کو حلال سمجھتا ہے تو وہ کافر ہے۔ اگر شروع ہی سے اس کا عقیدہ ایسا ہے تب تو اس سے سنی عورت کا نکاح ہی صحیح نہیں ہوا[1] اگر نکاح کے بعد ایسا عقیدہ ہوگیا تو جب سے ایسا عقیدہ ہوا نکاح فوراً فسخ ہوگیا۔ لاشک فی تکفیر من قذف السیدة عائشةؓ او انکر صحبة الصدیق او اعتقدالا لوهیةفی علی او ان جبرئیل غلط فی الوحی او نحو ذٰلک من الکفر الصریح المخالف للقراٰن اھ ردالمحتار[2] ص ۴۵۳ / ج ۴ /. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۹/ ۸/ ۵۵ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف یکم رمضان ۱۳۵۵ھ

سُنیہ کا نکاح شیعہ سے

سوال:- ہندہ کا نکاح زید سے ہو چکا ہے اور اس کے والدین سنی المذہب اہلِ سنت والجماعت سے ہیں۔ مسماۃ مذکورہ اور اس کے باپ دونوں نیک اور صالح ہیں اور زید شیعی المذہب سب وشتم کرنے والا ہے، اپنے مذہب میں غالی ہے، مسماۃ مذکور کے والدین اپنی لڑکی کو زید کو دینے کے لئے بوجہ اس کے شیعہ ہونے کے بالکل تیار نہیں۔ اب دریافت طلب یہ ہے کہ شیعہ اور سنیہ کا نکاح ہوسکتا ہے؟ یا اگر نکاح صحیح نہیں ہے تو لڑکی کے والدین

---

[1] ومنها اسلام الرجل اذاکانت المرأة مسملة فلایجوزانکاح المؤمنة الکافر الخ بدائع کراچی ص ۲۷۱/ ج ۲ /فصل ومنها ان لاتکون المرأة مشرکة الخ، عالمگیری کوئٹه ص ۲۸۲/ ج ۱/ القسم السابع المحرمات بالشرک فتح القدیر ۴۱۷/ ج۳/باب نکاح الکافر دارالفکر.

[2] شامی زکریا ص ۳۷۸/ ج ۶/مطلب مهم: فی حکم سب الشیخین (باب المرتد)طحطاوی علی الدرص ۴۸۳/ ج ۲/باب المرتد،دارالمعرفة،عالمگیری کوئٹه ص ۲۶۴/ ج ۲/الباب التاسع فی احکام المرتدین.

بغیر فسخ کرائے دوسری جگہ نکاح کراسکتے ہیں یانہیں؟ اگر فسخ کرانا ضروری ہے تو صورت فسخ کیا ہوگی؟ بالتفصیل تحریر فرمایا جائے۔

الجواب حامداًومصلیاً

اگر زید کفریہ عقائد رکھتا ہے مثلاً حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر زنا کی تہمت لگاتا ہے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صحبت کا منکر ہے یا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی الوہیت کا معتقد ہے یا حضرت جبرئیل علیہ السلام کے متعلق اعتقاد رکھتا ہے کہ انھوں نے حضورِ اکرم ﷺ کے پاس وحی پہنچانے میں غلطی کی، یا اور کوئی ایسا عقیدہ رکھتا ہے جو کہ صریح قرآن اور نصوصِ قطعیہ کے مخالف ہے تو وہ کافر ہے، اس سے ابتداء ہی سے ہندہ کا نکاح صحیح نہیں ہوا[۱] لہٰذا فسخ کی بھی ضرورت نہیں۔ اگر زید صرف سب وشتم کرتا ہے تو اس کے متعلق فقہاء کا اختلاف ہے، بعض تکفیر کرتے ہیں بعض تکفیر نہیں کرتے، صرف تفسیق کرتے ہیں[۲] ایسی صورت میں بہتر یہ ہے کہ رضامندی سے یا ڈرا کر یا لالچ دلا کر زید سے طلاق حاصل کرلی جائے یا خلع کرلیا جائے۔ اگر یہ نہ ہوسکے تو حاکم مسلم کی عدالت سے فسخ کرالیا جائے۔ **قال الشامی بعد نقل العبارات من الکتب (المختلفة) نعم لاشک فی تکفیر من قذف السیدة عائشةؓ او انکر صحبة الصدیق او اعتقد الالوھیة فی علی او ان جبرئیلؑ غلط فی الوحی او نحو ذٰلک من الکفر الصریح المخالف للقراٰنھ**

---

[۱] ومنھا اسلام الرجل اذا کانت المرأة مسملة فلایجوز انکاح المؤمنة الکافر الخ، بدائع کراچی ص ۲۷۱/ ج ۲/ فصل ومنھا ان لاتکون المرأة مشرکة الخ، عالمگیری کوئٹہ ص ۲۸۲/ ج ۱/ القسم السابع المحرمات بالشرک فتح القدیر ۴۱۷/ ج ۳/ باب نکاح الکافر دارالفکر.

[۲] بخلاف ما اذا کان یفضل علیه او یسب الصحابة فانه مبتدع لاکافر، شامی زکریا ص ۱۳۵/ ج ۴/ کتاب النکاح، مطلب مھم فی وطء السراری، عالمگیری کوئٹہ ص ۲۶۴/ ج ۲/ الباب التاسع فی احکام المرتدین.

ردالمحتار[۱] ص ۴۵۳/ ج ۴/. فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۹/۱۸/ ۶۲ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

صحیح: عبد اللطیف غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

عیسائی لڑکی سے نکاح

سوال: -دین اسلام کی رو سے اہل کتاب سے نکاح کی اجازت ہے۔اس مسئلہ کی رُو سے کیا ایک مسلمان عیسائی رومن کیتھولک لڑکی سے شادی کرسکتا ہے۔اس سلسلہ میں بچوں کے بارے میں کیا ہوگا؟ فریقین اس بات پر متفق ہیں کہ بچوں کو مذہب اسلام کی تعلیم پر اٹھایا جائے۔لیکن لڑکی کو چرچ کی جانب سے شادی کی اجازت صرف اس وقت مل سکتی ہے جب کہ وہ یہ دعویٰ کرے کہ کم از کم بچوں کو پتیھم (مذہبی رسم) کیا جائے۔ان بچوں کے مذہب اسلام پر اٹھانے پر چرچ کو اعتراض نہیں ہے۔کیا یہ شرط منظور کی جاسکتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اہل کتاب عورت سے مسلمان مرد کی شادی کی گنجائش ہے[۲] لیکن اس میں مفاسد ہیں حضرت عمرؓ نے اس سے منع فرمایا ہے[۳] اس لئے جہاں تک ہوسکے ایسا قدم نہ اٹھایا جائے[۴]۔ اگر

---

[۱] شامی زکریا ص ۳۷۸/ ج ۶/ مطلب مهم : فی حکم سب الشیخین (باب المرتد)

[۲] کل من یعتقد دینا سماویاً له کتاب منزل کصحف ابراهیم وشیث وزبور داؤد فهو من اهل الکتاب فتجوز مناکحتهم،عالمگیری ص ۱/۲۸۱، الباب الثالث فی بیان المحرمات، القسم السابع المحرمات بالشرک، شامی ص ۳/۴۵، فصل فی المحرمات، کتاب النکاح، دارالفکر بیروت، فتح القدیر ص ۲۲۸/ ج ۳/ فصل فی المحرمات دار الفکر.

[۳] فمن المتزوجین حذیفة وطلحة وکعب بن مالک وغضب عمر فقالوا نطلق یاامیر المؤمنین وانما کان غضبه لخلطة الکافرة بالمؤمن وخوف الفتنة علی الولد، فتح القدیر ص ۲۳۰/ ج ۳/ مطبوعه دار الفکر. (حاشیہ نمبر ۴/ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

کوئی مسلمان کسی ایسے مقام میں ہو جہاں مسلم عورت نہ مل سکتی ہو اور دوسری جگہ سے بھی انتظام دشوار ہو اور اس کو معصیت میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو تو ایسی مجبوری کی حالت میں تنگی نہیں۔ بچے مسلمان ہوں گے، چرچ کی جانب سے ان کے اوپر عیسائی ہونے کا شرعاً حکم نہ ہوگا بلکہ یہ عمل بیکار رہوگا شرط کریں یا نہ کریں۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

مسلمان کا عیسائیہ سے نکاح

سوال:- (۱) ایک مسلمان مرد ایک عیسائی عورت سے شادی کرنا چاہتا ہے کیا اس سے نکاح جائز ہوگا؟

(۲) مسلمان مرد شریعت محمدیؐ کا پابند ہے مگر اس کی عیسائی بیوی اپنے عیسائی مذہب پر سختی سے پابند ہے کیا ایسی حالت میں ان دونوں کا نکاح برقرار رہے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً

ایسے نکاح میں سخت مفسدہ اور خطرہ ہے مسلمان شوہر کا اپنے اسلام پر باقی رہنا مشکل ہے اولاد بھی ماں کے اثر کو قبول کرے گی خاندان کے دوسرے افراد بھی متاثر ہوں گے۔ اس لئے ایسا ارادہ ہرگز نہ کریں[۱] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱/۵/۱۴۰۰ھ

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) [۴] وصح نكاح كتابية و إن كره تنزيها الدرالمختار وفى الشامية: ويجوز تزوج الكتابيات والأولىٰ أن لايفعل ولايأكل ذبيحتهم إلا لضرورة الشامى ص۴۵/ج۳/ فصل فى المحرمات، مطبوعه دارالفكر، البحر كوئٹه ص۱۰۳/ج۳/فصل فى المحرمات كتاب النكاح.

[۱] وصح نكاح كتابية وان كره تنزيها مومنة بنبى مرسل مقرة بكتاب منزل وان اعتقدوا المسيح الها، ففى الفتح ويجوز تزوج الكتابيات، والاولى ان لايفعل وتكره الكتابية الحربية اجماعاً لافتتاح باب الفتنه (درمختار مع الشامى ص۴۵/ج۳/مطبع كراچى فصل فى المحرمات، فتح القدير ص۲۳۰/ ج۳/ مطبوعه دارالفكر، البحر كوئٹه ص۱۰۳/ج۳/فصل فى المحرمات، كتاب النكاح.

E:\F.M.Fainal\Jild-17\03-Hurmate Nikah Basabab IKhtlaf

جس کا شوہر شیعہ ہو جائے اس کا حکم

سوال: -زید اپنی منکوحہ کے نان ونفقہ سے عرصہ آٹھ سال سے دست بردار ہے کیا اس کی منکوحہ کو دوسری جگہ نکاح کرنے کی بروئے شریعت اجازت ہے اور زید مذہباً شیعہ ہو گیا ہے اور مفقود الخبر بھی نہیں ہے۔بینوا بالبرھان وتوجروا من رب الرحمان.

الجواب حامداً ومصلیاً

روافض کے فرقے مختلف ہیں جن میں سے اکثر کافر ہیں اور بعض مومن مگر فاسق ہیں۔ جو فرقے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر زنا کی تہمت لگاتے ہیں یا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مصاحب النبیؐ ہونے کا انکار کرتے ہیں یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضور اکرم ﷺ سے افضل مانتے ہیں۔ یا اس بات کے قائل ہیں کہ آئندہ کوئی نبی پیدا ہو کر حضور اکرم ﷺ کے دین کو منسوخ کرے گا وغیرہ وغیرہ من الکفر الصریح یہ سب فرقے کافر ہیں اور شرعاً مرتد کے حکم میں ہیں نعم لاشک فی تکفیر من قذف السیدة عائشةرضی اللّٰہ تعالیٰ عنھا او انکر صحبة الصدیق اواعتقد الالوھیةفی علی اوان جبریل غلط فی الوحی او نحو ذٰلک من الکفر الصریح المخالف للقرآن ردالمحتار[1] ص۴۵۳/ج۳/عالمگیری میں ہے ص۸۸۵/ج۲/احکامھم احکام المرتدین کذا فی الظھیریة[2] لہٰذا اگر کوئی شخص بدکاران فرقوں میں سے کسی فرقے میں شامل ہو جاوے تو مرتد ہے اور ارتداد کی وجہ سے نکاح فسخ ہو جاویگا تنویر ص۲۲۰/ج۱/میں ہے وارتداد احدھما فسخ عاجل[3] اور جو فرقے شیعہ

---

[1] شامی نعمانیه ص۲۹۴/ج۳/ شامی کراچی وبیروت ص۲۳۸/ج۴/ باب المرتد.

[2] عالمگیری کوئٹه ص۲۶۴/۲، کتاب السیر، الباب الباسع فی احکام المرتدین، طحطاوی علی الدر المختار ص۴۸۳/۲، باب المرتد، مطبع دارالمعرفة بیروت، شامی زکریا ص۳۷۸/ج۶/ باب المرتدمطلب فی حکم ساب الشیخین.

[3] شامی نعمانیه ص۳۹۲/ج۲/شامی بیروت ص۱۹۳/ج۳/باب نکاح الکافر،خلاصة الفتاوی رشیدیه ص۳۸۳/ج۴/کتاب الفاظ الکفر، الفصل الثانی، عالمگیری کوئٹه ص۳۳۹، ج۱، باب العاشر فی نکاح الکافر،

کے ضروریات دین کا انکار نہیں کرتے البتہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو شیخین پر فضیلت دیتے ہیں وہ کافر نہیں بلکہ مومن ہیں لیکن فاسق ہیں اگر زید ان میں داخل ہوا ہے تو اس سے ان کا نکاح فسخ نہیں ہوا اور نفقہ نہ دینے کی وجہ سے اندریں صورت اس کی عورت کے لئے جائز نہیں کہ دوسری جگہ اپنا نکاح کرے۔

ولایفرق بینهما بعجزه عنها شامی نعمانیہ[1] ص ۶۵۶ / ج ۲ / کیونکہ وہ زید کے نکاح سے خارج نہیں ہوئی، البتہ عورت کو حق ہے کہ شوہر پر نفقہ کے مطالبہ کا دعویٰ کرے اگر شوہر کے پاس نفقہ دینے کی گنجائش نہیں بلکہ وہ تنگدست ہے تو حاکم عورت کو اجازت دیدیگا کہ وہ قرض لے کر اپنا نفقہ پورا کرے اور اس قرض کی ادائیگی شوہر پر ہوگی۔ ومن اعسر بنفقة امرأته لم یفرق بینهما ویقال لها استدینی علیه هدایہ[2] ص ۴۱۹ / ج ۲ / اور اگر زوج کے پاس نفقہ دینے کی گنجائش ہے تو حاکم اس کے اوپر جبر کریگا اور اس کے مال سے نفقہ دے گا۔ ولو امتنع عن الانفاق علیها مع الیسر لم یفرق ویبیع الحاکم علیه ماله ویصرفه فی نفقتها فان لم یجدماله یحبسه حتی ینفق علیها ولایفسخ فتح القدیر[3] مصری ص ۳۲۹ / ج ۳ /.

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ

صحیح: بندہ عبدالرحمٰن

صحیح: عبداللطیف ۶ / محرم الحرام ۵۲ھ

---

[1] شامی کراچی وبیروت ص ۵۹۰ / ج ۳ / باب النفقه، فتاوی عالمگیری کوئٹه ص ۵۵۱ / ج ۱ / الباب السابع عشر فی النفقات الفصل الاول فی نفقة الزوجة.

[2] هدایه ص ۴۳۹ / ج ۲ / باب النفقه، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، الفتاوی الهندیه کوئٹه ص ۵۵۰، ۵۵۱ / ج ۱ / البا السابع عشر فی النفقات الفصل الاول.

[3] فتح القدیر ص ۳۹۰ / ج ۴ / باب النفقة، مطبوعه دارالفکر،

شوہر شیعہ ہوجائے تو اس کے نکاح کا حکم

سوال:- ایک سنی عورت کا نکاح ایک سنی مرد سے ہوا اور عرصہ تقریباً آٹھ نو سال آباد رہی مگر شامت اعمال سے وہ مرد سنی مذہب کو ترک کر کے مذہب شیعہ تبرائی میں داخل ہو گیا اور حضرات خلفاء ثلٰثہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے حق میں بیباکانہ، ظالم، غاصب الفاظ تک العیاذ باللہ استعمال کرنے لگا۔ چونکہ عورت اپنے مذہب اہل سنت والجماعت پر قائم تھی اس لئے اس سے متنفر ہوئی اور دونوں کے باہمی مذہبی اختلاف اور ناچاقی شروع ہوگئی آخر نوبت بایں جا رسید کہ شیعہ مرد نے تنگ آکر عورت کو طلاق مغلظہ دیدی اور عورت میکے چلی گئی۔ لیکن گواہان طلاق اہل تشیع ہیں جو مذہبی پاسداری کے سبب سے قاضی کے روبرو گواہی دینے سے انحراف کرتے ہیں اور یہی کہتے ہیں کہ ہمارے شیعہ مذہب میں طلاق مغلظہ واقع ہی نہیں ہوتی بعد ازاں مرد شیعہ نے ایک عورت شیعہ سے نکاح کر لیا اور عرصہ تک وہ بھی اس کے ساتھ آباد رہی آخر اس کو بھی بوجہ کسی نااتفاقی کے اس مرد نے گھر سے نکالدیا اب وہ پھر شیعہ مرد اس پہلی عورت سنی کو اپنے گھر آباد کرنے کے لئے لیجانا چاہتا ہے۔ کیا ایسا شخص جس کا مذکورہ بالا حال ہے۔ وہ اس سنی عورت کو آبادی کے واسطے اپنے گھر شرعاً لیجا سکتا ہے اور ایسے تبرائی کا نکاح سنیہ عورت حنفیہ سے رہ سکتا ہے یا باطل ہوجاتا ہے اور اس میں قضاء قاضی کی بھی شرط ہے یا نہیں۔ مہربانی فرما کر مفصل جواب بحوالہ کتب تحریر فرما کر عنداللہ وعندالرسول ماجور ہوں۔

الجواب حامداًومصلیاً

مسلمان کو کافر کہنا کفر ہے[۱] اور خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے اسلام وایمان پر اجماع ہے

---

[۱] عن ابی ذر رضی اللہ عنہ انہ سمع النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول لایرمی رجل رجلاً بالفسوق ولایرمیہ بالکفر الاارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذالک بخاری شریف ص ۸۹۳/ ج ۲/باب ما ینہی عن السباب واللعن کتاب الادب، مطبوعہ اشرفیہ دیوبند،

ان کو کافر کہنا بالیقین کفر ہوگا اوران حضرات کی خلافت بھی اجماعی ہے لہٰذا ان حضرات کے حق میں ظالم اور غاصب وغیرہ الفاظ کا استعمال بھی خلاف اجماع ہے لہٰذا کفر ہے۔ وفی الفتح عن الخلاصة ان انکر خلافة الصدیقؓ او عمرؓ فھو کافر اھ لعل المراد انکار استحقاقھما الخلاصة فھو مخالف لاجماع الصحابة لا انکار وجودھالھما بحر، رد المحتار ص ۵۷۶/ج۱[1] اور شوہر کے مرتد ہونے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے قضاء قاضی کی شرط نہیں مدخولہ پر عدت واجب ہوتی ہے اور پورا مہراس کو دلایا جاتا ہے اور غیر مدخولہ پر عدت واجب نہیں ہوتی اور نصف مہراس کو دلایا جاتا ہے۔ وارتد اد احدھما ای الزوجین فسخ فلاینقص عدد عاجل بلاقضاء فللموطوءة ولوحکما کل مھرھا لتاکدہ بہ ولغیرھا نصفه، درمختار، قال الشامی فی قوله بلاقضاء ای بلاتوقف علیٰ قضاء القاضی وکذا بلاتوقف علیٰ معنی عدة فی المدخول بھا کما فی البحر شامی[2] ص۶۰۶/ج۲ لہٰذا اگر عدت گذر چکی ہے تو اس عورت کو دوسرے سے نکاح کرنا درست ہے اس شیعہ کے یہاں کسی طرح جانا جائز نہیں۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور یکم رمضان ۱۳۵۴ھ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ۲/رمضان ۱۳۵۴ھ

ایضاً

سوال:- ایک شخص اہل سنت کا نکاح عرصہ ۱۴/ ماہ وسال کا ہوا ہوگا۔ آج تک لڑکی

---

[1] شامی دارالفکر ص ۲۱ ۵/ج ۱/مطلب البدعة خمسة اقسام باب الامامة البحر کوئٹہ ص ۱۲۱/ج۵/باب احکام المرتدین کتاب السیر، تاتارخانیہ ص ۴۸۵/ج۵/کتاب احکام المرتدین ادارة القرآن .

[2] الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۳۶۶/ج۴/ باب نکاح الکافر، فتاوی عالمگیری ص ۳۳۹/ ج ۱/باب نکاح الکافر، ھدایه ص ۳۴۸/ج ۲/باب نکاح اھل الشرک، مکتبه تھانوی دیوبند.

کے والدین نے شوہر کے پاس نہیں بھیجا اکثر یہ اوقات یہ کہتا رہا کہ مجھ کو بدلا دو یا کچھ رقم دو، اب عرصہ دو سال سے یہ ظاہر کیا کہ لڑکا شیعہ ہوگیا ہے جس کی بابت دیوبند کے علماء صاحبان سے دریافت کیا تو یہ بتلایا گیا ہے کہ لڑکا شیعہ ہوگیا ہے تو اس کا نکاح جائز نہیں رہا حرام ہوگیا۔ یہ تحریر برادری میں پیش کی جو جو گواہان کے دستخط ہیں وہ بتلاتے ہیں کہ لڑکے کو ہم نے شیعہ ہوتے نہیں دیکھا بلکہ ان ہی لوگوں کی زبانی سے سنا ہے۔ اگر واقعی نکاح حرام ہوگیا۔ تو کس صورت سے اس کے متعلق جو فتویٰ ہو تحریر ہو جائے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر لڑکے نے شیعہ کے وہ عقائد اختیار کر لئے ہیں جن سے کفر لازم آتا ہے تو نکاح فسخ ہوگیا[1] اگر عقائد کفریہ اختیار نہیں کئے۔ تو نکاح فسخ نہیں ہوا تاہم بہتر یہ ہے کہ اس شخص کے عقائد سمجھا کر درست کر دیئے جائیں کیونکہ رفتہ رفتہ زیادہ خراب ہونے کا اندیشہ ہے۔ جس کا اثر عورت پر بھی پڑے گا۔ شیعہ کے عقائد کفریہ ہیں۔ حضرت عائشہ پر تہمت لگانا، حضرت علیؓ میں اللہ تعالیٰ کے حلول کا عقیدہ رکھنا یا ان کو نبی آخر الزماں ماننا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کے متعلق عقیدہ رکھنا کہ انہوں نے وحی پہنچانے میں غلطی کی۔ قرآن شریف کو محرف ماننا[2] وغیرہ وغیرہ۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۱/۵/ ۵۳ھ

صحیح: عبد اللطیف عفا اللہ عنہ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۶/ ذی قعدہ ۵۳ھ

---

[1] وارتداد احدهما فسخ عاجل، شامی نعمانیه ص ۲/۳۹۲، شامی بیروت ص ۱۹۳/ ۳، باب نکاح الکافر،

[2] لاشک فی تکفیر من قذف السیدة عائشة رضی الله تعالیٰ عنها اوانکر صحبة الصدیق او اعتقد الالوهیة فی علی اوان جبرئیل غلط فی الوحی اونحوذلک من الکفر الصریح المخالف للقرآن، شامی نعمانیه ص ۳/۲۹۴، شامی کراچی ص ۲۳۸/ ۴/ باب المرتد، طحطاوی علی الدرالمختار ص ۴۸۳/ ج ۲/ باب المرتد، مطبوعه دار المعرفة بیروت.

کتابیہ سے نکاح

سوال:- زید مسلمان ہے وہ کتابیہ سے شادی کرسکتا ہے یا نہیں؟ اگر کرسکتا ہے تو کوئی شرط وغیرہ تو نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

عالمگیری میں ہے[۱]۔ وكل من يعتقد ديناً سماوياً وله كتاب منزل كصحف ابراهيم وزبور داؤد فهو من اهل الكتاب فيجوز مناكحتهم واكل ذبائحهم. نیز درمختار ص۲۸۹ / ج۲ / علیٰ ہامش الردالمحتار[۲] میں ہے وصح نكاح كتابية. نیز قرآن مجید سے بھی ثابت ہے والمحصنات من الذين اوتوا الكتاب الخ[۳]. پ۶ / سورہ مائدہ۔

مذکورہ بالا عبارتوں سے معلوم ہوا کہ مسلمان مرد کتابیہ (عیسائی ہو یا یہودی) سے نکاح کرسکتا ہے۔ الحیلۃ الناجزہ ص۱۶۵ میں لکھا ہے کہ اگر عورت کتابیہ یعنی یہودیہ نصرانیہ وغیرہ ہو تو اس سے مسلمان مرد کا نکاح دو شرطوں کے ساتھ ہوسکتا ہے۔ اول یہ کہ وہ تمام اقوام یورپ کی طرح صرف نام کی عیسائی اور درحقیقت لا مذہب (دہریہ) نہ ہو بلکہ اپنے مذہبی اصول کو کم از کم مانتی ہو اگرچہ عمل میں خلاف بھی کرتی ہو۔ دوسری شرط یہ ہے کہ وہ اصل سے یہودیہ و نصرانیہ ہو۔ اسلام سے مرتد ہوکر یہودیت یا نصرانیت اختیار نہ کی ہو۔ جب یہ دونوں شرطیں کسی کتابیہ عورت میں پائی جائیں تو اس سے نکاح صحیح ومنعقد ہوجاتا ہے۔ لیکن بلاضرورتِ شدیدہ اس سے بھی نکاح مکروہ ہے اور بہت سے مفاسد پر مشتمل ہے۔ اس لئے حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے عہد خلافت میں مسلمانوں کو کتابیہ عورتوں سے نکاح کرنے کو منع فرمادیا تھا

---

[۱] الهندية ص ۲۸۱ / ج۱ / کوئٹہ پاکستان القسم السابع المحرمات بالشرک.

[۲] وشامی کراچی ص۴۵ / ج۳ / فصل فی المحرمات، البحر کوئٹہ ص۱۰۳ / ج۳ / باب المحرمات، فتح القدیر ص۲۳۰ / ج۳ / فصل فی المحرمات کتاب النکاح مطبوعہ دارالفکر.

[۳] سورۃ المائدہ پارہ۶ / آیت۵ /۔

اور جب عہدِ فاروقی میں کہ زمانہ خیر تھا ایسے مفاسد موجود تھے تو آج کل جس قدر مفاسد ہوں کم ہے[1]

بالخصوص موجودہ اقوام یورپ کے ساتھ مسلمانوں کے تعلقات ازدواج تو بالکل ہی انکے دین ودنیا کو تباہ وبرباد کردینے والے ہیں جن کا روزمرہ مشاہدہ ہوتا ہے اور پھر یہ کہ اولاد عموماً کمسنی میں ماں سے زیادہ مانوس ہوتی ہے اور اسکے اثرات سے متأثر ہونے کا مظنہ غالب ہے، چنانچہ حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ میں حضرت حذیفہؓ وطلحہؓ وکعب بن مالکؓ نے کتابیہ سے نکاح کیا تو آپ خفا ہوگئے۔ خفگی کی وجہ ابن ہمام بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں، وانما کان غضبه لخلطة الكافرة بالمومن وخوف الفتنة على الولد لانه فى صغره الزم لامه[2] فتح القدیر کتاب النکاح ص ۳۸۳/ نیز تجربہ سے یہ ثابت ہوا کہ انھوں نے مسلمانوں کے نکاح میں آکر اکثر غدر اور نقصان کیا ہے، لہٰذا سلامتی اسی میں ہے کہ ان سے مناکحت کا سلسلہ کسی مجبوری کے بغیر نہ کیا جائے، اس کا بھی خیال رکھا جائے کہ مسلمان عورت کا نکاح کسی کافر مرد سے کسی حال میں جائز نہیں خواہ کفر کی کوئی قسم ہو کتابی ہو یا غیر کتابی[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۸/۲/۱۶ھ

بحالت مجبوری اہل کتاب سے نکاح

سوال:- یہودی اور عیسائی جو کہ اہل کتاب ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں ان کی لڑکیوں سے بغیر ان کو مسلمان کئے ہوئے کسی مسلمان کا نکاح جائز ہے یا ناجائز؟

---

۱ الحيلة الناجرة ص ۱۷۰/ خلاصة حكم الازواج مع اختلاف دين الازواج، كتب خانه اعزازيه ديوبند.

۲ فتح القدير ص ۲۳۰/ ج۳/ مطبوعه بيروت كتاب النكاح فصل فى بيان المحرمات.

۳ ومنها اسلام الرجل اذا كانت المرأة مسلمة فلا يجوز انكاح المؤمنة الكافر الخ بدائع كراچى ص ۲۷۱/ ج۲/ فصل ومنها اسلام الرجل، عالمگيرى كوئٹه ص ۲۸۲/ ۱/ القسم السابع المحرمات بالشرك.

الجواب حامداًومصلیاً

اگر کوئی شخص ایسی جگہ ہو جہاں مسلمان عورتیں نہ ہوں اور اس کو ابتلاء کا اندیشہ ہو تو اس کے لئے اہل کتاب کی عورت سے نکاح کی اجازت ہے۔ اہل کتاب ہونے کے لئے ان کا دعویٰ بھی کافی ہے۔ کہ وہ اہل کتاب ہیں، جیسا کہ علامہ شامیؒ نے تصریح کی ہے[1] بغیر مجبوری کے ان سے نکاح نہ کیا جائے[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۵/۹۴ھ

یہود ونصاریٰ عورتوں سے نکاح

سوال:- یہودی ونصرانی عورتوں سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً

یہودی ونصرانی عورتوں سے نکاح کی گنجائش ہے مگر اس میں مفاسد زیادہ ہیں اس لئے پرہیز کرنا چاہئے[3] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۳۰/۱۲/۸۹ھ

---

[1] وصح نكاح كتابية مومنة بنبي مرسل مقرة بكتاب واعلم ان من اعتقد دينا مساوياً وله كتاب منزل كصحف ابراهيم وشيث وزبورداؤدفهومن اهل الكتاب فتجوزمناكحتهم واكل ذبائحهم الخ،شامی زکریا ص ۱۳۴/ ج۴/شامی کراچی باب المحرمات،

[2] ففي الفتح ويجوز تزوج الكتابيات والاولى ان لايفعل ولايأكل ذبيحها الالضرورة وتكره الكتابية الحربية اجماعاً لافتتاح باب الفتنة، شامی زکریا ص ۱۳۴/ ۴، فصل فی المحرمات، كتاب النكاح، مطلب مهم فی وطء السراری الخ، البحر الرائق کوئٹہ ص ۱۰۳/ ۳، فصل فی المحرمات، فتح القدير ص ۲۲۸/ ۳، فصل فی بيان المحرمات، مطبع دار الفكر،

[3] ملاحظ ہو حوالہ بالا حاشیہ نمبر: ۲/

انگریزی پڑھے ہوئے کا نکاح مسلمان لڑکی سے

سوال: -لڑکا انگریزی پڑھا ہوا ہے مسلمانوں کا لڑکا ہے اس لڑکے کا نکاح جو کہ انگریزی پڑھا ہوا ہے مسلمان لڑکی سے جائز ہے یا نہیں، ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

انگریزی پڑھنے والے لڑکے کے اگر اعتقاد درست اور شریعت کے مطابق ہیں تو اس کا نکاح مسلمان لڑکی سے درست ہے اگر اس کے عقائد درست نہیں بلکہ دہریہ ہے یا دوسرے عقائد اسلام کے خلاف رکھتا ہے تو مسلمان لڑکی سے اس کا نکاح جائز نہیں[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۴/۱۱/۵۴ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۲۵/ ذی قعدہ ۵۴ھ

اہل حدیث لڑکی کا نکاح دیوبندی حنفی سے

سوال: -(۱) اگر کسی اہل حدیث لڑکی کا نکاح کسی حنفی دیوبندی لڑکے سے کر دیا جائے تو لڑکی کو اپنے عقیدہ ومذہب پر قائم اور اس کے مطابق عمل کرنے کا حق باقی رہتا ہے کہ نہیں؟

[1] وحرم نكاح الوثنية بالاجماع (وفي الشامي)وكل مذهب يكفربه معتقده الخ،شامي زكريا ص ۱۲۵/ ج۴/فصل في المحرمات البحر كوئٹه ص ۱۰۲/ ج۳/فصل في المحرمات،فتح القدير ص ۲۳۱/ ج۳/فصل في المحرمات،مطبع دار الفكر.

کیا کسی دیوبندی کو حق ہے کہ وہ اپنی اہل حدیث بیوی کو تبدیل عقیدہ پر مجبور کرے؟

سوال:- (۲) اہل حدیث لڑکی اپنا عقیدہ ومذہب تبدیل کئے بغیر حنفی دیوبندی لڑکے کی بیوی رہ سکتی ہے یا نہیں؟ نیز یہ بتائیں کہ کیا حنفی دیوبندی شوہر یا اس کے خاندان کے لوگ زبردستی دباؤ دے کر اور طلاق کی دھمکی دے کر اہل حدیث لڑکی کو مذہب وعقیدہ تبدیل کرنے پر مجبور کر سکتے ہیں؟ اور کیا جیٹھ، دیور وغیرہ سے پردہ نہیں ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً

حنفی دیوبندی اور اہل حدیث کے درمیان رفع یدین، آمین بالجہر، تورک، قنوت، تعداد وتر، تعداد تراویح، جمعہ فی القری، قرأۃ خلف الامام وغیرہ فروعی مسائل میں اختلاف ہے۔ دونوں کے پاس دلائل ہیں بحث دلائل کی قوت وضعف میں ہے، ترجیح ونسخ میں ہے۔ ان میں سے بعض میں تو اولیٰ اور غیر اولیٰ کا اختلاف ہے۔ بعض میں واجب وغیر واجب کا اختلاف ہے۔ بایں ہمہ عقیدہ ایمانیہ جو کہ حدیث جبرئیل میں مفصل مذکور ہے۔ اس پر سب ہی متفق ہیں، پھر عقیدہ تبدیل کرنے کا کیا سوال ہے؟ اگر اختلاف عقیدہ کی کوئی چیز ہے، مثلاً لڑکی کا عقیدہ یہ ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کی تقلید شرک ہے اور حنفی دیوبندی مشرک ہیں، تو پہلے اس کی تحقیق کی جائے کہ ایسی اہل حدیث لڑکی کا حنفی دیوبندی سے نکاح بھی صحیح ہوا یا نہیں۔ تبدیل عقیدہ کا سوال بعد کا ہے۔ جیٹھ دیور وغیرہ نامحرم ہیں، ان سے شرعی پردہ لازم ہے[1]

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۷/۱۳۹۹ھ

[1] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاکم والدخول علی النساء فقال رجل یارسول اللہ ارایت الحمو قال الحمو الموت، مشکوٰۃ شریف ص۲۶۸/ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

دیوبندی لڑکی کا نکاح بریلوی لڑکے سے

سوال:- زید علمائے دیوبند کے مسلک پر عمل پیرا ہے اور اس نے اپنی لڑکی کی شادی لاعلمی میں ایک بریلوی مسلک لڑکے کے ساتھ کردی ہے جب کہ اس کے یہاں میلاد، فاتحہ، قیام وسلام ہوتا ہے، مزاراتِ بزرگاں پر جاتا ہے، رسول کے لئے علم غیب مانتا ہے اور یا رسول اللہ کا نعرہ لگاتا ہے۔ یاغوث المدد کا وظیفہ جپتا ہے اور رسول کو حاضر وناظر مانتا ہے۔ علماء دیوبند کی برائی بیان کرتا ہے اور انھیں خارج از ایمان کہتا ہے، تو ایسے لڑکے کے ساتھ نکاح منعقد ہوا کہ نہیں؟ ابھی اس لڑکی کی رخصتی نہیں ہوئی ہے اور زید اپنی لڑکی کو اس بریلوی کے یہاں رخصت نہیں کرنا چاہتا ہے، طلاق کا خواہش مند ہے، لیکن وہ لڑکا طلاق نہیں دیتا ہے اور کہتا ہے کہ میں ساری عمر طلاق نہیں دوں گا۔ ایسی صورت میں عندالشرع اس سے چھٹکارہ کی کیا صورت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

جب کہ زید کا اور زید کی لڑکی کا مسلک وہی ہے جو علمائے دیوبند کا مسلک ہے اور اس مسلک کی وجہ سے وہ لڑکا علماء دیوبند کو خارج از اسلام سمجھتا ہے تو اس کے نزدیک زید بھی خارج اسلام ہے اور زید کی لڑکی بھی خارج از اسلام ہے۔ پس اس کا نکاح ہی اس کے نزدیک صحیح نہیں ہوا۔ اس جہت سے طلاق کی کیا ضرورت ہے۔ اگر رخصتی کردی جائے گی تو بھی چونکہ اس

(پچھلے صفحہ کا باقی حاشیہ) باب النظر الی المخطوبة الخ، الفصل الاول مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، عن عقبة بن عامر قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ایاکم والدخول علی النساء، ای غیر المحرمات علی طریق التخلیة او علی وجه التکشف الخ مرقاة ص ۴۰۹/ج۳/باب النظر، اصح المطابع بمبئی، طیبی ص ۲۵۳/ج۶/باب النظر الی المخطوبة مطبوعه زکریا دیوبند.

ترجمہ: رسول خدا ﷺ نے فرمایا عورتوں پر داخل ہونے سے بچو ایک شخص نے کہا اے اللہ کے رسول دیور کے متعلق کیا حکم ہے آپ نے فرمایا دیور تو موت ہے۔

لڑکے کے نزدیک زید کی لڑکی مسلمان نہیں بلکہ کافر ہے تو اس سے صحبت کرنا حرام اور زنا ہوگا۔ مولانا احمد رضا خاں صاحب کی کتابوں ''فتاویٰ رضویہ''، ''الملفوظ'' وغیرہ میں صاف صاف یہ موجود ہے۔ حاصل یہ کہ خود اس شخص سے تحقیق کی جائے کہ وہ علماء دیوبند اور زید کو مسلمان سمجھتا ہے یا کافر۔ اگر کافر سمجھتا ہے تو نکاح کیسے درست ہوا[1]؟ اگر مسلمان سمجھتا ہے تو اقرار کرلے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

رضا خانی عورت سے نکاح

سوال:- زید اپنا نکاح ایک رضا خانی عورت سے کرنا چاہتا ہے جو حضور اکرم ﷺ کے لئے علم غیب تسلیم کرتی ہے۔ یہ نکاح کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

اگر زید کو یہ توقع ہے کہ وہ اس عورت کے خیالات کی اصلاح کرلے گا تو اس سے نکاح کرسکتا ہے[2]۔ علم غیب کا یہ عقیدہ غلط ہے مگر شرک فی الذات نہیں، جس کی وجہ سے حقیقی ارتداد کا حکم کیا جائے۔ اگر زید کو یہ توقع نہیں بلکہ خود ہی اس کے خیالات کی طرف مائل ہوجانے کا خطرہ ہے تو اس سے ہرگز نکاح نہ کرے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] ولایجوز تزوج المسلمة من مشرک ولا کتابی، عالمگیری کوئٹہ ص ۲۸۲/ج ۱/القسم السابع المحرمات بالشرک، بدائع کراچی ص ۲۷۱/ج ۲/فصل ومنها اسلام الرجل.

[2] تجوز مناکحة المعتزلة لانا لانکفر احداً من اهل القبلة وان وقع الزاماً فی المباحث الخ، الدر المختار علی هامش ردالمحتار زکریا ص ۱۳۴/ج ۴/ کتاب النکاح مطلب مهم فی وطء السراری الخ، فتح القدیر ص ۲۳۱/ج ۳/فصل فی المحرمات مطبع دار الفکر، البحر الرائق کوئٹہ ص ۱۰۳/ج ۳/فصل فی المحرمات.

E:\F.M.Fainal\Jild-17\03-Hurmate Nikah Basabab IKhtlaf

دیوبندی اور بریلوی کے درمیان مناکحت

سوال:- رضاخانی عقائد والوں کے یہاں سے شادی میں لڑکی لینا یا ان کے یہاں اپنی لڑکی دینا ہمارے لئے کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً

مولوی احمد رضا خاں صاحب نے لکھا ہے کہ وہابی سے نکاح کرنا ہرگز جائز نہیں، مرد ہو یا عورت۔ اپنی لڑکی وہابی کو دینا ایسا ہے جیسا کتے کو دیدینا، یہ نکاح نہیں بلکہ جس نے اپنی لڑکی وہابی کو دیدی اس نے زنا کے واسطے دی ہے، سب اولاد حرامی ہوگی۔ وہابی کی لڑکی لینا بھی حرام اور گناہ ہے۔ وہابی کی نماز نہیں ان کو اپنی مسجد میں مت آنے دو، ان کے ساتھ کھانا پینا سب گناہ ہے، ان کے جنازہ کی نماز مت پڑھو۔ وہابی کے پیچھے نماز پڑھنے کی اجازت نہیں، بالکل کافر ومرتد ہیں[1]۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب کے فتوے میں یہ سب باتیں موجود ہیں۔ اکابرِ دیوبند جیسے حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ، حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند، حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدث سہارنپوریؒ، حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحبؒ، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ اور شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنیؒ قدس اللہ اسرارہم سب کے نام لے کر سب کو بریلیوں کے سرغنہ مولوی احمد رضا خاں صاحب نے کافر ومرتد لکھا ہے[2]۔ (نعوذ باللہ منہ) اب خود ہی غور کرلیا جائے کہ جس کے یہ عقائد وخیالات ہوں اس کے ساتھ نکاح کرنا کیسا ہوگا اور اس کا نتیجہ کیا ہوگا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہوگا؟ اگر وہ اپنی لڑکی دے گا تو کتا سمجھ کر دے گا۔ زنا کے واسطے دے گا اگر لڑکی لے گا تو حرام کاری کے واسطے لے گا۔ غرض دونوں

---

[1] ملفوظات احمد رضا خاں صاحب ص ۱۰۲ / حصہ دوم، مطبوعہ کانپور۔

[2] فتاویٰ رضویہ ص ۲۶۳ / ج ۳ / باب الامامۃ، مطبوعہ دارالاشاعت لائل پور پاکستان، ملفوظات احمد رضاخاں ص ۹۷ / حصہ اول، مطبوعہ کانپور۔

صورت میں ان کے نزدیک اولاد حرامی ہوگی۔ فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۱/۹۵ھ

کنیز کی تعریف اور اس سے نکاح

سوال:- کنیز اسلام میں جس عورت کو کہتے ہیں اس سے بلا نکاح کے مباشرت جائز ہے یا نہیں؟ دلائل فقہیہ سے واضح فرمائیں۔ نیز جودھا بائی جو اکبر کی بیوی تھی جس سے سلیم پیدا ہوا، وہ ولد الزنا ہے یا نہیں؟ اس کو دلیل سے واضح فرمائیں۔ جودھا بائی غیر مسلم تھی اور آخر تک وہ اپنے دین پر قائم رہی۔ پھر ایسی صورت میں جب کہ اکبر نے اس سے نکاح نہیں کیا تو اس سے جو بچہ پیدا ہوا وہ شرعاً ولد الزنا ہوا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً

کنیز مملوکہ سے مالک کو بغیر نکاح کے صحبت درست ہے، بلکہ وہ خود اس سے نکاح کرنا چاہے تو نکاح کی اجازت نہیں۔ اگر اپنی مملوکہ نہیں غیر کی مملوکہ تھی اور اس سے نکاح کرلیا پھر وہ اس کی ملک میں آ گئی تو نکاح ختم ہوگیا۔ وحرم نكاح المولىٰ امته (درمختار) قال فی الفتح لان النکاح ماشرع الامثمرا ثمرات مشترکةفی الملک بین المتناکحین منها ماتختص هی بملکه کالنفقةوالسکنی والقسم والمنع من العزل الاباذن ومنها مایختص هو بملکه کوجوب التمکین والقرار فی المنزل ومنها ما یکون الملک فی کل منها مشترکاً کالاستمتاع مجامعةومباشرةوالولد فی حق الاضافة المملوکیة تنافی المالکیة(ردالمحتار[1] ص ۲۸۸/ ج ۲/.

اکبر اور جودھا بائی کی صحیح قابل وثوق تاریخ موجود نہیں۔ جو تاریخیں شائع ہیں ان میں

[1] شامی کراچی ص ۴۴/ ج ۳/ مطبوعہ نعمانیہ ص ۲۸۸/ ج ۲/ فصل فی المحرمات، تبیین الحقائق ص ۱۰۹/ باب المحرمات مکتبہ امدادیہ ملتان، فتح القدیر ص ۲۲۷/ ج ۳/ باب المحرمات کتاب النکاح دارالفکر.

رطب ویابس سب کچھ بھرا ہوا ہے اور تضاد بھی بہت ہے۔ شرعی مسائل کے لئے شرعی دلائل کی ضرورت ہوتی ہے۔ شرعی دلائل کے خلاف کسی کا فعل حجت نہیں۔ قرآن کریم میں ہے۔ ولا تنکحوا المشرکات (الآیۃ)[1] حضرت مجدد صاحبؒ نے دین اکبری پر مستقل رد فرمایا ہے۔ علاوہ ازیں اب سلیم کے یا کسی کے بارے میں بحث کرنا امورِ شرعیہ میں سے نہیں ہے۔

فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۷/۷/۹۳ھ

ا؎ سورۃ بقرہ آیت ۲۲۱/.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب ششم: ولایت وکفاءت نکاح

فصل اول:- ولایت نکاح کا بیان

سوتیلے والد کا کیا ہوا نکاح

سوال:- ایک لڑکی جو کہ مراہق تھی۔اس کے والد کا انتقال لڑکپن میں ہوگیا تھا اور حقیقی چچا موجود تھا۔اس کی موجودگی میں غیر ولی نے لڑکی سے اجازت لے کر نکاح کر دیا۔ یہ نکاح صحیح ہوا یا نہیں؟ غیر ولی لڑکی کا سوتیلا باپ ہے۔لڑکی نکاح سے چھ ماہ بعد بالغ ہوگئی۔اب شوہر کے یہاں جانے سے منع کر رہی ہے۔فقط

الجواب حامداً ومصلیاً!

یہ نکاح چچا کی اجازت پر موقوف تھا[1] اگر چچا نے نہ اسکی اجازت دی نہ رد کیا، تو یہ اس لڑکی کے بالغہ ہونے کے بعد خود اسکی اجازت پر موقوف ہوگیا۔اگر اس نے اسکو رد اور نامنظور

---

[1] فلو زوج الأبعد حال قيام الأقرب توقف على اجازته الدرعلى الرد كراچى ص ٨١ ج٣ باب الولى هنديه كوئٹه ص٢٨٥ ج١ الباب الرابع فى الاولياء، تاتارخانية كراچى ص٢٣ ج٣ كتاب النكاح، الفصل الحادى عشر فى معرفة الاولياء.

کر دیا تو یہ نکاح شرعاً ختم ہوگیا، اب دوسری جگہ لڑکی کی اجازت سے نکاح کی اجازت ہے[1]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ ۹/۲/ ۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین

دادا کو نکاح کا اختیار باپ نے دیدیا

سوال: - زید اپنے گھر سے فرار ہوگیا نہ معلوم اب کہاں ہے اس نے جاتے وقت اپنی نابالغہ لڑکی کے نکاح کی اجازت اپنے والد اور بھائی اور بیوی کو دیدی تھی۔ پھر پرچہ کے ذریعہ بھی تحریری اجازت روانہ کی ہے۔ زید کے والد نابالغہ لڑکی کا عقد کرنا چاہتے ہیں تو کیا عقد ہو جائے گا لڑکی کی عمر ۱۲/ سال ہے زید کے والد کی حالت پریشان کن ہے۔ وہ اس صورت سے سبکدوش ہونا چاہتے ہیں۔ ایسی صورت میں شرعاً نکاح ہو جائے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

جس طرح والد کو اپنی نابالغہ لڑکی کے نکاح کا خود اختیار حاصل ہے۔ اسی طرح اس کو یہ بھی اختیار ہے کہ اپنی طرف سے دوسرے شخص کو اختیار دیدے[2] پس صورتِ مسئولہ

---

[1] فإن زوجهما الاب والجد فلا خيار بعد بلوغهما وإن زوجهما غير الاب والجد فلكل واحد منهما الخيار إذا بلغ إن شاء اقام على النكاح وإن شاء فسخ، هنديه كوئٹه ص۲۸۵ ج۱ الباب الرابع فى الاولياء، تاتارخانية كراچى ص۲۶ ج۳ كتاب النكاح، معرفة الاولياء، الدر مع الشامى زكريا ص۱۷۴ ج۴ باب الولى، مطلب مهم هل للعصبة تزويج الصغير امرأة غير كفء له.

[2] يصح التوكيل بالنكاح، هنديه كوئٹه ص۲۹۴ ج۱ الباب السادس فى الوكالة بالنكاح، تاتارخانية كراچى ص۶۹ ج۳ كتاب النكاح، الفصل السادس عشر فى الوكالة بالنكاح.

میں لڑکی کے دادا اگر نکاح کردیں تو وہ بھی شرعاً معتبر اور لازم ہوجائے گا۔لیکن اپنے کفو میں کیا جائے اور مہر مثل سے کم پر نہ ہو کذا فی ردالمحتار[۱]۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۳؍۱؍ ۸۸ھ

باپ کی موجودگی میں دادا کو ولایت نکاح

سوال:- میرے والد صاحب نے میری دختر نابالغ جس کی عمر ۳؍سال کی تھی اور میری اجازت نہیں لی تھی خود ہی دادا نے نکاح کردیا نہ ایجاب وقبول لڑکے نے کئے اور نہ لڑکی نے اور نہ میں نے اجازت دی اس صورت میں نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

یہ نکاح آپ کی اجازت پر موقوف ہے اس کا رد اور نفاذ آپ کے اختیار میں ہے الولی فی النکاح العصبة بنفسه بلاتوسط انثی علیٰ ترتیب الارث والحجب[۲] .تنویر فلوزوج الا بعد حال قیام الاقرب توقف علیٰ اجازته درمختار[۳] پس اگر آپ نے صراحةً یادلالةً رضامندی ظاہر نہیں کی تو آپ اس کو رد کرسکتے ہیں اور اگر رضامندی ظاہر کرچکے ہیں تو یہ

---

[۱] وان کان المزوج غیرهما لا یصح النکاح من غیرکف اوبغبن فاحش الخ الدرالمختار علی الشامی زکریا ص۱۷۳ ج۴ باب الولی، مطلب مهم هل للعصبة تزویج الصغیر الخ النهر الفائق ص۲۲۴ ج۲ فصل فی الکفاء ة، مطبوعه مکه مکرمه، بحر کوئٹه ص۱۳۴ ج۳ فصل فی الاکفاء.

[۲] تنویر الأبصار علی ردالمحتار نعمانیه ص۳۱۱ ج۲ باب الولی.

[۳] شامی نعمانیة ص۳۱۵ ج۲ باب الولی، هندیه کوئٹه ص۲۸۵ ج۱ الباب الرابع فی الاولیاء، تاتارخانیة کراچی ص۲۳ ج۳ کتاب النکاح، الفصل الحادی عشر فی معرفة الاولیاء.

نکاح نافذ ہو چکا بشرطیکہ لڑکے کی طرف سے بھی باقاعدہ ایجاب وقبول ہوا ہو یعنی ولی کی اجازت سے ہوا ہو یا خود ولی نے کیا ہو۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۶/۱۱/ ۵۵ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف ۹/ ذی قعدہ ۵۵ھ

نکاح میں کس کی اطاعت ہے باپ کی یا ماں کی؟

سوال:- ایک شخص نے اپنی زوجہ کو بالکل چھوڑ دیا زوجہ نے اپنی لڑکی اور لڑکے کی پرورش کی، جب لڑکا جوان ہو گیا تو باپ کہتا ہے کہ میں تیری اچھی جگہ شادی کروں گا۔ اگر باپ کے کہنے پر لڑکا دوسری جگہ شادی کرے تو ماں کی جدائی کا اندیشہ ہے۔اب یہاں لڑکے کو کس کی بات ماننا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

باپ نے جو حق تلفی کی ہے لڑکا اس کا انتقام نہ لے، بلکہ والد کی اطاعت کرے اور والد کے کہنے کے مطابق شادی کر لے، پھر والدہ کی بھی خدمت کرتا رہے ان کے حقوق میں کوتاہی نہ کرے۔ اگر والد منع کریں تو اس میں والد کی اطاعت لازم نہیں، بلکہ والدہ کے ساتھ ہمیشہ احسان و ہمدردی لازم ہے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۶/۱۱/ ۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دار العلوم دیوبند ۶/۱۱/ ۸۸ھ

---

[1] أن طاعتهما أي ابوين فرض عين شامي زكريا ص ۲۰۲ ج ۶، (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

نکاح میں والدین کی پسند کا لحاظ

سوال:-ایک شخص بالغ اور تعلیم یافتہ ،صوم وصلوٰۃ کا پابند ہے اور ملازمت پر ہے۔مگر اس کے والد اپنے سالے کی لڑکی سے نہ معلوم کس دباؤ کے تحت شادی کرنا چاہتے ہیں۔یہ لڑکا عاقل بالغ ہونے کے باوجود اس لڑکی سے ناراضگی ظاہر کرتا ہے اور دیگر لوگ بھی اس رشتہ سے ناخوش ہیں،مگر لڑکے کے والدین دباؤ ڈال کر زبردستی نکاح کرانے کے درپے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہماری نافرمانی نہ کرو۔نیز عاق کرنے کو کہتے ہیں۔کیا ایسی حالت میں جس نکاح کو لڑکا پسند نہیں کرتا کسی دباؤ کے تحت نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

والدین کو اپنے لڑکے سے طبعی محبت ہوتی ہے وہ فطرۃً اس کے خیر خواہ ہوتے ہیں،اپنے نزدیک بہتر جگہ شادی کرتے ہیں،اس لئے بلاوجہ ان سے گمان خراب نہ کیا جائے۔البتہ یہ ممکن ہے کہ لڑکے کی مرضی کسی دوسری جگہ ہو اور وہ اپنی پسند میں خیر سمجھتا ہو۔والدین اپنی پسند میں خیر سمجھتے ہوں۔لڑکے کی سعادت اس میں ہے کہ وہ والدین کی پسند کو اختیار کرے۔لیکن

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) ...... كتاب الجهاد. مطلب طاعة الوالدين فرض عين، فتح القدير ص۴۴۲ ج۵ كتاب السير، دار الفكر بيروت، بحر كوئٹه ص۵۷۲ كتاب السير، مطبوعه كراچى پاكستان،

لیکن نکاح میں باپ کی اطاعت ماں پر مقدم ہے ماں کے ناقص العقل ہونے کی وجہ سے،اس لئے ماں ولایت نکاح میں باپ سے مؤخر ہے۔

وإن كان المزوج غيرهما أى غير الأب وأبيه ولوالأم أوالقاضى......لايصح النكاح من غير كفوء الدرالمختار قوله ولوالأم أوالقاضى هوالأصح لأن ولايتهما متأخرة...... ولقصور الرأى فى ا لأم شامى كراچى ص۶۷ ج۳ (باب الولى) بحر كوئٹه ص۱۲۰ ج۳ باب الاولياء والاكفاء، النهر الفائق ص۲۱۰ ج۲ باب الاولياء والاكفاء، طبع مكه مكرمه،

اگر وہ مجبور ہو تو والدین کو اصرار نہیں کرنا چاہئے بلکہ لڑکے کی رغبت کو اختیار کرلیں ورنہ اندیشہ ہے کہ نباہ نہ ہو اور سب ذمہ داری والدین پر عائد ہو جائے۔ایسی ضد نہ کریں۔اگر والدین نہ مانیں تو لڑکے کے لئے مناسب یہ ہے کہ ان کی اطاعت کرے اللہ پاک اس میں خیر کریگا[1]۔ پھر بھی اگر ایسی کوئی بات پیش آئے کہ دل نہ ملے اور حقوق ادا نہ ہوسکیں تو لڑکے کو شریعت نے بہت کچھ اختیار دیا ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ١/٦/ ٩١ھ

چچا کی موجودگی میں ماموں کو ولایت نکاح نہیں

سوال:- کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ایک لڑکی نابالغہ ہے جس کا نکاح چند سال ہوئے ہو چکا تھا اتفاقاً اس کے خاوند کا انتقال ہو گیا تھا۔جس کو بھی عرصہ گذر چکا اور یہ نکاح اس لڑکی کے ننہال میں ہوا تھا اور اس کے والد نے نکاح کی اجازت خود دی تھی۔ بیوہ ہونے پر وہ لڑکی اپنے ننہال ہی چلی گئی اور اب تک ننہال میں ہی رہتی ہے، کیونکہ اس کے والد و والدہ کا انتقال ہو چکا تھا۔لیکن اس کا حقیقی چچا موجود ہے اور صرف وہ ہی ولی ہے اس کے سوا کوئی ولی نہیں ہے۔اب اس کے ننہال نے بغیر اجازت

[1] وقضى ربک أن لا تعبدوا إلا إياه وبالوالدين (الاية) قد أمر سبحانه بالاحسان إليهما للأسباب الأتية (ا) شفقتهما على الولد وبذل الجهد فى ايصال الخير إليه وأبعاد الضر عنه جهد المستطاع ... ثم فصل ما يجب من الإحسان إليهما بقوله : إما يبلغن الخ ...... ويتجلى ذلک بان تتبع معهما الأمور الخمسة الأتية ...... (د) أتتواضع لهما وتتذلل وتطيعهما فيما امراک به مما لم يكن معصية لله الخ (تفسير مراغى ص٣٣-٣٤-٣٥ج٥ سورۂ اسراء آيت ٢٣ مطبوعه مكتبه تجاريه،

ولی کے (واقف ہوتے ہوئے اورآ گاہ بھی کردیا تھا جان کرکے) اس لڑکی کا نکاح دوسری جگہ اپنی اجازت سے اس کے ماموں نے کردیا ہے اور ولی اس نکاح پر رضامند نہیں ہے اور نہ ولی سے کچھ مشورہ ہوا ہے تو وہ نکاح جائز ہوا یا نہیں اور جو لوگ اس مجلس نکاح میں شامل ہوئے ان کے اوپر کوئی شرعی حکم نہیں لگتا اور اگر لگتا ہے تو کیا شرعی قید لگائی جاوے، کیونکہ اس مجلس والوں کو معلوم تھا کہ اس کا اصل ولی زندہ اور قریب ہی کے گاؤں میں موجود ہے۔ جان بوجھ کر ایسا عمل کیا گیا ہے۔ جواب جلد مرحمت فرماویں تا کہ اس کا تدارک کیا جاوے۔

الجواب حامداًومصلیاً!

اگر وہ لڑکی نابالغہ ہے تو اس کا ولی اس کا چچا ہے۔ ماموں کو چچا کی موجودگی میں نکاح کی ولایت حاصل نہیں[1]۔ اس لئے اگر چچا نے اس نکاح کی اجازت نہیں دی تو وہ نکاح نہیں ہوا[2]۔ جن لوگوں نے بلا اجازت نکاح کیا ہے اور اس میں شریک ہوئے ان کو لازم ہے کہ وہ توبہ کریں اور اس کے چچا کے کہنے کے موافق نکاح کریں یا اس کے بالغ ہونے کا انتظار کریں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

---

[1] الولی فی النکاح العصبة بنفسه بلاتوسط اثنی علی ترتیب الارث والحجب. درمختار علی ردالمحتار ص ٣١١ ج٢ مکتبه نعمانیة باب الولی، بحر کوئٹه ص ١١٩ ج٣ باب الاولیاء والاکفاء، النهر الفائق ص ٢٠٩ ج ٢ باب الأولیاء والإکفاء، مطبوعه مکه مکرمه.

[2] فلوزوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علی اجازته ولو تحولت الولایةالیه لم یجز الاباجازته بعد التحول. درمختار علی ردالمحتار ص ٣١٥ ج٢ مطبوعه نعمانیه دیوبند (باب الولی)، بحر کوئٹه ص ١١٩ ج٣ باب الأولیاء والإکفاء، سکب الأنهر مع مجمع الأنهر ص ٤٩٩ ج ١ کتاب النکاح، باب الأولیاء والإکفاء، طبع دار الکتب العلمیة بیروت.

چچا کو حق ولایت

سوال:- چند یتیم بچے ہیں اوران کے دوتین حقیقی چچا ہیں توان پر حق ولایت حاصل ہے یانہیں؟ اور جو بچے نابالغ ہیں ان کو بہن پر ولایت حاصل ہے یانہیں؟ اوراگر چچا شادی کردے تو لڑکی کو خیارِ بلوغ حاصل ہے یانہیں؟ یا نکاح چچا کا کیا ہوا لازم ہوجائے گا؟

الجواب حامداًومصلیاً!

اس صورت میں چچا کو ولایت نکاح حاصل ہوگی[1]۔ چچا اگر نیک نیت نہیں ہیں تو خیارِ بلوغ لڑکی کو حاصل ہوگا اورآ ثارِ بلوغ ظاہر ہوتے ہی فوراً دوگواہوں کے سامنے اس نکاح کو نامنظور کردے تو پھر عدالت مسلمہ یا شرعی کمیٹی کے ذریعہ فسخِ نکاح کرانے کا حق حاصل ہوگا[2]، نابالغ بھائی کی ولایت نہیں[3]۔ اگر وہ بعد میں بالغ ہوا تواس کے حق میں چچا کا کیا ہوا نکاح،

---

[1] الولی فی النکاح العصبة بنفسه بلاتوسط انثی علی ترتیب الإرث والحجب الدرالمختار کراچی ص۷۶ج۳ باب الولی، بحر کوئٹه ص۱۱۹ ج۳ باب الاولیاء والاکفاء، النهر الفائق ص۲۰۹ ج۲ باب الأولیاء والإکفاء، مطبوعه مکه مکرمه.

[2] إن کان الزوج غیرهما أی غیر الأب وأبیه......وإن کان من کف وبمهر المثل صح ولکن لهما أی لصغیر وصغیرة خیار الفسخ بالبلوغ أو العلم بالنکاح بعده الدرالمختار کراچی ص۶۹/۳، (باب الولی) مجمع الانهر ص۴۹۴ ج۲ کتاب النکاح، باب الأولیاء والاکفاء، طبع دار الکتب العلمیة بیروت، تبیین الحقائق ص۱۲۲ ج۲ باب الأولیاء والاکفاء، طبع امدادیه ملتان،

[3] ولا ولایة لصغیر وعبد ومجنون لأنهم لا ولایة لهم علی أنفسهم فأولی أن لا یکون لهم ولایة علی غیرهم، تبیین الحقائق ص۱۲۵ ج۲ باب الاولیاء والاکفاء، امدادیه ملتان، النهر الفائق ص۲۱۳ ج۲ باب الأولیاء والاکفاء، مکه مکرمه، مجمع الأنهر ص۴۹۷ ج۱ باب الأولیاء والاکفاء، دار الکتب العلمیة بیروت.

نکاحِ فضولی نہیں ہوگا اس کو فسخ کرنے کا حق حاصل نہیں ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۱/۳/ ۸۹ھ

چچا کو بالغہ پر ولایت نکاح

سوال:- ایک آٹھ سالہ لڑکی کی منگنی اس کے چچا کی اجازت سے ہوگئی۔ جب لڑکی کی عمر اٹھارہ سال کی ہوئی تو لڑکی کے حقیقی بھائی نے انکار کردیا، تو اس لڑکی بالغہ پر چچا کو ولایت اجبار حاصل ہے یا نہیں یا لڑکی خود مختار ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

چچا کو بالغہ پر ولایت اجبار حاصل نہیں، جہاں نکاح کیا جائے لڑکی کی اجازت سے کیا جائے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۹/۱۲/۱۳۸۸ھ

بھائی اور چچا میں سے ولایت کس کو ہے؟

سوال:- ایک لڑکی ہندہ جو کہ ابھی تک بالغ نہیں ہوئی اور اسکے والد صاحب کا انتقال

---

[1] ولا تجبر البالغة البكر على النكاح لإنقطاع الولاية بالبلوغ فإن استاذنها هوأى الولى وهوالسنة او زوجها وليها فسكت فهوإذن مختصراً الدرالمختار كراچى ص ۵۹ ج ۳ باب الولى، فهو إذن مختصراً الدر المختار كراچى ص ۵۹ ج ۳ باب الولى مجمع الأنهر ص ۴۹۰/ ۱، باب الأولياء والاكفاء، دار الكتب العلمية بيروت، هنديه كوئٹه ص ۲۸۷/ ۱، الباب الرابع فى الأولياء.

ہو چکا ہے اور اس لڑکی کا ایک بھائی علاتی ہے اور ایک چچا حقیقی ہے ان دونوں میں سے ولی مقدم کون ہے اور لڑکی کا بھائی یہاں موجود نہیں ہے اگر حقیقی چچا اس لڑکی کا عقد کرادے تو عندالشرع یہ عقد منعقد ہوگیا یا نہیں یا اس لڑکی کے برادر کی اجازت ہی کی ضرورت ہے۔ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً!

علاتی بھائی کی ولایت نکاح چچا کی ولایت پر مقدم ہے کذا فی ردالمحتار[۱] ص۴۸۱ ج۲ اگر بھائی اتنی دور کسی جگہ ہے کہ اس کی رائے حاصل کرنے میں موقع نکل جانے کا اندیشہ قوی ہے تو چچا کو بھی نکاح کر دینا درست ہے ورنہ اگر چچا نے نکاح کر بھی دیا تو وہ بھائی کی اجازت پر موقوف رہے گا[۲] اور بہرصورت لڑکی کو وقت بلوغ خیار حاصل ہوگا۔ یعنی اگر بالغہ ہوتے ہی فوراً نکاح سے ناراضی ظاہر کردے تو حاکم مسلم بااختیار کی عدالت سے نکاح فسخ کرانے کا شرعاً اختیار ہوگا[۳] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ
معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۸؍شوال ۵۵ھ
صحیح: عبداللطیف غفرلہٗ ۱۸؍شوال ۵۵ھ

---

۱ یقدم لأب ثم أبوه،ثم الأخ الشقيق ثم لأب، شامی کراچی ص۷۶/۳، باب الولی، مطلب فی فرق النکاح، بحر کوئٹہ ص۱۹۹/۳، باب الأولیاء والاکفاء، ھندیہ کوئٹہ ص۲۸۳، ج۱، الباب الرابع فی الأولیاء،

۲ فلا ولاية للأبعد مع الأقرب إلا إذا غاب غيبة منقطعة، بحر کوئٹہ ص۱۱۹ ج۳ باب الأولیاء، وإن زوج أبعد الأولياء فإن كان الأقرب حاضراً توقف نكاح الأبعد على إجازته، ھندیہ کوئٹہ ص۲۸۵ ج۱ الباب الرابع فی الأولیاء، سکب الأنهر ص۴۹۹ ج۱ باب الأولیاء، دار الکتب العلمیة بیروت،

۳ ولهما خيار الفسخ بالبلوغ فی غير الاب والجد بشرط القضاء، البحر کوئٹہ ص۱۳۰، ج۳، باب الاولیاء، والاکفاء، ھندیہ کوئٹہ ص۲۸۵/۱، الباب الرابع فی الاولیاء، مجمع الانھر ص۴۹۴/۱، باب الاولیاء، مطبوعہ دارالکتب العلمیة بیروت،

بالغہ کے نکاح کا حق بڑے تائے کو یا چھوٹے تائے کو

سوال:-ایک کنواری لڑکی بالغہ اس کے والدین وفات پا چکے ہیں۔لڑکی کے دو تائے ابا ہیں، ایک بڑے اور ایک چھوٹے اور ایک خالہ ہیں،اگرلڑکی کے برضاورغبت ان کے بڑے تائے ابا نے نکاح کر دیا کسی لڑکے سے۔جہاں وہ لڑکی چھوٹے تائے ابا کے یہاں رہتی ہے اس سے کسی دوسری جگہ پر نکاح درست ہے یا نہیں۔جب کہ لڑکی کی پرورش چھوٹے تائے ابا کے یہاں ہوئی؟

الجواب حامداًومصلیاً!

جب کہ وہ لڑکی بالغہ ہے اوراس کے والدین وفات پا چکے ہیں تو اس کی مرضی کے موافق اس کے بڑے تائے ابا نے جو نکاح کر دیا وہ صحیح ہو گیا اگر چہ پرورش چھوٹے تائے ابا کے یہاں ہوئی ہو[1]۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲/۳/ ۸۸ھ

ولایت نکاح بھائی کو ہے ماں کو نہیں

سوال:-زید کی پہلی بیوی مرحومہ سے دو بچے ہیں۔اس کے بعد زید نے دوسری شادی کی ہندہ سے۔اس سے بھی زید کے دو لڑکے اور ایک لڑکی خالدہ خاتون ہے۔بعد انتقال ہندہ

---

[1] ولوزوجها الولی فقالت نعم ما صنع فالاصح انه اجازة الخ عالمگیری کوئٹہ ص ۲۸۹، ج۱، الباب الرابع فی الاولیاء، مجمع الأنهر ص ۴۹۰ ج۱ باب الأولیاء والاکفاء، دارالکتب العلمیة بیروت، النهر الفائق ص ۲۰۲-۳-۴، ج۲، باب الأولیاء، طبع عباس احمد الباز مکه مکرمه،

نے بکر سے شادی کر لی۔ خالدہ خاتون کی شادی نابالغی کی حالت میں چاروں بھائیوں کے علاوہ کسی اپنے آدمی نے باجازت والدۂ خالدہ کی۔ حالانکہ نکاح میں بھائی موجود نہ تھے نہ اس پر راضی تھے۔ کیا اس صورت میں یہ شادی درست ہوسکتی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہے تو کیا خالدہ کا نکاح دوسری جگہ کر سکتے ہیں کہ نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

ایسی حالت میں والدہ کو ولایت نکاح حاصل نہیں بلکہ بھائی ولی ہے۔ لہٰذا والدہ نے جو نکاح کرایا وہ بھائیوں کی اجازت پر موقوف ہے اگر بھائیوں نے نکاح کی خبر سن کر اس کو رد (نامنظور) کر دیا تو وہ نکاح کالعدم اور ختم ہوگیا۔ اب بھائی دوسری جگہ نکاح کر سکتے ہیں[1]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۱۰/ ۸۷ھ

ولایت نکاح ماں کو ہے یا سوتیلے بھائی کو

سوال:- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک شادی کی تھی اسی سے دولڑکے ہوئے تھے اس کے بعد وہ بیوی مرگئی تو اس زید نے دوسری بیوی کی جس سے دو اولاد ہوئیں ایک لڑکا اور ایک لڑکی اور زید انتقال کرگیا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس لڑکی نابالغہ اور لڑکا نابالغ کی ولایت نکاح کس کو حاصل ہے اس کی والدہ کو یا اس کے بالغ سوتیلے بھائیوں کو اور اگر اس لڑکی اور لڑکے کا نکاح اس کی حقیقی والدہ

---

[1] فلوزوج الأبعد حال قیام الأقرب توقف علیٰ إجازته درمختار علی ردالمحتار نعمانیه ص ۳۱۵ ج ۲ (باب الولی)، هندیه کوئٹه ص ۲۸۵ ج ۱ الرابع فی الأولیاء، سکب الأنهر مع مجمع الأنهر ص ۴۹۹ ج ۱ باب الأولیاء، دار الکتب العلمیة بیروت،

یا سوتیلی والدہ کردے تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

نابالغ لڑکا اور لڑکی نہ اپنا نکاح خود کرسکتے ہیں نہ ایک دوسرے کے ولی بن سکتے ہیں۔ ولاولایةلعبد ولاصغیر ولامجنون لانه لاولا یةلهم علیٰ انفسهم فاولیٰ ان لایثبت علیٰ غیرهم هدایة[1] ص ۲۹۸ ج ۲ سوتیلا باپ اگر قریبی رشتہ دار مثلاً چچا، تایا نہیں تو وہ بھی ولی نہیں بن سکتا ولوکان الصغیر والصغیرةفی حجر رجل یعولهما کالملتقط ونحوه فانه لایملک تزویجهما کذا فی فتاویٰ قاضی خان عالمگیری[2] ص ۲۹۲ ج ۲ جب کہ باپ دادا نہ ہوں تو حقیقی بھائی شرعاً ولی نکاح ہوتا ہے۔ یقدم الاب ثم ابوه ثم الاخ الشقیق ثم لاب شامی ص[3] ۲۸۴ ج ۲ اگر حقیقی بھائی ہو مگر نابالغ ہو تب بھی سوتیلا بھائی ولی ہوتا ہے اور ماں کو حق نہیں ہوتا ہے جب تک عصبہ موجود ہوں الولی فی النکاح العصبة بفنسه بلاتوسط انثی علیٰ ترتیب الارث والحجب فان لم یکن عصبة فالولایة للام تنویر[4] ص ۱۹۳ ج ۱. لہٰذا صورت

---

[1] هدایة أولین ص ۳۱۸ ج۲ باب الاولیاء مکتبه دارالکتاب، تبیین الحقائق ص ۱۲۵ ج۲ باب الأولیاء والاکفاء، طبع امدادیه ملتان، مجمع الأنهر ص ۴۹۷ ج ۱ باب الأولیاء طبع دار الکتب العلمیة بیروت،

[2] الهندیة کوئٹه ص ۲۸۴ ج ۱ الباب الرابع فی الاولیاء، قاضی خان علی الهندیه کوئٹه ص ۳۵۶ ج ۱ فصل فی الاولیاء، بحر کوئٹه ص ۱۲۶ ج۳ باب الأولیاء والإکفاء.

[3] شامی زکریا ص ۱۹۶ ج۴ باب الولی، بحر کوئٹه ص ۱۱۹ ج۳ باب الأولیاء والإکفاء، النهر الفائق ص ۲۰۹ ج۲ باب الأولیاء، عباس احمد الباز مکه مکرمه.

[4] تنویر الأبصا مع الدرالمختار کراچی ص ۷۶ ج۳ باب الولی، النهر الفائق ص ۲۱۴ ج۲ باب الأولیاء والإکفاء، مکه مکرمه، مجمع الأنهر ص ۴۹۷ ج ۱ باب الأولیاء، طبع دار الکتب العلمیة بیروت.

مسئولہ میں اگر نابالغ لڑکے اور لڑکی کا دادا موجود نہیں تو ولایت نکاح سوتیلے بالغ بھائی کو ہوگی اگر ماں نے نکاح کر دیا تو وہ بھائی کی اجازت پر موقوف رہیگا اگر بھائی اجازت دے گا تو صحیح ہوگا ورنہ نہیں ولوزوجها الابعدحال قيام الاقرب حتى توقف علىٰ اجازةالاقرب عالمگیری ص۲۹۳[1] ج ۲، فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ

صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف ۵۳/۲/۱۳ھ

ماں اور دادی میں ولی نکاح کون ہے؟

سوال:- (۱) ہندہ نے اپنی نابالغہ بچی جمیلہ کے رشتہ کے لئے لڑکا تلاش کرنے کے لئے ایک غیر ولی زید کو بھیجا۔ زید نے دوسرے گاؤں میں جا کر ایک لڑکا دیکھا اور اس سے کچھ رقم لے کر از خود اپنی جانب سے نکاح کر دیا حالانکہ زید کو نکاح کرنے کا اختیار بالکل نہیں دیا گیا تھا۔ اس نکاح سے لڑکی کی ماں اور دادی کوئی بھی راضی نہیں باپ مر چکا ہے۔

(۲) اب مدت کے بعد جمیلہ کی دادی رضا مند ہوگئی۔ تو کیا دادی کی رضا مندی سے نکاح ہو جائے گا جب کہ اس کی ماں رضا مند نہیں ہے۔

(۳) جس لڑکے سے نکاح ہوا ہے اس نے دوسری شادی کر لی ہے۔ جمیلہ کو طلاق نہیں دیتا ہے رقم مانگتا ہے اور جمیلہ کو بیوی تصور کرتا ہے۔

(۴) تو ان باتوں سے جمیلہ کا نکاح ہوا یا نہیں اس سے رہائی کی کیا شکل ہے؟

---

[1] الهندية ص ۲۸۵ ج ۱ الباب الرابع فی الأولياء، الدر مع الشامی زكريا ص ۱۹۹ ج ۴ باب الولی، سكب الانهر ص ۴۹۹ ج ۱ باب الأولياء، طبع دار الكتب العلمية بيروت.

الجواب حامداًومصلیاً!

(۱) زید ولی نہیں اس کو نکاح کا اختیار نہیں۔ اس کا کیا ہوا نکاح لڑکی کی والدہ کی اجازت پر موقوف تھا۔ اگر اس نے اس کو نامنظور کر دیا تو وہ بیکار ہو گیا[۱] زید نے جو رقم لی ہے وہ رشوت ہے اس کو واپس کرنا ضروری ہے[۲]۔

(۲) لڑکی کی والدہ کے انکار نے کے بعد دادی کی رضامندی بیکار ہے[۳]

(۳) جب لڑکی کی والدہ نے انکار کر دیا تھا تو وہ نکاح بھی ختم ہو گیا تھا۔ اب اس لڑکے کا جمیلہ کو اپنی منکوحہ سمجھنا غلط ہے طلاق کی ضرورت نہیں۔

(۴) لڑکی کی والدہ کے نامنظور کر دینے کے بعد لڑکی کا نکاح حسب صواب دید دوسری جگہ شرعاً درست ہوگا۔ لڑکے سے طلاق کو کہنا ہی بے محل ہے اسکا کوئی اثر لڑکی پر نہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۲/۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] ونكاح عبد وأمة بغير إذن السيد موقوف على الإجازة كنكاح الفضولى سيجئى فى البيوع توقف عقوده كلها والا تبطل الدرالمختار كراچى ص۹۷ ج۳ مطلب فى الوكيل والفضولى فى النكاح، النهر الفائق ص۲۲۶ ج۲ باب الأولياء فصل فى الوكالة، مطبوعه مكه مكرمه، بحر كوئٹه ص۱۳۷ ج۳ باب الأولياء فصل لإبن العم أن يزوج بنت عمه الخ.

[۲] اخذ اهل المرأة شيأعند التسليم فللزوج ان يسترده لانه رشوة. الدر المختار على الشامى زكريا ص۳۰۷ ج۴ باب المهر. مطلب انفق على معتدة الغير.

[۳] فإن لم يكن عصبة فالولاية للأم ثم لأم الأب، الدر مع الشامى كراچى ص۷۸ ج۳ باب الولى، مطلب لا يصح تولية الصغير شيخا على خيرات، النهر الفائق ص۲۱۴ ج۲ باب الأولياء، مطبوعه مكة مكرمة، مجمع الأنهر ص۴۹۷ ج۱ باب الأولياء والاكفاء، طبع دار الكتب العلمية بيروت،

چچا کی موجودگی میں ماں کو ولایت نکاح نہیں

سوال:- شوہر کا انتقال ہوگیا۔ ایک لڑکی صغیرہ چھوڑ گیا۔ مریم بیوہ نے لڑکی کا نکاح اپنی صوابدید کے مطابق کردیا لڑکی کا چچا شعبان اس کا نکاح اپنے لڑکے سے کرنا چاہتا تھا لڑکی کی والدہ نے جہاں نکاح کیا ہے وہ اس نکاح سے خوش نہیں۔ شرعاً یہ نکاح منعقد ہوا یا نہیں۔ جب کہ چچا نے یتیم کی کوئی خیر گیری نہیں کی؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

صورت مسئولہ میں اگر اس لڑکی کا کوئی رشتہ دار چچا سے قریب موجود نہیں تو اس کا ولی نکاح شرعاً چچا شعبان ہے۔ مریم نے جو اپنی لڑکی کا نکاح بلا رضا مندی شعبان کیا ہے وہ شعبان کی اجازت پر موقوف ہے اگر شعبان اجازت دے گا تو نافذ ہوگا ورنہ نہیں۔ ماں کو ولایت عصبہ نہ ہونے کی صورت میں ہوتی ہے جب عصبہ موجود ہو تو وہ ولی ہوتا ہے۔ ماں کو ولایت نہیں پہونچتی۔ **الولی فی النکاح العصبةبنفسه بلاتوسط انثیٰ علیٰ ترتیب الارث تنویر ص ۲/۲۸۰، فان لم یکن عصبة فالو لایة للام فلوزوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علیٰ اجازته درمختار[1] ص ۲/۴۸۶،**

یتیمہ کی خبر گیری نہ کرنے کی وجہ سے شعبان کی ولایت سلب نہیں ہوئی کیونکہ ولایت کا سبب یہاں پر قرابت اور رشتہ داری ہے وہ موجود ہے البتہ خواہ مریم کے کئے ہوئے نکاح کو شعبان جائز رکھے خواہ اپنے لڑکے سے خود اس لڑکی کا نکاح کردے۔ دونوں صورتوں میں

[1] الدرالمختار کراچی مختصراً ص۷۶،۷۸ ج۳ باب الولی مطلب لایصح تولیة الصغیر شیخاعلی خیرات، بحر کوئٹه ص۱۱۸،۱۲۴ ج۳ باب الأولیاء والاکفاء، النهر الفائق ص۲۰۹،۲۱۴ ج۲، باب الأولیاء، مکة مکرمة، هندیه کوئٹه ص۲۸۵ ج۱ الباب الرابع فی الأولیاء، سکب الأنهر ص۴۹۹ ج۱ باب الأولیاء، دار الکتب العلمیة بیروت،

خیار بلوغ ہوگا یعنی اگر لڑکی بالغ ہوتے ہی فوراً گواہوں کے سامنے ناراضی کا اظہار کردے اس کے بعد حاکم مسلم بااختیار کی عدالت میں دعویٰ کر کے اس سے نکاح فسخ کرالے اگر حاکم مسلم بااختیار نہ ہو یا وہ شرع کے موافق فیصلہ نہ کرے تو دین دار مسلمانوں کی ایک جماعت بھی اس نکاح کو فسخ کر سکتی ہے۔ اور اس جماعت میں کم از کم ایک معاملہ فہم عالم بھی ہونا چاہئے اور رسالۃ حیلۃ الناجزہ کو بھی دیکھ لینا چاہئے۔ اس میں اس کو تفصیل سے لکھا ہے وہ کتبخانہ یحیوی سے بھی ملتا ہے۔

ولهما خيار الفسخ بالبلوغ في غير الاب والجدبشرط القضاء، بحر[1] ص ۱۱۰ ج ۳۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۰/۸/ ۵۴ھ

الجواب صحیح: عید احمد غفرلہٗ

الجواب صحیح: بداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۳/شعبان ۵۴ھ

ماں کو ولایت نکاح

سوال:- مسمات ہندہ کے والدین جبل پور میں رہتے تھے۔ ہندہ وہیں پیدا ہوئی۔ جب ہندہ کی عمر ۶/ماہ کی ہوئی تو والد کا انتقال ہو گیا اور ہندہ کا نکاح بعمر تین سال لوگوں کے مشورہ سے اس کی والدہ نے شفیق الاسلام سے کر دیا اور شفیق الاسلام کا نکاح ہندہ کے ساتھ پڑھایا گیا اور رسم نکاح ادا کئے گئے، بعد نکاح ہندہ اپنی والدہ کی معیت میں جبل پور میں

[1] ...... البحر الرائق ص ۱۲۰ ج ۳ كوئٹه پاكستان باب الأولياء والاكفاء، هنديه كوئٹه ص ۲۸۵ ج ۱ الباب الرابع فی الأولياء، مجمع الأنهر ص ۴۹۴ ج ۱ باب الأولياء، دار الكتب العلمية بيروت.

دوسال تک اور رہی، لوگ ہندہ کی والدہ کومجبور کرتے رہے کہ وہ اپنا نکاح ثانی کرلے مگر وہ انکار کرتی رہی، لوگ اصرار کرتے رہے حتیٰ کہ اس کوجبل پور چھوڑ کر الہٰ آباد آنا پڑا۔ وہ یہاں آ کر محنت ومزدوری سے بسر اوقات کرتی رہی۔ جب ہندہ کی عمر تیرہ ۱۳؍ سال کی ہوئی تو والدۂ ہندہ نے چندلوگوں کے کہنے سے شفیق الاسلام کے والد کے پاس پانچ یا چھ خطوط جبل پور روانہ کئے کہ تم شفیق الاسلام کو لے کر آ ؤ اور ہندہ کو رخصت کرا کر لے جاؤ۔ مگر شفیق الاسلام کے والد نے ایک کا بھی جواب نہ دیا۔ مجبوراً والدۂ ہندہ نے تار روانہ کیا تو والدِ شفیق الاسلام نے الہٰ آباد آ کر رخصتی کے متعلق گفتگو کی۔ شفیق الاسلام کے والد نے کہا کہ شفیق الاسلام نے اپنی بیوہ بھاوج سے نکاح کرلیا۔ جب ہندہ نے یہ الفاظ سنے تو اس نے کہا کہ میں اب وہاں نہ جاؤنگی۔ والد شفیق الاسلام نے کہا کہ میں ایک ماہ کے اندر شفیق الاسلام کو لے کر آ جاؤں گا مگر ایک سال تک پھر خبر نہ آئی۔ غرضیکہ والدۂ ہندہ نے ایک سال تک انتظار کیا تو اہل محلّہ نے اس سے کہا کہ تم فتویٰ لے کر نکاح ثانی کردو۔ بنا بریں الہٰ آباد کے علماء سے اس کا استفتاء کیا گیا انھوں نے نکاح ثانی کی اجازت دے دی۔ لہٰذا ہندہ کا نکاح بکر سے کردیا گیا اور بکر سے چندلڑکے ہندہ کے پیدا ہوئے جواب تک بفضلہٖ تعالیٰ حیات ہیں اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ ہندہ کا نکاح ثانی جائز ہوا یا نہیں؟ اوران بچوں کو حرامی کہنا کیسا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً!

جبکہ ہندہ نے بالغہ ہونے پر خیارِ بلوغ کے ماتحت اپنا نکاح جو کہ اس کی والدہ نے شفیق الاسلام سے کردیا تھا فسخ نہیں کرایا تو شرعاً وہ نکاح لازم ہوگیا۔ بغیر شفیق الاسلام کے طلاق دیئے دوسری جگہ ہرگز نکاح جائز نہیں بلکہ حرام ہوا اور حرمت کا علم ہوتے ہوئے نکاح ثانی سے جو صحبت کی گئی ہے وہ زنا ہے۔ اما منكوحة الغير. إلى قوله مع العلم بالحرمة لكونه زنا

اھ ردالمحتار[1] ص ۹۳۸ ج ۲ لہٰذا شفیق الاسلام کا نکاح ہندہ سے قائم ہے۔ اس لئے جب تک شفیق الاسلام اولاد کی نفی کر کے باقاعدہ لعان نہ کرے ہندہ کی اولاد کو حرامی نہ کہا جاوے گا اور اولاد کا نسب اس دوسرے شخص سے ثابت نہ ہوگا بلکہ وہ اولاد شفیق الاسلام کی طرف منسوب ہوگی[2] اگر والدہ سے قریب کوئی عصبہ ہندہ کا موجود تھا اور اس نے والدہ کے کئے ہوئے نکاح کو رد کر دیا تھا تو وہ رد ہو گیا تھا[3] پھر بعد البلوغ ہندہ نے جو نکاح ثانی کیا وہ درست ہے اور اس صورت میں اولاد کا نسب اس دوسرے سے ثابت ہوگا۔ شفیق الاسلام سے ثابت نہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۹/۷/ ۵۹ھ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۹/ رجب ۵۹ھ

صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم

---

[1] شامی نعمانیه ص ۳۵۰ ج ۲ مطبوعه دیوبند باب المهر، مطلب فی النکاح الفاسد، بحر کوئٹه ص ۱۳۹ ج ۴ باب العدة، النهر الفائق ص ۴۸۰ ج ۲ باب العدة، مطبوعه مکة مکرمة،

[2] الولد للفراش وللعاهر الحجر أی وللزانی الحجارة ...... ویحتمل أن یکون معناه الحرمان عن المیراث والنسب ...... کانت العرب فی جاهلیتهم یتخذون الولائد ویضربون علیهن الضرائب (إلی قوله) فحکم (صلی الله علیه وسلم) أن الولد للسید الذی ولد علی فراشه ولیس للزانی من فعله سوی الوبال والنکال وابطل ما کانوا علیه من جاهلیتهم من اثبات النسب للزانی، مرقاة ص ۵۰۰ ج ۳ باب اللعان الفصل الأول، طبع بمبئی.

[3] فلوزوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علیٰ اجازته الخ. ص ۳۱۵ ج ۲ مطبوعه نعمانیه دیوبند باب الولی، هندیه کوئٹه ص ۲۸۵ ج ۱ الباب الرابع فی الأولیاء، سکب الأنهر ص ۴۹۹ ج ۱ باب الأولیاء، دار الکتب العلمیة بیروت،

والد اور حقیقی نانی میں سے ولایت نکاح کس کو ہے؟

سوال:- والدہ نے اپنی دختر کے نام اپنے روپیوں سے مکان خریدا اور لڑکی فوت ہوگئی۔ متوفیہ کی تین نابالغ لڑکیاں زندہ ہیں۔ آیا شرعاً نانی حقیقی یا والد نابالغاں۔ ان میں سے کن کو حق ولایت نابالغان حاصل ہے؟ خصوصاً جب کہ نانی قابض مکان ہے اور مکان کس کی ملکیت ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

ان نابالغ لڑکیوں کی ولایت نکاح ان کے والد کو حاصل ہے نانی کو نہیں۔ اسی طرح ان کی ملک میں جو مال ہو اس پر بھی والد ہی کو ولایت حاصل ہوگئی۔ کذا فی رد المحتار[1]۔ وہ مکان خریدنے والے کی ملک ہے محض لڑکی کے نام خریدنے سے لڑکی کی ملکیت نہیں ہوتی۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۲/۱۰/ ۸۵ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۱۰/ ۸۵ھ

ولایت نکاح بہنوئی کو یا علاتی بھائی کو؟

سوال:- شریف احمد پسر امام الدین متوفی سنی المذہب کے لڑکے مسمیٰ مطلوب الحسن

---

[1] الولی فی النکاح لا المال العصبة بنفسه وهو من يتصل بالميت بلا توسط أنثى على ترتيب الإرث والحجب قوله: لا المال فإنه الولی فيه الأب الدرالمختار مع الشامی کراچی ص۷۶ ج۳ شامی نعمانیه ص۳۱۱ ج۲ باب الولی، مجمع الأنهر ص۴۹۶ ج۱ باب الأولياء والاكفاء، دار الكتب العلمية بيروت، فتح القدير ص۲۷۷ ج۳ باب الأولياء والاكفاء، دار الفكر بيروت،

کی ولایت میں متوفیٰ کے برادر علاتی مسمیٰ عبدالغنی اور متوفی کے بہنوئی مسمیٰ محمد قاسم پسر شیر علی کے درمیان جھگڑا ہے کہ دونوں میں حنفی مذہب کے اعتبار سے کون شخص ولایت کا مستحق ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً!

متوفی کے بہنوئی کو ولایت نہیں۔علاتی بھائی ولی ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

اگر سوال ولایت نکاح سے ہے تو ولایت علاتی چچا کو ہے اور اگر مال کی ولایت کا سوال ہے تو اس میں اگر متوفیٰ نے کسی کو وصیت کی ہے تو اس کو ولایت حاصل ہے اور اگر وصیت نہیں کی تو پھر حاکم کو اختیار ہے کہ وہ انتظام کرے یا کسی دیانت دار شخص کو منتظم مقرر کردے کذا فی الدرالمختار[1]۔

سعید احمد غفرلہٗ

دارالافتاء مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۷/ جمادی الاول ۵۴ھ

ولایت نکاح

سوال:- مسماۃ نصیباً کا نکاح اللہ بندے سے ہوا۔اللہ بندے کا انتقال ہوگیا۔اللہ بندے نے دو اولاد چھوڑی۔ایک لڑکا اور ایک لڑکی،مسماۃ مذکورہ نے دوسرا نکاح کرم الٰہی سے کیا،کرم الٰہی سے دو لڑکیاں ہیں۔ان میں سے ایک لڑکی عمر کے لحاظ سے نابالغہ ہے اور وجود

[1] الولی فی النکاح لا المال العصبة بنفسه وهومن یتصل بالمیت بلاتوسط انثی علی ترتیب الإرث والحجب (قوله لا المال) فإنه الولی فیه الأب ووصیه والجد ووصیه والقاضی ونائبه، الدرالمختار کراچی ص۷۶ ج۳ مطلب فی فرق النکاح ، تبیین الحقائق ص ۱۲۱ ج۲ باب الأولیاء والاکفاء، طبع امدادیه ملتان، مجمع الأنهر ص۴۹۶ باب الأولیاء والاکفاء، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت،

کے اعتبار سے بالغہ معلوم ہوتی ہے۔ کرم الٰہی کے ایک بہت دور کے رشتہ کا ایک بھائی ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس کی لڑکی کی ولایت کا حق اس کے بھائی کو ہے یا نہیں، جو اللہ بندے نے چھوڑا ہے۔ یا اس کی ماں کو ہے یا اس کے نانا کو ہے یا ماموں کو ہے یا کس کو ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر دادھیال کی طرف سے کوئی بھی بھائی موجود ہے تو نابالغہ کے نکاح کی ولایت اسی کو حاصل ہے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ

دارالعلوم دیوبند ۸۸/۲/۲۲ھ

نکاح کے لئے ناخوش عصبہ کی اجازت

سوال:- ہندہ کے شوہر زید کا انتقال ہوگیا اور اس کی کئی لڑکیاں ہیں جن میں ایک کے علاوہ سب شادی شدہ ہیں ایک لڑکی ابھی نابالغہ اور غیر شادی شدہ ہے جس کے نکاح کے متعلق زید نے اپنی زندگی میں اپنی بیوی ہندہ سے اپنی دو شادی شدہ لڑکیوں کے سامنے اس بات کی زبانی وصیت کی کہ اس نابالغہ کا نکاح فلاں خالد کے لڑکے سے کردینا واضح ہو کہ زید کا کوئی بھائی بھی نہیں ہے ایک بھتیجا ہے لیکن بھتیجا زندگی ہی میں اپنے تایا زید سے رنجش رکھتا تھا اور آج بھی اپنی تائی ہندہ سے رنجش رکھتا ہے اور یہ الفاظ کہتا ہے کہ مجھے تم لوگوں سے کوئی

[1] الولی فی النکاح العصبة بنفسه بلاتوسط أنثی علی ترتیب الإرث والحجب فإن لم یکن عصبة فالو لایة للأم الخ. الدرالمختار کراچی ص۷۸ج۳ باب الولی، هندیه کوئٹه ص۲۸۳ ج۱ الباب الرابع فی الأولیاء، فتح القدیر ص۲۷۷ ج۳ باب الأولیاء والاکفاء، دار الفکر بیروت.

مطلب نہیں اور نہ ہی آپ لوگ مجھ سے مطلب رکھو نہ میں نابالغہ کے نکاح کی اجازت دوں گا۔ ہندہ اپنی نابالغہ لڑکی کا نکاح اپنے شوہر کی وصیت کے مطابق خالد کے لڑکے ہی سے کرانا چاہتی ہے کہ میری ہی زندگی میں نابالغہ کا نکاح ہونا چاہئے کیوں کہ میں بیمار رہتی ہوں لہٰذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس صورت میں زید کے بھتیجے کی اجازت ضروری ہوگی یا جو زید کا حقیقی چچا ہے اس کی اجازت ضروری ہوگی یا زید کی بیوی کی اجازت وصیت کے مطابق کافی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

بھتیجا تو اپنی ناراضگی کی وجہ سے بے تعلق ہے اور اس نابالغہ کے ساتھ اس کو کوئی ہمدردی نہیں اگر نابالغہ کے نکاح کی ضرورت اور مصلحت ہے تو موجودہ صورت میں مرحوم کا چچا اجازت دے دے تو نکاح درست ہوسکتا ہے[1] محض والدہ کی اجازت مرحوم کی وصیت کی بناء پر کافی نہیں[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۰/۶/۱۴۰۰ھ

---

[1] ویثبت للأبعد من اولیاء النسب التزویج بعضل الأقرب أی بامتناعه عن التزویج، الدر مع الشامی زکریا ص ۲۰۱ ج۴ باب الولی، مجمع الأنهر ص ۴۹۹ ج ۱ باب الأولیاء، طبع دار الکتب العلمیة بیروت، النهر الفائق ص ۲۱۶ ج ۲ باب الأولیاء والاکفاء طبع مکة مکرمة.

[2] والولی فی النکاح لا المال العصبة بنفسه علی ترتیب الارث والحجب (درمختار) ثم یقدم الاب ثم ابوه،ثم الأخ الشقیق ثم لاب ثم العم الشقیق ثم عم الأب کذٰلک. (درمختار مع الشامی کراچی ص۷۶ ج۳ مطبوعه زکریا ص ۱۹۲ ج۴ کتاب النکاح باب الولی)، مجمع الأنهر ص۴۹۷ ج ۱ باب الأولیاء، طبع دار الکتب العلمیة بیروت، تاتارخانیة کراچی ص ۱۹ ج۳ الفصل الحادی عشر فی معرفة الأولیاء.

ولیٔ اقرب کی بغیر اجازت نکاح

سوال:- ایک لڑکی نابالغ کے بڑے بھائی بالغ ہیں بڑا بھائی مسافت منقطعہ پر نہیں تھا بلکہ اس سے دانستن اس معاملہ کو چھپایا گیا اور چھوٹا بھائی گھر پر موجود تھا۔ لیکن اس نے کوئی اجازت نکاح خواں کو نہیں دی اور نہ قاضی صاحب نے چھوٹے بھائی سے طلب کی کیونکہ ان کو بتلایا گیا ہے کہ لڑکی بالغہ ہے اور اجازت دادی صاحبہ نے دی اور یہ نکاح دادی کی رضامندی سے ہوا لڑکی نابالغہ کے ہر دو بالغ بھائی بڑے باپ شریک بھائی ہیں۔ نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر لڑکی نابالغہ ہے تو اس کا نکاح صورت مسئولہ میں بھائی کی اجازت پر موقوف ہے خواہ کوئی بھائی اجازت دے، لڑکی یا اس کی دادی کی اجازت سے نکاح لازم نہ ہوگا اور بھائی کا سکوت معتبر نہیں یعنی جب تک صراحۃً یا دلالۃً رضا متحقق نہ ہو نکاح لازم نہ ہوگا۔ **فی التنویر الولی فی النکاح العصبة بنفسه بلاتوسط انثیٰ علیٰ ترتیب الارث والحجب فی الدرفلوزوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علیٰ اجازته قال الشامی تحته بعد عبارة فلایکون سکوته اجازة لنکاح الا بعد وان کان حاضراً فی مجلس العقد مالم یرض صریحاً او دلالة تأمل**[۱]

---

[۱] درمختار مع رد المحتار نعمانیه ص ۳۱۱ تا ۳۱۵ ج ۲ الشامی کراچی ص ۷۶ ج ۳ باب الولی، هندیه کوئٹه ص ۲۸۵ ج ۱ الباب الرابع فی الاولیاء، تاتارخانیة کراچی ص ۲۳ ج ۳ الفصل الحادی عشر فی معرفة الأولیاء.

اگر کوئی سا بھائی بھی اجازت سے پہلے اس نکاح کو رد کر دے گا تو رد ہو جائے گا۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور

صحیح: عبد اللطیف عفا اللہ عنہٗ ۳/ جمادی الثانی ۵۳ھ

ولی کی موجودگی میں غیر ولی کو حق نکاح

سوال:- ایک بیوہ عورت نے اپنی لڑکی کے نکاح کا مختار اپنے بھائی کو بنایا اور اس کی معرفت اسی کے مکان پر نکاح ہوا۔ نکاح جس گاؤں میں ہوا وہ گاؤں بیوہ کی سکونت سے پانچ میل ہے۔ نکاح کی اطلاع دور نزدیک سب جگہ کی گئی تھی بارات کئی سو آدمیوں کی آئی تھی جن کی موجودگی میں نکاح ہوا کچھ پتہ کسی کو نہیں چلا کہ اس میں لڑکی کے تایا اور چچا کی اجازت ہے یا نہیں کیوں کہ تایا چچا کی طرف سے انکار معلوم نہیں ہوا نہ یہ علم ہوا کہ وہ رضامند نہیں ہیں۔ لڑکی کی عمر اس وقت بارہ یا تیرہ سال تھی۔ بخوشی رخصت ہو کر خاوند کے یہاں گئی پندرہ روز رہی اس کے بعد بخوشی میکے میں بھیجدی گئی۔ کسی کی جانب سے ناراضگی کا اظہار نہیں ہوا۔ اتفاق سے اس لڑکی کے خاوند نے ایک عورت سے نکاح کر لیا دوسرے نکاح کی خبر پا کر لڑکی کے تایا چچا اسکے مکان پر پہونچے کہ ہم سے لڑکی اب نہیں رکھی جاتی جوان ہے تم لے آؤ اور اس عورت کو طلاق دیدو طلاق نہ دے سکو تو ہم لڑکی کو نہیں بھیجیں گے۔ اس شخص نے طلاق نہ دی اس پر انھوں نے اس بیوہ کی لڑکی کو دوسری جگہ بھیجدیا اور کہتے ہیں کہ ہم نے زبانی پوچھا ہے کہ پہلا نکاح جائز نہیں ہے۔ مگر فتویٰ کوئی نہیں ہے۔

لہٰذا عرض ہے کہ سابق نکاح جائز ہے یا نہیں؟ تو ان لوگوں کیلئے شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر لڑکی نکاح کے وقت بالغہ تھی تب تو اس نکاح میں کوئی تردد ہی نہیں بلکہ بلا تأمل صحیح ہے[1] اگر نابالغہ تھی تو اس کے ولی تایا چچا ہیں ایسی صورت میں ماں کو یا ماموں کو ولایت نکاح حاصل نہیں[2] اور جب کہ نکاح لڑکی کے ماموں نے کیا ہے تو وہ تایا چچا کی اجازت پر موقوف ہے اگر وہ رد کر دیتے ہیں تو رد ہو جاتا لیکن انھوں نے رد نہیں کیا بلکہ لڑکی کے شوہر سے اس کے نکاح ثانی کر لینے سے تقاضا کیا اور کہا (ہم سے لڑکی اب نہیں رکھی جاتی جوان ہوگئی تم لے آ ؤ) تو اس سے معلوم ہوا کہ وہ اس نکاح سے رضامند ہیں اور لڑکی کے ماموں نے جو نکاح کر دیا ہے اس سے خوش ہیں لہٰذا شرعاً یہ نکاح لازم اور نافذ ہو گیا۔ اب اس لڑکی کو دوسری جگہ نکاح کر کے بھیجنا حرام اور کبیرہ گناہ ہے دوسری جگہ نکاح ہرگز درست نہیں ہوا ان کے ذمہ واجب ہے کہ لڑکی کو اس جگہ سے بلا کر اسی شوہر کے گھر بھیجیں جس سے اولاً نکاح کیا ہے۔

فلوزوج الابعد حال قیام الاقرب توقف علیٰ اجازته فلایکون سکوته اجازة لنکاح الابعد وان کان حاضراً فی مجلس العقد مالم یرض صریحاً او دلالةً تامل ا ه درمختار[3] و شامی ص ۲/۴۸۶، فقط واللّٰہ سبحانه تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۵/۱۲/ ۵۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۵/ ذی الحجہ ۵۸ھ

صحیح: عبد اللطیف ۲۵/ ذی الحجہ ۵۸ھ

---

[1] فنفذ نکاح حرة مکلفة بلا رضا ولی، الدر المختار مع الشامی زکریا ص۱۵۵ ج۴ باب الولی، النهر الفائق ص۲۰۲ ج۲ باب الأولیاء والاکفاء، طبع مکة مکرمة، مجمع الأنهر ص۴۸۸ ج۱ باب الأولیاء والاکفاء، دار الکتب العلمیة بیروت، (باقی حواشی اگلے صفحہ پر)

بچوں کی پرورش کرنے والا ولی نکاح نہیں

سوال:-لڑکی کی پرورش ابتداء سے دوسرے شخص نے کی ہے اور ولی زندہ ہے اب شرعاً لڑکی کا ولی کون ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً!

محض پرورش کرنے سے آدمی ولی نہیں بن جاتا جس کو شریعت نے ولی مقرر کیا ہے وہی ولی ہے۔ **ولوكان الصغير والصغيرة فى حجر رجل يعولهما كالملتقط و نحوه فانه لايملك تزويجهما.كذافى فتاوىٰ قاضيخاں عالمگيرى**[1] **ص ۱۲ ج ۲،** پس اس پرورش کرنے والے کو بغیر ولی کی اجازت کے نکاح کر دینے کا اختیار نہیں۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲/۷/ ۵۶ھ

جواب صحیح ہے:سعید احمد غفرلہٗ الصمد

صحیح:عبداللطیف ۸/صفر ۵۶ھ

(حواشی صفحہ گذشتہ)[2] الولى فى النكاح العصبة بنفسه بلا توسط أنثى على ترتيب الإرث والحجب، الدر مع الشامى زكريا ص ۱۹۱ ج۴ باب الولى، مجمع الأنهر ص۴۹۷ ج۱ باب الأولياء، دار الكتب العلمية بيروت، النهر الفائق ص ۲۰۹ ج۲ باب الأولياء والاكفاء مطبوعه عباس احمد الباز مكة مكرمة.

[3] شامى كراچى ص۳/۸۱، وشامى نعمانى ص۲/۳۱۵، باب الولى، هنديه كوئٹه، ص۲۸۵، ج۱، الباب الرابع فى الأولياء، تاتارخانية كراچى ص۲۳ ج۳ الفصل الحادى عشر فى معرفة الأولياء.

(حاشیہ صفحہ هذا) [1] الهندية ص ۱/۲۸۴، الباب الرابع فى الأولياء مكتبه مصر، خانية على هامش الهندية كوئٹه ص ۱/۳۵۶، فصل فى الاولياء، بحر كوئٹه ص ۳/۱۲۶، باب الأولياء والاكفاء.

نکاح بغیر ولی کے

سوال:-مسماۃ ہندہ بالغہ باکرہ نے بغیر اجازت والد خود نکاح کرلیا کیونکہ اس کا والد دوسری جگہ نکاح کرنا چاہتا تھا ہندہ وہاں رضامند نہیں، دریافت طلب یہ امر ہے کہ آیا ہندہ کا نکاح ہوا یا نہیں؟ غیر مقلد کہتے ہیں کہ دوسری جگہ پڑھایا جائے اول نکاح درست نہیں۔

الجواب حامداًومصلیاً!

اگر ہندہ بالغہ نے اپنی برداری میں مہر مثل پر یا اس سے زیادہ پر نکاح کیا ہے تو شرعاً یہ نکاح حنفیہ کے نزدیک صحیح ہے اگر غیر برادری میں یعنی نیچے خاندان میں نکاح کیا ہے تو مفتی بہ قول کے موافق وہ صحیح نہیں ہوا دوبارہ برادری میں کرے اگر مہر مثل سے کم پر کیا ہے تو ولی یعنی باپ کو اختیار ہے کہ حاکم مسلم کے یہاں درخواست دے اور حاکم شوہر کو بلا کر کہے یا تو مہر مثل پورا کرو ورنہ ہم نکاح فسخ کردیں گے اگر شوہر نے مہر مثل پورا کردیا تب وہ نکاح برقرار ہے۔ اگر پورا نہ کرے تو حاکم مسلم نکاح فسخ کردے۔

تنفذ نکاح حرة مكلفة بلارضاولى وله اذاكان عصبة الاعتراض فى غير الكفوء مالم تلد منه ويفتى فى غير الكفوء بعدم جوازه اصلاً وهوالمختار للفتوىٰ ا ه درمختار[1] ص۴۵۸ ج۲ ولونكحت باقل من مهر المثل فللولى العصبة الاعتراض حتى يتم مهرمثلها او يفرق القاضى بينهما دفعا للعار ا ه. قوله الاعتراض افادان العقد صحيح وتقدم انها لوتزوجت غيركفوء فالمختار

[1]...... الدرالمختارعلى الشامى كراچى ص۵۶ ج۳ باب الولى، مجمع الأنهر ص۴۹۰ ج۱ باب الاولياء والاكفاء، دار الكتب العلمية بيروت، النهر الفائق ص۲۰۲ ج۲ باب الاولياء والاكفاء، مطبوعه مكة مكرمة،

للفتویٰ رواية الحسن انه لا يصح العقد ولم ارمن ذكر مثل هذه الرواية هنا ومقتضاه انه لاخلاف فی صحة العقد لعل وجهه انه يمكن الاستدراک هنا باتمام مهرمثل بخلاف عدم الكفأ واللّٰه تعالیٰ اعلم ا ه درمختار ردالمحتار[1] ص ۵۰۰ ج ۲،

نفد نكاح حرة مكلفة بلاولی وقال مالکؒ والشافعیؒ لاينفذ بعبارة النساء اصلا لقوله تعالیٰ فَلَاتَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْواجَهُنَّ. فلولا ان له ولاية التزويج لما منع عن عضل وقال الشافعیؒ هی ابين آية فی كتاب اللّٰه تعالیٰ علیٰ اشتراط الولی ولقوله عليه الصلوٰة والسلام لانكاح الا بولی وشاهدی عدل وقدرووا فی كتبهم احاديث كثيرة ليس لها صحة عند اهل النقل حتی قال البخاری وابن معين لم يصح فی هذا الباب حديث يعنی علی اشتراط الولی ولناقوله تعالیٰ فَلاجُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِیْ اَنْفُسِهِنَّ. وقوله تعالیٰ فَلاتَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ. وقوله تعالیٰ حَتّٰی تَنْكِحَ زَوْجاً غَيْرَه وقوله تعالیٰ فلاجُنَاحَ عَلَيْهِمَا اَنْ يَّتَرَاجَعَا اِنْ ظَنَّا اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰه .وهذهٖ الاٰيات تصرح بان النكاح ينعقد بعبارة النساء لان النكاح المذكور فيها منسوب الی. المرأة من قوله اَنْ يَّنْكِحْنَ وَحَتّٰی تنكِحَ وهذا صريح بان النكاح صادر منها اھ زيلعی[2] ص ۱۱۷ ج ۲،

غیر مقلد اگر ذی علم ہے تو ان عبارات میں اس کیلئے دلیل موجود ہے، اگر ذی علم نہیں

---

[1] الدر المختار مع الشامی كراچی ص ۹۴ ج ۳ باب الكفاءة، مجمع الأنهر ص ۵۰۴ ج ۱ فصل تعتبر الكفاءة فی النكاح الخ دار الكتب العلمية بيروت، بحر كوئٹه ص ۱۳۴ ج ۳ باب الاكفاء،

[2] زيلعی ص ۱۱۷ ج ۲ باب الاولياء والاكفاء.مطبوعه امداديه پاكستان، عناية مع فتح القدير ص ۲۵۶ تا ۲۵۸ ج ۳ باب الاولياء والاكفاء، دار الفكر بيروت، بدائع زكريا ص ۵۱۳ تا ۵۱۷ ج ۲ كتاب النكاح، فصل وأما ولاية الندب،

بلکہ عامی اور جاہل ہے تو علمی مسائل میں جاہل سے بحث فضول ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۷/۵/ ۵۹ھ

صحیح: عبداللطیف

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۸/ج ۱/ ۵۹ھ

غیر ولی کا کیا ہوا نکاح

سوال:- میرے چچازاد بھائی محمد عمر خاں کے لڑکے کلام الدین خاں جو مرچکے ہیں ان کے دو لڑکیاں اور بیوی موجود ہیں (۱) دختر سروری جس کی عمر چار یا پانچ سال ہے۔ (۲) دختر قیصری جس کی عمر ڈھائی سال ہے۔ ان دونوں لڑکیوں کا عقدِ نکاح ہوگیا۔ سروری کا نکاح محمد ظہیر خاں نے ولی بن کر اپنی اجازت سے کیا۔ قیصری کا نکاح ثناء اللہ نے ولی بن کر اپنی اجازت سے کیا۔ یہ دونوں عقد کس کی اجازت سے ہونے چاہئیں تھے اور ولی کون ہوسکتا تھا۔

شجرہ خاندان

محبوب خاں — شفیع خاں — کلو خاں — وزیر خاں

نجیب اللہ، ثناء اللہ، جان اللہ — محمد عمر خاں فوت — دولت خاں فوت

مرچکے — زندہ — زندہ — کلام الدین خاں فوت — محمد ظہیر خاں زندہ

سروری، قیصری

الجواب حامداً ومصلیاً!

ثناء اللہ خاں نے جو قیصری کا نکاح کیا ہے وہ صحیح ہوگیا۔ اس کو شرعاً ولایت نکاح حاصل

ہے[۱]۔ محمد ظہیر خاں نے جو نکاح سروری کا کیا ہے وہ ثناء اللہ اور جان اللہ کی اجازت پر موقوف ہے۔ اگر ان میں سے کسی نے بھی اس کو منظور کر لیا تو وہ درست ہو گیا، اگر کسی نے نامنظور کر دیا تو وہ جب ہی بیکار اور ختم ہو گیا[۲]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۲/ ۸۸ھ

الجواب صحیح: محمد نظام الدین دارالعلوم دیوبند

نابالغ عاقل کا نکاح بغیر ولی کے

سوال:- ایک نابالغ لڑکا ہے مگر عاقل ہے، اگر نکاح کے وقت اس سے ایجاب وقبول بغیر ولایت باپ کے کیا جائے تو نکاح منعقد ہوگا یا نہیں؟ ایسے کئی نکاح ہمارے یہاں ہوئے ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

اس کا ایجاب وقبول بغیر ولی کے کافی نہیں بلکہ وہ ولی شرعی کی اجازت پر موقوف رہتا ہے، تو ایسی صورت میں ولی کی اجازت پر موقوف ہے۔ الولی شرط نكاح صغير،

---

۱ الولی فی النکاح العصبة بنفسه بلا توسط أنثى على ترتيب الارث والحجب فيقدم ابن المجنونة على ابيها (در مختار) ثم يقدم الأب ثم أبوه ثم الأخ الشقيق ...... ثم العم الشقيق ثم عم الأب كذالک ثم إبنه، شامی زکریا ص۱۹۲ ج۴ باب الولی، مجمع الأنهر ص۴۹۷ ج۱ باب الاولياء، طبع دار الكتب العلمية بيروت، تاتارخانية كراچی ص۱۹ ج۳ الفصل الحادی عشر فی معرفة الأولياء،

۲ فلو زوج الأبعد حال قيام الأقرب توقف على اجازته الدرعلى الردكراچی ص۸۱ ج۳، باب الولی، هنديه كوئٹه ص۲۸۵ ج۱، الباب الرابع فی الاولياء، سكب الأنهر ص۴۹۹، ج۱، باب الاولياء، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت،

درمختار[1] ص ۴۵۸ ج ۲ صغیرۃ زوجت نفسھا[2] الخ، فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور

بالغہ کا نکاح بغیر ولی کے اور مبسوط کی عبارت

سوال:- اگر کوئی عورت باکرہ عاقلہ بالغہ بغیر رضاء ولی کے خفیہ نکاح کرلیتی ہے جس سے والدین اولیاء کی عزت پر بہت بدنما دھبہ لگ گیا ہے، کیونکہ وہ شریف خاندان میں سے نہیں۔ اور اس نکاح کو ہرگز جائز نہیں کہتے۔ تو کیا اس صورت میں حسب مضمون عبارت مبسوط سرخسی بغیر رضاءِ ولی یہ نکاح جائز قرار دیا جاسکتا ہے۔ **ومن العلماء من يقول اذا كانت غنية شريفة لم يجز تزوجها نفسها من غير رضاء الولي وان كانت فقيرة خسيسة يجوز لها ان تزوج نفسها من غير رضاء الولي. مبسوط ص ١٠ ج٥ باب النكاح.**

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر عاقلہ بالغہ نے اپنا نکاح کفو میں مہر مثل پر کیا ہے تو وہ شرعاً نافذ اور درست ہے، امام ابوحنیفہؒ کا بھی یہی مذہب ہے۔ امام ابو یوسفؒ کا قول ظاہر الروایۃ میں یہی ہے اور انھوں نے قولِ اول سے رجوع کیا ہے جو یہ ہے کہ بغیر ولی کے نکاح منعقد نہیں ہوتا جب کہ اس کا کوئی ولی ہو۔ تیسرا قول یہ ہے کہ اگر کفو میں کیا ہے تو جائز ہے ورنہ نہیں۔ اس سے بھی رجوع کیا اور فرمایا کہ زوج کفو ہو یا نہ ہو بہرصورت درست ہے، امام محمدؒ کے نزدیک یہ نکاح ولی کی اجازت

---

[1] الدر المختار على الشامي كراچی ص ٥٥ ج٣ مطبوعه زكريا ص ١٥٥ ج٤ باب الولی،

[2] الدر المختار على الشامي زكريا ص ١٩٨/٤، باب الولی مطلب يصح تولية الصغير الخ، بحر كوئٹه ص ١٢٥ ج٣ باب الأولياء والاكفاء،

پر موقوف رہتا ہے پھر ان سے بھی شیخین کے قول کی طرف جو کہ ظاہر الروایۃ ہے رجوع مروی ہے۔ لہٰذا ظاہر الروایۃ میں ہمارے ائمہ ثلاثہ کا قول متفق علیہ یہی ہے کہ نکاح درست اور نافذ ہے پھر اس متفق علیہ قول کے خلاف فتویٰ دینا شرعاً درست نہیں۔ مبسوط میں بعض علماء کا قول نقل کیا ہے، معلوم نہیں کہ وہ حنفی ہیں یا غیر حنفی جیسے کہ آئندہ قول اصحابِ ظواہر کا درجہ ہے۔ پھر یہ کہ اس پر نہ کسی کا فتویٰ نقل کیا ہے نہ اس کو کسی دلیل سے مبرہن کیا ہے۔ ایسے قول پر فتویٰ دینا قواعدِ افتاء کے خلاف ہے۔ کما صرح به ابن عابدين في عقود رسم[1] المفتي. نفذ نكاح حرةمكلفةبلاولي وهٰذا عندابي حنيفة وابي يوسف ؒ في ظاهر الرواية وكان ابويوسف اولاً يقول انه لاينعقد الاّ بولي اذا كان لها ولي ثم رجع وقال ان كان الزوج كفواً لها جاز وإلاّ فلاَ ثم رجع وقال جاَزَ سواء كان الزوج كفواً لها او لم يكن وعند محمدؒ وينعقد موقوفاً علىٰ اجازة الولي سواء كان الزوج كفواً لها او لم يكن ويروى رجوعه الىٰ قولهما اھ تبيين الحقائق[2] ص۱۱۷ ج۲ ان ما اتفق عليه اصحابنا في الروايةالظاهرةيفتى به قطعاً وان الحكم و الفتيا بالقول المرجوح جهل وخرق للإجماع. درمختار .مذهب الحنفية المنع عن المرجوح حتى لنفسه لكون المرجوع صار منسوخاً . شامی[3] ص۵ ج۱ . فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۶/۱۲/۶۲ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ......صحیح: عبد اللطیف

---

[1] إن الواجب على من اراد ان يعمل لنفسه أو يفتي غيره أن يتبع القول الذي رجحه علماء مذهبه فلا يجوز له العمل او الافتاء بالمرجوح، رسم المفتي ص۲۵، مطبوعه سعيديه سهارنپور،

[2]...... زيلعي ص۱۱۷ ج۲ باب الأولياء والأكفاء مكتبه امداديه پاكستان، بحر كوئٹه ص۱۱۰ ج۳ باب الأولياء والاكفاء، بدائع زكريا ص۵۱۳ ج۲ فصل واما ولاية الندب.

[3] شامي كراچي ص۷۴ ج۱ مطلب لايجوزالعمل بالضعيف حتى لنفسه عند نا،

بالغہ کا نکاح بغیر ولی کی اجازت کے

سوال:-(۱) ایک بالغ لڑکی نے اپنے کفو اور خاندان کے بالغ لڑکے سے بغیر اپنے ولی کی اجازت کے نکاح کرلیا کیا ایسی صورت میں ولی کو حق فسخ ہے یا نہیں؟

(۲) فسخ کی صورت کیا ہوگی؟ کیا قاضی یا کسی مسلمان حاکم کے یہاں دعویٰ کر کے یا پنچایت میں معاملہ رکھ کر نکاح فسخ کرادیا جائے گا۔ یا خود ولی کے کہنے سے فسخ ہوسکتا ہے کہ ولی کہدے فسخت بینکما اور وہ فسخ ہوجائے۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

(۱) اگر مہر مثل پر نکاح کیا ہے تو ولی کو حق فسخ حاصل نہیں۔ نفذ نکاح حرة مکلفة بلاولی وله الاعتراض فی غیر الکفو وروی الحسن عن الامام عدم جوازه وعلیه فتویٰ قاضیخان وهٰذا اصح واحوط والمختار للفتویٰ فی زماننا الخ. مجمع الأنهر[1]

(۲) فسخ کا حق نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ ۱۹/ذی قعدہ ۷۰ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مظاہر علوم سہارنپور

بالغہ کا نکاح بغیر ولی کے اور نابالغ کے ولی کی طلاق

سوال:-مسماۃ رمضانوں بنت نتھو بیوہ ہوگئی تھی۔ عدت ختم ہونے پر اس کے والد نے

---

[1] مجمع الأنهر ص ۴۹۰ ج ۱، باب الأولياء والأكفاء، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، الدر المختار مع الشامی کراچی ص ۵۶ ج ۳، باب الولی، النهر الفائق ص ۲۰۲ ج ۲، باب الاولياء والاکفاء، مطبوعه عباس احمد الباز مكة مكرمة،

اس کے دیور مسمیٰ جماعت علی سے نکاح کر دیا اور پھر اس لڑکی سے والد نے کہدیا کہ تمہارا نکاح مسمیٰ جماعت علی سے کر دیا جو کہ نابالغ تھا۔ یعنی اس وقت جماعت علی کی عمر دس برس کی تھی اور لڑکی بالغ تھی۔ تو لڑکی نے اس بات پر اظہار ناراضگی کیا اور انکار کیا۔ اب تین سال کے بعد لڑکی کے والد نے جماعت علی کے والد سے کہدیا کہ اپنی بہو کو لیجا تو تین طلاق دیدی ہے اور پہلے بھی کہدیا تھا کہ اپنی لڑکی کو جہاں چاہو نکاح کر دو۔ اب بھی کہتا ہوں کہ تم اپنی لڑکی کو جہاں چاہو نکاح کر دو اور لڑکی خود بھی جانا نہیں چاہتی ہے اور لڑکا اب بھی نابالغ ہے۔ یعنی تیرہ سال کی عمر ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ لڑکی دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

باپ کو جبراً بغیر اس کی مرضی کے نکاح کرنے کا حق نہیں۔ پس اگر نکاح کی خبر پا کر لڑکی نے اس نکاح کو رد کر دیا تھا تو رد ہو گیا تھا[1]۔ اب طلاق کی ضرورت نہیں دوسری جگہ نکاح کرنا درست ہے اگر اس نکاح کو رد نہیں کیا تھا بلکہ اجازت دیدی تھی تو وہ صحیح ہو گیا تھا اب جب تک لڑکا بالغ ہو کر طلاق نہ دے دوسری جگہ نکاح درست نہیں لڑکے کے باپ کو شرعاً لڑکے کی بیوی کو طلاق دینے کا حق حاصل نہیں یہ طلاق بالکل بیکار ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۲ ر ذی الحجہ ۵۷ھ

---

[1] ولا تجبر البالغة البكر على النكاح الخ الدر المختار على الشامی نعمانیه ص۲۹۸، ج۲، مطبوعه کراچی ص۵۸ ج۳، باب الولی، فإن فعل ذالک فالنکاح موقوف علی اجازتها فان اجازته جاز وإن ردته بطل، هندیه کوئٹه ص۲۸۷، ج۱، الباب الرابع فی الاولیاء، بحر کوئٹه ص۱۱۰ ج۳، باب الاولیاء،

بالغہ پر ولایت

سوال:- زید کے ایک لڑکی ہے جس کا رشتہ زید نے اپنی زندگی میں خالد سے کر دیا ہے زید کا ایک چھوٹا بھائی بکر ہے زید بکر سے سخت ناراض تھا زید کا انتقال ہو گیا اب بکر چاہتا ہے کہ زید کی لڑکی کا نکاح میرے لڑکے سے ہو اور زید کی بیوی اور لڑکی اس سے رضامند نہیں۔ کیونکہ وہ لڑکا نالائق اور بدچلن ہے زید کی بیوی اور لڑکی خالد سے نکاح کرنے میں رضامند ہیں کیونکہ زید اپنی زندگی میں خالد سے رشتہ کر چکا تھا اب زید کی لڑکی بالغ ہے وہ اپنی مرضی کے موافق بغیر اجازت اپنے چچا صاحب کے خالد سے نکاح کر سکتی ہے یا نہیں؟ جب کہ لڑکی بالغ اور خودمختار ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

جب لڑکی بالغہ ہے تو اس کا چچا بلا اس کی رضامندی کے ہرگز اس کا نکاح نہیں کر سکتا جس جگہ لڑکی کے باپ نے لڑکی کا رشتہ اپنی زندگی میں کیا تھا اگر وہاں لڑکی کی بغیر رضامندی اپنی چچا کے اپنا نکاح کر لے گی تو شرعاً یہ نکاح معتبر ہوگا اور چچا کو شرعاً اعتراض کا حق حاصل نہ ہوگا۔ بشرطیکہ وہ نکاح کفو یعنی اپنی برادری میں ہو اور مہر مثل سے کم پر نہ ہو۔ **ونفذ نکاح حرة مکلفة بلا رضاء ولی الخ. ولاتجبر البالغة البکر علیٰ النکاح**[1] اھ **درمختار باب الولی**، فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۲/۴/ ۵۴ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۰/ ربیع الثانی ۵۴ھ

[1] درمختار علی الشامی نعمانیه ۲/۲۹۸، شامی کراچی ص۳/۵۸، باب الولی، هندیه کوئٹه ص۱/۲۸۷، الباب الرابع فی الاولیاء، بحر کوئٹه ص ۱۰۹، ۳/۱۱۰، باب الاولیاء والاکفاء.

نابالغہ کا نکاح ولی نہ کرے تو کون کرے؟

سوال:-ایک نابالغہ لڑکی کے نکاح کی چند وجوہ سے نانی کو ضرورت پیش آئی کہ ولی لڑکی کا حقیقی چچا ہے جو عرصۂ دراز سے صریح دشمن ہے جب نانی نے اجازت طلب کی تو اس نے کہا کہ ہم سے کوئی تعلق نہیں ہم نہیں جانتے، علاوہ ازیں ایک اور دور کے رشتہ کے چچا ہیں اور ماں کو ایسی صورت میں یا غیر حقیقی چچا کی طرف ولایت یا اختیار اجازت منتقل ہوگا یا نہیں؟ یا کوئی ایسی صورت نکل سکتی ہے کہ نابالغہ ہونے کی صورت میں نکاح ہو سکے؟ جب کہ چچا کا یہ قول ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

صورت مسئولہ میں جب لڑکی کا حقیقی چچا اس لڑکی کے نکاح کرنے کا منکر ہے اور نکاح کی ضرورت محسوس ہوتی ہے تو اس کے نکاح کرنے کی یہ صورت ہے کہ کسی مسلمان بااختیار حاکم کے یہاں درخواست دی جاوے اور وہ حاکم اس لڑکی کا نکاح اپنی طرف سے کردے۔ شامی[1] ص ۴۳۳ ج ۲ عن المنتقیٰ اذا کان للصغیرۃ اب امتنع عن تزویجھا لاتنتقل الولایۃ الیٰ الجد بل یزوجھا القاضی (الیٰ) واما ما فی الخلاصۃ والبزازیۃ من انھا تنتقل الیٰ الابعد بعضل الاقرب فالمراد بالابعد القاضی لانہ اٰخر الاولیاء الخ. صورت مذکورہ میں ماں یا غیر حقیقی چچا کو خود اس لڑکی کے نکاح کرنے کا حق شرعاً حاصل نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ ۳؍۳؍ ۵۲ھ

صحیح: بندہ عبدالرحمٰن غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف عفا اللہ عنہ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

---

[1] شامی کراچی ص ۸۲ ج ۳، مطلب لایصح تولیۃ الصغیر شیخا علی خیرات (باب الولی، مجمع الأنھر ص ۴۹۹ ج ۱، باب الاولیاء والاکفاء، دار الکتب العلمیۃ بیروت، النھر الفائق ص ۲۱۶ ج ۲، باب الاولیاء والاکفاء، طبع مکۃ مکرمۃ،

نکاح صغیر بغیر ولی

سوال:- ایک نابالغ لڑکا ہے مگر عاقل ہے اگر نکاح کے وقت اس سے ایجاب وقبول بغیر ولایت باپ کے کیا جائے تو نکاح منعقد ہوگا یا نہیں ایسے کئی نکاح ہو رہے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اس کا ایجاب وقبول بغیر ولی کے کافی نہیں بلکہ وہ ولی شرعی کی اجازت پر موقوف رہتا ہے۔ الولی شرط نکاح صغیر اھ درمختار[۱] ص۴۵۸ ج۲ صغیرة زوجت نفسها من کفٔ ولاولی لهاولاقاضی فی ذالک الموضع ینعقد و یتوقف علیٰ اجازتها بعد بلوغها واذا زوجت الصغیرة نفسها فاجازالاخ الولی جازولها الخیار اذا بلغت اھ عالمگیری[۲] ص۲۸۶ ج۲۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ
معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور
صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۷/صفر ۶۳ھ
الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

غیر ولی کا کیا ہوا نکاح

سوال:- مسمیٰ سلامت علی نے اپنی زوجہ مسماۃ ہندہ وایک دختر حقیقی مسماۃ اختری کو مکمل

---

[۱] درمختارعلی الشامی نعمانیة ص۲۹۲ ج۲ باب الولی.

[۲] عالمگیری مجیدی کانپور ص۱۰ ج۲.مطبوعه دارالکتاب دیوبند ص۲۸۶ ج۱ الباب الرابع فی الاولیاء، الدر مع الشامی زکریا ص۱۹۸ ج۴ باب الولی، مطلب یصح تولیة الصغیر الخ، بحر کوئٹه ص۱۲۵ ج۳ باب الاولیاء والاکفاء.

قطع کر کے دوسرے موضع میں سکونت اختیار کر لی اور عرصہ دراز تک دونوں زوجین اپنی اپنی جائے سکونت پر بالکل اجنبی کی طرح رہتے رہے جب جانبین میں موافقت کی امید بالکل قطع ہو چکی تو ہندہ نے اپنا نکاح ثانی مسمیٰ کرامت علی سے کر لیا اور خوب محبت و پیار سے رہتے سہتے رہے نکاح کے بعد سلامت علی نے نہ دختر کو لیجانے کا قصد کیا اور نہ زوجہ کا دھیان دل پر لایا، ایک روز ہندہ نے اپنے خاوند کرامت علی سے کہا کہ مسماۃ اختری کا نکاح مسمٰی اصغر علی سے موضع ساہا میں کردو، خاوند صاحب نے اختری کے بلا اجازت پوشیدہ طریقہ سے اپنے رشتہ دار مسمٰی حشمت علی سے کر دیا اور معاً رخصت بھی کر دیا، ان ایام میں اختری سن نابالغہ میں تھی جب یہ تمام دغا بازی ہندہ کو معلوم ہوئی تو وہ خاوند پر بہت خفا ہوئی اور فوراً اپنی دختر کو اپنے پاس بلوا لیا بعدہ سالہا سال تک رخصتی کا نام تک نہ لیا یہاں تک کہ اختری جوان ہوگئی اور اختری کا والد حقیقی فوت ہو گیا بعد میں ہندہ نے سینہ سپر ہو کر اپنے شوہر کی رضامندی کے خلاف اور حشمت علی کے طلاق دیئے بغیر صرف اپنی و اختری کی رضامندی سے اسے سابق پسند کردہ لڑکے اصغر علی سے نکاح ثانی کر دیا اور حشمت علی کو صاف جواب دے دیا وہ محروم ہو کر بیٹھ گیا، فی الحال دونوں اختری و اصغر علی ایک مکان میں خاوند و بیوی کی طرح رہتے سہتے ہیں اب بعض لاعلم اشخاص یہ کہتے ہیں کہ جو نکاح اول کیا تھا وہی صحیح ہو گیا تھا نکاح ثانی نہیں ہوا اور بعض کہتے ہیں کہ نکاح ثانی صحیح ہوا ہے کیونکہ یہ اختری و اصغری کی والدہ کی رضامندی سے ہوا ہے، حضور والا سلیس اردو میں تحریر فرماویں کہ یہ عورت کون سے خاوند کو حلال ہے اور کس کو حرام ہے بینوا و توجروا.

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر سلامت علی نے ہندہ کو طلاق دیدی تھی اور ہندہ نے عدت گذار کر کرامت علی سے نکاح کیا تھا تب تو یہ نکاح صحیح ہے اور اگر طلاق نہیں دی تو یہ نکاح صحیح نہیں ہوا، سلامت علی کے انتقال کے بعد عدت وفات گذار کر دوبارہ نکاح کرنا چاہئے اور اگر سلامت علی نے ہندہ

کوطلاق تو دیدی تھی لیکن عدت پوری ہونے سے پہلے ہندہ نے کرامت علی سے نکاح کیا ہے تب بھی صحیح نہیں ہوا، عدت طلاق گذار کر دوبارہ کرنا چاہئے یہ حکم تو ہندہ کا ہے[۱]

اور ہندہ کی لڑکی اختری کا یہ حکم ہے کہ اس کا پہلا نکاح جو کرامت علی نے کیا تھا وہ ہندہ کے پہلے شوہر یعنی اختری کے والد سلامت علی کی اجازت پر موقوف تھا اگر اس نے اجازت دیدی تھی تو نافذ ہوگیا تھا پھر اختری کو جو اس کی والدہ نے بلالیا تھا اور پھر رخصت نہیں کیا بلکہ اس کے جوان ہونے پر دوبارہ اصغر علی سے نکاح کر دیا یہ ناجائز رہا یہ نکاح درست نہیں ہوا۔ حشمت علی کے گھر اس کو بھیجنا ضروری ہے اور اگر اختری کے والد سلامت علی نے اس کے نکاح کی اجازت نہیں دی تھی بلکہ رد کر دیا تھا تو وہ رد ہوگیا تھا[۲] اب حشمت علی کو کوئی حق نہیں رہا اختری کے بالغہ ہونے پر جو اس کی رضامندی سے اس کی والدہ نے اصغر علی سے دوبارہ نکاح کیا ہے وہ صحیح اور نافذ ہوگیا[۳] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۸/۲۵/ ۵۶ھ

صحیح: عبداللطیف ناظم مدرسہ مظاہر علوم یکم رمضان ۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

---

[۱] أما نكاح منكوحة الغير ومعتدته فالدخول فيه لا يوجب العدة إن علم أنها للغير لأنه لم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلاً، شامی زکریا ص۲۷۴ باب المهر مطلب فی النكاح الفاسد هندیه کوئٹه ص ۲۸۰ ج ۱ الباب الثالث فی المحرمات، القسم السادس، تاتارخانية کراچی ص ۴ ج ۳ كتاب النكاح الفصل الثامن.

[۲] وقف تزويج فضولی من احد الجانبين أو فضوليين من الجانبين على الإجازة أی اجازة من له العقد فان اجاز ينفذ والا لا، مجمع الأنهر ص ۵۰۶ ج ۱ باب الأولياء فصل فی تزويج الفضولی الخ سكب الأنهر ص ۵۰۵ ج ۱ مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[۳] ونفذ نكاح حرة مكلفة بلاولی الخ مجمع الانهر ص ۴۹۰ ج ۱ باب الاولياء والاكفاء. مطبوعه دارالكتب العلميه. بيروت، الدر المختار مع الشامی کراچی ص ۵۶ ج ۳ باب الولی، النهر الفائق ص ۲۰۲ ج ۲، باب الاولياء والاكفاء طبع مكة مكرمة،

اپنے بچہ کا نکاح بغیر اپنے باپ کی اجازت کے

سوال:- ماں باپ کی اجازت لئے بغیر کوئی شخص اپنی لڑکی یا لڑکے کی شادی کسی سے نہیں کرتا۔لیکن اگر لڑکے کے ماں باپ کبھی راضی نہ ہوں کیونکہ ابھی بڑے بھائی بغیر شادی کے بیٹھے ہیں تو وہ خود بھی کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

بہتر طریقہ تو یہی ہے کہ جب سر پر بڑے موجود ہیں تو ان کے مشورہ سے ہی اپنی لڑکی اور لڑکے کا نکاح کرنا چاہئے۔لیکن نابالغ کے والد کو ولایت نکاح حاصل ہے۔اگر مصلحت کا تقاضا ہو تو ہر شخص اپنے لڑکے اور لڑکی کا نکاح بغیر اپنے والد سے دریافت کئے بھی کر سکتا ہے[1]۔ اگر مصلحت کا تقاضا ہو تو چھوٹے لڑکے کی شادی بڑے لڑکے سے پہلے بھی کرنا درست ہے اور جس کو خود ضرورت ہو وہ معصیت سے بچنے کیلئے خود بھی اپنی شادی کر سکتا ہے۔اگر چہ والدین نہ کریں۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دار العلوم دیو بند ۲۰/ ۱۰/ ۸۵ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دار العلوم دیو بند

---

[1] الولی فی النکاح العصبة وهو من یتصل بالمیت بلاتوسط أنثی علی ترتیب الارث والحجب درمختار علی رد المحتار ص ۳۱۱ ج۲ مطبوعه نعمانیه الشامیکراچی ص ۷۶ ج۳ مطلب فی فرق النکاح. باب الولی، مجمع الأنهر ص ۴۹۷ باب الأولیاء والاكفاء، دار الكتب العلمية بیروت، تاتارخانیة کراچی ص ۱۹ ج۳ الفصل الحادی عشر فی معرفة الأولیاء.

[2] شرح السنة ص ۳۵، ج۶، رقم الحدیث ۲۴۵۵، باب الطاعة فی المعروف، کتاب الإمارة والقضاء، مطبوعه بیروت، مشکوٰة شریف ص ۳۲۱، ج۲، کتاب الإمارة، الفصل الثانی، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند،

کیا بغیر باپ کی اجازت کے نکاح کرنا نافرمانی ہے؟

سوال:- ایک بالغ لڑکا غیر شادی شدہ ایک لڑکی سے عقد کرنا چاہتا ہے مگر وہاں پر والد صاحب نے اس لئے شادی کرنے سے انکار کیا کہ کچھ ان بن ہوگئی ہے حالانکہ پہلے وہیں رشتہ کیا تھا۔ دوسری جگہ جہاں لڑکے کو آٹھ ہزار روپئے دینے کا وعدہ کیا گیا تھا بات کرلی۔ لڑکے نے ان آٹھ ہزار روپیوں کو ٹھکرا کر پہلی جگہ اپنی مرضی سے شادی کرلی۔ جب کہ والد صاحب سے اصرار وضد کی وجہ سے ناراضگی ہوگئی۔ تو مذکورہ صورت میں لڑکا والد کا نافرمان ہوگا کہ نہیں۔ اگر نہیں تو کیوں اور اگر ہوگا تو کیوں؟ تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

آٹھ ہزار روپے لڑکے کے لئے شرط قرار دینا غلط ہے۔ ناجائز ہے۔ ناجائز کام میں والد کی اطاعت نہیں، اگر لڑکے نے اس غلط روپئے سے بچنے کے لئے اپنی شادی خود کرلی تو وہ نافرمان نہیں ہوا۔ لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق (الحدیث[1]) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۶/۴/۲۴ ۱۴۰۶ھ

لڑکی نے اپنا ایجاب وقبول خود کرلیا

سوال:- (۱) ایک لڑکی بالغہ عاقلہ نے برضا ورغبت حسب منشاء باپ کے گھر سے ہم

---

[1] شرح السنة ص۳۵ ج۶ رقم الحدیث ۲۴۵۵ باب الطاعة فی المعروف، کتاب الإمارة والقضاء، مطبوعه بیروت، مشکوٰة شریف ص ۳۲۱، ج۲، کتاب الإمارة، الفصل الثانی، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند،

کفوء پھوپھی زاد بھائی کے ساتھ آکرایک مولوی اوراسکی بیوی اورمولوی صاحب کاایک بالغ لڑکا اورناکح کے والدین اورایک بالغ بھائی اورمنکوحہ کی دادی کے سامنے مہرمتعینہ پرایجاب وقبول کرلیا۔اب دریافت طلب امریہ ہے کہ ایسے ہی ایجاب وقبول سے دونوں کا نکاح شرعاً منعقد ہوجائے گا؟

(۲) بلااجازت ولی ایجاب وقبول ہوجانے میں ولی چاہتاہے کہ حدیث ''ایماامرأة یتزوج بغیر اذن ولی فنکاحها باطل باطل باطل ''پرعمل کرکے نکاح فسخ وباطل کرسکتاہے؟

(۳) اگرموافق مذہب حنفیہ دونوں کا نکاح منعقد ہوگیا تو ''**وعند محمد ینعقد النکاح موقوفاً** (ای باجازة الولی)'' جب کہ نکاح ہوجانااجازت ولی پرموقوف رہتاہے۔تو ولی اجازت نہ دے کراس بالغہ عاقلہ لڑکی کا نکاح دوسری کسی کے ساتھ کردیناشرعاً جائزہے؟حالانکہ صاحب ہدایہ نےویروی رجوع **محمد الیٰ قولهما قول ابی حنیفةوابی یوسفؒ**.

(۴) اگرامام ابویوسفؒ کے مذہب کے موافق کوئی گنجائش نہیں ہےتو امام شافعیؒ وامام مالکؒ کے مذہب کے موافق نکاح فسخ وباطل کرنے کی کوئی صورت بن سکتی ہے؟

(۵) خودمنکوحہ اورولی منکوحہ مذہب حنفیہ کے مقلد ہیں اورمنکوحہ بروقت نکاح مذہب حنفیہ کے مقلدرہے۔اب ولی اپنی ضدکوبرقراررکھنے کی غرض سے صرف اس مسئلہ کے بارے میں امام شافعیؒ کا مقلد بن کریعنی تبدیلی مذہب کرکے اس عاقلہ بالغہ لڑکی کا نکاح کسی دوسرے کےساتھ کردیناجائزہے؟

(۶) تبدیلی مذہب کسی خاص غرض سے جائزہے یانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً!

(۱) یہ نکاح شرعاً منعقد ہوجائے گا،لیکن جس لڑکی کے سرپرباپ موجود ہواس کوایسا

E:\F.M.Fainal\Jild-17\04-Wilayate Nikah

اقدام کرنا مناسب نہیں۔ "فنفذ نکاح حرة مکلفة بلارضی ولی" (درمختار[1])

(۲) جب یہ نکاح کفو میں مہر مثل پر ہوا ہے تو ولی کو اس کے فسخ کرانے کا اختیار نہیں۔ غیر کفو میں ہوتا تو حکم کچھ اور ہوتا۔

اراد بالنفاذ الصحة وترتب الاحکام من طلاق وتوارث وغیرهما لااللزوم اذ هواخص منها لانه مالایمکن نقضه وهذا یمکن رفعه، اذا کان من غیرکفوء. واماحدیث ایما امرأة نکحت نفسها بغیراذن ولیها فنکاحها باطل فنکاحها باطل فنکاحها باطل، وحسنه الترمذی وحدیث لانکاح الابولی رواه ابوداؤد وغیره فمعارض بقوله صلی اللّٰه علیه وسلم "الایم احق بنفسها من ولیها" رواه مسلم وابوداؤد والترمذی والنسائی ومالک فی المؤطا والایم من لازوج لها بکرا اولا فانه لیس للولی الامباشرةالعقد اذا رضیت وقد جعلها احق منه به ویترجح هٰذا بقوةالسند والاتفاق علیٰ صحته بخلاف الحدیثین الاولیین فانهما ضعیفان اوحسنان اویجمع بالتخصیص اوبان النفی للکمال الخ. شامی[2] ص ۲۹۶ ج ۲

(۳) ولی کو اختیار نہیں کہ اس نکاح کی اجازت نہ دے کر دوسری جگہ اس کا نکاح کردے۔ یہ نکاح اجازت پر موقوف نہیں رہا۔[3]

---

[1]...... الدرالمختار علی هامش ردالمحتار زکریا ص۱۵۵ ج۴ اول باب الولی، مجمع الأنهر ص۴۹۰ ج۱ باب الاولیاء والاکفاء، دار الکتب العلمیة بیروت، النهر الفائق ص۲۰۲ ج۲ باب الاولیاء والاکفاء، طبع مکة مکرمة.

[2] شامی زکریا ص۱۵۵ ج۴ اول باب الولی، فتح القدیر ص۲۵۹ ج۳ باب الاولیاء والاکفاء، دار الفکر بیروت.

[3] نفذ نکاح حرة مکلفة بلا ولی وهذا عند أبی حنیفة وأبی یوسف فی ظاهر الروایة ...... وعند محمد ینعقد موقوفا علی اجازة الولی سواء کان الزوج کفألها أو لم یکن ویروی رجوعه إلی قولهما، تبیین الحقائق ص۱۱۷ ج۲ باب الاولیاء والاکفاء، امدادیه ملتان، بحر کوئٹه ص۱۱۰ ج۳ باب الاولیاء والاکفاء، النهر الفائق ص۲۰۲ ج۲ باب الاولیاء والاکفاء، مکة مکرمة.

(۴) ان کا مسلک مختار مجھ کو معلوم نہیں۔ حنفی کو اس مسئلہ میں کسی دوسرے مسلک پر عمل کرنے کی اجازت نہیں۔

(۵) اس کا جواب ۳/و۴/ میں آ گیا۔

(۶) جس مجتہد کے مذہب کو حق تصور کر کے اختیار کیا ہے، اس کے مذہب کو بلا مجبوری چھوڑ کر دوسرے مجتہد کے مذہب کو اختیار کرنا درست نہیں۔ وفی الفتح قالوا المنتقل من مذهب الی مذهب باجتهاد وبرهان اثم يستوجب التعزير فبلااجتهاد وبرهان اولیٰ انتهیٰ (حموی ص ۲۵۶)[1]

ليس للعامی ان يتحول من مذهب الیٰ مذهب ويستوی فيه الحنفی والشافعی وقيل لمن انتقل الیٰ مذهب الشافعی ليزوج له اخاف ان يموت مسلوب الايمان لاهانته بالدين لجيفةقذرة (قنيةص ۱۵۵)

الرجوع من التقليد بعد العمل باطل اتفاقاً وهوالمختار[2] ۱ه درمختار ص ۵۱ ج ۱. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند ۲/۵/ ۹۴ھ
الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیو بند

والد کی مرضی کے بغیر بالغ لڑکے کا نکاح

سوال:- زید (بالغ) نے بغیر والد کی رضامندی کے ہندہ (بالغہ) سے نکاح کر لیا ہے۔ گواہان وقاضی ونکاحِ رسید سب کچھ موجود ہے۔ اب چونکہ والد ناراض ہیں۔ اس لئے

---

[1] حموی شرح اشباہ ص ۱۷ ج ۲ الفن الثانی، کتاب الحدود، طبع کراچی.

[2] الدرالمختار علی هامش ردالمحتار ص ۵۷، ج ۱، مطلب فی حکم التقليد والرجوع عنهٗ، مطبوعه کراچی،

مسئلہ دریافت طلب ہے۔

یہ سوال سائل نے ۶/۷ صفحات پر پھیلا دیا ہے۔ رسید نکاح بھی موجود ہے۔ اسی کی پشت پر مفتی صاحب نے یہ جواب لکھا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر واقعات اسی طرح ہیں تو یہ نہایت خود غرضی، فریب دہی، جعلسازی ہے۔ خدائے پاک کے نزدیک مذموم وقبیح ہے۔ شریف معاشرہ کے نزدیک ناپسند اور موجب غضب ہے اور لائق ملامت ونفرت ہے اور رجسٹر نکاح پر غلط اندراج پر قانونی گرفت بھی ہوسکتی ہے۔ لیکن لڑکا ماشاء اللہ عاقل بالغ ہے، برسرِ روزگار ہے، حالات وواقعات سے واقف ہے، اپنے والد کی اس عقد سے نارضامندی کو بھی جانتا ہے، اس سے بھی یقیناً کوتاہی ہوئی کہ اس نے بغیر والد کی موجودگی واجازت کے عقد نکاح کو قبول کرلیا جب اس نے قبول کرلیا اور چند لوگوں کی موجودگی میں قبول کیا ہے جو کہ لڑکی سے بھی واقف تھے اگرچہ معلوم نہیں تھے تو نکاح صحیح ولازم ہوگیا۔ والد کی عدمِ موجودگی باعث تنسیخ نکاح نہیں بن سکتی۔ هٰکذا فی کتب الفقه البحر ردالمحتار. والخانية والهندية[1] وغیره. اب مصالح کا تقاضا یہ ہے کہ تین سال سے زائد گذر چکنے کے بعد اس قصہ کو نہ اٹھایا جائے بلکہ لڑکے کی زندگی درست وخوشگوار بنانے کی کوشش کی جائے۔ اس اعتراض کا موقع بھی نہ دیا جائے کہ تین سال تک اس عقد کو کیوں

---

[1] وينعقد بايجاب وقبول ...... وشرط حضور شاهدين حرين مكلفين سامعين قولهما (در مختار) ينعقد أی النكاح أی يثبت ويحصل انعقاده بالايجاب والقبول ...... فإن كان الشهود يعرفونها كفى ذكر اسمها، شامی زکریا ص۶۸تا۱۹ ج۴ کتاب النکاح، بحر کراچی ص ۸۱تا۸۸ کتاب النکاح خانیة علٰی هامش الهندية کوئٹه ص ۳۲۱ج ۱ کتاب النکاح، الباب الاول، الفصل الاول، هندیه کوئٹه ص۲۶۷ ج ۱ کتاب النکاح، الباب الاول،

برداشت کیا گیا جب کہ یہ آپ کے نزدیک ناجائز تھا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۶/۹/ ۹۴ھ

بالغہ کو بہکا کر لے جا کر اس سے نکاح کرنا

سوال:- آج کل پنجاب میں یہ مرض عام پھیل گیا ہے کہ عموماً کنواری لڑکیاں محض فساق سے خفیہ ناجائز تعلقات پیدا کر لیتی ہیں، کئی دنوں کے بعد وہ فساق ان کو والدین کے گھر سے کوئی موقع پا کر لے بھاگتے ہیں اور کسی اور علاقہ میں جا کر کے نکاح کر لیتے ہیں۔ کیونکہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک باکرہ کا نکاح بغیر اجازت ولی جائز ہے جس سے فساق نے ناجائز نفع اٹھانا شروع کر دیا ہے جس کی وجہ سے فساد برپا ہو رہا ہے۔ کیا آج کل انسداد فتنہ کے واسطے امام شافعیؒ کے قول عدمِ جواز نکاح باکرہ بغیر رضاءِ ولی پر فتویٰ نہیں دیا جا سکتا اور اس پر عمل جائز نہیں، جب کہ دیگر ائمہ بھی امام شافعیؒ کے متفق ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

اس مرض کا علاج یہ نہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کے مذہب کو ترک کر دیا جائے بلکہ یہ ہے کہ بعد بلوغ لڑکیوں کی شادی میں اپنے رواج یا قومی مصالح یا ذاتی منافع کی بنا پر تاخیر نہ کی جاوے[1]، نیز شادی سے قبل لڑکی سے استیذان کیا جاوے تاکہ اس کی رضا وعدمِ رضا کا بھی اندازہ ہو جائے[2] یہ علاج مذہب امام ابوحنیفہؒ کے موافق اور احادیث سے ثابت ہے۔ دیگر ائمہ بھی اسی میں متفق ہیں۔ جب کہ متفق علیہ اور مسنون طریقہ موجود ہے پھر مذہب کو چھوڑنے کی

---

[1] من بلغت إبنته اثنتی عشرة سنة ولم یزوجها فاصابت إثما فاثم ذالک علیه، الحدیث مشکوٰة ص ۲۷۱ ج ۱، باب الولی فی النکاح، یاسر ندیم دیوبند، (حاشیہ: ۲/ اگلے صفحہ پر)

اجازت کیسے ہوسکتی ہے[۱] دوسرے امام کے قول پر فتویٰ دینا اس مسئلہ میں درست نہیں۔

نوٹ:- اگر بالغہ لڑکی غیر کفو میں اپنا نکاح خود کرے تو امام صاحبؒ کے ایک قول کے مطابق اس کا نکاح ہی درست نہیں ہوتا اور یہی قول مفتیٰ بہ بھی ہے[۲]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفا اللہ عنہٗ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف ۲۶/۱۱/۶۲ ۱۳ھ

میرا نکاح والدین ایک جگہ چاہتے ہیں میں دوسری جگہ، کیا ہو؟

سوال:- اگر میں شادی نہ کروں تو گناہ ہے۔ میرا یہ مقصد نہیں کہ میں گناہ کی زندگی بسر کروں یعنی میں اپنے آپ کو قابو میں رکھوں کیا پھر بھی مجھے گناہ ہوگا؟

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۲] لا تنكح البكر حتى تستأذن، مشكوٰة شريف ص٢٧٠ باب الولى فى النكاح، ياسر نديم ديوبند، فإن استاذنها هوأى الولى وهو السنة (قوله وهو السنة) بأن يقول لها قبل النكاح فلان يخطبك أو يذكرك فسكتت وإن زوجها بغير استئمار فقد اخطاء السنة وتوقف على رضاها "بحر" الدرمع الرد كراچى ص٥٨ ج٣ باب الولى، بحر كوئٹه ص١١٣ ج٣ باب الاولياء والاكفاء،

(حاشیہ صفحہ هذا) [۱] اما انتقال غيره (أى المجتهد) من غير دليل بل لما يرغب من عرض الدنيا وشهرتها فهو المذموم الأثم المستوجب للتاديب والتعزير، شامى كراچى ص٨٠ ج٤ كتاب الحدود، مطلب فيما إذا ارتحل إلى غير مذهبه.

[۲] فنفذ نكاح حرة مكلفة بلارضاو لى وله أى للولى الإعتراض فى غير الكفوء و يفتى بعدم جوازه أصلا وهوالمختار للفتوىٰ لفساد الزمان الدركراچى ص٥٧ ج٣ مطبوعه زكريا ص١٥٧ ج٤ باب الولى، مجمع الأنهر ص٤٩٠ ج١ باب الأولياء والاكفاء، دار الكتب العلمية بيروت، النهر الفائق ص٢٠٢ ج٢ باب الاولياء والاكفاء، مطبوعه عباس احمد الباز مكة مكرمة.

میں اپنی پسند کی شادی کرنا چاہتا ہوں میرے والدین راضی نہیں ہوتے، وہ کسی اور جگہ کرنا چاہتے ہیں۔ اگر ان سے انکار کردوں تو میں گنہگار رہوں گا، جب کہ اسلام میں لڑکا لڑکی کی مرضی کے بغیر شادی نہیں کرنا چاہئے۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

اعتدال کے وقت نکاح کرنا سنت ہے۔ قدرت اور ضرورت کے باوجود جو شخص نکاح نہیں کرتا وہ اس سنت سے محروم ہے۔ غلبۂ جذبات کے وقت نکاح کرنا واجب ہے۔ اگر ادائے حقوق پر قدرت نہ ہو، ظلم کا خطرہ ہو تو نکاح کرنا منع ہے[۱] اس لئے سب کا حال یکساں نہیں۔

شریعت میں ایک ہدایت تو اولاد کے لئے ہے، وہ یہ کہ والدین کی اطاعت کریں[۲] اگر والدین کا حکم ہو کہ اپنی بیوی سے الگ ہوجائے تب بھی اطاعت چاہئے،[۳] ایک ہدایت والدین کے لئے ہے کہ جب اولاد بڑی ہوجائے تو اس کی طبیعت کے خلاف اس پر جبر نہ کیا

---

۱ ویکون واجباً عندالتوقان فإن تیقن الزنا إلابه فرض......ویکون سنة مؤکدة حال الاعتدال أی القدرة علی وطؤ ومهر ونفقة ومکروها لخوف الجور فإن تیقنه حرم ذالک الدرعلی الرد کراچی ص۷ ج۳ مطبوعه زکریا ص۶۳ ج۴ کتاب النکاح، بحر کوئٹه ص۸۰ ج۳ کتاب النکاح، مجمع الأنهر ص۴۶۷ ج۱ کتاب النکاح، دار الکتب العلمیة بیروت.

۲ وقضی ربک أن لا تعبدوا إلا إیاه وبالوالدین احسانا، سورۂ اسراء آیت ۲۳، إن طاعتهما أی ابوین فرض عین، شامی زکریا ص۲۰۲ ج۶ کتاب الجهاد، مطلب طاعة الوالدین فرض عین، فتح القدیر ص۴۴۲ ج۵ کتاب السیر مطبوعه دار الفکر بیروت، بحر کوئٹه ص۷۲ ج۵ کتاب السیر.

۳ عن ابن عمرؓ قال کانت تحتی امرأة احبها وکان عمر یکرهها فقال لی طلقها وابیت فاتی عمرؓ رسول الله صلی الله علیه وسلم فذکر ذلک له فقال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم طلقها، مشکوٰة ص۴۲۱، باب البر والصلة، طبع یاسر ندیم دیوبند.

جائے[۱] ہاں مشورہ دیدیا جائے۔ پس اگر اولاد اور ماں باپ اپنے اپنے متعلق ہدایات پر عمل کرے تو صحیح زندگی گذرے، کوئی خلفشار نہ ہو، مگر مشکل یہ ہے کہ اولاد نے تو وہ ہدایت یاد کی جو والدین کے حق میں تھی اور والدین نے وہ ہدایت کہ جو اولاد کے حق میں تھی اپنے اپنے متعلق ہدایت کو ہر ایک نے فراموش کردیا جس کی وجہ سے سکون ختم ہوگیا۔ بہرحال اگر آپ والدین کی رضامندی کو اپنی خواہش پر مقدم رکھیں تو بہت بڑی سعادت ہے، اس کی برکت سے زندگی بھی خوشگوار ہوگی۔ اگر اس پر قدرت نہ ہو تو **لا یُکلف اللّٰہ نفساً اِلاّ وسعھا**[۲]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

جو شخص شرعی باپ نہیں وہ ولی بھی نہیں

سوال:- ایک عورت اپنا خاوند چھوڑ کر دوسرے کے یہاں رہنے لگی اس کے پاس ایک لڑکی اس کے اپنے خاوند کی بھی ہے اور اس کا نکاح نہیں ہوا۔ اس کے نکاح کو میاں جی انکار کرتے ہیں گاؤں کے لوگ ناراض ہیں تو اس کا نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر وہ لڑکی نابالغہ ہے تو اس کا ولی اس کا والد ہے بغیر اس کی اجازت کے اس کا نکاح درست نہیں۔ جس شخص کے پاس اس کی والدہ ناجائز طریقے پر رہتی ہے وہ ولی شرعی نہیں اس

[۱] لا تجبر بكر بالغة على النكاح، بحر كوئٹه ۱۱۰ ج۳ باب الاولياء والاكفاء، مجمع الأنهر ص۴۹۰ ج۱ كتاب النكاح، طبع دار الكتب العلمية بيروت، فلا يجبر حر بالغ بالأولى، سكب الأنهر ص۴۹۰.

[۲] سورہ بقرہ آیت: ۲۸۶، **ترجمہ**:- اللہ تعالیٰ کسی شخص کو مکلّف نہیں بناتا مگر اسی کا جو اس کی طاقت میں ہو۔ (از بیان القرآن)

کا باپ نہیں اس کو اس کے نکاح کرنے کا حق نہیں[1] اور اس عورت کو دوسرے شخص کے پاس رہنا حرام ہے[2] فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفی عنہٗ

دارالعلوم دیوبند

ربیبہ کے نکاح کی ولایت

سوال:- خالد نے ایک ایسی عورت سے نکاح کیا ہے جو اپنے ساتھ ایک نابالغہ لڑکی لائی جو پہلے شوہر سے ہے۔اب خالد نے اس نابالغہ صغیرہ کا نکاح کردیا ہے تو بالغ ہونے کے بعد اس لڑکی کو فسخ نکاح کا حق ہے یا نہیں؟ اگر نابالغہ تو ہے لیکن صغیرہ نہیں ہے ہوشیار ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً!

خالد کو اپنی اس بیوی کی نابالغہ لڑکی پر ولایت نکاح حاصل نہیں جو کہ اس کے پہلے شوہر سے ہے **ولو كان الصغير والصغيرة فى حجر رجل يعولهما كالملتقط ونحوه فانه**

---

[1] الولى فى النكاح العصبة وهو من يتصل بالميت بلا توسط أنثى على ترتيب الارث والحجب، الدر مع الرد كراچى ص۷۶ج۳ باب الولى، مجمع الأنهر ص۴۹۷ج۱ باب الاولياء والاكفاء، دار الكتب العلمية بيروت، تاتارخانية كراچى ص۱۹ج۳ الفصل الحادى عشر فى معرفة الأولياء.

[2] أما نكاح منكوحة الغير ومعتدته ...... لم يقل احد بجوازه فلم ينعقد اصلاً ...... ولهٰذا يجب الحد مع العلم بالحرمة لانه زنى شامى زكريا ص۲۷۴ج۴ باب المهر، مطلب فى النكاح الفاسد، بحر كوئٹه ص۱۳۹ج۴ باب العدة، النهر الفائق ص۴۸۰ج۲ باب العدة، مكة مكرمة،

لایملک تزویجهما کذا فی فتاویٰ قاضی خاںؒ فتاویٰ عالمگیریة[1] ص ۲۹۲، ج ۲. لہٰذا لڑکی بالغہ ہونے پر اگر اس سے ناخوشی ظاہر کردے اور کہہ دے کہ مجھے یہ منظور نہیں تو اس نکاح کا کوئی اثر باقی نہیں رہے گا بلکہ کالعدم ہوجائے گا اور اس کے لئے عدالت یا پنچایت کی بھی ضرورت نہیں ہوگی[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ مفتی دار العلوم دیوبند ۱۳/۹/ ۸۵ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ

مفتی دار العلوم دیوبند ۱۶/۹/۸۵ھ

شافعیہ کے قول پر فتویٰ

سوال:- امام شافعیؒ کے نزدیک بغیر ولی کے نکاح نہیں ہوتا اور ہمارے علاقہ میں ایسا ہوتا چلا آرہا ہے جو علماء ندوہ سے فارغ ہوکر آئے ہیں انھوں نے ایسے نکاحوں کی ممانعت کی۔ البتہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ہوجاتا ہے۔ مگر جن لڑکیوں نے فرار ہوکر بغیر ولی کے اپنا نکاح کرلیا ہے۔ صاحب اولاد بھی ہیں۔ ان کے بارے میں امام شافعیؒ کے نزدیک کیا حکم ہے؟ نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟ جواب امام شافعیؒ کے حوالہ سے تحریر کریں ہمارے علاقہ میں دنیاوی علم بہت ہے اور دینی کم۔ اس لئے ایسے نکاح کثیر تعداد میں ہوتے ہیں۔

---

[1] هنديه كوئٹه ص۲۸۴ ج۱ الباب الرابع فى الاولياء، تاتارخانية كراچى ص۲۵ ج۳ الفصل الحادى عشر فى معرفة الاولياء، محيط برهانى ص۵۷ ج۴ الفصل التاسع فى معرفة الاولياء، طبع مجلس علمى گجرات.

[2] وقف تزويج فضولى على الاجازة أى اجازة من له العقد فإن اجاز ينفذ والا لا، مجمع الأنهر ص۵۰۶ ج۱ باب الاولياء، فصل فى تزويج الفضولى، سكب الأنهر ص۵۰۵ ج۱ مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

الجواب حامداً ومصلیاً!

اتنا تو آپ کو بھی معلوم ہے کہ حضرت امام شافعیؒ کے نزدیک بغیر ولی کے نکاح درست نہیں ہوتا[1] پھر ایسے نکاح اور ایسے نکاح سے اولاد کا حکم جو کچھ دریافت کرنا ہو علماء شافعیہ ہی سے دریافت کیا جائے، بمبئی جامع مسجد سے بھی حکم مذہب شافعیہ کا معلوم ہوسکتا ہے آپ کے مقامی علماء شافعیہ اگر خود نہ بتائیں تو بمبئی سے دریافت کرلیں۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۷/۷/۱۴۰۶ھ

ولایت نکاح بعوض مہر دیدینا

سوال:- ایک شخص اپنی عورت کو طلاق دیتا ہے اور عوض مہر اپنی نابالغہ لڑکیوں کا جو کہ اس عورت سے ہیں والدہ دختران کو ولایت کلی دیتا ہے اور اپنا حق ولایت کلیۃ سلب کرتا ہے، یعنی جہاں والدہ دختران کی مرضی ہو نکاح بلا اجازت ورضامندی والد کردے تو والدہ مذکورہ کا کوئی حق رکاوٹ نہ ہو اور عورت مذکورہ کی طرف سے نشوز بالکل نہ ہو بلکہ خاوند برضامندی خوش اس کو طلاق دے کر یہ اختیارات کلیۃً دینا چاہتا ہے کیا شرعاً وہ عورت کلیۃً اتنی اختیارات کی حقیقی مالک منصور ہوسکتی ہے، یا وقت نکاح پھر والد کی اجازت کی ضرورت ہے اور اگر خاوند دوسرا نکاح کرتا ہے اور عورت سابقہ کو طلاق نہ بلکہ عوض مہر یہ اختیارات کلی اپنی دختران کا جو مذکورہ سابقہ کے بطن سے نابالغہ ہیں، اپنی منکوحہ سابقہ کو دینا چاہے کیا وہ ان اختیارات کی مالکہ

---

[1] نفذ نكاح حرة مكلفة بلا ولي ...... وقال مالك والشافعي لا ينفذ بعبارة النساء اصلاً، تبيين الحقائق ص۱۱۷ ج۲ باب الاولياء والاكفاء، امداديه ملتان، بدائع زكريا ص۵۱۳ ج۲ فصل وأما ولاية الندب،

شرعاً ہوسکتی ہے یا نہ اور خاوند سبب افلاس اداءِ مہر سے قاصر ہے اور والدہ حقیقی شرعاً ولی ہوسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً!

عورت اگر اپنا مہر ساقط کردے تو ساقط ہوجاتا ہے، کیونکہ وہ حق عورت ہے ''**وان حطت عنه من مهرها صح الحط لأن المهر حقها او الحط يلاقيه حالة البقاء هدايه[1] ج ۲/ص ۳۰۵**'' لیکن مہر کے عوض میں ولایت اور اختیارات شرعیہ کی بیع نہیں ہوسکتی کیونکہ ولایت مثل میتہ ودم کے ہیں مال نہیں اور صحت بیع کے لئے طرفین میں مال ہونا ضروری ہے، ''**وكذا بيع الميتة والدم والحر باطل لانها ليست اموالا، هدايه[2]، ج ۳ص ۵۳۲**'' البتہ اگر زوج چاہے تو زوجہ کو اپنی طرف سے لڑکیوں کے نکاح کی اجازت بطور وکالت دے سکتا ہے۔ ''**ومن شرط الوكالة أن يكون المؤكل ممن يملك التصرف ويلزمه الاحكام لان الوكيل يملك التصرف من جهة المؤكل فلا بد ان يكون المؤكل مالكا ليملكه من غيره هدايه[3]** ج ۳ص ۱۷۸'' مگر اس وکالت کی وجہ سے اختیار زوج سلب نہیں ہوگا، بلکہ اگر بلا رضامندی زوجہ اگر زوج خود کسی جگہ

---

[1] هدايه ج ۲/ ص ۳۲۵، باب المهر ياسر نديم اينڈ كمپنى، مجمع الأنهر ص ۵۱۴، ج ۱، باب المهر، دار الكتب العلمية بيروت، تبيين الحقائق ص ۱۴۱ ج ۲، باب المهر، مطبوعه امداديه ملتان،

[2] هدايه، ج ۳ص ۴۹ باب البيع الفاسد، مجمع الأنهر ص ۷۷ ج ۳ باب البيع الفاسد، دار الكتب العلمية بيروت، هنديه كوئٹه ص ۲ ج ۳ كتاب البيوع، الباب الاول.

[3] هدايه ج ۳، ص ۱۷۹، كتاب الوكالة، مطبوعه ياسر نديم اينڈ كمپنى ديوبند، مجمع الأنهر ص ۳۰۶ ج ۳، اول كتاب الوكالة، دار الكتب العلمية بيروت، هنديه كوئٹه ص ۵۶۱، ج ۳، كتاب الوكالة الباب الاول،

لڑکیوں کا نکاح کردے تو صحیح ہے اور وکالت باطل ہوجائے گی، ''من وکل آخر بشئ ثم تصرف بنفسه فیما وکل به بطلت الوکالت، هدایه[1] ج۳ص۱۹۹'' اگر زوجہ نے بغیر اجازت زوج اپنی لڑکیوں کا نکاح کردیا تو اجازت زوج پر موقوف رہے گا، ''وان زوج الصغیر او الصغیر ابعد الاولیاء فان کان الاقرب حاضراً وهو من اهل الولایة توقف نکاح الابعد علی اجازته عالمگیری[2] ج۲ص۲۹۳'' اگر وزج لڑکیوں کا نکاح کرنے سے عاجز ہے تو زوجہ خود نکاح کرسکتی ہے ''اجمعوا ان الاقرب إذا عضل تنتقل الولایة الی الابعد کذا فی الخلاصة عالمگیری، [3] ج۲ص۲۹۳ الحاصل شوہر کے بعوض مہر زوجہ کو لڑکیوں کی ولایت دینے سے جو کہ مذکور فی السوال ہے عورت اختیارات کلیہ کی شرعاً مالک نہیں بن سکتی اور اختیارات شوہر شرعاً سلب نہیں ہوسکتے، شوہر طلاق دے کر عورت کو اختیارات کا مالک بنائے یا بغیر طلاق دیئے جواب یکساں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۷/۷/۱۴۰۶ھ

الجواب صحیح بندہ عبدالرحمٰن غفرلہ ۲۰ ذیقعدہ ۵۱ھ

---

[1] هدایه ج۳ص۲۰۰، باب عزل الوکیل، مطبوعه یاسر ندیم اینڈ کمپنی، مجمع الأنهر ص۳۴۰، ج۳، باب عزل الوکیل، دار الکتب العلمیة بیروت، هندیه کوئٹه ص۶۳۶، ج۳، کتاب الوکالة، الباب التاسع، شامی کراچی ص۸۲، ج۳، باب الولی، مجمع الأنهر ص۴۹۹، ج۱، باب الاولیاء والاکفاء، دار الکتب العلمیة بیروت،

[2] عالمگیری ج۱، ص۲۸۵، الباب الرابع فی الاولیاء، مطبوعه زکریا دیوبند، سکب الأنهر ص۴۹۹، ج۱، باب الاولیاء، دار الکتب العلمیة بیروت، الدر مع الشامی کراچی ص۸۱، ج۳، باب الولی.

[3] عالمگیری ج۱ص۲۸۵، الباب الرابع فی الاولیاء، مطبوعه زکریا دیوبند، شامی کراچی ص۸۲، ج۳، باب الولی، مجمع الأنهر ص۴۹۹ج۱ باب الاولیاء والاکفاء، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت،

ولایت مجنون

سوال:-لڑکی کا نام سکینہ ہے اور لڑکے کا باپ باؤلا ہے اور لڑکی کی ماں محنت کرتی ہے اور اپنے بچوں کو پالتی ہے جس وقت لڑکی کا نکاح ہوا تھا اس وقت لڑکی کی عمر چار یا پانچ سال کی تھی لہٰذا ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ نکاح شرع کی رو سے جائز ہے یا نہیں کیونکہ لڑکی بھی چاہتی ہے کہ وہاں نہ جاؤں کیونکہ ۵/۶/۷/آدمی اکٹھا ہوئے اور انھوں نے لڑکی سے کہا تو لڑکی نے جواب دیدیا کہ میں اس گھر میں نہیں جاتی اگر تم زیادتی کروگے تو ہم کنوئیں میں گر کر مرجائیں گے اس لئے یہ فتویٰ طلب ہے کہ یہ جائز ہے۔ یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر نکاح کے وقت لڑکی کا باپ باؤلا نہیں تھا بلکہ ہوش میں تھا تو وہ نکاح صحیح اور لازم ہوگیا اس کو فسخ کرانے کا اختیار نہیں[1] جب تک شوہر طلاق نہ دے دوسری جگہ نکاح نہیں ہوسکتا۔ اگر لڑکی کا باپ نکاح کے وقت باؤلا تھا اور اسی حالت میں اس نے نکاح کیا ہے تو یہ نکاح اس کی والدہ کی اجازت پر موقوف تھا اگر والدہ نے اجازت دیدی تو صحیح ہوگیا تھا۔ اگر والدہ نے اس سے ناراضی ظاہر کرکے انکار کردیا تھا تو وہ صحیح نہیں ہوا[2] اب لڑکی کو اختیار ہے کہ جہاں چاہے برادری میں اپنا

---

[1] للولی نکاح المجنونة والصغير والصغيرة ولو ثيبا فإن كان أباً أو جداً لزم العقد فليس لها خيار الفسخ بعد الافاقة ولا لها بعد البلوغ، مجمع الأنهر ص۴۹۴ ج۱ باب الاولياء، بيروت، الدر مع الشامی کراچی ص۶۶ ج۳ باب الولی، محیط برهانی ص۵۸ ج۴ الفصل التاسع فی معرفة الأولياء، طبع مجلس علمی.

[2] وإن زوج الصغير أو الصغيرة أبعد الاولياء فإن كان الاقرب حاضراً ...... وإن لم يكن من أهل الولاية بان كان صغيراً أو كبيراً أو مجنوناً جاز، محیط ص۵۶ ج۴ الفصل التاسع فی معرفة الأولياء، مجلس علمی، تاتارخانية کراچی ص۲۳ ج۳ الفصل الحادی عشر فی معرفة الاولياء، هنديه کوئٹه ص۲۸۵ ج۱ الباب الرابع فی الاولياء.

نکاح کرلے۔ اگر والدہ نے نکاح کی اجازت دیدی تھی تو اگرچہ اس وقت نکاح صحیح ہوگیا مگر لڑکی کو خیار بلوغ حاصل ہے یعنی جب بالغ ہونے کے آثار دیکھے فوراً دو آدمیوں کو گواہ بنائے اور کہدے کہ میں اس وقت بالغ ہوئی ہوں اور اس نکاح سے راضی نہیں ہوں اور پھر کسی مسلمان حاکم کی عدالت میں دعویٰ کرکے نکاح فسخ کرالے اگر وقت بلوغ نکاح سے ناراضی ظاہر نہیں کی تو پھر یہ اختیار حاصل نہیں[1]۔ اگر لڑکی جانا نہیں چاہتی تو کسی صورت سے طلاق لے لے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۷/۲/ ۶۱ھ

درست ہے: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہانپور ۲۸/ صفر ۶۱ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

نکاح سے متعلق ماں کی وصیت کا حکم

سوال:- زید کی بیوی نے اپنی نابالغہ لڑکی کے نکاح کے متعلق حالت تندرستی میں زید سے دریافت کیا کہ کیا تمہارا ارادہ عمر کے یہاں کرنے کا ہے؟ زید نے کہا جو تمہارا ارادہ ہے وہی میرا بھی ارادہ ہے، زید کی بیوی نے کہا میں اس سے ناراض ہوں اس کے بعد زید کی بیوی نے بوقت مرگ محض ایک عاقلہ بالغہ سے وصیت کی کہ لڑکی مذکورہ کی شادی عمر کے یہاں نہ کی جاوے اگر ایسا کیا گیا تو میں حشر میں دامن گیر ہوں گی۔ اب اگر زید لڑکی مذکورہ کی شادی عمر

---

[1] إذا بلغت وهي عالمة بالنكاح او علمت به بعد بلوغها فلا بد من الفسخ في حال البلوغ أو العلم فلو سكت ولو قليلاً بطل خيارها، شامي كراچی ص ۷۴ ج ۳ مطلب فی فرق النكاح، باب الولي، بحر كوئٹه ص ۱۲۲ ج ۳ باب الاولياء والاكفاء، النهر الفائق ص ۲۱۲ ج ۲ باب الاولياء، طبع مكة مكرمة.

کے یہاں کردے تو جائز ہے یا نہیں؟ جب کہ زید سے عمر کی قرابت قریبہ ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

شرعاً اس وصیت کا کوئی اعتبار نہیں زید کو اس لڑکی پر جس قسم کی ولایت کا حق پہلے حاصل تھا ویسے ہی اب بھی ہے یعنی باپ ہونے کی حیثیت سے جس طرح بیوی کی زندگی میں اپنے اختیار سے بیوی کی مرضی کے خلاف نکاح کرنے کا مجاز تھا اسی طرح اب بھی ہے[۱] اگر وہ لڑکی زید کی نہیں بلکہ اس کی بیوی کی کسی دوسرے شوہر سے ہے اور زید کا اس سے کوئی رشتہ عصبیت کا نہیں تو زید کو اس کی ولایت نہ پہلے حاصل تھی نہ اب حاصل ہے[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

والد اگر فاجر شرابی کی بیٹی سے نکاح کرنے پر مجبور کریں

سوال:- زید کے والدین نے زید کا پیام بغیر زید کے علم و اطلاع کے ایک فاجر شرابی کی لڑکی سے کردیا، یعنی ابھی شادی نہیں ہوئی صرف ابتدائی بات چیت حسبِ رواج بالکل طے

---

[۱] الولی فی النکاح العصبة بنفسه بلا توسط انثی علی ترتیب الارث والحجب الخ، الدرالمختار علی الشامی زکریا ص ۱۹-۱۹۰، ج۴، باب الولی، مجمع الأنهر ص۴۹۷، ج۱، باب الأولیاء والاکفاء، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، بحر کوئٹه ص۱۱۸، ج۳، باب الاولیاء والاکفاء،

[۲] لو کان الصغیر والصغیرة فی حجر رجل یعولهما کالملتقط ونحوه فإنه لا یملک تزویجهما، هندیه کوئٹه ص۲۸۴ ج۱ الباب الرابع فی الاولیاء، تاتارخانیة کراچی ص۲۵، ج۳، الفصل الحادی عشر فی معرفة الأولیاء، محیط برهانی ص۵۷ ج۴ الفصل التاسع فی معرفة الأولیاء مطبوعه گجرات.

ہوگئی ہے جس کی مدت تقریباً تین سال ہوچکی ہے۔ بات چیت طے ہونے کے بعد زید کومعلوم ہوا تو زید نے ناراضگی کا اظہار کیا کہ ان کی ذرائع آمدنی حلال نہیں۔اس لئے اس جگہ مجھے شادی کرنے سے انکار ہے۔مگر زید کے والدین وہیں پر شادی کرنے پر مجبور کررہے ہیں۔اب زید کو کیا صورت اختیار کرنی چاہئے کہ پورا پورا شریعت پر عمل ہوسکے؟

الجواب حامداًومصلیاً!

اگر والدین مجبور کررہے ہیں کسی دوسری جگہ پر رضامند نہیں ہیں تو مجبوراً شادی کرلے۔ شراب کی آمدنی سے پورا پرہیز کرے۔لڑکی کے والدین کو مشورہ دیا جائے کہ وہ کہیں سے حلال آمدنی قرض لے کر اس سے شادی کے مصارف پورے کریں[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۱۹/۵/ ۸۹ھ

عورت کا اپنا نکاح خود کرنا

سوال:-ایک بالغہ عاقلہ حنفیہ نے کفو میں بلا رضامندی ولی کے شادی کی۔نکاح ہوا یا نہیں؟ زید یوں کہتا ہے کہ نکاح نہیں ہوا اصلاً، اور یوں تاویل کرتے ہیں کہ اگرچہ امام صاحب کا اصل اصول یہ ہے کہ عاقلہ بالغہ خود مختار ہے، لہٰذا پورا حق حاصل ہوگا اور اگر نابالغہ ہو تو اجازت ولی پر موقوف ہوگا لانکاح الا بولی یا وہ **فنکا حھا باطل باطل باطل** کی رو سے جو کہ امام شافعیؒ کا استدلال ہے۔امام صاحبؒ نے دونوں پر عمل کیا اور امام شافعیؒ نے

[1]...... آکل الربا وکاسب الحرام اھدی الیہ او اضافہ وغالب مالہ حرام لایقبل ولایاکل مالم یخبرہ ان ذلک المال اصلہ حلال ورثہ اواستقرضہ الخ. عالمگیری کوئٹہ ص۳۴۳ج۵ الباب الثانی عشر فی الھدایا والضیافات. کتاب الکراھیۃ،

E:\F.M.Fainal\Jild-17\04-Wilayate Nikah

ایک کو چھوڑ دیا اور امامین میں جو اختلاف ہے وہ ایک دوسرے کی تردید میں ہے، ورنہ حدیث تو دونوں ہیں اور حدیث ای امرأة نکحت بنفسها فنکاحُها باطل باطل باطل میں ''امرأة'' کہتے ہیں باندی کو، جاریہ کو۔ چھوٹی بچی کو تو امرأة نہیں کہتے۔ اس لئے اس حدیث کی رو سے تاویل کی گنجائش ہے اور سوفی صد نکاح نہیں ہوا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ تاویل درست ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو اس حدیث کا کیا جواب ہوگا؟ جو امام محمدؒ کا اصل اصول ہے، نیز کیا اس کی اجازت کلی نہیں ملتی جو احناف کے یہاں عمل کرنا دشوار ہو اور دوسرے مذاہب میں سہولت ہو تو اس پر عمل کیا جائے، اس لئے کہ حدیث سب صحیح ہیں۔

سلیمان محمد قاسم ابووی ٹرانسوال ساؤتھ افریقہ

الجواب حامداً ومصلیاً!

حنفیہ کے نزدیک بلاشبہ درست ہوگیا۔ فلاتعضلوهن ان ینکحن ازواجهن[۱]. عورت اگر اپنا نکاح کرنا چاہے تو ولی کو روکنے کا حق نہیں۔ البتہ اگر غیر کفو میں کرے تو اس کا حکم دوسرا ہے، اس پر فنکاحها باطل محمول ہے۔ سہولت مذہب حنفی میں موجود ہے، کہیں اور تلاش کرنے کی ضرورت نہیں۔ فتح القدیر[۲] احکام القرآن[۳] بدائع الصنائع[۴] وغیرہ میں دلیل موجود ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۹/۱۳۹۵ھ

---

[۱] سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۳۲،

ترجمہ:- پھر وہ عورتیں اپنی میعاد بھی پوری کر چکیں تو تم ان کو اس امر سے مت روکو کہ وہ اپنے شوہروں سے نکاح کرلیں۔ (از بیان القرآن)

[۲] والجواب أما الأية فمعناها الحقيقى النهى عن منعهن عن مباشرة النكاح هذا هو حقيقة لا تمنعوهن أن ينكحن ازواجهن إذا أريد بالنكاح العقد ...... ويوافقها قوله تعالى حتى تنكح زوجاً غيره لانه حقيقة اسناد الفعل إلى الفاعل ...... (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

E:\F.M.Fainal\Jild-17\04-Wilayate Nikah

شاردا ایکٹ کے خلاف نکاح کا حکم

سوال:-شاردا ایکٹ قانون کے نکاح شرعاً کیسے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

جونکاح شاردا ایکٹ کی مخالفت میں اولیاء نے شریعت کے موافق کئے ہیں وہ جائز اور نافذ ہیں اگر ایسا نکاح باپ دادا نے کیا ہے تو وہ لازم ہے اس میں کسی قسم کا خیار باقی نہیں اگر باپ دادا کے علاوہ کسی اور شرعی ولی نے کیا ہے تو اس میں خیار بلوغ حاصل ہے یعنی لڑکا لڑکی اگر بالغ ہوتے ہی فوراً اس نکاح کو رد کردے تو حاکم مسلم با اختیار کی عدالت میں مقدمہ پیش کر کے اس نکاح کو فسخ کرایا جاسکتا ہے۔**ولهما خيار الفسخ بالبلوغ فى غير الاب والجد بشرط القضاء زيلعى**[١] ص١٢٢ ج٢ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)......واما الحديث المذكور وما بمعناه من الاحاديث فمعارضة بقوله صلى الله عليه وسلم الأيم احق بنفسها من وليها ...... وما رووا حكم المعارضة والترجيح أو طريقة الجمع فعلى الاول يترجح هذا بقوة السند وعدم الاختلاف فى صحته بخلاف الحديثين فانهما أما ضعيفان الخ، فتح القدير ص٥٨-٥٩ ج٣ باب الاولياء، دار الفكر بيروت.

[٣] أحكام القرآن للجصاص ص٤١٠ ج١ باب النكاح بغير ولى، ذكر الاختلاف فى ذلك مطبوعه دار الكتاب العربى بيروت.

[٤] بدائع الصنائع كراچى ص٢٤٨ ج٢ كتاب النكاح، فصل وأما ولاية الندب.

(حاشیہ صفحہ ہذا) [١] زيلعى شرح كنز ص١٢٢ ج٢ باب الأولياء والأكفاء، مطبوعه امداديه ملتان پاكستان، ملتقى الأبحر على هامش مجمع الأنهر ص٤٩٤ ج١ باب الأولياء والأكفاء، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، در مختار على الشامى ٦٩ ج٣ باب الولى، مطلب مهم : هل للعصبة تزويج الصغير الخ، مطبوعه دار الفكر بيروته

ولی سے جبراً اجازت نکاح

سوال:-(۱) ایک لڑکی کے نکاح کی یہ صورت ہوئی جب کہ وہ نابالغ تھی اس کے ولی کا بائیکاٹ کیا گیا اور اس پر جھوٹے معاملہ کا دعویٰ کردیا گیا عدالت میں وہ بہت پریشان ہوا اور چند آدمیوں نے اس کو پکڑ کر زبردستی نکاح کی اجازت لے لی یہ اجازت باپ سے لی۔

(۲) کیا اس صورت میں لڑکی کا نکاح ہوگیا یا نہیں؟

(۳) کیا یہ عورت اپنا نکاح کسی دوسرے شخص سے اپنی مرضی سے کرسکتی ہے یا نہیں؟

(۴) بالغ ہونے پر لڑکی نے نکاح سے انکار کردیا تھا؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

(۱،۲) صورت مسئولہ میں وہ نکاح صحیح ہوگیا۔ زوجها اولياء ها وهم مكرهون جاز النكاح بدائع[1] ص ۱۸۵ ج۷،

(۳) جب تک شوہر اس عورت کو طلاق نہ دے یا خلع وغیرہ کے ذریعہ سے شرعی طریق سے جدائی نہ ہوجائے اس عورت کا دوسری جگہ نکاح جائز نہیں[2]

---

[1] بدائع ص۱۸۵ ج۷ مطبوعه ایچ، ایم سعید کمپنی کراچی (کتاب الاکراه) فصل فی حكم ما يقع عليه الاكراه، شامی کراچی ص ۱۲ ج۳ كتاب النكاح قبيل مطلب الخصاف كبير فی العلم الخ، عالمگیری ص۴۵ ج۵ کتاب الاکراه الباب الثانی فیما یحل للمکره، مطبوعه کوئٹه۔

[2] لا يجوز للرجل أن يتزوج زوجة غيره الخ عالمگیری ص۲۸۰ ج۱ كتاب النكاح السادس، القسم السادس المحرمات التی يتعلق بها حق الغير، مطبوعه کوئٹه، بدائع زکریا ص۵۴۸ ج۲ كتاب النكاح فصل ومنها ان لا تكون منكوحة الغير، زیلعی ص ۱۰۱ ج۲ فصل فی المحرمات، مطبوعه امدادیه ملتان۔

(۴) جب کہ باپ نے نکاح کی اجازت دی تھی (اگر چہ جبراً ہی دی تھی) تو عورت کو بالغ ہونے پر اس کے فسخ کا کوئی اختیار حاصل نہیں[1] فقط واللہ اعلم بالصواب

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفی عنہٗ

صحیح : عبداللطیف ۱۹/ ذی قعدہ ۵۳ھ

---

[1] وللولی إنكاح الصغير والصغيرة جبراً ولزم النكاح ای بلا توقف على اجازة احد وبلا ثبوت خيار فی تزويج الاب والجد الخ در مختار مع الشامی زکریا ص ۱۷۱ ج۴ باب الولی، مجمع الأنهر ص ۴۹۴ ج۱ باب الأولياء والأكفاء، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، بحر ص ۱۲۰ ج۳ مطبوعه سعيد كراچی،

فصل دوم: نکاح کیلئے عورت سے اجازت لینا

نکاح کی اجازت لینے کا طریقہ

سوال:۔ اصولی طریقہ دلہن سے اجازت حاصل کرنے کا کیا ہے۔ (٢) اجنبی گواہوں کا جازت لینے کے لئے عورتوں کے مجمع میں جانا شرعاً کیسا ہے۔ (٣) یہاں پر تو نکاح سے دو گھنٹہ قبل لڑکی کا ولی یا نامزد کردہ وکیل مع دو گواہوں کے اندر جاتا ہے اور عورتیں دو گھنٹہ تک پریشان کرتی ہیں پھر لڑکی سے کہلاتی ہیں کہ ہاں کہہ دو۔ اس رسم کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

بالغہ لڑکی کا ولی (باپ) خود لڑکی کو اطلاع کردے کہ میں فلاں لڑکے سے اتنے مہر کے عوض تیرا نکاح کرتا ہوں پھر اتنی دیر ٹھہر جائے کہ اگر لڑکی ہاں نہیں کا کوئی جواب دینا چاہے تو دے سکے اس پر اصرار نہ کرے کہ جواب دے بلکہ خاموشی بھی کافی ہے[1]۔ پھر مجمع میں چاہے خود اس کی طرف سے ایجاب وقبول کرلے۔ یا قاضی یا نکاح خواں کو وکیل بنادے اور وہ ایجاب وقبول کرے۔ شرعاً تو اتنا کرلینا کافی ہے۔ اور جو طریقہ رائج ہے وہ کچھ رسم کی پابندی ہے کچھ قانونی رعایت ہے۔ اجنبی گواہوں کا جاکر اجازت لینا شرم وغیرت کے خلاف ہے۔ اس کو نیز دیگر خرافات کو حسنِ تدبیر

---

[1] فان استاذ نهاهو أى الولى أو وكيله أورسوله أوزوجها وليها وأخبرها رسوله أو فضولى عدل فسكتت عن رده...... فهو اذن الدرالمختار على ردالمحتار كراچى ص٥٩ ج٣ باب الولى ، وقدم المصنفؒ مسئلة الاستئذان قبل العقد لأنه السنة قال فى المحيط والسنة ان يستأمر البكر وليها قبل النكاح بان يقول أنّ فلانا يخطبك أو يذكرك فسكتت الخ البحر الرائق ص١١٣ ج٣ كتاب النكاح، باب الأولياء والأكفاء، مطبوعه الماجديه كوئٹه، زيلعى ص١١٨ ج٢ باب الأولياء والأكفاء مطبوعه امداديه ملتان.

سے روکنا چاہئے[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دار العلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین دار العلوم دیوبند

بالغہ سے نکاح کی اجازت لینے کا طریقہ

سوال:۔ کیا لڑکی سے اختیارنفس لینے کا ضروریات نکاح سے ہے، اگر یہ اختیار نہ لیا جائے تو نکاح درست ہوگا یا نہیں؟ یہاں پر یہ رواج ہے کہ نکاح کے وقت شاہدین اور وکیل تین مرتبہ لڑکے لڑکی کے پاس آتے جاتے ہیں، اور تعداد مہر میں کمی کراتے ہیں، تیسری مرتبہ میں خواہ کتنا ہی مہر ہو، اور لڑکے کی حیثیت اس قابل ہو یا نہ ہو مہر مقرر کر کے نکاح ہو جاتا ہے، اختیارِ نفس نہیں لیا جاتا، ایک تعلیم یافتہ صاحب کے گھر میں نکاح میں شریک تھا، لڑکی بالغ تھی، وکیل شاہدین نے جا کر لڑکی سے دریافت کیا فلاں لڑکے سے تمہارا نکاح کر رہے ہیں، تم اپنا مہر بتلاؤ، اس کی ماں نے مہر بتلایا، شاہدین نے لڑکے سے مرضی طلب کی اس نے انکار کر دیا، دوسری مرتبہ گئے، مہر میں نصف کمی ہوگئی، جب لڑکے سے دریافت کیا گیا تو اس نے رضامندی ظاہر کر دی، حالانکہ وہ تعداد رقم بھی اس کی طاقت سے باہر تھی، پس نکاح پڑھا دیا گیا، قاضی نے لڑکے سے نکاح قبول کرا کے خطبہ پڑھ دیا، لڑکی سے ایجاب نہیں کرایا گیا تھا نہ اختیارِ نفس ہی لیا گیا تھا، کیا یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

لڑکی اگر بالغہ ہو اور اس کا ولی اس سے کہے کہ میں تمہارا نکاح فلاں لڑکے سے اتنے پر کرتا ہوں تم کو منظور ہے اسکے جواب میں لڑکی اگر کہہ دے کہ منظور ہے یا صرف ہاں کر دے یا خاموش رہے تو اتنا ہی کافی ہے، یہی اختیارِ نفس بھی ہے، نہ وکیل کی ضرورت نہ گواہوں کی، پھر گواہوں کے

---

[۲] اُدْعُ إِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ والْمَوْعِظَةِ الحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِی هِیَ اَحْسَنُ الأیة، سورہ نحل آیت ۱۲۵، وفی الهندیة الثالث الشفقة علی المأمور فیأمره باللین والشفقة الخ هندیه کوئٹه ص۳۵۳ج۵ کتاب الکراهیة، الباب السابع عشر فی الغناء واللهو وسائر المعاصی والامر بالمعروف.

سامنے ولی خود یا اس کی اجازت سے قاضی لڑکے سے کہے کہ میں نے فلاں کی فلاں لڑکی کا نکاح تم سے اتنے مہر پر کیا، تم نے اس کو قبول کیا ہے تو وہ جواب میں کہہ دے کہ میں نے قبول کیا تو یہ نکاح منعقد صحیح ہو جائیگا[1] اگر ولی خود لڑکی سے اجازت طلب نہ کرے بلکہ کسی کو اپنی طرف سے اسکے پاس اجازت لینے کیلئے بھیج دے اور وہ جا کر اسطرح لڑکی سے کہیکہ تمہارے والد نے مجھے بھیجا ہے وہ تمہارا نکاح فلاں لڑکے سے اتنے مہر پر کرنا چاہتے ہیں، اسلئے میں تمہارے پاس انکی طرف سے اجازت لینے کیلئے آیا ہوں تم کو یہ نکاح منظور ہے اس پر لڑکی منظوری کی اجازت دیدے یا خاموش رہے تب بھی گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول کرا دینے سے نکاح منعقد ہو جائیگا، جو صورت آپ نے لکھی ہے، اس صورت سے بھی نکاح درست ہو گیا، کوئی فکر اور شبہ نہ کریں[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۰/۵/۲۴ھ

استیذان پر کسی اور کا اقرار کر لینا اور اذن کی صورتیں

سوال:۔ زید کا عقد ہندہ کے ساتھ ہوا۔ چند دنوں کے بعد ہندہ نے یہ اقرار کیا کہ قاضی کے پوچھنے پر میں نے (ہاں) نہیں کہا تھا بلکہ محلّہ کی فلاں عورت نے کہہ دیا تھا۔ لیکن میں اس عقد پر راضی تھی اور اب بھی ہوں، اس وقت محض شرم کی بناء پر نہیں کہا تھا۔ یہ واضح رہے کہ آج کل عام ابتلاء اس میں ہے۔ تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ عقد درست ہوا یا نہیں؟ اگر نہیں تو اعادہ میں کیا پھر بار اول کی طرح اعلان کی حاجت ہے یا محض دو تین آدمیوں کے سامنے کر دینا کافی ہے۔ اگر خلوت کے بعد اس صورت کا علم ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟ اب تو نکاح کے علی الاعلان اعادہ میں

[1] وینعقد بالایجاب والقبول الخ، هدایه ص۳۰۵ج۲، کتاب النکاح، مطبوعه تهانوی دیوبند، بحر کوئٹه ص۸۱ج۳ کتاب النکاح، زیلعی ص۹۶ج۲، کتاب النکاح مطبوعه امدادیه ملتان،

[2] فان استاذنها هو أی الولی أو وکیله أورسوله أوزوجها ولیها و اخبر ها رسوله أو فضولی عدل فسکتت أو ضحکت فهو اِذن . الدرالمختار علی الشامی کراچی ص۵۸ج۳ باب الولی ، عالمگیری کوئٹه ص۲۸۷ج۱ کتاب النکاح، الباب الرابع فی الأولیاء، زیلعی ص۱۱۸ج۲ کتاب النکاح، باب الأولیاء والأکفاء، مطبوعه امدادیه ملتان.

رسوائی بھی ہے۔اوراگر ہندہ نے ہنس دیا ہو یا رودیا ہوتو اس کا کیا حکم ہے؟ لیکن بوجہ پردہ کے قاضی کوان سب باتوں کا علم نہیں ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً!

اگر ہندہ بوقتِ عقد نابالغہ تھی تب تو اس کی رضا وعدم رضا کا صراحۃً بھی کچھ اعتبار نہیں بلکہ اس کے عقد کا اختیار من کل الوجوہ ولی کو ہے[1] اگر وہ بوقتِ عقد بالغہ تھی تو اس کی دوصورتیں ہیں، باکرہ تھی یا ثیبہ، اول صورت میں اس کا سکوت، تبسم، بلا استہزاء ہنسنا، بلاصوت رونا۔ یہ جملہ امور صریح اذن کے حکم میں ہیں بشرطیکہ مستاذن ولی ہو یا اس کا وکیل ہو یا اس کا رسول ہو۔ یہی حکم اس وقت ہے جبکہ ولی نے بغیر استیذان نکاح کر کے خود اس کو اطلاع کردی ہو یا اس کے رسول یا کسی غیر شخص نے بشرطیکہ وہ عادل ہو اطلاع کی ہو۔ اگر مستاذن ولی اقرب اور اس کے رسول کے علاوہ کوئی اور شخص ہو مثلاً ولی ابعد ہو یا اجنبی، تو سکوت کافی نہیں، بلکہ صریح قول یا کوئی ایسا فعل جو کہ رضا پر دلالت کرنے میں بمنزلہ قول کے ہو ضروری ہے جیسے مہر اور نفقہ کا طلب کرنا اور ہمبستری پر قدرت دینا۔ ثانی صورت میں یعنی جبکہ وہ ثیبہ ہو تب بھی سکوت کافی نہیں ہوتا، بلکہ قول یا بمنزلۂ قول ہونا ضروری ہے۔ اگر کسی وجہ سے تجدیدِ عقد کی ضرورت پیش آئے تو دو گواہوں کی موجودگی میں کافی ہے۔ **فان استاذنها هوای الولی وهو السنة اووکیله اورسوله اوزوجها ولیها واخبرها رسوله اوفضولی عدلٌ فسکتت عن رده مختارةً اوضحکت غیرمستهزئةٍ اوتبسمت اوبکت بلاصوتٍ فهواذن فان استاذنها غیرالاقرب کالاجنبی اوولی بعید فلا عبرة لسکوتها بل لابد من القول کالثیب البالغة اوماهوفی معناه من فعل یدل علی الرضی**

[1] وللولی إنکاح الصغیر والصغیرة جبراً ولو ثیباً ولزم النکاح وفی الشامیة أی بلا توقف علی إجازة أحد وبلا ثبوت خیار فی تزویج الأب والجد، الدر المختار علی الشامی کراچی ص۶۵-۶۶ ج۳ کتاب النکاح، عالمگیری کوئٹه ص۲۸۵ ج۱ کتاب النکاح، الباب الرابع فی الأولیاء، زیلعی ص۱۲۱ ج۲ باب الأولیاء والاکفاء، مطبوعه امدادیه ملتان.

كطلب مهرها ونفقتها وتمكينها من الوطئ ودخولهٗ بها برضا ها وقبول التهنئة الخ درمختار[۱] مختصراً۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفا اللہ عنہ معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور
الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ......صحیح عبد اللطیف

اجازت نکاح میں دل کی خواہش کا اعتبار ہے یا زبان کا

سوال:۔ایک قوم مثلاً راجپوت رانگڑ وغیرہ جو کہ نکاح بیوہ بیاہ کرنا برا جانتے ہیں اور بسبب جہالت کے عورتیں بھی اپنے منہ سے نکاح کی اجازت نہیں دیتیں بلکہ وہ وقت نکاح لوگوں کے سامنے انکار کر دیتی ہیں۔یعنی ظاہراً صاف انکار کرتی ہیں مگر دل میں خواہش یقیناً ہوتی ہے اس حالت میں کہ ظاہراً انکار کرتی ہوتو نکاح جائز ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

بیوہ کے نکاح کو عار سمجھنا سخت جہالت ہے۔عورتوں کو مسائل سمجھا کر جہاں تک ہو سکے اس رواج کو توڑنا چاہئے۔ جو عورت زبان سے انکار کرتی ہے اور دل میں نکاح کی خواہش رکھتی ہے تو شرعاً اس کی زبان کا اعتبار ہوگا۔ پھر اگر نکاح ہونے پر اس نے زبان سے انکار کیا تو وہ نکاح صحیح نہیں ہوا۔ اگر انکار نہیں کیا بلکہ خاموش رہی اور شوہر کے ساتھ راضی ہوگئی تو نکاح صحیح ہوگیا۔ **الولی اذا زوج الثيب فرضيت بقلبها ولم تظهر الرضا بلسانها كان لها ان ترد لان المعتبر فيها الرضا باللسان او الفعل الذى يدل على الرضا نحو التمكين من الوطئ وطلب المهر وقبول المهر اه شامی[۲] ص ۲۶۴ ج ۲** . فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ مفتی مظاہر علوم سہارنپور ۲۲/۱/۶۱
الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ، صحیح عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

---

[۱] الدرعلی الرد ص۶۳تا ۶۸ ج۳، (باب الولی) مکتبہ کراچی، زیلعی ص۱۱۸ ج۲ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

اجازت نکاح بالفعل

سوال:۔ایک نابالغہ لڑکی جس کے ماں باپ دادا انتقال کر چکے ہیں صرف ایک چچا موجود ہیں وہ اپنے نانا کے یہاں رہتی تھی۔ بالغ ہونے کے بعد اس کے نانا نے اس کا نکاح کردیا لیکن لڑکی سے نکاح کرتے وقت نہ اجازت لی گئی اور نہ اسے اس کی اطلاع دی گئی اور اگر دریافت کیا بھی جاتا شرم وحیاء کی وجہ سے شاید اس کا جواب بھی نہ دیتی۔ چونکہ اس اطراف میں اس کو بہت معیوب سمجھا جاتا ہے ہاں اس کو یونہی اپنے نکاح کی اطلاع ہوگئی تھی اور وہ اس پر بالکل راضی تھی مگر زبان سے نہ اس نے اپنی رضا کا اظہار کیا اور نہ کسی شخص نے اس سے دریافت کرنے کی زحمت گوارا کی اس صورت میں اس کا نکاح منعقد ہوگیا کہ نہیں اگر نہیں ہوا تو اب تک میاں بیوی کے جو تعلقات تھے وہ کیسے تھے۔کیا اس لاعلمی کی وجہ سے وہ ناجائز تعلقات کے مؤاخذہ سے بچ جائیں گے۔بینوا توجروا.

الجواب حامداًومصلیاً!

اگر لڑکی نے نہ زبان سے اجازت دی نہ زبان سے رد کیا بلکہ مباشرت کے وقت رضا متحقق ہوگئی تو یہ نکاح نافذ اور لازم ہوگیا بشرطیکہ کوئی اور مانع موجود نہ ہو۔کیونکہ رضا جس طرح قول سے ثابت ہوجاتی ہے اسی طرح فعل سے بھی۔ **اذاثبت الرضاء بالقول یثبت بالتمکین من الوطی بالاولیٰ**. شامی[1]۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ) کتاب النکاح، باب الأولیاء والأکفاء، مطبوعه امدادیه ملتان، بحر کوئٹه ص۱۱۳ ج۳ کتاب النکاح، باب الأولیاء والأکفاء.

[۲] شامی کراچی ص۶۲ ج۳ باب الولی، بحر کوئٹه ص۱۱۵ ج۳ باب الأولیاء والأکفاء، هدایه ص۳۱۴ ج۲ باب الأولیاء والاکفاء، مطبوعه تهانوی دیوبند.

(صفحہ ہذا) [۱] شامی زکریا ص۱۶۵ ج۴ باب الولی، بحر ص۱۱۴ ج۳ باب الأولیاء والاکفاء، مطبوعه الماجدیه کوئٹه، مجمع الأنهر ص۴۹۲ ج۱ باب الأولیاء والاکفاء، مطبوعه، دار الکتب العلمیة بیروت.

ولی سے اجازت کی ایک صورت

سوال:۔ بکر نے مولوی عمر سے کچھ نااتفاقی کی وجہ سے اپنے لڑکے سے کہا کہ مولوی صاحب سے کہہ دو میری لڑکی کا نکاح پڑھادیں۔ یہ اجازت معتبر یہ ہے یانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً!

اس طرح اجازت بھی معتبر ہے[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۲/۹۴ھ

استیذان ولی کے لئے گواہوں کی ضرورت نہیں

سوال:۔ ہمارے یہاں شادیوں میں دولہا والے کی جانب سے دوشاہد رضامندی دولہن کی سننے کے لئے وکیل کے ساتھ عورتوں کے مجمع میں جاتے ہیں اور والدین کی جانب سے مہینوں پیشتر نسبت طے شدہ ہوتی ہے دولہا اور دولہن کی جانب سے کبھی انکار کا موقعہ اب تک نہیں آیا اب سوال یہ ہے کہ بذات خود باپ لڑکی کی جانب سے وکیل رہے اور نکاح کی مجلس میں نکاح پڑھانے والے سے اپنی ایجاب پیش کردے تو اس حالت میں بغیر شاہدوں کے نکاح ہوجائے گا؟ مزید سنا گیا ہے کہ باپ بذات خود وکیل ہو تو شاہدوں کی ضرورت نہیں رہتی لہٰذا تفصیلی جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً!

باپ اپنی لڑکی سے کہہ دے کہ فلاں لڑکے سے اتنے مہر پر میں تمہارا نکاح کرتا ہوں تم کو منظور ہے اس پر اگر لڑکی صاف اجازت دیدے یا خاموش رہے یعنی عدم رضا ظاہر نہ کرے تو بس اتنی بات

---

[۱] وحکم رسول الولی کالولی لأنه قائم مقامه الخ بحر ص ۱۱۲ ج ۳ باب الأولیاء والأکفاء، مطبوعه الماجدیه کوئٹه، المحیط البرهانی ص ۵۷ ج ۴ الفصل الحادی عشر فی نکاح الأبکار.

کافی ہے[۱] اس کے لئے شاہدوں کی ضرورت نہیں[۲] پھر باپ جب مجمع میں ایجاب وقبول کرائے۔ یا اس کی اجازت سے قاضی ایجاب وقبول کرائے تو نکاح بلاتکلف صحیح ہو جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

کس کس کے استیذان پر سکوت اذن ہے

سوال:۔ایک مقام پر نکاح کے وقت لڑکی کے پاس گواہ اور وکیل بن کر چند آدمی استیذان کے واسطے گئے مگر وہ لڑکی خاموش رہی اور ان لوگوں نے اسکا نکاح پڑھوا دیا یہ سمجھتے ہوئے کہ استیذان کے وقت لڑکی کی خاموشی اجازت شمار کی جاتی ہے اسمیں ذیل کی صورتوں کو واضح فرمایا جائے:

(۱) استیذان کے وقت کونسی عورت کی خاموشی اذن قرار دی جاتی ہے بیوہ کی یا کنواری کی؟

(۲) اس معاملہ میں نابالغ لڑکی کا کیا حکم ہے؟

(۳) استیذان کے وقت عورت کی خاموشی اذن سمجھی جاتی ہے وہ کن کن اولیاء کے استیذان کے وقت سمجھی جاتی ہے؟

(۴) اولیا کی تفصیل بیان فرما کر بیان فرمایا جائے کہ ولی اقرب کون کون ہوتے ہیں اور ولی ابعد کون کون ہوتے ہیں؟

(۵) اگر بھائی تایا چچا کے استیذان کے وقت عورت خاموش رہی تھی تو اس کی خاموشی رضاء سمجھی جائے گی یا نہیں اور ایسا نکاح شرعاً منعقد ہوگا یا نہیں؟

---

[۱]......فان استاذ نها هو أى الولى أووكيله أو رسوله أوزوجها وليها وأخبرها رسوله أو فضولى عدل فسكتت أوضحكت غيرمستهزئة أو تبسمت أوبكت بلا صوت فهو اذن الدرالمختار على الشامى كراچى ص۵۹ ج۳، مطبوعه نعمانيه ص۲۹۹ ج۲، باب الولى، عالمگيرى كوئٹه ص۲۸۷ ج۱، كتاب النكاح، الباب الرابع فى الأولياء، زيلعى ص۱۱۸ ج۲، كتاب النكاح، باب الأولياء والأكفاء، مطبوعه امداديه ملتان،

[۲]...... ان الشهادة تشترط فى الموقوف عند العقد لا عند الاجارة، البحرالرائق كوئٹه ص۳/۳۸۸، كتاب النكاح، شامى زكريا ص۸۷،۴/۸۹، كتاب النكاح، قبيل مطلب الخصاف كبير فى العلم، عالمگيرى كوئٹه ص۱/۲۹۴، كتاب النكاح، الباب السادس فى الوكالة بالنكاح،

(۶) بعض جگہ یہ دستور ہے کہ اول لڑکے سے ایجاب وقبول کرایا جاتا ہے۔ اور اس کے بعد شکر پر یا کچے چاولوں پر کچھ قرآن مجید کی آیات پڑھ کر لڑکی کے پاس بھیج دیتے ہیں جس سے اس کو یہ اطلاع دینا مقصود ہوتا ہے کہ تیرا نکاح ہو گیا۔

اس وقت یا اس سے قبل لڑکی سے کچھ نہیں کہا جاتا، یعنی اس سے اجازت کے واسطے اس کے پاس کوئی نہیں جاتا۔ جملہ جوابات مزین بالدلائل الشرعیہ فرما کر واپس فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

(۱) کنواری کی ہے[۱]

(۲) اقرار انکار سب کا حکم ایک سا ہے یعنی کوئی اعتبار نہیں[۲]

(۳) جس کو اختیار اجبار ہے اس کا وکیل ہو یا رسول ہو[۳]

(۴) ولی عصبہ بنفسہ ہے بہ ترتیب میراث **وجب الولی فی النکاح العصبة بنفسه بلا توسط انثی علی ترتیب الارث والحجب فیقدم ابن المجنونة علی ابیها لانه یحجبه حجب نقصانه هذا عندهما خلافا لمحمد حیث قدم الاب. وفی الهندیة عن الطحاوی ان الأفضل ان یامرالاب الابن بالنکاح حتی یجوزبلا خلاف و ابن الابن**

---

[۱] فإن إستأذن الولی البکر فسکتت أو ضحکت أو بکت بلا صوت فهو إذن ومع الصوت رد مجمع الأنهر ص ۴۹۰ ج ۱ باب الأولیاء والأکفاء، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، بحر ص ۱۱۱ ج ۳ مطبوعه الماجدیه کوئٹه، شامی زکریا ص ۱۵۹ ج ۴ باب الولی.

[۲] وللولی إنکاح الصغیر والصغیرة جبراً ولو ثیباً ولزم النکاح، الدر المختار علی الشامی زکریا ص ۱۶۹-۱۷۱ ج ۴، باب الولی، البحر ص ۱۱۸ ج ۳، باب الأولیاء والاکفاء، مطبوعه الماجدیه کوئٹه، مجمع الأنهر ص ۴۹۴ ج ۱ باب الأولیاء، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت،

[۳] فإن استاذن الولی اووکیله أو رسوله قبل النکاح أو بعده فسکتت أو ضحکت أو بکت بلا صوت فهو إذن، سکب الأنهر ص ۴۹۰ ج ۱ باب الأولیاء والاکفاء، دار الکتب العلمیة بیروت، در مختار مع الشامی زکریا ص ۱۵۹ ج ۴ باب الولی، البحر الرائق ص ۱۱۲ ج ۳ باب الأولیاء والاکفاء، مطبوعه الماجدیه کوئٹه،

كالابن ثم يقدم الاب ثم ابوه ثم الاخ الشقيق ثم الاب ثم ابن الاخ الشقيق ثم لاب ثم العم الشقيق ثم لاب ثم ابنه كذلك ثم عم الاب كذلك ثم ابنه كذلك ثم عم الجد كذلك ثم ابنه كذالك، كل هؤلاء لهم اجبار الصغيرين وكذا الكبيرين اذاجناثم المعتق ولوانثى ثم ابنه وان سفل ثم عصبة من النسب على ترتيبهم، بحر عن الفتح وغيره اهـ ردالمحتار شامي بقدر الحاجة ص ۴۸۰[۱] ج ۲

اس میں ثم کے ذریعہ ولی قریب وبعید کی ترتیب بھی بیان کردی۔

(۵) اس سے قریب کوئی ولی موجود ہے اورانہوں نے بغیر وکالت ورسالت کے استیذان کیا ہے تو کنواری کا سکوت معتبر نہیں۔ فان استاذن غير الاقرب فلا عبرة لسكوتها بل لابدمن القول كالثيب اوماهو في معناه اه درمختار ص ۴۶۵[۲] ج ۲۔

بلکہ قول یا کوئی ایسا فعل جو رضامندی پر دلالت کرے قول کے مثل فعل ہو سکے جیسے طلب مہر ونفقہ اور تمکین وطی وغیرہ ضروری ہے۔

(۶) یہ محض رسم وخلاف سنت ہے اس کو ترک کرکے سنت پر عمل کرنا چاہئے۔یعنی قبل از نکاح استیذان کیا جاوے قوله وهو السنة بان تقول لها قبل النكاح فلان يخطبك اويذكرك فسكتت وان زوجها بغير استئمار فقد اخطأ السنة وتوقف على رضاها . بحر عن المحيط اهـ درمختار[۳] ص ۴۶۱ ج ۲ . فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفا اللہ عنہ معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ، صحیح: عبد اللطیف ۵۹/۱۲/۲۱ھ

---

[۱] ......شامي كراچی ص۷۶ ج۳ باب الولي، مطلب في فرق النكاح، بحر ص۱۱۹ ج۳ باب الأولياء والأكفاء، مطبوعه الماجديه كوئٹه، سكب الأنهر ص۴۹۷ ج ۱، باب الاولياء، دارالكتب العلمية بيروت.

[۲] ......الدرالمختار على الشامي كراچی ص ۳/۶۲، باب الولي، الدر المنتقى ص ۴۹۲/ ۱، باب الأولياء والأكفاء، دار الكتب العلمية بيروت، هدايه ص ۲/۳۱۴، باب الاولياء، مطبوعه تهانوی ديوبند،

[۳] ......شامي كراچی ص۵۸ ج۳ وشامي نعمانيه ص۲۹۸ ج ۲. باب الولي، البحر الرائق ص۱۱۳ ج۳ باب الأولياء والأكفاء، مطبوعه الماجديه كوئٹه.

غیر ولی کے استیذان میں سکوت اذن نہیں

سوال:۔ ہندہ بالغہ اور مطلقہ ہے عدت گذر جانے کے بعد ایک دور کے رشتہ کے چچا سے نکاح ہوا۔ یہ بالغہ ہندہ قبل نکاح اس چچا کے ساتھ نکاح سے قبل راضی نہ تھی ہندہ کا ولی سواء اس کی ماں اور ماموں کے کوئی نہ تھا زید نے بغیر اجازت ہندہ کی ماں اور ماموں کے ولی ہوکر محمد سمیر کو وکیل بنایا اور دو گواہ بھیجے جب وکیل سمیر نے لڑکی ہندہ سے اذن طلب کی تو اس نے سکوت اختیار کیا تین مرتبہ پوچھا اس نے جواب نہیں دیا ملا جی نے نکاح پڑھا دیا لڑکی کہتی ہے کہ اجبار شریعت کہاں جائز رکھتی ہے۔ میں نکاح ہونے سے قبل راضی نہ تھی اور جس وقت سمیر میرے پاس آیا میں نے اس کو اپنی طرف سے وکیل نہیں بنایا حتیٰ کہ اس سے بات بھی نہیں کی۔ پھر میرا نکاح کہاں ہوا۔ اس واقعہ کو ایک مولوی صاحب کے سامنے پیش کیا مولوی صاحب نے **ردالمحتار علی الدر المختار شرح تنویر الابصار ص ۳۰۹ مصری مطبوعہ ۱۳۳۲ھ** کی دلیل پر **فان استاذ نہا غیر الاقرب کا جنبی اوولی بعید فلا عبرۃ لسکوتہا بل لا بدمنہ القول وایضافی الہدایۃ ص ۲۹۴ فی المطبع المجتبائی الواقع فی الدھلی قال و ان فعل ھذا غیر الولی لم یکن رضاحتیٰ تتکلم بہ** پہلے نکاح کو عدم الجواز کا فتویٰ دے کر ہندہ کا دوسرے کے ساتھ نکاح کرادیا۔ دونوں میں کون صحیح ہوگا جلد از جلد ارسال فرماویں۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

پہلا نکاح حسب تحریر مولوی صاحب ناجائز ہوا یعنی منعقد نہیں ہوا[1] پھر اگر دوسرا نکاح ہندہ کی اجازت سے ہو تو وہ درست ہے[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۸/۳/۶۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۹/صفر/۶۷ھ

---

[1] فان استاذ نہا غیر الاقرب کا جنبی اوولی بعید فلا عبرۃ لسکوتہا بل لا بدمن القول الخ الدر المختار علی الشامی زکریا ص ۱۶۴ ج ۴ باب الولی، مجمع الأنہر ص ۴۹۲ ج ۱ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

لڑکی کا نکاح بغیر اسکی اجازت کے

سوال:۔زید نے اپنی بالغہ لڑکی کا نکاح لڑکی کی عدم موجودگی میں جبکہ وہ گاؤں سے سومیل دور تھی بکر سے کر دیا۔لڑکی کو جب اس کا علم ہوا تو اس نے برجستہ کہا میں تو یہاں ہوں میرا نکاح وہاں کیسے ہوگیا ہے تو نکاح ہوگیا یا نہیں اگر لڑکی کے گھر پہونچنے پر اس کے والد اس سے رضامندی کی اجازت لے لیں تو نکاح درست ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر نکاح کی خبر سن کر برجستہ بطور فرطِ مسرت یہ کہا کہ میں تو یہاں ہوں میرا نکاح وہاں کیسے ہوگیا۔یعنی اس پر خوشی کا اظہار کیا تو وہ نکاح لازم ہوگیا۔اب نہ تجدیدِ نکاح کی ضرورت ہے نہ دوسری جگہ نکاح کرنے کی اجازت ہے۔بس پہلا نکاح کافی اور صحیح ہے۔اگر بطور ناراضی وغصہ کے فقرہ مذکور کہا ہے اور اس نکاح کو نامنظور کر دیا ہے تو وہ نکاح بیکار اور کالعدم ہوگیا[۱] اب اگر اس لڑکے سے عقد منظور ہے تو بھی لڑکی کی اجازت سے دوبارہ نکاح کیا جائے دوسری جگہ منظور ہے تب بھی اجازت سے کیا جائے[۲]۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۲؍۷؍۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ) باب الأولياء والأكفاء، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، هدايه ص۳۱۴ ج۲، باب الاولياء، مطبوعه ياسر نديم ديوبند،

۲ وكلت رجلاً بالتزويج فتزوجها أو زوجها فضولي فأجازت جاز الخ بدائع زكريا ص۵۱۳ ج۲ كتاب النكاح، باب ولاية الندب، عالمگیری کوئٹہ ص۲۸۷ ج۱ الباب الرابع في الأولياء،

(صفحہ ہٰذا) ۱ فإن استأذن الولي البكر البالغة فسكتت أي البكر البالغة أو ضحكت بلا استهزاء فلو ضحكت مستهزئة لم يكن إذناً على ما قاله السرخسي، أو بكت بلا صوت فهو إذن ومع الصوت رد، مجمع الأنهر ص۴۹۰ ج۱ كتاب النكاح، باب الأولياء والأكفاء، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، شامي كراچی ص۵۹ ج۳ باب الولي، عالمگیری کوئٹہ ص۲۸۸ ج۱ الباب الرابع في الاولياء. (حاشیہ ۲ اگلے صفحہ پر)

لڑکی کا نکاح کی اجازت دینے کے بعد انکار

سوال:۔زید کی لڑکی زینب کا نکاح عمر سے ہوا، لیکن نکاح کے وقت کسی بھی ذریعہ سے زینب کی مرضی دریافت نہیں کی گئی بلکہ زید ہی نے مجلسِ نکاح میں اس کی طرف سے قبول کرلیا۔زید کا کہنا ہے کہ ایک روز قبل میں نے اپنی بیٹی سے دریافت کیا تھا تو وہ عمر سے نکاح پر راضی تھی، لیکن زینب کا کہنا یہ ہے کہ میں نے کبھی آمادگی ظاہر نہیں کی اور زینب کو جس وقت اس نکاح کی اطلاع پہونچی اس نے فوراً ہی اعلان کردیا کہ میں اس نکاح پر راضی نہیں۔اب یہ مسئلہ ایک مقامی عالم صاحب سے جو قاضی بھی ہیں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا نکاح نہیں ہوا۔لہٰذا جناب والا فتویٰ صادر فرمائیں۔واضح رہے کہ زینب کی عمر ۱۶/سال ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر لڑکی کنواری ہے اور باپ نے اس سے نکاح کے لئے کہا کہ فلاں لڑکے سے تیرا نکاح کرنا چاہتا ہوں۔تجھے منظور ہے؟ اس پر لڑکی نے آمادگی ظاہر نہیں کی، جیسا کہ اس کا بیان ہے، مگر انکار بھی نہیں کیا بلکہ خاموش رہی تو یہ بھی اس کی طرف سے اجازت ہے۔اب پھر اس کا انکار کرنا بیکار ہے[۱] یہ اجازت دو روز قبل بھی لینا کافی ہے۔عین وقت پر لینا ضروری نہیں۔ہاں اگر اجازت لینے پر خاموش رہنے کے بعد ایجاب وقبول سے پہلے کہہ دیتی کہ میں اجازت نہیں دیتی تو باپ کو حق نہ رہتا۔یا اگر باپ نے بالکل اس سے کہا ہی نہ ہو اور خود ہی نکاح پڑھوادیا ہو، تو یہ نکاح لڑکی کی

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ) [۲] لا تجر البکر البالغة علی النکاح لانقطاع الولایة الدرالمختار علی الشامی کراچی ص۵۸ ج۳ (باب الولی) ھدایہ ص۳۱۴ ج۲ باب الأولیاء والأکفاء، مطبوعہ تھانوی دیوبند، مجمع الأنھر ص۴۹۰ ج۱ باب الأولیاء الخ، دار الکتب العلمیة بیروت.

(صفحہ ہٰذا) [۱] فان استاذ نھا ھو أی الولی فسکتت فھو اذن الدر المختار علی الشامی کراچی ص۵۸ ج۳ باب الولی، عالمگیری ص۲۸۷ ج۱ الباب الرابع فی الأولیاء، مطبوعہ کوئٹہ، مجمع الأنھر ص۴۹۰ ج۱، باب الاولیاء، مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت،

اجازت پر موقوف ہوگا۔ خبر پانے پر لڑکی نامنظور کردے تو فوراً ختم ہو جائے گا۔[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹۲/۱۱/۱۸ھ

نکاح بالغہ بلا اجازت

سوال:۔ میرے والد حقیقی محمد اسماعیل نے میری شادی میری مرضی کے خلاف مسمّٰی خدا بخش ولد میاں خیر الدین کے ساتھ کردی میں کنواری اور بالغہ ہوں، مجھے اس نکاح کے متعلق کچھ خبر نہیں دی گئی اور نہ ہی میرے والد یا کسی نے مجھ سے اجازت لی اور نہ ہی ایجاب وقبول کرایا گیا، چنانچہ خدا بخش مذکور فاسق فاجر زانی بے روزگار اور معمر ہے، نیز تا حال میں سسرال یعنی خدا بخش کے گھر بھی نہیں گئی، میں نہ تو رضامند تھی اور نہ ہوں نکاح معرض تحریر میں آچکا ہے جو منجانب خدا بخش ہے میرے مشاہدہ سے نہ نکاح نامہ گذرا اور نہ گذارا گیا میں خواندہ بھی ہوں، ولی، وکیل اور شاہدان امور متذکرہ بالا کو تسلیم کرتے ہیں پس درخواست ہے کہ بوضاحت فرمادیا جائے کہ آیا نکاح درست ہے یا نہیں۔

نوٹ:- عام طور پر لڑکی کی خاموشی کو اس پر دال کیا جاتا ہے کہ لڑکی رضامند ہے مگر یہاں تو اتنی تکلیف بھی نہیں کی گئی کہ لڑکی کے پاس جائیں اور ایجاب وقبول کا تذکرہ کریں نہ کوئی میرے پاس آیا اور نہ مجھ سے پوچھا گیا میں کسی حالت میں بھی خدا بخش مذکور کی زوجیت قبول کرنے کو تیار نہیں۔

تصدیق: میں اس بات کی بحیثیت ولی کے تصدیق کرتا ہوں کہ واقعی لڑکی کی اجازت نہیں طلب کی گئی۔ العبد محمد اسماعیل ولد رحیم۔

بخدمت علمائے دین ومفتیان شرع متین۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

[1] وان زوجها بغير استئمار فقد اخطأ السنة وتوقف على رضاها الخ شامی زکریا ص ۱۵۹ ج۴ باب الولی، البحر الرائق ص۱۱۳ ج۳، باب الأولياء والأكفاء، مطبوعه الماجديه، كوئٹه عالمگیری ص۲۸۷ ج۱ الباب الرابع فی الأولياء، مطبوعه كوئٹه.

گذارش ہے کہ بندہ درمعاملہ و درخواست متعلقہ نکاح مسماۃ غلام بتول دختر محمد اسماعیل حسب ذیل عرض کرتا ہے اول یہ کہ جو درخواست مسماۃ غلام بتول مذکور کی طرف سے علماء کرام کی خدمت میں ہے کہ اس کا مضمون درست ہے، بات یہ کہ غلام بتول مذکور کے نکاح نامہ پر میرے دستخط بذریعہ وکیل کے ہیں جو کہ میں نے بذریعہ والد غلام بتول یعنی محمد اسماعیل کے کہنے پر وکیل بنا کر دستخط کئے خود میں نے غلام بتول سے اجازت حاصل نہیں کی اور نہ ہی بعد میں ایجاب وقبول کرایا گیا لہٰذا ملتمس ہوں کہ درخواست جو کہ مسماۃ غلام بتول نے گذاری ہے وہ بالکل درست ہے۔ العبد حاجی قادر بخش ولد میاں پیر، المرقوم ۲۸/اکتوبر ۱۹۳۶ء

جو کہ درخواست غلام بتول دختر محمد اسماعیل کی طرف سے علماء کی خدمت میں ہے اس درخواست کا مضمون درست ہے کیونکہ میری موجودگی میں دختر محمد اسماعیل سے بذریعہ وکیل و گواہان جن میں سے میں بھی موجود تھا دختر محمد اسماعیل سے نہ اجازت حاصل کی گئی ہے اور نہ ایجاب وقبول کرایا گیا تھا حالانکہ دختر محمد اسماعیل بالغہ تھی۔ میری گواہی شرعی کاغذ پر ضرور ہے مگر وہ تکمیل حق ہی کے واسطے ہے۔ میرا بیان حلفیہ ہے۔ العبد رحمۃ اللہ ولد میاں خیر الدین

الجواب حامداً ومصلیاً!

جو کنواری بالغہ ہو اس پر کسی کو ولایت اجبار حاصل نہیں یعنی کوئی شخص باپ وغیرہ اس کا نکاح جبراً بلا اسکی رضامندی نہیں کرسکتا، اگر کسی نے ایسا کیا بھی تو یہ نکاح اس بالغہ کی اجازت پر موقوف رہے گا۔ پس اگر بوقت نکاح اجازت نہیں لی گئی اور بلا اجازت نکاح کر دیا گیا ہے۔ تو یہ نکاح تمہاری اجازت پر موقوف ہے اگر تم نے اجازت دے دی تو جائز ہوگیا اگر اجازت نہیں دی بلکہ رد کر دیا اس طرح پر کہ میں اس نکاح سے رضامند نہیں۔ میں نے اس نکاح کو رد کر دیا تو نکاح رد ہوگیا[1] اب

[1] لا یجوز نکاح أحد علی بالغة صحیحة العقل من أب أو سلطان بغیر اذنها بکرا کانت أو ثیباً فان فعل ذلک فالنکاح موقوف علی اجازتها فإن اجازته جاز وإن ردّته بطل کذا فی السراج الوهاج، عالمگیری کوئٹه، ص۲۸۷ ج۱ الباب الرابع فی الأولیاء، البحر الرائق ص۱۱۳ ج۳ باب الأولیاء والأکفاء، مطبوعه الماجدیه کوئٹه، شامی زکریا ص۱۵۹ ج۴ باب الولی،

تمہارے والد کو تمہاری مرضی کے خلاف کسی جگہ نکاح کرنے کا حق نہیں **ولا تجبر البکر البالغة علیٰ النکاح لا نقطاع الولایة بالبلوغ اه درمختار ص ۱۶۴[1]**. واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ، عبداللطیف یکم رمضان

بالغہ کا نکاح اس کی اجازت سے کیا جائے

سوال:۔ایک عورت مسماۃ نور بیگم کا نکاح مسمّٰی نورو کے ساتھ نور بیگم کے والدین کر دیتے ہیں لیکن کچھ عرصہ کے بعد نورو اپنی زوجہ نور بیگم کو طلاق دے کر علیحدہ کر دیتا ہے نور بیگم اپنے والد نتھو کے یہاں آجاتی ہے عدت گذارنے کے بعد نور بیگم کا والد نتھو نور بیگم کا نکاح دوسری جگہ مسمّٰی عبدل کے ساتھ کر دیتا ہے عبدل کے ساتھ حمل قرار پاتا ہے لیکن جب کہ حمل چار ماہ کا ہو چکتا ہے تو عبدل اور نور بیگم (میاں بیوی) میں سخت تنازع ہوتا ہے اور نور بیگم اپنے والد نتھو کے گھر آجاتی ہے اور نتھو کے یہاں ہی نور بیگم کے لڑکی پیدا ہو جاتی ہے جب لڑکی ڈھائی سال کی ہو چکی ہے تو نتھو اپنی لڑکی نور بیگم کو اس کے پہلے خاوند نورو کے یہاں بلا نکاح بٹھا دیتا ہے چونکہ نور بیگم کے دوسرے خاوند عبدل نے طلاق نہیں دی تھی اسی طرح سے بلا نکاح مسماۃ نور بیگم نورو کے یہاں پندرہ سولہ سال رہتی ہے اور نہ ہی نور بیگم کے دوسرے خاوند عبدل نے اب تک طلاق دی ہے عرصہ پندرہ سال میں نورو سے چار بچے ہو چکے ہیں جو کہ شرعی احکام کے مطابق حرام کے ہیں اور برادری ہماری ان سے سخت خلاف ہے لیکن اب وہ لڑکی جو کہ عبدل سے ہے سولہ سال کی ہے نیز بالغہ ہے لڑکی کا نانا نتھو اب لڑکی کی شادی کرنا چاہتا ہے لیکن لڑکی کا والد عبدل جھگڑا ڈالتا ہے کہ میری لڑکی مجھے دیدی جاوے میں نکاح کی اجازت نہیں دیتا، لڑکی بالغ ہے کیا لڑکی کے نکاح میں جب کہ وہ بالغ ہے اس کے والد عبدل کی اجازت واجب ہے یا نہیں۔(لڑکی کا نانا عبدل کو لڑکی اس وجہ سے نہیں دیتا کہ

[1] الدر المختار کراچی ص۵۸ ج۳ باب الولی، هدایه ص۲۱۴ ج۲ باب الأولیاء والأکفاء، مطبوعه تهانوی دیوبند، مجمع الأنهر ص۴۹۰ ج۱ باب الأولیاء والأکفاء، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

کہیں وہ اس کو ویسے ہی فروخت نہ کردے) دوسری بات اشد ضروری ہے کہ چوں کے مسماۃ نور بیگم نورو کے یہاں بلا نکاح رہ رہی ہے اور نور بیگم اپنی والدہ کے مرجانے کی وجہ سے اپنے والد نھو کی روٹی پکا کر دیتی ہے اب نھو اپنی دھیوتی کی شادی بجائے مسماۃ نور بیگم کے یہاں ہونے کے اپنے مکان پر اپنی کمائی سے کرنا چاہتا ہے چونکہ برادری سخت خلاف ہے اس لئے شادی میں شریک ہونا نہیں چاہتی کہ یہ اپنی لڑکی جو حرام کار ہے اس کی پکائی ہوئی روٹی کھاتا ہے شرعاً کیا حکم ہے اس کے یہاں کھانا کھانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

بالغہ لڑکی اگر اپنی برادری میں اپنا نکاح مہر مثل پر خود کرے تو وہ صحیح اور نافذ ہو جاتا ہے اجازت والد پر موقوف نہیں رہتا[1] اور والد کو شرعاً اجازت نہیں کہ بالغ لڑکی کا نکاح بغیر اس کی اجازت کے کسی جگہ کردے لڑکی بالغہ کی رضامندی ہر حالت میں ضروری ہے[2]۔

بغیر نکاح عورت کو اپنے گھر رکھنا اور عورت کو رہنا حرام ہے[3] نھو کے ذمہ واجب ہے کہ اپنی لڑکی کو اس حرامکاری سے روکے[4] اگر وہ باوجود قدرت کے نہیں روکتا یا اس کے اس فعل سے خوش

[1] فنفذ نكاح حرة مكلفة بلا رضا ولى وله اى للولى الاعتراض فى غير الكفوء، در مختار على الشامى زكريا ص ۱۵۵ ج ۴ باب الولى، البحر الرائق ص ۱۰۹ ج ۳ باب الأولياء والأكفاء، مطبوعه الماجديه كوئٹه، هدايه ص ۳۱۳ ج ۲ باب فى الأولياء الخ، مطبوعه تهانوى ديوبند.

[2] ولا تجبر البالغة البكر على النكاح لانقطاع الولاية بالبلوغ الخ در مختار على الشامى زكريا ص ۱۵۹ ج ۴ باب الولى ، هدايه ص ۳۱۴ ج ۲ باب فى الاولياء والأكفاء، مطبوعه ياسر نديم ديوبند، البحر الرائق ص ۱۱۰ ج ۳، باب الاولياء، مطبوعه الماجديه كوئٹه.

[3] الخلوة بالأجنبية حرام، الدر المختار على الشامى زكريا ص ۵۲۹ ج ۹ كتاب الحظر والاباحة، فصل فى النظر والمس،

[4] عن أبى سعيد الخدرىؓ عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من رأى منكم منكراً فليغيره بيده، فإن لم يستطع فبلسانه، فإن لم يستطع فبقلبه وذلک أضعف الأيمان، رواه مسلم، مشكوٰة شريف ص ۴۳۶ باب الأمر بالمعروف، مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

ہے تو نتھو سے بھی ترک تعلق کرنا چاہئے اور جہاں تک ہو سکے نتھو اور اس کی لڑکی پر اور اس شخص پر جس کے گھر میں بغیر نکاح رہتی ہے۔ روک دیا جائے تا کہ حرام کاری بند ہو جائے۔[1]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ......صحیح: عبد اللطیف ۲۵ ؍شوال ۵۷ھ

بالغہ کا نکاح بغیر اس کی اجازت کے

سوال:۔ کسی بالغہ لڑکی کی شادی بلا رضامندی اس کے اور اس کی والدہ کے کی جائے یعنی صرف والدہ اپنے بیٹے کی خاطر اس مذکورہ بالا لڑکی کا بٹہ دے کر اپنے لڑکے کی شادی یعنی نکاح کرے اور وہ مذکور لڑکا مذکورہ والدہ کے دو لڑکوں کا سوتیلا بھائی و بیٹا ہو اور نکاح کے صرف والد ہی ذمہ دار ہوں اور لڑکی اور والدہ لڑکی کو نکاح ہونے کے وقت بالکل پوچھا نہ گیا ہو یہاں تک کہ لڑکی اور والدۂ لڑکی کو مطلق علم نہ ہو کہ نکاح کس وقت بلکہ کب ہوا اور مہر کیا مقرر ہوا ہے۔ لڑکی کو پس گھنٹہ بعد معلوم ہوا کہ میرا نکاح کر دیا گیا ہے اور دو روز کے بعد یہ معلوم ہوا کہ میرا مہر اتنا مقرر ہوا ہے اب چھ ماہ کے بعد لڑکی کو سسرال بھیجا گیا وہاں لڑکی نے بائیس روز گذارے جس میں سوائے لڑائی نا اتفاقی کے ہر دو فریقین اپنی زوجہ خاوند میں اور کچھ نہ ہوا، اور خاوند کی بیوی سے زبردستی ایک دفعہ صحبت ہوئی ہے سو مہربانی کر کے بموجب شرع اصول حقانی اس مسئلہ کا حل تحریر فرما کر مشکور فرمائیں۔ کہ آیا یہ نکاح ہوا ہے یا نہیں۔ کیونکہ اب لڑکی ایک سال سے اپنے والدین کے گھر میں مقیم ہے سسرال جانے سے قطعی انکار کرتی ہے بلکہ یہ کہتی ہے کہ اگر زبردستی بھیجا گیا تو میں خودکشی کرلوں گی۔ فقط والسلام مہربانی فرما کر اس کاغذ کی پشت پر جواب ارسال فرما کر مشکور فرمائیں۔

[1] هو دليل على وجوب هجران من ظهرت معصيته فلا يسلم عليه الان يقلع وتظهر توبته، المفهم شرح مسلم ص۹۸ ج۷ كتاب الرقاق. باب يهجر من ظهرت الخ. مطبوعه دار ابن كثير بيروت، مرقاة شرح مشكوٰة ص۱۶۷ ج۴ كتاب الآداب، باب ما ينهى عنه من التهاجر والتقاطع واتباع العورات، الفصل الاول، مطبوعه اصح المطابع ممبئى،

الجواب حامداًومصلیاً!

اگرلڑکی نے والد کے کئے ہوئے نکاح کواطلاع پانے پر رد نہیں کیا بلکہ قبول کرلیا یا خاموش ہوگئی، مہر کی خبر پانے پر بھی رد نہیں کیا بلکہ چپ ہوگئی اور سسرال جاتے وقت بھی نکاح سے ناراضی ظاہر نہیں کی تو شرعاً وہ نکاح لازم اور نافذ ہوگیا اب لڑکی اس کو فسخ نہیں کرسکتی[1] اگر شوہر سے نباہ دشوار ہے طبیعتوں میں اختلاف ہے یا شوہر پریشان کرتا ہے حقوق ادا نہیں کرتا تو چاہئے کہ کسی طرح سے شوہر سے طلاق حاصل کرلی جاوے یا خلع کرلیا جائے اسکے بعد عدت گذار کر دوسری جگہ نکاح درست ہوگا[2] یا حقوق ادا نہ کرنے کی صورت میں حاکم مسلم با اختیار کی عدالت میں مقدمہ پیش کیا جائے اور وہ شوہر سے کہے کہ تم اپنی زوجہ کے حقوق ادا کرو یا طلاق دے دو ورنہ ہم تفریق کردیں گے اگر وہ کسی بات کو اختیار کرلے تو بہتر ہے ورنہ حاکم مسلم تفریق کردے[3] اس کے بعد

[1] فان استاذ نها هو أى الولى وهو السنة أو وكيله أورسوله أوزوجها وليها واخبرها رسوله أو فضولى عدل فسكتت...... فهو اذن (قوله فهو السنة) بأن يقول لها قبل النكاح فلان يخطبک أو يذكرک فسكتت وان زوجها بغير استئمار فقد أخطأالسنة شامى كراچى ص۳/۵۸، باب الولى، عالمگيرى كوئٹه ص۱/۲۸۷، الباب الرابع فى الأولياء، مجمع الأنهر ص۱/۴۹۰، باب الاولياء، دار الكتب العلمية بيروت.

[2] وان تشاق الزوجان وخافا ان لا يقيما حدودَ اللّٰه فلا بأس بأن تفتدى نفسها منه بمالٍ يخلعها به فإذا فعل ذلک وقع بالخلع تطليقةً بائنةً ولزمها المال، هدايه ص۲/۴۰۴، كتاب الطلاق، باب الخلع، مطبوعه تهانوى ديوبند، عالمگيرى كوئٹه ص۴۸۸ ج۱ الباب الثامن فى الخلع، الفصل الاول، شامى كراچى ص۴۴۱ ج۳ باب الخلع .

[3] قال اللّٰه تعالىٰ (فإمساک بمعروف أو تسريح بإحسان) أمر عزوجل بالإمساک بالمعروف وقد عجز عن الإمساک بالمعروف لأن ذلک بإيفاء حقها فى الوطء والنفقة، فتعين عليه التسريح فإن فعل وإلا ناب القاضى منا به فى التسريح وهو التفريق، بدائع الصنائع ص۳۴۳ ج۲ كتاب النكاح، واما ما يبطل به الخيار، مطبوعه زكريا ديوبند.

[4] وإذا طلق الرج امرأته طلاقاً بائناً او رجعياً او وقعت الفرقة بينهما بغير طلاق وهى حرة ممن تحيض فعدتها ثلثة اقراء إلى قوله والفرقة إذا كانت بغير طلاق فهى فى معنى الطلاق لأن العدة وجبت للتعرّف عن براء ة الرحم فى الفرقة الطارية على النكاح وهذا يتحقق فيها، هدايه ص۴۲۲ ج۲، باب العدة، مطبوعه تهانوى ديوبند، شامى زكريا ص۱۸۲ ج۵ كتاب الطلاق، باب العدة.

عدت طلاق تین حیض گذار کر دوسری جگہ نکاح جائز ہوگا لیکن اگر وہ پریشان نہیں کرتا اور حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں کرتا تو پھر ایسی کارروائی کرنا ناجائز ہے عورت کے ذمہ واجب ہے کہ شوہر کی اطاعت کرے اگر نکاح سے ناراضی تھی تو خبر پانے پر کیوں انکار نہیں کر دیا تھا گو باپ کو چاہئے تھا کہ نکاح سے پہلے لڑکی کو اطلاع کر دیتا لیکن اس صورت میں بھی نکاح لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۹/۷/۵۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ...... صحیح: عبد اللطیف ۱۴/رجب ۵۷ھ

بیوہ کا نکاح بلا اذن صریح

سوال:۔ عام طور پر بیوہ بالغہ سے نکاح کی اجازت باللسان لینے کا دستور نہیں ہے اکثر بیوہ کی سسرال والے یعنی جیٹھ سسر وغیرہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا حق ہے چاہے جہاں اس کا نکاح کریں یا بیٹھا رہنے دیں۔ چنانچہ زبانی پوچھنا تو کیا اس سے ذکر تک نہیں کیا جاتا، دیور، جیٹھ وغیرہ اپنی اجازت سے نکاح پڑھا دیتے ہیں اکثر بیوہ کا دل اس جگہ نہیں چاہتا مگر انکار کی صراحت نہ ہونے کے باعث دل کی ناراضگی کے ساتھ شوہر کے یہاں رخصت کر دینے پر چلی جاتی ہے۔ ایک واقعہ ایسا ہی ہوا بالغہ بیوہ کا نکاح بغیر اجازتِ لسانی اور رضامندی کے جیٹھ نے اپنی اجازت سے نکاح پڑھوا دیا بیوہ کو جدید شوہر کے یہاں جانا پڑا مگر عرف کے سبب وہ بیوہ اس کو نکاح سمجھتی رہی اور وہاں سے علیحدہ ہونے اور نکل بھاگنے کا موقع دیکھتی رہی۔ اب کسی بہانہ سے وہ اپنے بھائی کے یہاں چلی آئی ہے اور اپنی مرضی کے مطابق اپنے ہم کفوٗ میں اپنی اجازت سے نکاح کرنا چاہتی ہے اور قرائن سے پتہ چلتا ہے کہ وہ بغیر اجازت والے جیٹھ کے کئے ہوئے نکاح سے ناراض تھی اور اس نکاح کے گواہ بھی یہ کہتے ہیں کہ ہمارے سامنے بیوہ سے نہیں پوچھا گیا بلکہ صرف بیوہ کے جیٹھ نے یہ کہہ دیا کہ میں نے اس سے اجازت لے لی ہے تم نکاح پڑھاؤ اب دریافت طلب یہ ہے کہ رواج کی وجہ سے خود بیوہ کو بھی یہ نہیں معلوم کہ بغیر میری اجازت لسانی کے نکاح نہیں ہوتا، اور نکاح کا ذکر

سن کرا نکارلسانی بھی ممکن نہیں، البتہ ناراضگی اور بیزاری اس نکاح سے اب تک ہے اگر شرعاً اس بیوہ کو اپنی مرضی کے موافق نکاح کرنے کی اجازت ہوتو جیٹھ کے کئے ہوئے نکاح پر کوئی فتنہ بھی نہیں ہے نہ وہ درج رجسٹر ہے کہ عدالتی کارروائی کا خطرہ ہو۔

الجواب حامداًومصلیاً!

بالغہ عورت پر کسی کو ولایت اجبار حاصل نہیں تھی یعنی کوئی شرعی ولی باپ بھائی وغیرہ جبراً بغیر اس کی مرضی کے نکاح نہیں کرسکتا۔ چہ جائیکہ جیٹھ۔ اگر کردے تو اس کی اجازت پر موقوف رہے گا۔ بیوہ کے نکاح کے لئے بھی اس کی رضامندی ضروری ہے خواہ زبان سے رضامندی کا اظہار کرے خواہ کوئی اور فعل ایسا کرے جس سے اس کی رضامندی ظاہر ہوجائے مثلاً مہر کا مطالبہ کرے یا قبضہ کرے یا نفقہ کا مطالبہ کرے یا قبول کرے یا مبارکباد کو قبول کرے اور فقہاء نے جماع پر قدرت دینے کو بھی علامت رضا لکھا ہے پس اگر صورتِ مسئولہ میں بیوہ مذکورہ نے اس شوہر کو جس کے ساتھ جیٹھ نے نکاح کیا تھا اپنے اوپر جماع کی قدرت دیدی اور صحبت سے منع نہیں کیا یا اور کوئی چیز علامت رضامندی کی پائی گئی تو شرعاً یہ نکاح نافذ ہوگیا اب دوسری جگہ اس کو نکاح کرنا جائز نہیں[1] اور اگر کوئی علامت رضامندی نہیں پائی گئی اور شوہر کو اپنے اوپر قابو نہیں دیا یعنی شوہر نے صحبت نہیں کی یا جبراً اور زبردستی صحبت کی اور شوہر کے گھر جانے سے انکار کرتی تھی لیکن زبردستی اس کو بھیجا گیا تو شرعاً یہ نکاح لازم نہیں ہوا اب دوسری جگہ نکاح درست ہے۔ **ولا تجبر البالغة البكر على النكاح فان استاذنها غير الاقرب فلا عبرة لسكوتها بل لا بدمن القول كالثيب البالغة لا فرق بينهما الا فى السكوت لان رضاهما يكون بالدلالة كما ذكره بقوله اوماهوفى معناه من فعل يدل على الرضا كطلب مهرها ونفقتها وتمكينها**

[1] لا يجوز للرجل أن يتزوج زوجة غيره وكذلک المعتدة، عالمگیری کوئٹہ ص۲۸۰ ج۱ الباب الثالث القسم السادس، المحرمات التى يتعلق بها حق الغير، الدر المختار على الشامى زكريا ص۱۰۰ ج۴ كتاب النكاح فصل فى المحرمات، بدائع زكريا ص۵۴۸ ج۲ كتاب النكاح ومنها ان لا تكون منكوحة الغير.

من الوطئ ودخوله بها برضاها وقبول التهنئة والضحک سروراً ونحوذٰلک کقبول المهر والظاهرانه مثله قبول النفقة اھ درمختار و شامی[1] مختصراً ج ٢ ص ٢٦٩ . فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ مفتی مدرسہ مظاہر علوم ١٢/٥/٥٧ھ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ١٣/٥/٥٧ھ

نکاح کی اجازت تحریراً کا شوہر مدعی ہے عورت منکر تو کیا حکم ہے؟

سوال:۔ایک شخص کہتا ہے کہ مجھے فلاں عورت نے اجازت دی ہے کہ تم جا کر مجھ سے نکاح کرلو۔اور میں نے جا کر دو گواہوں کے سامنے نکاح کرلیا۔ نیز کہتا ہے کہ اس نے مجھے اجازت کی تحریر دی ہے اور دستخط بھی کر دیئے ہیں۔مگر عورت ہر چیز سے انکار کرتی ہے کہ میں نے نہ اسے زبانی نکاح کرنے کی اجازت دی ہے اور نہ ہی کوئی تحریر لکھ کر کے دی ہے، یہ شخص جھوٹا ہے۔ دریافت طلب یہ ہے کہ اس صورت میں کس کا قول معتبر ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر اس شخص کے پاس گواہ موجود ہیں اور وہ شرعاً مقبول الشہادۃ ہیں، جن کے سامنے عورت نے زبانی اجازت دی ہے یا تحریر لکھی ہے تب تو ان کی گواہی معتبر ہے اور نکاح صحیح ہے۔اگر گواہ موجود نہیں یا وہ مقبول الشہادۃ نہیں تو عورت کا قول معتبر ہوگا مگر قسم کے ساتھ اور یہ نکاح معتبر نہیں ہوگا۔ هکذا یفهم عما ذکره فی الدر المختار ص٢٦٧ ج٢ قال الزوج للبکرا لبالغة بلغک النکاح فسکتت وقالت رددت النکاح ولا بینة لهما علی ذٰلک ولم

[1] الدر المختار مع الشامی زکریا ص١٦٥ . ١٥٩ ج٤ باب الولی، هدایه ص٣١٤ ج٢ باب الأولیاء والأکفاء، مطبوعه تهانوی دیوبند، مجمع الأنهر ص٤٩٠ ج١ ، باب الاولیاء، دار الکتب العلمیة بیروت،

یکن دخل بها طوعاً فی الاصح فالقول قولها بیمینها علی المفتی به وتقبل بینته علی سکوتها اه قوله فالقول قولها لانه یدعی لزوم العقد وملک البضع والمرأة تدفعه فکانت منکرة اه ردالمحتار[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفا اللہ عنہ معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور ۲۶؍۱۲؍۶۲ ١٣ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ......صحیح: عبد اللطیف

لڑکی کے انکار کے باوجود اس کا نکاح پڑھ دینا

سوال:۔ایک لڑکی جس کی شادی ہوچکی ہے اس کی عمر ۲۲؍سال ہے وہ اپنے ماں باپ کے یہاں تھی جب کہ اس کا شوہر انتقال کر گیا۔اس اطلاع کے ملنے پر وہ سسرال آئی، جہاں پر اس نے اپنے شوہر کی مہر بخشی اور عدت کے دن پورے کئے۔عدت پوری ہونے کے بعد اس لڑکی کو اس کے ایک دیور جس کی عمر ۱۶؍سال ہے اور وہ شادی شدہ ہے نکاح کرنے پر مجبور کیا لیکن اس نے صاف انکار کر دیا۔مجبور کرنے والے لڑکی کے سسرال والے ہی تھے۔لڑکی کا منشاء شوہر کے چچازاد بھائی سے نکاح کرنے کا تھا۔لیکن ان آدمیوں نے لڑکی کی کوئی بات نہیں سنی اور امام صاحب سے کہا کہ رجسٹر لاکر زبردستی لڑکی کا انگوٹھا لگوالو اور اسی دن رات کے ۹؍بجے انھوں نے اور آدمیوں کو جمع کیا کہ ہمارے نکاح میں سب ہی کو جمع ہونا ہے۔ایک وکیل دو گواہ لڑکی سے نکاح کی اجازت لینے کے لئے آئے جو کہ اس لڑکی کے جیٹھ وغیرہ لگتے تھے انھوں نے لڑکی سے اجازت مانگی، لیکن لڑکی نے صاف انکار کر دیا، وکیل اور گواہوں نے یہی بات آکر تمام آدمیوں میں بتلائی کہ وہ صاف انکار کرتی ہے۔اس پر لڑکی کے سسر نے کہا کہ دوسرے آدمی کو بھیجو یہ آدمی جھوٹ بولتے ہیں۔تین آدمی اور بھیجے گئے، لیکن لڑکی نے صاف انکار کر دیا۔واپسی پر ان آدمیوں نے وہی سب

---

[1] الدر مع الرد کراچی ص۶۳ ج۳ باب الولی، هدایه مع فتح القدیر ص۲۷۲ ج۳ باب الأولیاء والأکفاء، مطبوعه دار الفکر بیروت، النهر الفائق ص۲۰۷ ج۲ باب الأولیاء والأکفاء، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

کے سامنے بتلا دیا۔اس کے بعد پرانے بزرگ ٨٠/٩٠ سال کی عمر کے بھیجے گئے، ان کے سامنے لڑکی شرم کی وجہ سے بول نہ سکی اور کوئی جواب نہیں دیا بلکہ رونے لگی۔ یہی بات انھوں نے آکر سب کے سامنے بتلائی کہ لڑکی رو رہی ہے کچھ بول نہیں رہی ہے۔امام صاحب نے کہا کہ چپ رہنے پر اور رونے پر نکاح جائز ہے۔

آپ یہ مسئلہ بتائیں کہ لڑکی جن آدمیوں سے بولتی تھی ان سے اس نے کہا کہ خدا کے واسطے میرے باپ یا بھائی کو بلوادو، جیسا وہ کہیں گے ویسا ہی کروں گی۔ کسی نے بھی اس بات پر عمل نہیں کیا اور امام صاحب نے اس لڑکی کا نکاح اس کے شادی شدہ دیور سے پڑھا دیا۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ نکاح جائز ہوا یا ناجائز؟ امام صاحب اور لڑکے والے اور صرف ٨٠/٩٠ سال کے ایک بزرگ کہتے ہیں کہ یہ نکاح جائز ہوا، امام صاحب جنھوں نے یہ نکاح پڑھایا ہے تاش وشطرنج کھیلتے ہیں۔ یہ نکاح مسجد میں پڑھایا گیا ہے۔ یہ تمام حالات حلف سے کہتی ہوں برائے کرم مطلع فرمائیں کہ یہ نکاح جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب حامداًومصلياً!

جس بالغ لڑکی کی شادی ہوگئی، شوہر کے ساتھ رہ چکی پھر بیوہ ہوگئی تو بعد عدت اس کے نکاح کے لئے اس کی اجازت ضروری ہے، بغیر اس کی اجازت کے اس کے نکاح کا کسی کو حق حاصل نہیں۔ اگر اجازت لی جائے تو اس کے جواب میں اس کا خاموش رہنا اجازت شمار نہیں ہوگا، یعنی اس کا ولی اس کا باپ اس سے پوچھے تب بھی خاموشی کافی نہیں۔

اگر کوئی آدمی جو کہ نہ ولی ہے نہ ولی کا قائم مقام پوچھے تو کسی حال میں بھی خاموشی کو اجازت قرار نہیں دیا جائے [1] گا۔ صورتِ مسئولہ میں دریافت کرنے والے نہ ولی ہیں نہ ولی کے قائم مقام

[1] فإن ستاذ نها غير الأقرب كأجنبي أو ولي بعيد فلا عبرة لسكوتها بل لابد من القول كالثيب البالغة لافرق بينهما إلا في السكوت (قوله إلافي السكوت) حيث يكون سكوت البكر البالغة إذنا في حق الولي الأقرب ولايكون إذنا في الثيب البالغة مطلقاً شامی کراچی ص ٦٢ ج٣ باب الولی، بحر کوئٹه ص ١١٥ ج٣ باب الاولیاء، النهر الفائق ص ٢٠٥ ج٢ باب الاولیاء، طبع مکه مکرمه.

ہیں بلکہ محض اجنبی ہیں، ان کے دریافت کرنے میں خاموشی کو اجازت شمار کرنا بالکل غلط اور مسئلہ سے ناواقفیت پر مبنی ہے۔ علاوہ ازیں یہاں تو لڑکی پہلے دو مرتبہ صاف انکار کر چکی ہے، پھر بوڑھے آدمیوں کے دریافت کرنے پر روہی ہے تو اس کو اجازت کیسے قرار دیا جا سکتا ہے۔ یہ نکاح فضولی ہوا، یعنی ایجاب وقبول کے بعد لڑکی نے رضامندی ظاہر کر دی تو صحیح ہو گیا اگرچہ پہلے انکار کر چکی تھی اگر رضامندی ظاہر نہیں کی بلکہ کہہ دیا کہ مجھے یہ نکاح منظور نہیں تو جب ہی ختم ہو گیا، شرعاً اس نکاح کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہی۔ اس لڑکی کو پورا اختیار ہے دوسری جگہ نکاح کر لے۔

اگر نہ رضامندی ظاہر کی نہ اس کو نامنظور کیا بلکہ اب تک خاموش ہے تو اب بھی نامنظور کر سکتی ہے[۱] جو لوگ لڑکی پر ظلم کر رہے ہیں۔ وہ سخت مجرم ہیں ان کو خدا سے ڈرنا چاہئے، سخت وبال کی چیز ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دارالعلوم دیوبند ۲۸/۳/ ۹۱ھ

عورت کی طرف سے اجازت نکاح کا سننا

سوال:۔ ایک بالغہ عورت کا نکاح ایک وکیل دو شاہد کو لے کر ایک مولوی صاحب نے پڑھا دیا۔ نکاح کے بعد دو شاہدوں میں سے ایک سے پوچھا گیا کہ تم نے نکاح کے وقت عورت کے منہ سے اذن سنا ہے اس نے جواب دیا کہ میں نے عورت کے منہ سے کوئی لفظ اِذن کا نہیں سنا۔ اس پر ایک عالم نے کہا کہ یہ نکاح شرعاً معتبر نہ ہوگا۔ اس پر ایک شادی شدہ شخص نے اس عالم کو گالیاں دیں۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ نکاح شرعاً معتبر ہوگا یا نہیں؟ جس شخص نے عالم صاحب کو گالی دی اس پر شرعاً کیا حکم وارد ہوتا ہے؟ اور اگر کوئی شخص شریعت کے کسی مسئلہ کا انکار کرے تو اس کو شرعاً کیا کہا جاتا ہے؟

---

[۱] وقف تزویج فضولی علی الاجازۃ أی اجازۃ من لہ العقد فإن اجاز وإلا لا، مجمع الانہر مختصراً ص ۵۰۶ ج ۱ فصل فی تزویج الفضولی، طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت، سکب الأنہر ص ۵۰۵ ج ۱ دار الکتب العلمیۃ بیروت، النہر الفائق ص ۲۲۶ ج ۲ باب الاولیاء، فصل فی الوکالۃ، طبع مکۃ مکرمۃ۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر نکاح کا ایجاب وقبول گواہوں کے سامنے ہوا اور عورت نے اس کو نامنظور نہیں کیا تو یہ نکاح صحیح ہوگیا اگرچہ وکیل کے دریافت کرنے پر گواہوں نے عورت سے اجازت کو نہ سنا ہو۔ وہ اجازت کے گواہ ہیں ایجاب وقبول کے گواہ نہیں۔ عورت کی طرف سے جس نے (قاضی نے) ایجاب کیا اور مرد نے اس کو قبول کیا، اس کو تو سننے والے موجود ہیں۔ بس یہ کافی ہے[1]۔ عالم کے علم کا احترام لازم ہے، ان کو کیا کسی معمولی انسان کو بھی گالی دینے کی اجازت نہیں۔ جس نے گالی دی ہے اس کو لازم ہے کہ وہ اپنی غلطی پر نادم ہوکر معافی طلب کرے[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۶/۱۳۹۶ھ

نامحرم وکیل یا گواہوں کا اجازت کے لئے لڑکی کے پاس جانا

سوال:۔ مجموعۂ ادعیہ ماثورہ ۵۳ء از مولانا ابرارالحق صاحب ہردوئی میں تحریر ہے کہ نکاح کی اجازت لینے کے لئے وکیل اوراس کے گواہ کا محرم ہونا ضروری ہے اور گواہ اجازت کا درجہ استحباب کا ہے لہٰذا اگر گواہ محرم نہ ہوں تو اذن پر گواہ بنانا ترک کرنا ضروری ہے۔ کیا حقیقت میں لڑکی سے اجازتِ نکاح لینے کے لئے وکیل وگواہ کا محرم ہونا ضروری ہے اور اگر محرم گواہ نہ ہو تو لڑکی سے اجازت صرف محرم وکیل لے اور گواہ غیر محرم نہ بنائے۔ یہ حکم احتیاطی اور تقویٰ کے طور پر ہے یا بالکل ضروری اور لازم ہے۔ اگر کوئی بھی محرم نہیں تو پھر وکیل غیر محرم ہوسکے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

جب لڑکی بالغہ ہو اور اس کا ولی موجود ہو تو خود لڑکی سے اجازت لے لے یعنی اس سے

---

[1] وشرط حضور شاهدين مكلفين سامعين قولهما معاالخ. الدر المختار على الشامى زكريا ص۸۷ ج۴ كتاب النكاح، هداية ص۳۰۶ ج۲ كتاب النكاح، مطبوعه ياسر نديم ديوبند، مجمع الأنهر ص۴۷۲ ج۱، كتاب النكاح، دار الكتب العلمية بيروت،

[2] سباب المسلم فسوق. مشكوٰة شريف ص۴۱۱ باب حفظ اللسان والغيبة والشتم.

E:\F.M.Fainal\Jild-17\05-Ijazate Nikah

کہدے کہ میں فلاں لڑکے سے اتنے مہر پر تمہارا نکاح کرتا ہوں تم کو منظور ہے۔ اس پر اگر لڑکی اجازت دیدے یا خاموش رہے تو بس اتنا کافی ہے اس کے لئے نہ گواہ کی ضرورت ہے نہ وکیل کی [۱] اگر ولی موجود نہ ہو تو لڑکی اپنے کسی محرم کو وکیل بنادے اس کے لئے بھی کوئی گواہ ضروری نہیں اگر کوئی محرم ابھی موجود نہ ہو تو وہ غیر محرم کو بھی بذریعہ تحریر یا زبانی پس پردہ سے وکیل بنادے تب بھی کافی ہے۔ یا خود لڑکے ہی کو وکیل بنادے کہ آپ میرا نکاح اپنے سے کرلیں خواہ زبانی یا بذریعہ تحریر، یہ سب صورتیں درست ہیں [۲] قابلِ لحاظ بہر صورت یہ چیز ہے کہ نامحرم وکیل بن کر یا گواہ بن کر لڑکی کے پاس بے پردہ نہ جائے [۳] غالباً مقصد کلام (ادعیہ ماثورہ کا) یہی ہے اس میں لفظ ضروری ہے اس حکم کی وضاحت کردی کہ لازم ہے۔ امّا الشهادة على التوكيل بالنكاح فليست بشرط لصحته اھ ردالمحتار [۴] ص۲۷۲ ج۲۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

---

[۱] فان استأذنها هو أي الولي فسكتت أو ضحكت أو تبسمت أو بكت بلا صوت فهو إذن، در مختار مع الشامي زكريا ص۱۵۹–۱۶۰ باب الولي، البحر كوئٹه ص۱۱۱ ج۳ باب الاولياء والاكفاء، النهر الفائق ص۲۰۳ ج۲ باب الاولياء والاكفاء، مكه مكرمة.

[۲] يصح التوكيل بالنكاح ...... امرأة وكلت رجلاً بأن يزوجها من نفسه فقال زوجت فلانة من نفسي يجوز وإن لم تقل قبلت، هنديه كوئٹه ص۲۹۴–۲۹۵ ج۱ الباب السادس في الوكالة بالنكاح، تاتارخانيه كراچی ص۴۷ ج۳ كتاب النكاح، الوكالة بالنكاح، محيط برهانی ص۴۸ ج۴ الفصل الثامن الوكالة في النكاح، طبع مجلس علمی گجرات.

[۳] الثانية وجوب ستر الوجه للنساء إذا خيف الفتنة، احكام القرآن للعلامة محمد شفيعؒ ص۴۱۶ ج۳ سورۂ احزاب آيت ۵۹ طبع كراچی، روح المعانی ص۸۹ ج۲۲ سورۂ احزاب آيت ۵۹ مطبوعه مصطفائيه ديوبند.

[۴] شامی كراچی ص۲۱ ج۳ كتاب النكاح، بحر كوئٹه ص۸۹ ج۳ كتاب النكاح، هنديه كوئٹه ص۲۹۴ ج۱ الباب السادس في الوكالة بالنكاح.

فصل سوم: خیار بلوغ کا بیان

خیارِ بلوغ

سوال:- جہاں پر حکومت غیر مسلم ہواور شرعی بااختیار قاضی کی جگہ غیر مسلم اور غیر شرعی حاکم ہوتو حالت موجودہ میں کیا صورت ہوگی، یعنی زید کا نکاح بزمانۂ نابالغی ایک نابالغہ لڑکی کے ساتھ اس لڑکی کے بھائی نے باپ کے انتقال کے بعد کردیا۔لڑکی نے بوقت بلوغ اس نکاح سے بیزاری کا اعلان کردیا اوراسکی اطلاع شوہر اوراس کے والدین کو کردی گئی لڑکی اس نکاح سے کسی صورت میں رضامند نہیں وہ بموجب استحقاق شرع شریف عقد دوسری جگہ کرنا چاہتی ہے لہٰذا اس بارے میں کیا صورت ہوگی؟

الجواب حامداًومصلیاً!

اگرلڑکی نے فوراً بوقت بلوغ اس نکاح سے ناراضی ظاہر کردی اورشوہر کے یہاں جانے کے لئے رضامند نہیں تواس کو چاہئے کہ اس مقدمہ کو کسی مسلمان حاکم عادل بااختیار کے یہاں پیش کرے اوروہ حاکم اس نکاح کو فسخ کردے بغیر حاکم مسلم کے فسخ کئے فسخ نہ ہوگا اور جب فسخ کردے تو وہ عورت دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے وان زوجها غير الاب والجد فلكل واحد منهما الخيار اذا بلغ ان شاء اقام علىٰ النكاح وان شاء فسخ يشترط فيه القضاء هداية[1] ص۲۹۷ ج۲.

اگراس جگہ حاکم مسلم بااختیار نہ ہوتو دوسری جگہ جہاں حاکم مسلم ہووہاں نکاح فسخ کرانا چاہئے اور چونکہ شوہر کے ساتھ جماع یا خلوت صحیحہ کی نوبت نہیں آئی اس لئے عدت واجب نہ ہوگی فسخ کے بعد فوراً دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح:سعید احمد مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور......صحیح:بندہ عبدالرحمٰن غفرلہٗ

---

[1] هدايه ص۳۱۷ ج۲ باب الأولياء والاكفاء مطبوعه دار الكتاب ديوبند، در مختار على الشامي زكريا ص۱۷۳ ج۴ باب الولي، البحر الرائق ص۱۲۰ ج۳ باب الأولياء والأكفاء مطبوعه الماجديه كوئٹه.

[2] وفي الخزانة، أربع من النساء لا عدة عليهن، المطلقة قبل الدخول، (بقیہ اگلے صفحہ پر)

صغیرہ کے لئے خیار بلوغ

سوال:- زید نے ایک ہندہ عورت جس کے ساتھ اس کی شیر خوار لڑکی صفیہ تھی نکاح کیا اور صفیہ شیر خوار کی پرورش بھی کرتا رہا اور پھر بصورت نابالغی زید نے صفیہ کا نکاح بھی کردیا زید صفیہ کے خاندان سے بھی نہیں بلکہ ہندہ اپنے آپ کو نومسلم ظاہر کرتی ہے صفیہ نابالغہ کو بھی زید نے اس کے سسرال میں بھیجدیا۔ وہاں فتنہ وفساد ہوتا رہا۔ صفیہ کا خاوند کبھی صفیہ کو گھر سے نکالدیتا رہا کبھی صفیہ خود سسرال سے نکل آتی رہی اب صفیہ بالغہ ہے اس کے خاوند نے اب اس کو گھر سے نکال دیا ہے اب صفیہ اور اس کی والدہ کے خاوند کا ارادہ کسی جگہ نکاح کردینے کا ہے وہ کہتے ہیں کہ صفیہ نابالغہ کا نکاح اس کی والدہ کے خاوند کا کیا ہوا سرے سے صحیح ہی نہیں ہوا۔ عالمگیری جلد دوم ص۱۳ کے حوالہ سے یہ عبارت پیش کرتے ہیں ولوکان الصغیر والصغیرۃفی حجر رجل یعولھما کالملتقط ونحوہ فانہ لایملک تزویجھما کذا فی فتاویٰ قاضی خاںؒ بینوا توجروا عنداللّٰہ اجراً عظیماً.

الجواب حامداًومصلیاً!

یہ نکاح فضولی کا ہے اس کا حکم یہ ہے کہ ولی شرعی کی اجازت پر موقوف ہے[۲] اگر اس لڑکی کا کوئی ولی عصبہ موجود نہیں تو اس کی ماں ولی ہے[۳] اگر ماں نے اجازت دیدی تو جائز ہوگیا اگر ماں نے اجازت

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ) تاتارخانیة کراچی ص۵۷ج۴ کتاب الطلاق الفصل الثامن والعشرون فی العدة، عالمگیری کوئٹہ ص۵۲٦ ج۱ الباب الثالث عشر فی العدة، کتاب الطلاق.

(صفحہ ہذا) [۱] ھندیة ص۲۸۴ ج۱ الباب الرابع فی الاولیاء مطبوعه دار الکتاب دیوبند.

[۲] وإن زوج الصغیر أو الصغیرة أبعد الأولیاء فأن الأقرب حاضراً وھو من الولایة توقف نکاح الأبعد علی إجازته الخ عالمگیری کوئٹه ص۲۸۵ج۱ کتاب النکاح الباب الرابع فی الأولیاء، المحیط البرھانی ص۵٦ج۴ کتاب النکاح الفصل التاسع فی معرفة الأولیاء مطبوعه ڈابھیل، الدر المختار علی الشامی کراچی ص۸۱ ج۳ باب الولی. (حاشیہ [۳] اگلے صفحہ پر)

نہیں دی بلکہ رد کر دیا تو رد ہو گیا اور اس صورت میں کسی طلاق یا تفریق کی ضرورت نہیں اور پہلی صورت میں یعنی جب کہ ماں نے اجازت دے دی ہو تو لڑکی کو خیار بلوغ حاصل تھا یعنی اگر بالغہ ہوتے ہی فوراً لڑکی نے اس نکاح سے ناراضی ظاہر کر دی تو حاکم مسلم بااختیار کی عدالت سے تفریق کرا سکتی ہے اور اگر بالغہ ہوتے ہی فوراً اظہار ناراضی نہیں کیا تو اب فسخ نہیں کرا سکتی تاوقتیکہ شوہر طلاق نہ دے یا کسی دوسرے شرعی طریق پر خلع وغیرہ کے ذریعہ سے جدائی نہ ہو اور پھر عدت نہ گذر جائے تو دوسری جگہ نکاح درست نہ ہوگا ولهما خيار الفسخ بالبلوغ في غير الاب و الجد بشرط القضاء اى للصغير والصغيرة اذا بلغا وقد زوجا ان يفسخا عقد النكاح الصادر من ولى غير اب ولا جد بشرط قضاء القاضى بالفرقة اھ بحر[۱] ص ۱۲۰ ج ۳ ۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۱/۷/ ۵۵ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ...... صحیح: عبداللطیف ۹/ ذی قعدہ ۵۵ھ

بلوغت کے ڈیڑھ سال بعد خیارِ بلوغ

سوال:- (۱) کیا نابالغ لڑکی بالغ ہونے کے ۱½ سال بعد اپنا نکاح فسخ کرا سکتی ہے؟ لڑکا

(**گذشتہ صفحہ کا بقیہ**) [۳] ويجب أن يعلم بان الولى من كان أهل الميراث الى قوله بعدها يحتاج إلى معرفة ترتيبهم، فنقول، أقرب الأولياء إلى المرأة الابن إلى ما قال ثم عصبة مولى العتاقة ثم الام الخ المحيط البرهانى ص۵۵ ج۴ كتاب النكاح الفصل التاسع فى معرفة الأولياء مطبوعه ڈابھیل، تاتارخانية ص۱۹ ج۳ الفصل الحادى عشر فى معرفة الأولياء، مطبوعه كراچى، شامى كراچى ص۷۸ ج۳ كتاب النكاح باب الولى.

(**صفحہ ہذا**) [۱] البحر الرائق ص ۱۲۰ ج۳، باب الاولياء والأكفاء (مكتبه كوئٹه پاكستان) الدر المختار على الشامى زكريا ص۱۷۳ ج۴ باب الولى، هدايه ص۳۱۷ ج۲ باب الأولياء والأكفاء، مطبوعه دار الكتاب ديوبند.

لڑکی کو بالغ ہونے سے پہلے طلاق دینے پر رضامند تھا۔ اب طلاق نہیں دیتا نہ لڑکی کو بلاتا ہے۔ نکاح نابالغی کی حالت میں ہوا تھا۔

(۲) کیا اس لڑکی کا نکاحِ ثانی بعد طلاق فوراً چند دن بعد ہوسکتا ہے جب کہ شوہر کے گھر تک نہ گئی ہو۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر باپ دادا کے علاوہ کسی اور نے اس کا نکاح کر دیا تھا تو بالغ ہوتے ہی فوراً اس نکاح کو نامنظور کرکے اور اس پر گواہ بنا کر موافق شرع حاکم مسلم سے فسخ کرانے کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔ اگر آثارِ بلوغ ظاہر ہوتے ہی فوراً نامنظور نہیں کیا بلکہ خاموشی اختیار کی تو اب اس سال بعد خیارِ بلوغ باقی نہیں رہا[۱] اب اگر لڑکا رخصتی کرانا اور آباد کرانا نہیں چاہتا تو بہتر یہ ہے کہ لڑکی طلاق مہر کے عوض لیلے[۲] اگر اس میں کامیابی نہ ہو تو حاکم مسلم بااختیار کی عدالت میں مقدمہ پیش کرے کہ فلاں شخص میرا شوہر ہے اور میرے حقوق ادا نہیں کرتا مجھے نکاح ثانی کی اجازت دی جائے، اگر حاکم کے نزدیک یہ ثابت ہوجائے تو شوہر کو حاضر عدالت کرکے کہے کہ تم اپنی بیوی کو رخصت کراؤ اس کے حقوق ادا کرو یا طلاق دیدو ورنہ ہم تفریق کر دیں گے، پھر اگر شوہر کوئی صورت اختیار نہ کرے تو حاکم مسلم بااختیار خود تفریق کردے۔ یہ تفریق طلاق کے حکم میں ہوگی۔ اس کے بعد دوسری جگہ

---

[۱] وان کان المزوج غیرهما ای غیر الاب وابیه لایصح النکاح من غیر کفوا وبغبن فاحش اصلاً وان کان من کفو وبمهر المثل صح ولکن لهما ای لصغیر وصغیرة خیار الفسخ بالبلوغ او العلم بالنکاح بعده الخ. درمختار علیٰ ردالمحتار ص۳۰۶ ج۲ نعمانیة الدرالمختار کراچی ص۶۹ ج۳ باب الولی، البحر الرائق ص۱۲۰ ج۳ مطبوعه الماجدیه کوئٹه، هدایه مع فتح القدیر ص۲۷۷ ج۳ مطبوعه دار الفکر بیروت.

[۲] وان تشاق الزوجان وخافا ان لا یقیما حدود اللّٰه فلا بأس بأن تفتدی نفسها منه بمالٍ یخلعها به فإذا فعل ذلک وقع بالخلع تطلیقة بائنة ولزمها المال، هدایه ص۴۰۴ ج۲ کتاب الطلاق باب الخلع، مطبوعه تهانوی دیوبند، عالمگیری کوئٹه ص۴۸۸ ج۱ الباب الثامن فی الخلع الفصل الأول، شامی کراچی ص۴۴۱ ج۳ باب الخلع.

نکاح درست ہوگا۔ اگر حاکم مسلم با اختیار نہ ہو یا وہ شریعت کے موافق فیصلہ نہ کرے تو چند دیندار مسلمانوں کی ایک جماعت بھی بطورِ پنچایت یہ سب کام کرسکتی ہے اور اس جماعت میں کم از کم ایک فہیم ومعاملہ شناس معتبر عالم کی شرکت بھی ضروری ہے۔ رسالہ[1] الحیلۃ الناجزۃ کا مطالعہ بھی بغور کرلیا جائے اس میں تفصیل مذکور ہے۔

اگر نکاح باپ نے کیا تھا یا باپ کے نہ ہونے کی وجہ سے دادا نے کیا تھا تب بھی خیارِ بلوغ حاصل نہیں[2] لیکن ادائے حقوق نہ کرنے کی صورت میں طریقہ مذکور پر فسخ کرانے کا حق حاصل ہے۔

(۲) جب کہ شوہر سے تنہائی نہیں ہوئی اور شوہر نے طلاق دیدی یا خیارِ بلوغ کی وجہ سے فسخ کرالیا یا حقوق ادا نہ کرنے کی وجہ سے فسخ کرالیا جس کی تفصیل (۱) میں گذری تو عدت واجب نہیں، طلاق یا فسخ کے بعد جب بھی دل چاہے دوسرا نکاح ہوسکتا ہے[3]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۶/ ۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ ۱۸/۶/ ۸۷ھ

---

[1] ملاحظه هو الحيلة الناجزة ص۲۸ تنبيهات ضروريه متعلق جماعت مسلمين، ص۶۲، حكم زوجۂ متعنت، مطبوعه اعزازيه ديوبند.

[2] بخلاف ما اذا زوجهما الاب والجد فانه لا خيار لهما بعد بلوغهما، البحر الرائق ص۱۲۰ ج۳ باب الأولياء والأكفاء، مطبوعه الماجديه كوئٹه، شامی كراچی ص۶۷-۶۹ ج۳ باب الولی، النهر الفائق ص۲۰۹ ج۲ باب الأولياء الخ دار الكتب العلمية بيروت.

[3] ثم طلقتموهن من قبل ان تمسوهن فمالكم عليهن من عدة تعتدونها الأية. سورة احزاب آيت: ۴۹ والفرقة بلا طلاق كالفرقة بخيار العتق والبلوغ الى ما قال إن فرق (القاضی) قبل الدخول لا تجب العدة، تاتارخانية كراچی ص۵۳ ج۴، الفصل الثامن والعشرون فی العدة، وفی الخزانة أربع من النساء لا عدة عليهن، المطلقة قبل الدخول، تاتارخانية كراچی ص۵۷ ج۴، الفصل الثامن والعشرون فی العدة، عالمگيری كوئٹه ص۵۲۶ ج۱ الباب الثالث عشر فی العدة.

ترجمہ:۔ پھر تم ان کو قبل ہاتھ لگانے کے طلاق دے دو تو تمہاری ان پر کوئی عدت نہیں جس کو تم شمار کرنے لگو (بیان القرآن)

نابالغہ کا جبراً نکاح اور خیارِ بلوغ کی تفصیل

سوال:- ہندہ کا نکاح نابالغہ ہونے کی حالت میں ایسی صورت میں کیا گیا کہ اس کے ولی شرعی ناراض تھے۔ ہندہ کی خالہ نے ہندہ کا نکاح بلا اس کی مرضی کے جبراً کردیا، لیکن ہندہ برابر انکار ہی کرتی رہی۔ جب رخصتی کا وقت آیا تو اس وقت بھی ہندہ نے انکار کردیا اور ناراضگی کی وجہ سے اس کی رخصتی ملتوی کردی گئی۔ چنانچہ ہندہ آج تک یعنی عرصہ تقریباً چھ سال کا ہو چکا اور اس شخص کے یہاں جانے سے انکار کرتی ہے۔ عرصہ چھ سال سے وہ لوگ جہاں ہندہ کا نکاح ہوا تھا ہندہ کے طالب ہیں۔ چونکہ ہندہ کی خالہ اپنی طرف سے وہاں بھیجنا چاہتی تھی مگر ہندہ جانے سے انکار کرتی رہی۔ سوال یہ ہے کہ ہندہ کا یہ نکاح شریعت کے مطابق ہے کہ نہیں؟ جب کہ محض ہندہ کی خالہ نے اپنے ارادہ سے بلا اس کی مرضی کے کردیا تھا اور نہ ہی کوئی ہندہ کے نکاح کے شاہد ہیں، محض اس کی خالہ اور خالو ہی ہندہ کو اس شخص کے یہاں بھیجنا چاہتے ہیں۔ اب ایسی صورت میں ہندہ اپنا نکاح دوسری جگہ کرسکتی ہے یا نہیں؟ نکاح کے وقت محض ہندہ کی والدہ موجود تھی، لیکن ہندہ کی والدہ کی بھی مرضی نہیں تھی کہ یہ نکاح کیا جائے، اب ایسی صورت میں ہندہ اپنا نکاح دوسری جگہ کرسکتی ہے یا نہیں؟ (نوٹ) ہندہ کے والد کا پہلے انتقال ہو چکا تھا۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر وقتِ نکاح والدہ نے اس کو منظور نہیں کیا بلکہ نامنظور کردیا تھا تو یہ نکاح اس وقت ختم ہو گیا تھا[1] اگر والدہ خاموش رہی اور لڑکی نے بالغہ ہونے پر اس کو نامنظور کردیا تب بھی بیکار ہو گیا۔ اب لڑکی کی اجازت سے دوسری جگہ نکاح کردیا جائے۔ یہ اس وقت ہے جب کہ لڑکی کا کوئی ولی عصبہ

---

[1] فإن لم يكن عصبة فالولاية للأم، إلى قوله فلو زوج الأبعد حال قيام الأقرب، توقف على إجازته الدر المختار على الشامی کراچی ص۷۸-۸۱ ج۳ کتاب النکاح باب الولی، عالمگیری کوئٹہ ص۲۸۴-۲۸۵ ج۱ الباب الرابع فی الأولیاء، المحیط ص۵۵ ج۴ کتاب النکاح الفصل التاسع فی معرفة الأولیاء، مطبوعہ ڈابھیل.

موجود نہ[۱] ہو، ورنہ اس کی منظوری اور نامنظوری پر موقوف رہے گا البتہ بالغہ ہونے پر لڑکی کو خیارِ بلوغ حاصل ہوگا۔ یعنی اگر ولی عصبہ نے منظور نہیں کیا تھا تو بیکار ہو گیا تھا۔ اگر منظور کرلیا تھا تو درست ہو گیا تھا۔ پھر اگر آثارِ بلوغ ظاہر ہوتے ہی لڑکی نے فوراً دو گواہوں کے سامنے اس نکاح سے ناراضگی ظاہر کردی تھی تو حاکم مسلم یا مسلم کمیٹی کے ذریعہ سے فسخ کرانے کا اس کو اختیار حاصل ہوگا۔ پھر فسخ کے بعد نکاحِ ثانی کی اجازت ہے[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴؍۴؍۸۷ھ

باپ کے کئے ہوئے نکاح میں خیارِ بلوغ نہیں

سوال:- زید نے اپنی نابالغہ لڑکی کا نکاح کردیا تھا ابھی تک رُخصتی نہیں ہوئی تھی کہ لڑکا نابالغ دوسری شادی کررہا ہے اور اس لڑکی کی رُخصتی نہیں کراتا۔ کیا لڑکی بالغ ہونے پر اپنا نکاح خود فسخ کرسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

ابھی لڑکا اور لڑکی دونوں نابالغ ہیں۔ رخصتی کی کیا ضرورت ہے۔ باپ نے جو نکاح حالت نابالغی میں کردیا وہ لازم اور صحیح ہو گیا اور لڑکا اور لڑکی فسخ نہیں کرسکتے۔ بالغ ہونے پر اگر لڑکا رخصتی نہ کرادے تو مسئلہ دریافت کرلیا جائے۔ ولهما خيار الفسخ بالبلوغ في غيرالاب والجد بشرط القضاء. (بحر[۳] ص۱۲۰ ج۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ ۳۰؍۳؍۸۸ھ

۱؎ وهو اى الولى شرط صحة نكاح صغير الدر المختار كراچى ص۵۵ ج۳ (باب الولى)

۲؎ ولهما خيار الفسخ بالبلوغ فى غير الأب والجد بشرط القضاء اى للصغير والصغيرة اذا بلغا وقد زوجا أن يفسخا عقد النكاح الصادر من ولى غير اب ولا جد بشرط قضاء القاضى بالفرقة البحر الرائق ص۱۲۰ ج۳ باب الأولياء والأكفاء، مطبوعه الماجديه كوئٹه، الدر المختار زكريا ص۱۷۳ ج۴ باب الولى، هداية ص۳۱۷ ج۲ باب الأولياء والأكفاء مطبوعه دار الكتاب ديوبند. (بقیہ اگلے صفحہ پر)

باپ کے کئے ہوئے نکاح میں خیار بلوغ

سوال:- ہندہ کا نکاح اس کے والدین نے زید سے کردیا۔ ہندہ نے بالغ ہوکر زید کے یہاں جانے سے انکار کردیا۔ ہندہ نکاح کے بعد سے اب تک زید کے یہاں نہیں گئی اور نہ اب کسی طرح جانے پر رضامند ہے اب ایسی صورت میں شرع کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً!

اس صورت میں لڑکی کو خیار بلوغ حاصل نہیں والد کے کئے ہوئے نکاح کو فسخ نہیں کرسکتی۔ جب تک زید طلاق نہ دے دوسرا نکاح نہیں ہوسکتا ہے۔ وللولی انکاح الصغیر والصغیرة ولوثیباً ولزم النکاح ای بلاتوقف علیٰ اجازۃاحد وبلاثبوت خیار فی تزویج الاب والجد اھ شامی[۱] ص ۴۶۹ ج ۲۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

باپ کا کیا ہوا نکاح بعد بلوغ فسخ نہیں ہوسکتا

سوال:- میرے ایک رشتہ دار نے اپنی دختر کی شادی عرصہ تقریباً گیارہ سال گذرا جب کہ لڑکی کی عمر ۹؍۱۰؍سال کی تھی ایک لڑکے کے ساتھ کردی تھی۔ جب سے اب تک نہ تو وہ لڑکی اپنے شوہر کے گھر میں آباد ہوئی ہے اور نہ اب تک اس نے اپنے شوہر کو اپنی آنکھ سے دیکھا ہے اور نہ ابھی اس کے شوہر نے اپنی بیوی کو کسی قسم کا کھانا خرچہ وغیرہ دیا ہے کیوں کہ وہ لڑکا بذات خود شرابی اورزانی اور بدمعاش ہے اور لڑکی نہایت ہی ٹھیک چلن شریف اور پڑھی لکھی ہوئی ہے اب جب کہ

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ) [۳] النهر الفائق ص ۲۰۹ ج ۲ باب الأولیاء والأکفاء، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، هدایة مع فتح القدیر ص ۲۷۷ ج ۳ باب الأولیاء والأکفاء، مطبوعه دار الفکر بیروت.

(صفحہ ہٰذا) [۱] شامی کراچی ص ۶۶ ج ۳ باب الولی، الدر المنتقٰی ص ۴۹۴ ج ۱ باب الأولیاء والاکفاء، دار الکتب العلمیة بیروت، بحر ص ۱۲۰ ج ۳ باب الأولیاء الخ مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

لڑکی کو ہوش آئی تو اس کے شوہر کی بدچلنی وبرائی کی وجہ سے بالکل نفرت پیدا ہوگئی ہے اور وہ اس کے گھر میں آباد ہونا بالکل نہیں چاہتی والدین کے ہر چند زور دینے پر بھی وہ بجائے اپنے شوہر کے گھر میں آباد ہونے کے زہر کھا لینا اچھا سمجھتی ہے یا والدین کے گھر اپنا منہ کالا کرنے پر ترجیح دے رہی ہے لہٰذا اے بزرگوار صاحب ہماری مشکل کشائی میں حضور سے صرف اتنا معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آیا کوئی ایسا مسئلہ بھی ہے کہ ان کا نکاح فسخ ہوجائے کیونکہ وہ لڑکا طلاق دینے سے انکار کرتا ہے اور لڑکی اس کے گھر میں آباد ہونے سے انکار کرتی ہے ہم لوگوں کی جان زحمت میں ہے بلکہ کھانا پینا بھی حرام ہوگیا ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً!

صورت مسئولہ میں چونکہ خود باپ نے نکاح کیا ہے اس لئے لڑکی کو بعد بلوغ اس کے فسخ کرنے کا حق نہیں ہے۔ باپ دادا کے علاوہ اگر کوئی اور ولی نابالغی کی حالت میں نکاح کردے تو اس میں خیارِ بلوغ حاصل ہوتا ہے یعنی اگر بالغ ہوتے ہی فوراً دو گواہوں کے سامنے اس نکاح سے ناراضی ظاہر کردے تو اس کے بعد حاکم مسلم با اختیار کے ذریعہ سے نکاح کو فسخ کرایا جاسکتا ہے[۱] لیکن یہاں پر خود باپ نے نکاح کیا ہے۔ ایسی حالت میں نکاح کے فسخ کرانے کا حق حاصل نہیں۔ اب جب تک شوہر طلاق نہ دے لڑکی کا دوسری جگہ نکاح نہیں ہوسکتا اگر کسی طرح سمجھا کر یا لالچ دلا کر یا ڈرا کر رضامندی سے یا زور ڈال کر شوہر سے طلاق حاصل کر لی جائے گی تو پھر لڑکی کا نکاح دوسرے سے درست ہوگا۔ یا خلع کرلیا جائے یعنی لڑکی اپنے حقوق مہر وغیرہ ساقط

---

[۱] وللولی إنكاح الصغير والصغيرة جبراً ولو ثيباً ولزم النكاح ...... ان كان الولی أباً او جداً ...... وإن كان المزوج غيرهما لا يصح النكاح من غير كف، او بغبن فاحش اصلاً وإن كانت من كفء وبمهر المثل صح ولهما أی لصغير وصغيرة خيارالفسخ بالبلوغ أو العلم بالنكاح بعده بشرط القضاء للفسخ، تنوير الابصار مع الدر المختار زكريا ص١٦٩-١٧٦ج۴ باب الولی، بحر ص١٢٠ ج۳باب الأولياء الخ مطبوعه الماجديه كوئٹه، الدر المنتقى ص۴٩۴ج١ باب الأولياء والاكفاء مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

کردے خواہ لڑکی کی طرف سے کچھ روپیہ دے کر شوہر سے خلع کرلیا جائے۔ بغیر اس کے دوسری جگہ لڑکی کا نکاح درست نہیں ہوسکتا[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ٢٤/١/ ٥٩ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ...... صحیح: عبد اللطیف ٢٤ محرم ٥٩ھ مظاہر علوم سہارنپور

باپ کے کئے ہوئے نکاح میں شرط کے خلاف ہونے پر بھی خیارِ بلوغ حاصل نہیں

سوال:- زید نے اپنی نابالغ لڑکی کا نکاح عمر کے لڑکے کے ساتھ اس شرط پر کیا کہ عمر اپنی لڑکی کا نکاح میرے لڑکے کے ساتھ کردے یا کسی اور رشتہ دار کی لڑکی سے کرادے اور زید کی لڑکی کی عمر اس وقت تین سال کی تھی، تو زید کی لڑکی نے بالغ ہونے پر فوراً انکار کردیا اور عمر نے بھی زید کی لڑکی کی شادی کو انکار کردیا تو آیا زید کی لڑکی کا نکاح ٹوٹ گیا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

باپ نے جب اپنی نابالغ لڑکی کا نکاح کردیا تو وہ صحیح اور پختہ ہوگیا۔ بالغ ہونے پر لڑکی کو اس کے فسخ کردینے کا اختیار نہیں[2] عمر کے شرط پورا نہ کرنے کی وجہ سے اس نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑا۔

[1] وإن تشاق الزوجان وخافا أن لا يقيما حدود الله فلا بأس بأن تفتدی نفسها منه بمال يخلعها فاذا فعل ذالک وقع بالخلع تطليقة بائنة ولزمها المال الخ هدايه ص٤٠٤ ج٢ باب الخلع، مطبوعه تهانوی دیوبند، عالمگیری ص٤٨٨ ج١ الباب الثانی فی الخلع، مطبوعه کوئٹه، تاتارخانية ص٤٥٣ ج٣ الفصل السادس عشر فی الخلع مطبوعه کراچی.

[2] اذا زوجهما الأب والجد فانه لا خيار لهما بعد بلوغهما لأنهما كاملا الرأی وافرا لشفقة فيلزم العقد بمباشرتهما الخ بحر ص١٢٠ ج٣ مطبوعه الماجديه کوئٹه، شامی زکريا ص١٧٠ ج٤ باب الولی، الدر المنتقى ص٤٩٤ ج١ باب الاولياء والأكفاء، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

یہ نکاح باطل نہیں ہوا۔ وھو (ای النکاح) لایبطل بالشرطِ الفاسد بل یبطل الشرط ویصح (النکاح) اھ شامی[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۱۸/ ۹۴ھ

باپ نے نکاح کر دیا تو حقِ فسخ نہیں

سوال:- مسماۃ وہاب نوری کا عقد اس کے والد نے یونس لوہار سے کر دیا۔ اس بات کو تین سال ہوگئے والدہ کا انتقال ہو چکا ہے۔ آج مسماۃ نوری کو وہ عقد نا منظور ہے۔ وجہ یہ بیان کرتی ہے کہ میں کسی اور جگہ نکاح کرونگی یونس لور ہا مجھے پسند نہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا مسماۃ مذکورہ اپنے باپ کے کئے نکاح کو کسی وقت بھی کالعدم کرانے یا کرنے کی مجاز ہے یا نہیں؟ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً!

سوال سے یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ مسماۃ وہاب نوری کا جس وقت اس کے والد نے عقد کیا تھا تو اس وقت مسماۃ کی عمر کیا تھی؟ وہ بالغہ تھی یا نابالغہ ایک شق کو متعین کر کے لکھا جاتا ہے۔ وہ یہ کہ اگر مسماۃ وہاب نوری وقت عقد بالغہ تھی اور والد نے اس سے دریافت کیا کہ میں تمہارا عقد فلاں شخص سے کرتا ہوں، تم کو منظور ہے۔ اس پر مسماۃ نے اگر اجازت دیدی یا خاموش رہی انکار نہیں کیا۔ یا والد نے دریافت ہی نہیں کیا بلکہ بغیر مسماۃ سے دریافت کئے اس کا عقد یونس لوہار سے کر دیا اور مسماۃ نے اس عقد کی خبر معلوم ہونے پر اس کو رد نہیں کیا بلکہ خاموش رہی تو ان سب صورتوں میں نکاح لازم اور صحیح ہو گیا اب مسماۃ وہاب نوری محض شوہر ناپسند ہونے پر والد کے کئے ہوئے نکاح کو فسخ کرانے کا اختیار نہیں رکھتی اور بغیر یونس سے طلاق حاصل کئے اس کو دوسری جگہ نکاح کرنا

[۱] کذا فی الدرالمختار کراچی ص۵۳ ج۳ فصل فی المحرمات. مطلب لوزوج الولی امتہ. ھدایہ ص۳۱۳ ج۲ کتاب النکاح قبیل باب فی الأولیاء والأکفاء، مطبوعہ تھانوی دیوبند، زیلعی ص۱۱۵ ج۲ فصل فی المحرمات، مطبوعہ امدادیہ ملتان.

ہرگز جائز نہیں۔ ولاتجبر البالغة البکر علی النکاح لانقطاع الولایة بالبلوغ فان استاذنها هو ای الولی وهو السنة او وکیله اور سوله اوزوجها ولیها واخبرها رسوله فسکتت عن رده مختارة فهو اذن ان علمت بالزوج اھ درمختار[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ مدرسہ دارالعلوم دیوبند ۱/۱۱/ ۸۵ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

اپنی نابالغہ لڑکی کا نکاح کردینے کے بعد بالغ ہونے پر دوسری جگہ نکاح کردینا

سوال:- خلاصہ سوال یہ ہے کہ مسمی انوار نے اپنی نابالغ لڑکیوں کا عقد کردیا تھا، لیکن آنٹے سانٹے کی وجہ سے لڑکیاں جب بالغ ہوگئیں تو کلکٹر سے اجازت لے کر اور رقم لے کر دوسری جگہ نکاح کردیا۔ پھر تقریباً تین چار سال بعد جب کہ ان کے دو بچے بھی پیدا ہوچکے تھے برادری کے لوگوں نے جمع ہوکر جہاں پہلے نکاح ہوا تھا وہیں پر بھیجوادی اور ہرسہ فریقین پر جرمانہ کیا اور سزا بھی دی۔ اب دریافت طلب یہ ہے کہ انوار کی دونوں لڑکیاں کس کے لئے جائز ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

جب انوار اپنی دونوں نابالغ لڑکیوں کا خود نکاح کرچکا تھا تو وہ صحیح اور لازم ہوگیا تھا،[2] پھر ان کے بالغ ہونے پر کلکٹر سے بلاوجہ شرعی اجازت لے کر دوسری جگہ نکاح کردیا وہ غلط اور گناہ کیا دوسرا

---

[1] الدرالمختار کراچی ص۵۸ ج۳ باب الولی، بحر ص۱۱۰-۱۱۱ ج۳ باب الأولياء والأكفاء مطبوعه الماجديه كوئٹه، مجمع الأنهر ص۴۹۰ ج۱ باب الأولياء والأكفاء مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[2] وللولی إنكاح الصغير والصغيرة جبراً ولو ثيباً ولزم النكاح، الدر المختار زكريا ص۱۷۰ ج۴ باب الولی، الدر المنتقی ص۴۹۴ ج۱ باب الأولياء والاكفاء مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، بحر ص۱۲۰ ج۳ باب الاولياء والاكفاء، مطبوعه الماجديه كوئٹه.

نکاح ہرگز درست نہیں ہوا[۱] برادری کو اس وقت لازم تھا کہ اس دوسرے نکاح کی پوری مخالفت کرتی، اب وہاں سے علیحدہ کر کے پہلی جگہ دونوں کو بھجوادیا یہ ٹھیک کیا۔ سب کو اپنی اپنی غلط حرکت پر توبہ واستغفار لازم ہے[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۴/۱۲/۱۳۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

چچا کے کئے ہوئے نکاح میں خیارِ بلوغ

سوال:- امام الدین نے اپنی نابالغہ بھتیجی کا نکاح گل احمد کے ساتھ کر دیا۔ اس وقت منکوحہ کی عمر ساڑھے گیارہ سال کی تھی۔ اب جب کہ وہ ۲۱/سال کی ہے تو اس نے تنسیخ نکاح کا دعویٰ دائر کر دیا ہے کہ چچا کا نکاح کردہ چونکہ میری مرضی کے خلاف ہے۔ لہٰذا عدالت خیارِ بلوغ کے دفعہ کے تحت مجھے دوسری جگہ نکاح کی اجازت دے اور پہلے نکاح کو کالعدم قرار دیدے۔

لڑکی نے عدالت میں دعویٰ دائر کرنے سے پہلے کسی اجلاس یا شریعت یا قاضی کے سامنے کوئی درخواست وغیرہ نہیں دی ہے اور بلوغت کی حالت میں ۲۱/سال تک جتنا عرصہ گذرا ہے بالکل خاموش رہی ہے۔ کیا یہ نکاح مذکورہ صورت میں قابلِ فسخ ہے یا نہیں؟

---

[۱] لایجوز للرجل أن یتزوج زوجة غیرہ وکذلک المعتدۃ الھندیة ص۲۸۰ ج۱ القسم السادس المحرمات التی یتعلق بھا حق الغیر، تاتارخانیه ص۴ ج۳ کتاب النکاح الفصل الثامن فی بیان ما یجوز من الانکحة وما لا یجوز مطبوعه کراچی، زیلعی ص۱۰۱ ج۲ فصل فی المحرمات مطبوعه امدادیه ملتان.

[۲] واتفقوا علی أن التوبة من جمیع المعاصی واجبة وانھا واجبة علی الفور، روح المعانی ص۲۳۶ ج۱۵ الجزء الثامن والعشرون، سورۂ تحریم آیت ۸، مطبوعه دار الفکر بیروت، نووی علی المسلم ص۳۵۴ ج۲ کتاب التوبة مطبوعه رشیدیه دھلی، المفھم شرح المسلم ص۲۷ ج۷ کتاب الاذکار، باب تجدید الاستغفار، مطبوعه دار صادر بیروت.

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر یتیمہ کا دادا یا بھائی موجود نہیں تو چچا کو ولایت نکاح حاصل تھی[1] چچا نے جو نکاح کیا وہ منعقد ہوگیا۔ یتیمہ کو خیارِ بلوغ حاصل تھا۔ اگر وہ آثارِ بلوغ ظاہر ہوتے ہی فوراً اس نکاح سے ناراضگی ظاہر کر کے اس پر گواہ بنالیتی تو اس کو بذریعۂ عدالت مسلمہ اس نکاح کو فسخ کرانے کا حق ہوتا۔ لیکن اگر اس نے بالغہ ہونے پر خاموشی اختیار کی، نکاح کو رد اور نامنظور نہیں کیا تو وہ نکاح پختہ اور لازم ہوگیا اور فسخ کرانے کا حق ختم اور کالعدم ہوگیا۔ اب اس کو چاہئے کہ اسی شوہر کے مکان پر آباد ہو[2] بلوغ کی علامت حیض ہے یا پھر پوری پندرہ سال کی عمر پوری ہونے پر بلوغ کا حکم ہوجاتا ہے[3] فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۲/۱/ ۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین دارالعلوم دیوبند

شوہر کی بداخلاقی کی وجہ سے نابالغہ کو خیارِ بلوغ

سوال:- محمد شفیع ومساۃ عنایت بی کا نکاح بوجہ ان کی نابالغیت کے ان کے ولیوں نے اپنی اجازت سے تقریباً بارہ برس کا عرصہ ہوتا ہے کردیا تھا۔ وقت نکاح محمد شفیع کی عمر آٹھ سال اور مساۃ

---

[1] ثم يقدم الأب ثم ابوه ثم الأخ الشقيق الى قوله ثم العم الشقيق، شامی زکریا ص ۱۹۲ ج ۴ باب الولي، قبيل مطلب لا يصح تولية الصغير الخ، المحيط ص ۵۵ ج ۴ الفصل التاسع فی معرفة الأولياء مطبوعه ڈابھیل، تاتارخانية ص ۱۹ ج ۳ الفصل الحادی عشر فی معرفة الأولياء مطبوعه کراچی.

[2] إذا بلغت وهی عالمة بالنكاح أو علمت به بعد بلوغها فلابد من الفسخ فی حال البلوغ أو العلم فلو سكتت ولو قليلا بطل خيارها شامی کراچی ص ۷۴ ج ۳ مطلب فی فرق النكاح (باب الولی)، باب الأولياء والأكفاء مطبوعه الماجديه کوئٹه، المحيط ص ۵۸ ج ۴ الفصل التاسع فی معرفة الأولياء مطبوعه ڈابھیل.

[3] والجارية بالاحتلام والحيض والحبل فان لم يوجد فيهما شیء فحتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنة به يفتى، شامی زکریا ص ۲۲۶ ج ۹ كتاب الحجر، فصل بلوغ الغلام بالاحتلام، هداية ص ۳۵۷ ج ۴ فصل فی حد البلوغ مطبوعه ديوبند، مجمع الأنهر ص ۲۰ ج ۱ كتاب الحجر، بيروت.

کی عمر چار سال تھی۔ لیکن چونکہ محمد شفیع کی اخلاقی حالت اس قسم کی ہوگئی ہے جو شریعت کے بالکل متضاد ہے۔ مثلاً ڈاڑھی منڈانا، شراب پینا، نماز کا بالکلیہ نہ پڑھنا وغیرہ، گویا کہ محمد شفیع کا چال چلن نہایت خراب ہے، جس کی وجہ سے مسماۃ عنایت بی کو اپنی جان وایمان وعصمت کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے، بلکہ یقین ہے۔ بایں وجہ مسماۃ عنایت بی محمد شفیع کے یہاں جانا ہی نہیں چاہتی، بلکہ اگر اس کو زبردستی بھیج بھی دیا جائے تو اس کا خودکشی کر لینا یقینی ہے اور مسماۃ عنایت بی نکاح کے وقت سے اس وقت تک غیر مدخول بہا ہے کیونکہ محمد شفیع کے یہاں اب تک نہ گئی ہے اور نہ خلوت صحیحہ ثابت ہوئی لہٰذا دریافت طلب امر یہ ہے کہ شرع شریف میں مسئلہ مذکورہ کے لئے ایسی کوئی صورت ہوسکتی ہے کہ مسماۃ عنایت بی و محمد شفیع کے درمیان تفریق کردی جائے، جب کہ محمد شفیع نہ طلاق کے لئے رضامند ہے اور نہ خلع کرنے کے لئے۔ بینوا توجروا

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر نکاح مسماۃ بی کے باپ یا دادا نے کیا ہے تب تو وہ فسخ نہیں ہوسکتا بلکہ وہ لازم ہو چکا ہے۔ اب جب تک محمد شفیع طلاق نہ دے دوسری جگہ ہرگز ہرگز نکاح جائز نہیں، یا اس کے یہاں جائے یا اس سے طلاق حاصل کرے خواہ سمجھا کر یا لالچ دلا کر یا ڈرا کر جس صورت سے بھی ہو، یا خلع کرے اور کوئی صورت نہیں، اگر باپ دادا کے علاوہ کسی اور نے نکاح کیا ہے تو اس میں خیارِ بلوغ حاصل ہے۔ وہ یہ ہے کہ اگر آثارِ بلوغ ظاہر ہوتے ہی فوراً اس نکاح سے عدمِ رضا کا کم از کم دو گواہوں کے سامنے اظہار کر دیا ہے تو حاکم مسلم با اختیار کی عدالت میں مقدمہ پیش کر کے اپنا نکاح فسخ کرالے۔ **للصغير والصغيرة اذا بلغا وقد زوجا ان يفسخا عقد النكاح الصادر من ولي غير اب ولا جد بشرط قضاء القاضي بالفرقة بخلاف ما اذا زوجهما الاب والجد فانه لا خيار لهما بعد بلوغهما.** بحر[1] ص ۱۲۰ ج ۳. فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۶؍۲؍ ۶۰ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

(حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

علامات بلوغ

سوال:-شرع میں بالغ ہونے کی کیا علامتیں مانی گئی ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

لڑکے میں بلوغ کی علامتیں تین ہیں۔ احتلام، انزال، احبال اور لڑکی میں بھی تین ہیں۔ حیض، احتلام، حبل۔

اگر ان علامات میں سے کوئی علامت نہ پائی جائے تو ہر دو کو پندرہ سال پورے ہونے پر بقول مفتیٰ بہ بالغ کہا جائے گا کذا فی تبیین[1] الحقائق ص۲۰۳۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۵/۵/ ۵۵ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف ۶ / جمادی الاول ۵۵ھ

علامتِ بلوغ اور اجازتِ نکاح

نابالغہ کا نکاح جس کی عمر بارہ تیرہ برس ہو، ہوسکتا ہے یا نہیں؟ اور یہ عمر سن بلوغ ہے یا نہیں؟

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) [1] (باب الأولیاء والاکفاء) مطبوعه کوئٹه پاکستان، شامی کراچی ص۶۷-۶۹ باب الوی، النهر الفائق ص۲۰۹ ج۲ باب الأولیاء والأکفاء، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

(صفحہ ہٰذا) [1] بلوغ الغلام بالإحتلاوالاحبال والإنزال والافحتی یتم له ثمانی عشرة سنة والجاریة بالحیض والاحتلام والحبل والافحتی یتم لها سبع عشرة سنة ویفتی بالبلوغ فیهما بخمس عشرة سنة زیلعی ص۲۰۳ ج۵ فصل فی البلوغ، کتاب الحجر، مطبوعه امدادیه ملتان، در مختار مع الشامی زکریا ص۲۲۵ ج۹ کتاب الحجر فصل بلوغ الغلام بالاحتلام الخ، بحر ص۸۴ ج۸ کتاب الحجر، فصل فی حد البلوغ، مطبوعه الماجدیه کوئٹه، مجمع الأنهر ص۶۰ ج۴ کتاب الحجر فصل فی احکام البلوغ، دار الکتب العلمیة بیروت، هدایه ۳۵۷ ج۴ کتاب الحجر، فصل فی حد البلوغ مطبوعه تهانوی دیوبند.

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر اس عمر میں اس کو حیض آنا شروع ہوگیا تو وہ بالغہ ہے[۱] اور خود اس کی اجازت سے اس کا نکاح درست ہے[۲] اگر غیر خاندان میں کیا جاوے تو ولی کی اجازت بھی ضروری ہے[۳] اگر ابھی اس کو حیض آنا شروع نہیں ہوا تو وہ نابالغہ ہے، ولی کی اجازت سے اس کا نکاح درست ہے۔ تنہا اس لڑکی کی اجازت پر نکاح کرنے سے ولی کی اجازت پر موقوف رہے گی[۴] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۱۲/۲/ ۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دار العلوم دیوبند

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید نائب مفتی دار العلوم دیوبند

مدت بلوغ

سوال:-شرع شریف میں نابالغ کس عمر تک خیال کیا جاتا ہے؟

---

[۱] والجارية بالاحتلام والحيض والحبل فان لم يوجد فيهما شئ فحتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنة به يفتى وادنى مدته له اثنتا عشرة ولها تسع سنين، الدر المختار على الشامي زكريا ص۲۲٦ ج۹ كتاب الحجر، فصل بلوغ الغلام بالاحتلام، البحر الرائق ص۸۴ ج۸ كتاب الحجر فصل فى حد البلوغ، مطبوعه الماجديه كوئٹه، سكب الانهر ص۶۰ ج۴ كتاب الحجر، فصل فى احكام البلوغ، دار الكتب العلمية بيروت.

[۲] ولا تجبر البالغة البكر على النكاح لانقطاع الولاية بالبلوغ، الدر المختار زكريا ص۱۵۹ ج۴ باب الولى عنايه على فتح القدير ص۲۶۰ ج۳ باب الأولياء والأكفاء، مطبوعه دار الفكر بيروت، بحر ص۱۱۰ ج۳ باب الأولياء والأكفاء مطبوعه الماجديه كوئٹه.

[۳] وله اى للولى إذا كان عصبة الاعتراض فى غير الكفء، الدر المختار زكريا ص۱۵٦ ج۴ باب الولى، هدايه مع فتح القدير ص۲۵۸ ج۳ باب الأولياء الخ، مطبوعه دار الفكر بيروت، بحر ص۱۱۰ ج۳ باب الأولياء الخ مطبوعه الماجديه كوئٹه.

[۴] وهو أى الولى شرط صحة نكاح صغير ومجنون ورقيق، الدر المختار زكريا ص۱۵۵ ج۴ باب الولى، البحر الرائق ص۱۱۸ ج۳ باب الأولياء والأكفاء مطبوعه الماجديه كوئٹه وإذا زوجت الصغيرة نفسها فاجاز الولى الاخ جاز الخ عالمگيرى كوئٹه ص۲۸٦ ج۱ الباب الرابع فى الاولياء.

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر علامات بلوغ احتلام وانزال وغیرہ متحقق نہ ہوں تو پندرہ سال کا لڑکا شرعاً بالغ شمار ہوگا۔

فان لم یوجد فیهما شیئٌ منها فحتیٰ یتم لکل منهما خمس عشرةسنة وبه یفتیٰ درمختار[1] ص ۱۹۹ ج ۲ ۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۷/۱/ ۵۴ھ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۸/محرم الحرام ۷/ ۵۴ھ

حد بلوغ

سوال: - لڑکا کتنے سال پر بالغ ہوجاتا ہے اور موئے زیرناف اور ڈاڑھی مونچھ آنا علامت بلوغ ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

ڈاڑھی مونچھ موئے زیرناف علامت بلوغ نہیں۔ بلکہ انزال، احتلام، احبال علامت بلوغ ہیں۔ اگر یہ علامات ظاہر نہ ہوں تو پندرہ سال پورے ہونے پر بلوغ کا حکم دیا جائے گا۔[2]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲/۹/ ۹۴ھ

---

[1] الدرالمختار نعمانية ص۹۷ ج۳ فصل بلوغ الغلام (كتاب الحجر)، هداية ص۳۵۷ ج۴ كتاب الحجر فصل فى حد البلوغ، مطبوعه تهانوى ديوبند، مجمع الأنهر ص۶۰ ج۴ كتاب الحجر، فصل فى احكام البلوغ، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[2] فصل، بلوغ الغلام بالإحتلام والاحبال والإنزال......فإن لم يوجد فيهما شئى فحتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنة به يفتى الدرالمختار ص۹۷ ج۵ كتاب الحجر مكتبة نعمانية ومطبوعه زكريا ص۲۲۵ ج۹، زيلعى ص۲۰۳ ج۵ فصل فى البلوغ، مطبوعه امداديه ملتان، مجمع الأنهر ص۶۰ ج۴ كتاب الحجر، فصل فى احكام البلوغ، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

حد بلوغ

سوال:- مسلمانوں میں لڑکا اور لڑکی کس عمر میں بالغ سمجھے جاتے ہیں عمر معصومیت کب ختم ہوتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

پندرہ سال پورے ہونے پر لڑکا اور لڑکی دونوں کے لئے بلوغ کا حکم شرعاً کردیا جائیگا اگر اس سے پہلے علامت بلوغ ظاہر ہوجائیں تو اسی وقت سے بلوغ کا حکم کردیا جائیگا پندرہ سال پورے ہوں یا نہ ہوں لڑکی میں عامۃً نو سال سے پہلے اور لڑکے میں عامۃً بارہ سال سے پہلے علاماتِ بلوغ ظاہر نہیں ہوتیں[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۷/۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

حد بلوغ

سوال:- زید کہتا ہے کہ بارہ سال کا لڑکا بالغ ہوجاتا ہے۔ شرعاً اس کا قول صحیح ہے یا نہیں۔ حکم شرعی اس بارے میں کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

لڑکے کے بلوغ کی ادنیٰ مدت بارہ سال ہے بس اگر بارہ سال کا لڑکا کہے کہ میں بالغ ہوں

---

[1] فإن لم يوجد فيهما شيئ فحتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنة به يفتى لقصر أعمار أهل زماننا وأدنى مدته له اثنتا عشرة سنة ولها تسع سنين هوالمختار الدرالمختار نعمانية ص۹۷ ج۵ ومطبوعه زكريا ص۲۲۵ ج۹ (كتاب الحجر) (فصل بلوغ الغلام)، سكب الأنهر على مجمع الأنهر ص۶۰ ج۴ كتاب الحجر، فصل فى حد البلوغ، دار الكتب العلمية بيروت، البحر الرائق ص۸۴ ج۸ كتاب الحجر، فصل فى حد البلوغ، مطبوعه الماجديه كوئٹه.

شرعاً اس کا قول معتبر ہے اگر لڑکا نہ کہے نیز کوئی علامت بھی اس میں ظاہر نہ ہو تو پندرہ سال پورا ہونے پر اس کو بالغ کہہ دیا جائے گا۔ کذا فی الدر المختار[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۵/۳/۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف

[1] فإن لم يوجد فيهما شيئ فحتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنة به يفتى الدرالمختار نعمانية ص۹۷ ج۵ فصل بلوغ الغلام (كتاب الحجر) ومطبوعه زكريا ص۲۲۵ ج۹، عالمگيرى كوئٹه ص۶۱ ج۵ كتاب الحجر، الفصل الثانى فى معرفة حد البلوغ، تبيين الحقائق ص۲۰۳ ج۵ كتاب الحجر، فصل فى البلوغ، مطبوعه امداديه ملتان.

فصل چهارم:- وکالت نکاح کا بیان

نکاح میں شخص واحد کا اصیل اور وکیل ہونا

سوال:- رشید کی عمر ۵۰/ سال اور انیسن خاتون بیوہ کی عمر تقریباً ۴۵/ سال ہے شوہر کے انتقال کو تقریباً ۲۰/ سال ہوگئے۔ رشید نے انیسن سے نکاح کرنے کو کہا وہ راضی ہوگئی اور کہا کہ نکاح تم کرلو۔ زید نے نکاح پڑھایا۔ نکاح پڑھانے والا اور وکیل نمازی نہیں۔ عمر بحیثیت گواہ ہے وہ بھی نمازی نہیں۔ نکاح انیسن کی عدمِ موجودگی میں ہوا۔ بعد میں رشید نے انیسن سے کہا کہ تمہارے کہنے کے مطابق ہم نے نکاح کرلیا ہے اور انیسن نے بھی قبول کرلیا تو کیا یہ نکاح جائز ہوا؟ کیا اس کو بیع فضولی پر قیاس کر سکتے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

جب کہ انیسن نے رشید کو نکاح کی اجازت دیدی کہ تم نکاح کرلو تو رشید اسکی طرف سے وکیل اور اپنی طرف سے اصیل ہوگیا، زید اور عمر دونوں گواہ ہوگئے، جب رشید نے ان دونوں کے سامنے انیسن کو قبول کرلیا تو یہ نکاح منعقد ہوگیا[1] نفسِ توکیل بھی کافی تھی، نکاح میں شخص واحد اصیل اور وکیل ہوسکتا ہے، پھر انیسن نے اسکی تنفیذ بھی کردی تو بالکل ہی بلاتردد لازم ونافذ ہوگیا۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

وکالت نامۂ نکاح

سوال:- (نقل وکالت نامہ) دفتر قضاء ت شریعت حیدرآباد آندھرا پردیش میں

---

[1] ویتولی طرفی النکاح واحد...... أو اصیلاً من جانب ووکیلاً أو ولیاً من أخر شامی کراچی ص۹۶ ج۳ باب الکفاء ة، مطلب فی الوکیل والفضولی فی النکاح، النهر الفائق ص۲۲۵ ج۲ باب الاولیاء والاکفاء، فصل فی الوکالة، طبع مکة مکرمة، بحر کراچی ص۱۳۶ ج۳ باب الاولیاء والاکفاء، فصل لابن العم ان یزوج بنت عمه الخ.

سردار حامد حسین خاں شاکر ولد میر منور علی خاں صاحب عمر ۲۷/سال پیشہ طالب علم ساکن بالٹی مور میاری لمیٹیڈ اسٹیٹ امریکہ بثبات عقل وہوش وحواس بلا جبر واکراہ برضا ورغبت خود لکھ دیتا ہوں، اس بات پر کہ میں بعض مجبوریوں کی بناء پر حیدرآباد حاضر نہیں ہوسکتا اور اس لئے اپنے جانب سے اپنے حقیقی والد میر منور علی خاں صاحب ابن میر غلام محمد خاں صاحب مرحوم کو ولی مقرر کرتا ہوں تاکہ وہ میرے غیاب میں مراسم عقد انجام دے سکیں۔ میرا عقد مسماۃ ثریا نفیس بنت محمد رفیع الدین صاحب مرحوم سے بمعاوضہ گیارہ ہزار سکہ ہند مہر مؤجل طے پایا ہے اور میرے غیاب میں سارے مراسم تکمیل میرے والد انجام دیں گے جو میرے لئے منظور وقبول ہے۔ لہٰذا یہ چند کلمے بطور امانت نامہ کے لکھ دیئے ہیں، تاکہ آئندہ سند رہے۔ اور وقت ضرورت کام آئے سردار حامد حسین خاں۔

دستخط سالم محبوب

مذکورہ وکالت نامہ یا اجازت نامہ میں حسب ذیل امور قابل غور ہیں۔

(۱) وکالت نامہ یا اجازت نامہ حکومت امریکہ کا مصدقہ نہیں ہے۔

(۲) عاقد نے اجازت نامہ کے ذریعہ زر مہر سکہ ہند میں قبول کیا ہے۔ برخلاف اس کے نکاح نامہ میں عاقد کی مرضی کے خلاف سکۂ رائج الوقت لکھا گیا۔

(۳) عقد نکاح کی اہم شرط دو گواہوں کے روبرو ایجاب وقبول لازمی ہے۔ عاقد نے ایک مرد گواہ اور ایک عورت گواہ سے مواجہ میں مہر وعاقدہ کو قبول کیا ہے، حالانکہ احکامِ ربانی کی رو سے ایک مرد اور عورت گواہان کی موجودگی میں قبولیت لازمی تھی۔ براہِ کرم شریعت کے احکام کی روشنی میں فتویٰ دیا جائے کہ یہ عقد نکاح شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

(۴) عاقدہ بغیر کسی کارروائی کے نکاح ثانی کرسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

وکالت نامہ کے لئے کسی حکومت کا مصدقہ ہونا ضروری نہیں، صرف اتنا کافی ہے۔ سردار حامد

حسین خاں شاکر صاحب کو اس سے انکار نہ ہو۔ نکاح ہندوستان میں ہوا وہیں پر سکہ رائج الوقت لکھا گیا۔ اس لئے کوئی فرق نہیں ہوا وکالت نامہ پر جو گواہ ہیں وہ عقدِ نکاح کے گواہ نہیں بلکہ وکالت کے گواہ ہیں۔ نفس وکالت کے لئے گواہوں کا ہونا شرط بھی نہیں[1] نکاح کے گواہ وہ ہیں جن کی موجودگی میں میر منور علی خاں نے ایجاب وقبول کیا اور قاری النکاح سید محبوب حسین نے جب ان سے قبول کرایا دو گواہوں کے نام سوال میں بھی درج ہیں (۱) محمد رئیس الدین صاحب (۲) احمد محی الدین صاحب ان کی موجودگی میں نکاح پڑھا گیا لہٰذا

(۱) یہ عقدِ نکاح شرعاً جائز ہو گیا[2]

(۲) عاقدہ کا نکاح موجودہ حالت میں کسی دوسری جگہ نہیں ہو سکتا جب تک شوہر سے طلاق حاصل نہ کی جائے یا شرعی قاعدہ سے تفریق نہ کرائی جائے[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

توکیل نکاح کے لئے شہادت ضروری نہیں

سوال:- کسی اجتماع میں ایک لڑکی کا ولی آ کر مقرر سے کہتا ہے کہ میری لڑکی کا نکاح اس شخص سے اتنے مہر پر کر دیجئے۔ سینکڑوں ہزاروں کے مجمع میں واعظ صاحب لڑکے سے خطبۂ

---

[1] ولا يشترط الاشهاد على التوكيل البحر الرائق كوئٹه ص ۸۹ ج۳ كتاب النكاح، شامی کراچی ص ۲۱ ج۳ كتاب النكاح، قبيل مطلب الخصاف كبير فی العلم، عالمگیری دار الكتاب ص ۲۹۴ ج ۱، الباب السادس فی الوكالة بالنكاح.

[2] وينعقد متلبساً بايجاب وقبول ...... وشرط حضور شاهدين حرين او حر وحرتين الدر على الرد ص ۲۲ ج۳ كتاب النكاح، مجمع الأنهر ص۴۶۷، ۴۷۲ ج ۱ كتاب النكاح، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، تبيين الحقائق ص ۹۸ ج ۲ كتاب النكاح، مطبوعه امداديه ملتان.

[3] لا يجوز للرجل أن يتزوج زوجة غيره وكذالک المعتدة كذا فی السراج الوهاج الهندية ص ۲۸۰ ج ۱ القسم السادس، المحرمات التی تتعلق بها حق الغير، شامی زكريا ص ۲۷۴ ج۴ باب المهر، مطلب فی النكاح الفاسد، قاضيخان على الهندية كوئٹه ص ۳۶۶ ج ۱ باب فی المحرمات.

مسنونہ کے بعد کہتے ہیں بآ واز بلند فلانہ بنت فلاں کا نکاح میں نے تم سے پانچ ہزار مہر پر کیا۔ تم نے اس کو اپنے نکاح میں قبول کیا۔ لڑکا اقرار کرتا ہے کہ میں نے اس کو اپنے نکاح میں قبول کیا۔ ہزاروں کا مجمع اس ایجاب وقبول کو سنتا ہے۔ کیا اس قدر ایجاب وقبول کافی ہے اور بغیر کراہت کے جائز ہے۔ یا ناکح کا ولی سے یہ پوچھنا کہ تم نے لڑکی سے اجازت لی کہ نہیں اور اس کی شرعی اجازت کے گواہ کون کون ہیں اور ان گواہوں سے بھی پوچھا جائے کہ کیا تمہارے سامنے لڑکی نے اجازت دی ہے۔ کیا گواہوں کی اس گواہی کے بغیر نکاح نہ ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر ولی نے لڑکی سے بالغہ ہونے کی حالت میں نکاح کی اجازت لی ہے اور اس نے اجازت دیدی یا سکوت کیا۔ پھر ولی نے ایجاب وقبول کے لئے اپنی طرف سے مقرر صاحب کو وکیل بنادیا اور وکیل نے ایجاب وقبول کرادیا جس کے گواہ موجود ہیں تو یہ نکاح درست ہوگیا۔ اگر ولی نے پہلے اجازت نہیں لی اور نکاح کے بعد لڑکی کو خبر کردی لڑکی نے اس کو نامنظور نہیں کیا تب بھی نکاح صحیح ہوگیا۔ ولی جب لڑکی سے اجازت لے تو اس کے لئے گواہوں کی ضرورت نہیں۔ نہ وکیل کے لئے اس کو دریافت کرنا ضروری ہے کہ تم نے کس کے سامنے اجازت لی گواہ لاؤ۔ کذا فی ردالمحتار اما الشھادۃ علی التوکیل بالنکاح فلیست بشرط لصحتہ ص ۲۷۲ ج ۲ شامی[1]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۱۵/۷/۱۴۰۶ھ

کیا قادیانی نکاح کا وکیل ہوسکتا ہے؟

سوال:- ہمارے اطراف میں نکاح کی مجلس اس طرح منعقد ہوتی ہے کہ لڑکی کا باپ یا چچا

[1]......شامی کراچی ص ۲۱ ج ۳ کتاب النکاح، قبیل مطلب الخصاف کبیر فی العلم الخ البحر الرائق ص ۸۸ ج ۳ کتاب النکاح، مطبوعہ الماجدیہ کوئٹہ، عالمگیری ص ۲۹۴ ج ۱ الباب السادس فی الوکالۃ بالنکاح الخ، مطبوعہ کوئٹہ.

نانا وغیرہ میں سے کوئی ایک دو گواہوں کو لیکر لڑکی کے پاس جاتا ہے اور لڑکی سے یوں کہتا ہے کہ میں تمہارا وکیل بن کر فلاں کا لڑکا فلاں سے مبلغ اتنے مہر میں ان دو گواہوں کے روبرو نکاح کر دوں۔ جب لڑکی ہاں کہہ دیتی ہے تو یہ وکیل اور دونوں گواہ مجلس میں آتے ہیں بعدۂ محلّہ کا پیش امام خطبۂ نکاح پڑھتا ہے اور وکیل سے کہتا ہے یوں کہو میں نے اپنی وکالت سے فلاں کی لڑکی فلانہ کو مبلغ اتنے مہر میں ان دو گواہوں اور حاضرین مجلس کے سامنے تمہارے عقد میں دیا، تم نے قبول کیا۔ تو وہ لڑکا کہتا ہے کہ میں نے قبول کیا۔ صورتِ بالا پیش نظر رکھتے ہوئے اگر لڑکی کا نانا قادیانی مذہب کا ہے، وہ وکالت کرتا ہے اور دونوں گواہ مسلمان اہل سنت والجماعت ہیں وہ قادیانی ایجاب وقبول کرتا ہے تو ایسی صورت میں نکاح ہو گیا یا نہیں؟ واضح ہو کہ بہشتی زیور میں ہے کہ کوئی کافر کسی مسلمان کا ولی نہیں بن سکتا ہے؟ لہٰذا برائے مہربانی اس صورت پر نظر فرما کر جواب سے مطلع فرماویں۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

ولی اور وکیل میں فرق ہے نکاح میں وکیل کا کام صرف الفاظ کی تعبیر تک رہتا ہے[۱] اصل ایجاب وقبول زوجین کا ہوتا ہے بیان کردہ صورت میں نکاح منعقد ہو گیا، قادیانی کی وکالت بیکار گئی۔ اگر لڑکی کی طرف سے اصالۃً یا وکالۃً یا دلالۃً کسی کا ایجاب نہ بھی تسلیم کیا جاوے تب بھی اس نکاح پر لڑکی کا راضی ہونا اور اس کے لوازمات کو بجالانا یہ اجازت فعلی ہے جو کہ شرعاً معتبر ہے[۲]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دار العلوم دیوبند

---

[۱] ان الوكيل فى النكاح سفير ومعبر ينقل عبارة الموكل فإذا كان الموكل حاضراً كان مباشرا لأن العبارة تنتقل إليه شامى كراچى ص۲۴ ج۳ مطلب فى عطف الخاص على العام (كتاب النكاح)، زيلعى ص۱۰۰ ج۲ كتاب النكاح، قبيل فصل فى المحرمات، مطبوعه امداديه ملتان، بحر كوئٹه ص۹۱ ج۳ كتاب النكاح، فتح القدير ص۲۰۶ ج۳ كتاب النكاح، دار الفكر بيروت.

[۲] ومن الرضا دلالة فى جانبها وتمكينه من الوطء وطلب الواجب من النفقة الخ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

قادیانی کی وکالت سے نکاح

سوال:- ایک شخص اہل سنت والجماعت میں سے ہے، اس نے اپنی لڑکی کا نکاح بھی اہل سنت والجماعت میں کیا۔ لیکن اپنی لڑکی کے نکاح کا وکیل ایک قادیانی کو بنادیا۔ دریافت طلب یہ ہے کہ اس قادیانی کی وکالت بالنکاح صحیح ہے یانہیں؟ بصورت ثانی نکاح درست ہے یانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً!

اگرلڑکی نابالغہ تھی اورمجلس عقد میں اس کا باپ موجود ہے، اس کی موجودگی میں قادیانی نے ایجاب وقبول کرایا تو عاقد باپ ہی کوقرار دیا جائے گا اورقادیانی کی وکالت بیکار ہے اورنکاح صحیح ہوگیا اوراگرلڑکی بالغہ تھی اورلڑکی کی رضامندی سے عقد کرایا تو بھی نکاح ہوگیا[۱]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودغفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۵/ ۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۵/ ۸۸ھ

لڑکی کا لڑکے کو وکیل نکاح بنانا

سوال:- (۱) ہندہ زید کو جوکہ عاقلہ بالغہ ہے۔ یہ الفاظ کہتی ہے۔ کہ میں مسماۃ فلانی بعمر ۱۶/ سال بالغہ تم مسمیٰ فلاں کو اجازت اپنی رضا وخوشی سے دیتی ہوں کہ روبرو گواہان میرا نکاح اپنے

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ) شامی کراچی ص۷۵ ج۳ باب الولی، مطلب فی فرق النکاح، مجمع الأنهر ص۴۹۲ ج۱ باب الأولیاء والأکفاء مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

(صفحہ ہذا) [۱] امر رجلان ان یتزوج صغیرته فزوجها عند رجل وامرأتین والاب حاضر صح لأن یجعل عاقداً حکما ولو زوج بنته البالغة بمحضر شاهد واحد جاز ان کانت حاضرة لأنها تجعل عاقدة وإن لم تکن حاضرة لا یکون العقد نافذاً بل موقوفاً علی اجازتها الخ شامی کراچی ص۲۴، ۲۵ ج۳ کتاب النکاح، مطلب فی عطف الخاص علی العام، فتح القدیر ص۲۰۶ ج۳ کتاب النکاح، مطبوعه دار الفکر بیروت، بحر کوئٹه ص۹۱ ج۳ کتاب النکاح.

ساتھ کرلو۔ زید نے بعنیہ یہی الفاظ کاغذ پر تحریر کئے ہندہ نے جو کہ کتب بہشتی زیور وغیرہ کی تعلیم یافتہ ہے۔ پڑھ کر دستخط کردیئے اور ایک پرچہ میں زید نے یہ الفاظ تحریر کئے کہ مسماۃ فلانی دختر فلاں سکنہ فلاں کیا تم کو منظور ہے کہ میں مسمیٰ فلاں بن فلاں سکنہ فلاں تیرا نکاح بعوض اتنے روپیہ مہر پر اپنے ساتھ روبرو گواہاں کرلوں۔ تو ہندہ نے یہ الفاظ تحریر کئے۔

۷۸۶

میں دل سے راضی ہوں۔ فلانی بقلم خود

اس کے بعد زید نے ہندہ کے والد والدہ ودادا کے نام سے واقف اور ہندہ کے والد کے ملنے والے عاقل بالغ مردوں کے روبرو ہندہ کے زبانی کہے ہوئے الفاظ سنائے اور تحریر میں بھی دکھائے شاہدوں نے خود پڑھا بعدہ زید نے کہا کہ میں نے تمہارے روبرو فلانی بنت فلان کا نکاح اپنے ساتھ کیا اور قبول کیا یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں؟

توکیل واجازت نکاح کے بعد دستخط سے مکر جانا

سوال: - (۲) اسی ہندہ نے ۲رشوال ۶۲ھ۱۳ کی شب کو انھیں دو شاہدوں کے روبرو رجسٹر نکاح خوانی سرکاری پر انگوٹھا اپنی رضا سے لگادیا۔ بعد ازاں جب ورثاء ہندہ کو واقعہ معلوم ہوتا ہے۔ تو حلفیہ بیان کرتی ہے کہ نہ میرا انگوٹھا ہے نہ کسی کاغذ پر دستخط کئے ہیں اور نہ نکاح کی اجازت دی ہے تو کیا اس صورت میں اس کا انکار عندالاحناف معتبر ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب حامداً ومصلیاً!

(۱) یہ نکاح شرعاً صحیح ہوگا بشرطیکہ زید ہندہ کا کفو ہو اور نکاح مہر مثل پر ہوا ہو[۱]

[۱] (قوله فى غير الكفء) أى فى تزويجها نفسها من غير الكف ء وكذا له الاعتراض فى تزويجها نفسها بأقل من مهر مثلها حتى يتم مهر المثل أو يفرق القاضى، شامى كراچى ص ۵۶ ج ۳ باب الولى، تاتارخانية كراچى ص ۱۳ ج ۳ الفصل الحادى عشر فى معرفة الأولياء، مسألة النكاح بغير الولى، المحيط ص ۱۲ ج ۳ الفصل التاسع فى معرفة الأولياء، مطبوعه ڈابھیل.

(۲) جب شرعی گواہ موجود ہیں کہ ہندہ نے ہمارے سامنے رجسٹر نکاح خوانی پر دستخط کئے اور اس نکاح پر رضامندی ظاہر کردی تو اب اس کا انکار شرعاً معتبر نہیں۔

امرأة وكلت رجلا بان يزوجها من نفسه فقال زوجت فلانةمن نفسي يجوز وان لم تقل قبلت كذا في الخلاصه ص۲۹۵ ج۱[1] ينعقد النكاح بالكتاب كما ينعقد بالخطاب وصورته ان يكتب اليها يخطبها فاذا بلغها الكتاب احضرت الشهود وقرأت عليهم وقالت زوجت نفسي منه اوتقول ان فلانا كتب الي يخطبني فاشهدوا اني زوجت نفسي منه اما لولم تقل بحضرتهم سوى زوجت نفسي من فلان لاينعقد لان سماع الشطرين شرط صحة النكاح وباسماعهم الكتاب او التعبير عنه منها قد سمعوا الشطرين بخلاف ما اذا انتفيا قال في المصفىٰ هذا اى الخلاف اذا كان الكتاب بلفظ التزوج اما اذا كان بلفظ الامر كقوله زوجي نفسک مني لايشترط اعلامها الشهود بما في الكتاب لانها تتولىٰ طرفي العقد بحكم الوكالة. اھ ردالمحتار[2] ص۱۰۹ ج۲. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۳/۲/۶۳ھ

صحیح: عبداللطیف سہارنپور ۱۴/صفر ۶۳ھ

الجواب صحیح: سعید احمد مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۳/صفر ۶۳ھ

اجازت ودستخط کے بعد انکار

سوال:- ایک عاقلہ بالغہ عورت اپنے ایک رشتہ دار کو جس کو وہ چچا کہتی ہے کہ چچا جی میرا نکاح فلاں سے کرادو کیونکہ والدین کی طرف سے اس کے ساتھ میری نسبت کی ہوئی ہے اب غیر جگہ جہاں میں منظور نہیں کرتی بطمع زر کرنا چاہتے ہیں اس گفتگو کے تقریباً ۴-۳۰ گھنٹہ بعد مسماۃ

[1] عالمگیری ص۲۹۵ ج۱ الباب السادس في الوكالة بالنكاح الخ مطبوعه كوئٹه، خلاصة الفتاوىٰ ص۳۰ ج۲ الفصل الحادي عشر في الوكالة بالنكاح، مطبوعه لاهور، شامي كراچي ص۹۸ ج۳ باب الأكفاء.

[2] شامي كراچي ص۱۲ ج۳، كتاب النكاح، مطلب التزوج بارسال كتاب، المحيط البرهاني ص۸۳ ج۴ الفصل الثاني عشر في النكاح بالكتاب الخ، مطبوعه ڈابهيل، تاتارخانية ص۱۵۴ ج۳ الفصل الرابع عشر في النكاح بالكتاب الخ، مطبوعه كراچي،

کے منسوب جس کے ساتھ وہ جہاں نکاح رکھتی ہے وہ اس کے پاس جاتا ہے اور اس حالت میں کہ وہ دونوں ہیں اور کوئی نہیں مسماۃ اس کو کہتی ہے کہ میں بخوشی اجازت دیتی ہوں کہ روبرو دو گواہوں کے نکاح کرلو اور یہی الفاظ مرد تحریر کرتا ہے اور عورت دستخط کردیتی ہے اور ایک پرچہ پر تحریر کرتا ہے کہ فلانی کیا فلاں سے ۵۰/روپئے حق مہر میں منظور ہے تو روبرو دو گواہوں کے اپنے ساتھ نکاح کر لو جس کے نیچے وہ تحریر کرتی ہے۔ فلانی دل سے راضی ہوں۔ اس کے بعد مسماۃ کے چچا کو جس کو وہ چچا کہتی ہے اور ایک دوسرے شخص کے سامنے اس نے دونوں کاغذ دکھلا دئے اور کہا میں اپنا نکاح کرتا ہوں ۵۵/روپے بدمہر ہیں اور قبول کرتا ہوں۔ تینوں مسماۃ کے گھر چلے گئے اور ناکح نے اندراج رجسٹر کرلیا اور شاہدین نے پوچھا تو اس نے کہا ہاں میں نے اجازت دی ہے۔ مسماۃ نے نشان انگوٹھا لگا دیا اور شاہدین نے دستخط کردیئے مگر جب مسماۃ کے ورثاء کو علم ہوا تو اس نے انکار کردیا کہ میں نے ہرگز اجازت نہیں دی اور نہ دستخط کئے آیا یہ انکار معتبر ہے یا نہیں۔ ناکح شرعاً کیا کرسکتا ہے تھوڑی دیر کے بعد چچا اور دوسرے شخص نے پوچھا کہ نشان وغیرہ تم نے کیا؟ اس نے ہاں کہا۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

صورت مسئولہ میں جب کہ مسماۃ نے دو گواہوں کے سامنے اجازت ورضامندی کا اقرار کیا اور رجسٹر نکاح خوانی پر خود دستخط کئے ہیں تو شرعاً نکاح صحیح ہوگیا۔ اب انکار سے کچھ نہیں ہوتا[۱] البتہ وہ گواہ عادل نہ ہوں اور شرعاً مردود الشہادۃ ہوں تو ان کی گواہی سے قضاءً نکاح کا ثبوت نہیں ہوگا[۲]

---

[۱] ينعقد النكاح بالكتاب كما ينعقد بالخطاب وصورته ان يكتب اليها يخطبها فإذا بلغها الكتاب أحضرت الشهود وقرأته عليهم وقالت زوجت نفسى منه او تقول إن فلاناً كتب الى يخطبنى فاشهدوا انى زوجتب نفسى منه الخ شامى كراچى ص۱۲ ج۳ كتاب النكاح، مطلب التزوج بارسال الكتاب، المحيط البرهانى ص۸۳ج۴ الفصل الثانى عشر فى النكاح بالكتاب، مطبوعه ڈابھیل، تاتارخانية ص۵۴ ج۳ الفصل الرابع عشر الخ، مطبوعه كراچى.

[۲] ولو فاسقين اعلم ان النكاح له حكمان حكم الانعقاد وحكم الاظهار (بقیہ اگلے صفحہ پر)

اور مسماۃ کا انکار اس وقت معتبر ہوگا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۵/ جمادی الثانی ۶۳ھ

صحیح: عبد اللطیف غفرلہٗ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

سکران کی طرف سے اجازت نکاح

سوال:- زید ایک شرابی کبابی آدمی تھا۔ اس کے یہاں کچھ مساکین کو کھلانے کی تقریب میں کافی چہل پہل تھی۔ اس میں زید کے بھائی عمر نے زید کو بہلا پھسلا کر الگ تھلگ لے جا کر شراب پلائی۔ پھر عمر کے چند ساتھی اس جگہ آئے اور ایک پڑھے لکھے شخص کو لے کر آئے۔ زید پی کر مست تھا تو زید سے زید کی نابالغہ لڑکی ہندہ کے نکاح کی اجازت اپنے لڑکے بکر سے مانگی۔ زید نے اجازت دی یا نہیں دی بلکہ یوں ہی ہوگیا۔ ہوگیا کہا واللہ اعلم، اس جگہ جہاں عمر کے چند ساتھی آئے تھے نکاح پڑھا دیا گیا۔ نکاح کے بعد زید کو ہوش آیا اور معلوم ہوا کہ اس کی لڑکی ہندہ کا نکاح عمر کے لڑکے بکر کے ساتھ ہوگیا۔ زید یہ سنکر بھونچکا ہوگیا اور کہا مجھے کچھ معلوم نہیں میں نے کوئی اجازت دی یا نہیں؟ تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ نکاح شرعاً جائز ہوا یا نہیں زید نے صاف کہا اور کہتا چلا آرہا ہے کہ میں نے کوئی اجازت نہیں دی ہے۔ مجھے معلوم نہیں کیا کہلوایا گیا ہے۔

مذکورہ بالا منکوحہ غیر موطوءہ کا شوہر کافی عرصہ سے پاگل ہے۔ عام طور پر ننگا بند کمرہ میں رہتا ہے۔ تقریباً چار سال کی مدت اس طرح گذر گئی۔ اب طلاق دینے یا خلع کرنے کا حق اس کے

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) فالاول ما ذكره والثانى انما يكون عند التجاحد فلا يقبل فى الإظهار الا شهادة من تقبل شهادته فى سائرت الأحكام كما فى شرح الطحاوى فلذا نعقد بحضور الفاسقين والأعميين والمحدودين فى قذف وإن لم يتوبا وابنى العاقدين وإن لم يقبل أدائهم عند القاضى الخ شامى كراچى ص ۲۳ ج ۳ كتاب النكاح، قبيل مطلب فى عطف الخاص على العام، بحر ص ۸۹ ج ۳ كتاب النكاح، مطبوعه كوئٹه.

باپ کو ہے یا نہیں؟ لڑکی اپنا رشتہ کسی اور سے کر سکتی ہے یا نہیں؟ لڑکی تو پہلے ہی سے حالت صحت میں ناراض تھی۔ اب کس طرح راضی ہو سکتی ہے۔ صدر شرعی پنچایت نے کہا کہ ہم کو تنسیخ نکاح کا حق نہیں ہے۔ آخر اس قسم کی منکوحہ کی زندگی کس طرح بسر ہو، کیا طلاق خود پڑ جائے گی۔ صاف لکھیں اور جنون کی جتنی قسمیں ہوں سب کے احکام الگ الگ تحریر فرمائیں مذکورہ شوہر کا باپ لڑکی کا کوئی بھائی نہ ہونے کی وجہ سے سب جائداد کے بدلہ خلع چاہے تو لڑکی کی شادی کس طرح ہو؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر شراب کے نشہ میں لڑکی کے باپ سے اجازت لی اور نکاح پڑھا دیا گیا تو اس سے شرعاً وہ نکاح لازم نہیں ہوا[۱]۔ بلکہ اگر لڑکی بالغہ ہے تو یہ نکاح شرعاً اس کی اجازت پر موقوف ہے معلوم ہونے پر لڑکی نے اس کو نامنظور کر دیا تو وہ جب ہی ختم ہو گیا[۲]۔ اگر لڑکی نابالغہ ہے تو یہ نکاح اس کے ولی (باپ) کی اجازت پر موقوف ہے۔ وہ نشہ ختم ہونے پر جب اپنے ہوش میں آیا اس وقت اس کو نامنظور کر دیا تو جب ہی ختم ہو گیا[۳]۔ اب لڑکی کا نکاح خود اس کی اجازت ورائے سے دوسری مناسب جگہ کر دیا جائے۔ فسخ کرانے کی ضرورت نہیں۔ لہٰذا جنون کی قسمیں اور سب کی علامات اور سب کے احکام کا سوال بے محل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ ۲۲/۷/۶/۱۴۰۶ھ

---

[۱] إن كان الولي المزوج بنفسه بغبن أبا أو جدا لم يعرف منهما سوء الإختار مجانة وفسقا وإن عرف لا يصح النكاح اتفاقاً وكذا لو كان سكران فزوجها من فاسق، الدر على الرد ص۶۷-۶۶ ج۳ كراچي، باب الولي، البحر الرائق ص۱۳۶ ج۳ فصل في الأكفاء، مطبوعه سعيد كراچي، قاضي خان على الهندية ص۳۵۴ ج۱ فصل في الكفاءة، مطبوعه كوئٹه.

[۲] ولا تجبر البالغة البكر على النكاح وفي ردالمحتار، وإن زوجها بغير استئمار فقد أخطأ السنة وتوقف على رضاها بحر عن المحيط، الدر المختار مع الشامي كراچي ص۵۸ ج۳ كتاب النكاح، باب الولي، عالمگيري كوئٹه ص۲۸۷ ج۱ الباب الرابع في الاولياء، البحر الرائق ص۱۱۰ ج۳ باب الأولياء الخ، مطبوعه سعيد كراچي.

[۳] وإن زوّج الصغير أو الصغيرة أبعد الأولياء فإن كان الأقرب حاضراً (بقیہ اگلے صفحہ پر)

نکاح غائب کی صورت

سوال:- (۱) زاہد امریکہ میں ہے اور زاہدہ افریقہ میں ہے زاہد امریکہ میں رہتے ہوئے زاہدہ کی عدم موجودگی میں زاہدہ سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ مجلس نکاح کیسے قائم کی جائے اور جواز کی کیا صورت ہے؟

(۲) دوسرا مسئلہ اس کے برعکس ہے یعنی محمودہ امریکہ میں ہے اور محمود افریقہ میں ہے۔ مجلس نکاح کہاں پر قائم ہوگی؟ ایجاب وقبول کی طرفین میں کیا شکل ہوگی؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

(۱) زاہد زبانی یا تحریری کسی کو اپنا وکیل بنادے کہ وہ زاہدہ کو اس کے لئے قبول کرے پھر ایک محفل منعقد کی جائے جس میں زاہدہ یا اس کا ولی یا وکیل موجود ہو اس میں زاہدہ کی طرف سے ایجاب ہو اور زاہد کا وکیل زاہد کے لئے قبول کرے۔ پس نکاح منعقد ہو جائے گا۔ حاضرین مجلس گواہ ہوں گے۔ شامی[۱] اور خانیہ[۲] میں تفصیل مذکور ہے۔

(۲) اس کی بھی یہی صورت ہے جو (۱) میں ہے خواہ شوہر کے مقام پر ہو اور زوجہ کی طرف سے وکیل[۳] ہو یا اس کا عکس ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۳/ ۹۳ھ

(**گذشتہ صفحہ کا حاشیہ**) وھو من أھل الولایة توقف نکاح الأبعد علی إجازته، المحیط ص ۵٦ ج ۴ الفصل التاسع فی معرفة الأولیاء، مطبوعه ڈابھیل، شامی کراچی ص ۸۱ ج ۳ باب الولی، عالمگیری کوئٹه ص ۲۸۵ ج ۱ الباب الرابع فی الأولیاء.

(**صفحہ ہذا**) ۱؎ وشرط حضور شاھدین حرین مکلفین سامعین قولھما معاً وفی الشامیة: وإن کانت غائبةً ولم یسمعوا کلامھا بأن عقد لھا وکیلھا فان کان الشھود یعرفونھا کفی ذکر إسمھا ......ففی الخانیة قال الإمام ابن الفضل إن کان الزوج حاضراً مشاراً إلیه جاز ولو غائباً فلا مالم یذکر اسمه واسم ابیه وجده الخ شامی زکریا ص ۹۰ ج ۴ کتاب النکاح، مطلب الخصاف کبیر فی العلم.

۲؎ خانیة علی ھامش الھندیة ص ۳۲۴ ج ۱ کتاب النکاح، (بقیہ اگلے صفحہ پر)

نکاح فضولی یمین طلاق کی صورت میں

سوال: - زید نے ایک آدمی کو مندرجہ ذیل قسم کھانے پر مجبور کیا کہ میں نے قسم کھائی کہ میں جب بھی شادی کروں تو میری عورت پر طلاق ہوگی اس کے بعد زید نے وہ کام کرلیا۔ چند سال بعد اس نے شادی کرلی اور ایک بچہ بھی پیدا ہوگیا اب ایک شخص کے یاد دلانے پر اسے اپنی قسم یاد آئی جب سے شادی کی ہے اب تک اسے قسم یاد نہیں آئی تھی اب وہ کیا کرے (۱) عورت پر طلاق ہوئی یا نہیں؟ (۲) بچہ کے متعلق کیا حکم ہے؟ (۳) پھر سے اس کے ساتھ زندگی گذارنے کی کیا صورت ہے؟ (۴) اس کے ساتھ اب تک جو میاں بیوی کے تعلقات رکھے اس میں گناہ ہوا یا نہیں؟ (۵) اگر گناہ ہوا تو اس کے کفارہ کی کیا صورت ہوگی۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

(۱) طلاق ہوگئی[۱] (۲) شبهة العقد کی وجہ سے بچہ ثابت النسب ہے (۳) کوئی فضولی اس کا نکاح کردے اور یہ خاموش رہے۔ زبان سے قبول نہ کرے بلکہ فعل سے اجازت دیدے۔ مثلاً اس طرح کہ اس کی عدم موجودگی میں فضولی گواہوں کے سامنے اس عورت سے ایجاب وقبول کرلے۔ پھر اس (قسم کھانے والے) سے کہے کہ فلاں عورت کے ساتھ میں نے تمہارا عقد کردیا ہے اور اتنی رقم مہر معجّل مثلاً بیس روپے مقرر کردیا ہے۔ وہ بیس روپے لاؤ تا کہ تمہاری عورت کو

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) الباب الأول فيما يتعلق به إنعقاد النكاح، الفصل الأول، مطبوعه دار الكتاب ديوبند، البحر الرائق مع منحة الخالق ص ۸۸، ۸۹ ج ۳، كتاب النكاح، مطبوعه كوئٹه.

[۳] ملاحظه هو حوالۂ بالا،

(صفحه هذا) [۱] كل إمرأة اتزوجها ...... فهي طالق ...... وتزوج إمرأة بعده طلقت الخ عالمگیری ص ۴۱۸ كتاب الطلاق، الباب الرابع، الفصل الثاني في تعليق الطلاق الخ، مطبوعه دار الكتاب ديوبند، خانية على هامش الهندية ص ۵۱۲ ج ۱ باب التعليق، مسائل تعليق الطلاق بالتزوج، مطبوعه ايضاً، البحر الرائق كوئٹه ص ۱۷ ج ۴ باب التعليق.

E:\F.M.Fainal\Jild-17\07-Wakalate Nikah

دیدوں وہ خاموشی سے بیس روپے مہر کے اس کو دیدے بس نکاح ہوگیا۔(۴) وہ قسم یاد نہ رہنے کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا ہے لہٰذا توبہ واستغفار کرے اللہ پاک معاف کرے **ولا فرق فی وجوب الکفارة بین العامد والناسی والمکره فی الحلف والحنث اهـ ملتقی[1] ص ۵۴۹ وفی لا یتزوج فزوجه فضولی فأجاز بالقول حنث وبالفعل لا یحنث[2] اهـ ص۵۸۳ ویثبت نسب الولد المولود فی النکاح الفاسد اهـ هندیة[3] ص ۳۴۴** جب تک طریق مذکور پر بذریعۂ فضولی دوبارہ نکاح نہ ہوجائے دونوں الگ الگ رہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۳/ ۹۳ھ

بیرون ملک میں مقیم لڑکے کا نکاح کیلئے اپنے والد کو مختار بنانا

سوال:- میں کنیڈا میں بوجہ تعلیم مقیم ہوں۔ میری شادی کے سلسلہ میں والد نے لکھا تو میں نے جواباً لکھا بذریعہ ٹیلی فون نکاح کردو جب کہ اور بہت سے لڑکوں کے ہوتے ہیں۔ ایک مولوی

---

[1] ملتقی الابحر علی هامش مجمع الأنهر ص۲۶۴ ج۲ کتاب الأیمان، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، در مختار مع الشامی زکریا ص۴۷۹ ج۵ کتاب الأیمان، مطلب فی الفرق بین السهو والنسیان، النهرالفائق ص ۱۵ ج۳ کتاب الأیمان، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[2] ملتی الأبحر ص۳۱۶ ج۲ باب الیمین فی البیع والشراء والتزوج وغیر ذالک، دار الکتب العلمیة بیروت، در مختار علی الشامی ص۶۷۲ ج۵ باب الیمین فی الضرب والقتل الخ، مطلب : حلف لا یتزوج فزوجه فضولی، مطبوعه زکریا دیوبند، البحر الرائق کوئٹه ص۳۴۸ ج۴ کتاب الأیمان، باب الیمین فی البیع والشراء والتزوج الخ، البحرالرائق ص ۳۷۰ ج۴ باب الیمین فی الضرب والقتل وغیر ذلک، مطبوعه ماجدیه کوئٹه،

[3] الهندیة ص۳۳۰ ج۱، الباب الثامن فی النکاح الفاسد وأحکامه، مطبوعه دار الکتاب دیوبند، تاتارخانیة ص۲۱ ج۳ الفصل التاسع فی النکاح الفاسد وأحکامه، مطبوعه کراچی، المحیط البرهانی ص۱۶۸ ج۴ الفصل السابع عشر فی النکاح الفاسد وأحکامه، مطبوعه المجلس العلمی ڈابهیل.

صاحب کے بتلانے پر کہ مختار نامہ منگالیا جائے تو میں نے ایک بیرسٹر سے مختار نامہ لے کر اور پاکستانی ہائی کمشنر سے تصدیق کرا کر والد کو بھجوادیا۔ میں نے اپنے والد صاحب کو لکھا کہ نکاح پڑھنے کے بعد جب اقرار لیویں تو آپ میری طرف سے اقرار کرلیں کہ یہ رشتہ میرے لڑکے کو منظور ہے اور میں اس کا اقرار کرتا ہوں۔ مذہب اور مختار نامہ کی رو سے مولوی صاحب نے نکاح پڑھنے کے بعد چند شہادتوں کے ساتھ میرے والد سے قبولیت کا اقرار لیا اور مجھے ابا جان نے ٹیلی گرام سے مبارکباددی اور میرے والد صاحب نے بطور مختاری نکاح نامہ پر دستخط کئے۔ میرے گھر میں سے ۱۰/ کو کنیڈا پہونچ رہی ہیں۔ میری بیوی کے تایا کہتے پھرتے ہیں کہ یہ نکاح جائز نہیں، کیونکہ لڑکا یہاں نہیں تھا۔ براہِ کرم بتلا دیں کہ یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

جب کہ آپ نے والد صاحب کو اپنی طرف سے مختار بنادیا، انھوں نے مجلس نکاح میں گواہوں کے سامنے آپ کی طرف سے قبول کیا تو نکاح بلا تکلف درست ہوگیا۔ کوئی شبہ اور تردد نہ کریں[1]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۶/۲/ ۹۰ھ

نکاح بذریعۂ وکیل یا بذریعۂ خط

سوال:-لڑکا اورلڑکی اپنی مرضی سے خفیہ طور پر نکاح کرسکتے ہیں یا نہیں؟ کیا دونوں کا ایک ہی دن نکاح ہونا ضروری ہے یا دو چار دن کا وقفہ ہوسکتا ہے؟ مثلاً ایک کا نکاح پیر کے دن ہوا اور دوسرے کا جمعرات کے دن ہوا؟

---

[1] يصح التوكيل بالنكاح الهندية ص۲۹۴ ج ۱ الباب السادس فى الوكالة بالنكاح، ثم النكاح كما ينعقد بهذه الالفاظ بطريق الاصالة ينعقد بها بطريق النيابة بالوكالة والرسالة لان تصرف الوكيل كتصرف المؤكل والاصل فى جواز الوكالة فى باب النكاح ما روى أن النجاشى زوج رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم أم حبيبةؓ، بدائع زكريا ص۴۸۷ ج۲ فصل وأما ركن النكاح، هنديه كوئٹه ص۲۹۴ ج ۱ الباب السادس فى الوكالة بالنكاح، تاتارخانيه كراچى ص۴۷ ج۳ الوكالة بالنكاح،

الجواب حامداًومصلیاً!

اگر مجلس میں دونوں موجود ہوں یا ایک موجود ہواور دوسرے کی طرف سے کوئی وکیل موجود ہوتب بھی کافی ہے، دومجلس کی ضرورت نہیں اور یہی صورت مناسب اور بہتر ہے۔ یا مثلاً لڑکی اپنی طرف سے لڑکے کو وکیل بنادے کہ میرا نکاح اپنے سے اتنے مہر پر کرلیں اور لڑکا گواہوں کے سامنے کہے کہ فلاں لڑکی نے مجھے وکیل بنایا ہے، لہٰذا اس کا نکاح اپنے سے میں نے کرلیا تب بھی صحیح ہوجائے گا[۱] اگر لڑکی نے خط کے ذریعہ ایجاب کیا اور لڑکے نے خط پہونچنے پر گواہوں کے سامنے وہ خط پڑھ کر سنایا اور ان کے سامنے ہی قبول کرلیا، تب بھی صحیح ہوجائے گا[۲] دونوں کا نکاح آپس میں ہوا اور پھر دو تین دن کے وقفہ سے ہو، یہ صورت سمجھ میں نہیں آتی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۳/ ۹۴ھ

لڑکی کا لڑکے کو وکیل نکاح بنانا

سوال:-محمد ابوالکلام اور ہشمت آرا دونوں آپس میں چچازاد بھائی بہن ہیں اور ان کی خواہش ہے کہ آپس میں دونوں کی شادی ہوجائے اور دونوں بالغ بھی ہیں۔ تو گھر والوں کی طرف سے نکاح کے بارے میں رکاوٹ کی بنا پر ایک دن دونوں تنہائی میں اکٹھے ہوئے اور ہشمت آرا نے ابوالکلام سے کہا کہ میں نے آپ کو اپنا شوہر تسلیم کرلیا اور آپ کو میرے بارے میں کلیۃً اختیار ہے کہ آپ جس وقت جیسے چاہیں میرے بارے میں اقدام کرسکتے ہیں آپ کو میں نے اپنی طرف سے ہر کام کا وکیل

---

[۲] امرأة وكلت رجلاً بان يزوجها من نفسه فقال زوجت فلانة من نفسي يجوز، هنديه كوئٹه ص ۲۹۵/ ۱، الباب السادس في الوكالة بالنكاح، تاتارخانية كراچى ص ۳/۷۴ الفصل السادس عشر في الوكالة بالنكاح، محيط برهانى ص ۴/۴۸، الفصل الثامن في الوكالة بالنكاح، طبع مجلس علمى گجرات.

[۱] ينعقد النكاح بالكتاب كما ينعقد بالخطاب وصورته: أن يكتب إليها يخطبها فإذا بلغها الكتاب أحضرت الشهود وقرأته عليهم وقالت زوجت نفسي منه أوتقول إن فلانا كتب إلى يخطبني فاشهدوا أني زوجت نفسي منه، شامى كراچى ص ۱۲ ج ۳ مطلب التزوج بإرسال كتاب.

بنایا مذکورہ باتوں کی بنا پر وکیل ابوالکلام نے چند دن کے بعد اپنے دو مسلمان بالغ ساتھی کے سامنے یہ واقعہ ذکر کیا۔ ہشمت آرا کی طرف سے وکیل بن کر ازخود اس سے نکاح کرلیا۔

الجواب حامداًومصلیاً!

جب کہ ہشمت آرا نے بالغ ہونے کی حالت میں اپنے چچازاد بھائی کو نکاح کا اختیار دے کر وکیل بنایا اور اس وکالت پر اس کے چچازاد بھائی ابوالکلام نے دو گواہوں کی موجودگی میں اس سے اپنا عقد کرلیا اس طرح پر کہ اس کی طرف سے وکیل تھا اور اپنی طرف سے اصیل تو شرعاً نکاح درست ہوگیا[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ١٤/٦/ ١٤٠٠ھ

نانا کو نکاح کا وکیل بنانا

سوال:- مجھ سائلہ کی عمر ٢٣/ سال ہے میری کامل پرورش نانا نے کی ہے۔ والدہ کا انتقال ہو چکا ہے۔ میرے والد نے کبھی کوئی ہمدردی مجھ سے نہ کی۔ اب وہ مجھے بلانا چاہتے ہیں۔ مجھے ڈر ہے کہ میری زندگی وہاں پر خوشگوار نہ رہے گی۔ جو شخص (والد) میری والدہ کو نہ رکھ سکے وہ مجھ سے کیا ہمدردی رکھے گا۔ اب میں سائلہ بالغہ ہوں۔ کیا میں اپنے نکاح کی وکالت اپنے نانا صاحب کے سپرد کرسکتی ہوں۔ میں مذہباً شافعی مسلک ہوں۔ امید کہ جواب سے نوازیں گے۔

[۱] ویتولی طرفی النکاح واحد بإیجاب یقوم مقام القبول فی خمس صور کأن کان ولیا او وکیلاً من الجانبین أو أصیلاً من جانب ووکیلاً أو ولیا من آخر الی قوله کما لو وکلته امرأةان یزوجها من نفسه. الدرالمختار علی هامش الشامی کراچی ص٩٦ ج٣ مطلب فی الوکیل والفضولی فی النکاح)، هندیه کوئٹه ص٢٩٥ ج١ الباب السادس فی الوکالة بالنکاح، محیط برهانی ص٤٨ ج٤ الفصل الثامن فی الوکالة بالنکاح، مطبوعه مجلس علمی گجرات. (بقیہ اگلے صفحہ پر)

الجواب حامداً ومصلیاً!

آپ نانا صاحب کو وکیل بنادیں وہ آپ کا نکاح مناسب جگہ کردیں گے جس سے آپ کی زندگی خوشگوار گذرے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

لڑکا عرب میں لڑکی ہندوستان میں ان کا نکاح

سوال:-لڑکا سعودی عرب میں ہے اور لڑکی انڈیا میں ہے آپ بتائیں نکاح ہوا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر لڑکی نے کسی کو اپنا وکیل بنادیا اور اس نے سعودی عرب میں لڑکے سے ایجاب وقبول کرلیا تو صحیح ہوگیا۔ بلکہ اگر لڑکی خط کے ذریعہ لڑکے کو اپنا وکیل بنادے کہ آپ میرا نکاح اپنے سے کرلیں اور اس نے گواہوں کے سامنے یہ کہا کہ فلاں شخص کی فلانی لڑکی نے مجھے وکیل بنایا ہے میں اسے اپنے نکاح میں قبول کرتا ہوں تو یہ بھی درست ہے[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] ويصح التوكيل بالنكاح. عالمگیری کوئٹہ ص۲۹۴ ج۱ الباب السادس فی الوكالة بالنكاح، تاتارخانية کراچی ص۶۹ ج۳، الفصل السادس عشر فی الوكالة بالنكاح، بدائع زكريا ص۴۸۷، ج۲، فصل وأما ركن النكاح.

[2] ينعقد النكاح بالكتاب كما ينعقد بالخطاب وصورته، ان يكتب إليها يخطبها فإذا بلغها الكتاب احضرت الشهود وقرأته عليهم وقالت زوجت نفسی منه او قال أن فلاناً كتب إلی يخطبنی فاشهدوا أنی زوجت نفسی منه، (شامی زکریا ص۷۳ ج۴ مطلب التزوج بإرسال كتاب، كتاب النكاح) البحر الرائق ص۸۴ ج۳ كتاب النكاح، مطبوعه الماجدیه کوئٹہ، فتح القدير ص۱۹۷ ج۳ كتاب النكاح، دار الفكر بيروت.

فصل پنجم: کفاءت کا بیان

مسئلہ کفاءت

سوال:- ’’کفو‘‘ کے بیان میں صاحب ہدایہ نے اپنی کتاب ص۳۰۱ پر امام ابو یوسفؒ کا قول نقل کیا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ ذلیل پیشوں کا کفو میں اعتبار کیا جائے گا اور ذلیل پیشوں میں جولاہا، حجام، دباغ، کناس کو شمار کیا ہے اور بتایا ہے کہ یہ لوگ صراف و بزاز کے کفو نہیں ہو سکتے اور حاشیہ شرح وقایہ پر بھی عبارت موجود ہے۔ ’’الحائک لیس کفواً لبنت الدهقان وان کانت فقیرۃ‘‘

اب آپ سے پرخلوص گذارش ہے کہ شریعت مطہرہ میں بھی اونچ نیچ ذات پات کا اعتبار ہے تو کیسے جب کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی صاحبزادیوں کا نکاح دوسرے قبیلہ میں کیا ہے چنانچہ علامہ شامی وابن ہمام نیز امام اعظمؒ نے ایک روایت میں فرمایا ہے کہ پیشہ کا اعتبار نہیں کیا جائیگا، پس آج تک کتب فقہ میں یہ عبارتیں کیوں مذکور ہیں، یہ الفاظ وحی تو نہیں کہ جن پر تنسیخ کا قلم اٹھانا خروج اسلام کا باعث ہو۔

لہٰذا جناب عالی سے مؤدبانہ عرض ہے کہ جواب شریعت مطہرہ کی روشنی میں تحریر فرمائیں تاکہ اطمینان اور سکون ہو جائے۔

(نوٹ) اساتذۂ کرام بھی اسباق میں بتاتے ہیں کہ یہ باتیں پہلے تھیں، اب نہیں پس فی زمانہ یہ عبارتیں کیوں ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

نفس کفاءت کی رعایت وحی خفی (حدیث شریف) میں موجود ہے جیسا کہ ترمذی[1]، حاکم[2]،

---

[1] عن علی بن ابی طالبؓ أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال له یا علی ثلاث لا توخرها الصلوۃ إذا آتت والجنازۃ إذا حضرت والایم إذا وجدت لها کفواً، ترمذی شریف ص۲۰۶ ج۱ ابوب الجنائز، باب ما جاء فی تعجیل الجنازۃ، مکتبه بلال دیوبند.

[2] مستدرک حاکم ص۱۷۶-۱۷۷ ج۲ رقم الحدیث ۲۶۸۶ و ۲۶۸۷ کتاب النکاح، دار الکتب العلمیة بیروت.

ذہبی[۱] سیوطی[۲]، ابن ماجہ[۳]، بیہقی[۴] نے نقل کیا ہے۔ مزید تفصیلات فقہاء کی استنباط کردہ ہیں۔ جس طرح کہ فقہاء کے استنباط کردہ دیگر مسائل قابل اعتماد ہیں یہ مسئلہ بھی ایسا ہی ہے، حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دولڑکیوں کا یکے بعد دیگرے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا وہ نسباً کچھ زیادہ دور نہیں۔ چوتھی پانچویں پشت میں اوپر متحد ہوجاتے ہیں[۵] نیز یہ نکاح بذریعہ وحی ہوئے **عن ابن عباس رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ تعالیٰ اوحیٰ الیّ ان ازوج کریمتی من عثمان رضی اللہ عنہ اھ[۶] المعجم الصغیر للطبرانی ص ۸۳** پس سقوط کفائت کے لئے اس سے استدلال صحیح نہیں۔

سب خاندانوں کی معیشت ومعاشرت، خو، بو، طور طریقہ یکساں نہیں اگر اس کا لحاظ نہ کیا جائے تو مصالح نکاح کا نظم برقرار رہنا دشوار ہوجاتا ہے مثلاً کوئی ناز پروردہ اونچے خاندان کی لڑکی ہو جس کی خوارک، پوشاک، اعلیٰ قسم کی ہو گھر کا کام کرنے کے لئے خادمہ موجود ہو۔ نہ کبھی اس کو خود کھانا پکانا پڑے، نہ مکان کی صفائی کرنی پڑے، نہ کپڑے دھونے کی نوبت آئے، نہ باہر سے پانی بھر کرلانے کی ضرورت ہو بلکہ سب کام اس کے خادم وملازم کرتے ہوں اگر اس کی شادی

---

۱ تلخیص الذهبی علی المستدرک حوالۂ بالا.

۲ الجامع الصغیر للسیوطی ص ۱۳۰ ج ۱ حرف التاء، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

۳ ابن ماجه ص ۱۴۱ ابواب النکاح، باب الاکفاء، مطبوعه اشرفیه دیوبند.

۴ سنن کبریٰ ص ۱۳۳ ج ۷ کتاب النکاح، باب اعتبار الکفاء ة، دار المعرفة بیروت.

۵ محمد بن عبد اللّٰه بن عبد المطلب بن عبد مناف بن قصی الخ، طبقات ابن سعد ص ۵۶ ج ۱ ذکر نسب رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم، دار الفکر، عثمان بن عفان بن ابی العاص بن أمیة بن عبد شمس بن عبد مناف الخ، طبقات ابن سعد ص ۵۳ ج ۳ طبقات البدریین من المهاجرین، عثمان بن عفان، دار الفکر بیروت.

۶ الروض الدانی إلی المعجم الصغیر للطبرانی، ص ۲۵۳ ج ۲ رقم الحدیث، باب من اسمه حباب، مطبوعه بیروت. **ترجمه:**۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے پاس وحی بھیجی کہ میں اپنی بزرگ بیٹی کا نکاح عثمان رضی اللہ عنہ سے کردوں۔۱۲

کاشتکار سے ہوجائے جہاں بیل، بھینس وغیرہ بھی ہیں روزانہ ان کا گوبر صاف کرنا، ان کو وقت پر گھاس پانی دینا۔ ڈول رسی لے کر باہر کنویں سے پانی بھر کر سر پر رکھ کر لانا۔ مرد کا کھانا کھیت میں پہونچانا یہ سب کام اس کے ذمہ ہوں تو اس کے لئے ظاہر ہے کہ ناقابل برداشت ہیں اس کی زندگی بد سے بدتر حالت تک پہونچ جائے گی نیز ناواقفیت کی وجہ سے کوئی کام بھی صحیح نہیں کر سکے گی۔ جو کہ شوہر کے لئے بھی مستقل کوفت کا باعث ہے اسی طرح اور دوسرے پیشوں کو قیاس کر لیا جائے اس وجہ سے مسئلہ کفاءت کو کلیۃً نظرانداز کرنا بہت سی مصالح کو فوت کرنا ہے جس کا نتیجہ نہایت تلخ ہوگا لڑکی کو برداشت کرتے کرتے ٹی، بی ہوجائے گی لڑکا بات بات پر طلاق کے لئے آمادہ ہوگا۔ سخت زبان استعمال کریگا۔ ہاں بعض دفعہ لڑکے میں کوئی ایسا جوہر بھی ہوتا ہے جس کی وجہ سے کفاءت کو نظرانداز بھی کردیا جاتا ہے اور وہاں لڑکی کی زندگی اس جوہر کی وجہ سے خوشگوار بھی ہوجاتی ہے۔ پریشانی پیش نہیں آتی۔

حاکم کی روایت ہے **عن عبداللّٰہ ابن عمرؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم العرب بعضھم اکفاء لبعض والموالی بعضھم اکفاء لبعض الاحائک اوحجام** اھ نصب الرأیۃ[۱] میں اس کی تخریج کر کے اس کو منقطع لکھا ہے اعلاء السنن[۲] ص ۱۵ میں جواب دیا ہے **قلت الانقطاع فی القرون الفاضلۃ لایضرنا لاسیما ولہ شواھد ذکرھا الزیلعی بالبسط.**

ابوبکر بزاز کے حوالہ سے "**اقتضاء الصراط المستقیم**"، میں حضرت سلمانؓ کا قول نقل کیا ہے **نفضلکم یامعشر العرب لتفضیل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ایاکم لاننکح نسائکم . اھ (اعلاء السنن[۳])**

۱؎ اعلاء السنن ص ۷۷ ج ۱۱ فصل فی الکفاءۃ۔ مکتبہ امدادیہ مکہ مکرمہ۔ ترجمہ:۔ اے معشر عرب رسول اکرم ﷺ کے تم کو فضیلت دینے کی وجہ سے ہم تم کو فضیلت دیتے ہیں ہم تمہاری عورتوں سے نکاح نہیں کرتے۔

۲؎...... **اعلاء السنن ص ۷۷ ج ۱۱ فصل فی الکفأۃ، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی،**

۳؎...... نصب الرأیۃ ص ۱۹۷ ج ۲ فصل فی الکفاءۃ۔ مطبوعہ مجلس علمی ڈابھیل گجرات ترجمہ:۔ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اہل عرب بعض بعض کے کفو ہیں جولاہہ اور حجام کے علاوہ۔

کسی مصنف نے اپنی کتاب میں ایک مسئلہ لکھا ہے اگر وہ آپ کے نزدیک غلط ہے تو آپ کو دلائل کی روشنی میں اس کی تغلیط کا حق ہے آپ حاشیہ بھی لکھ سکتے ہیں شرح بھی لکھ سکتے ہیں اس کی تردید پوری قوت کے ساتھ کر سکتے ہیں لیکن دوسرے کی کتاب سے اس مسئلہ کو خارج کرنے کا آپ کو حق نہیں اگر کوئی شخص ایسا کرے گا تو وہ اسلام سے خارج تو نہیں ہوگا البتہ خائن اور مفتری ضرور ہوگا۔ پھر فقہاء کرام کی سب کتابوں سے اس کو خارج کر دینے کا کسی کو حق نہیں۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ایضاً

سوال:- (۱) زید کا اس بات پر اصرار ہے کہ برادری کی کوئی شرعی حیثیت نہیں جب کہ سارے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں پھر شیخ، سید، مغل، پٹھان اور انصاری کی تخصیص کے کیا معنیٰ؟ دریافت طلب امر یہ ہے کہ سرکار مدینہ ﷺ یا صحابہ کرام، تابعینؒ، تبع تابعین کسی نے بھی اس امتیاز کو ملحوظ رکھا؟

(۲) کیا ان حضرات نے حکم دیا ہے کہ دوسری برادریوں میں رشتہ نہ کیا جائے۔ یا انھوں نے اشارۃً، کنایۃً یہ کہا ہے کہ میں فلاں برادری سے تعلق رکھتا ہوں؟

(۳) کفو غیر کفو کا لحاظ رکھنا ضروری ہے جب کہ اس کی بین شہادتیں موجود ہیں کہ مسلمان لڑکیاں غیر مسلموں سے رشتۂ ازدواج منسلک کر رہی ہیں؟

(۴) تلک اور جہیز کے روز افزوں مطالبات کے باعث بہت سے مسلمان گھرانوں کی لڑکیاں اپنی زندگی یونہی گذار رہی ہیں کہ کیا والدین پر یہ فرض نہیں عائد ہوتا کہ وہ کسی دیندار مسلمان کے حبالۂ عقد میں اپنی لڑکیاں دیدیں؟

(۵) وہ لوگ جو ذات پات یا برادری میں تفریق کرتے ہیں عنداللہ ماخوذ ہوں گے؟

(٦) زید اپنے احباب کے ساتھ مل کر یہ تحریک چلانا چاہتا ہے کہ اس برادری کے امتیاز کو ختم

کیا جائے کیا اس کا یہ اقدام لائق تحسین ہے یا قابل مذمت؟ براہ کرم اپنے جواب باصواب سے ممنون فرمائیں۔ فقط والسلام

الجواب حامداً ومصلیاً!

(۱و۲) یہ ذات برادری کی تخصیص مدار نجات نہیں[۱] نہ اس کی وجہ سے ایمانی امتیاز برتنے کی اجازت ہے۔ انما المؤمنون اخوة الأیة.[۲] اس وجہ سے نماز میں ایک صف میں کھڑے ہونے سے کسی کو منع کرنیکا حق نہیں۔ نماز، روزہ، حج سب پر یکساں طریقہ سے لازم ہیں جو شخص جس منصب کا اہل ہوگا۔ علم وفہم، اخلاق، اعمال تجربہ کے اعتبار سے وہ منصب اس کو دیا جائے گا لیکن اس سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ہر برادری کا ذہن، مزاج، طور طریقہ، عادت، خصلت، رہن سہن یکساں نہیں۔ ان میں تفاوت یقینی اور مشاہد ہے۔

شادی کے لئے معاشرت میں توافق بہت قابل رعایت ہے عمر میں بھی توافق کا لحاظ کیا جاتا ہے چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہؓ سے نکاح کا پیغام دیا تو حضرت رسول مقبول ﷺ نے عمر میں توافق نہ ہونے کی وجہ سے عذر فرمادیا[۳] مگر یہ شرط لازم نہیں صحت، قوت وغیرہ کی وجہسے اس کو نظر انداز بھی کردیا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے اپنی لڑکی کا عقد حضرت عمرؓ سے کردیا تھا[۴]

---

[۱] سورة حجرات آیت: ۱۰، ترجمه: ۔ مسلمان توسب بهائی هیں .

[۲] إن اکرمکم عند اللّٰه اتقاکم، سورۂ حجرات آیت ۱۳، **ترجمه**: اللہ کے نزدیک تم سب میں بڑا شریف وہ ہے جوسب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ (بیان القرآن)

[۳] عن بریدةؓ قال خطب ابوبکرؓ وعمرؓ فاطمةؓ فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم انها صغیرة ثم خطبها علی فزوجها منه. المراد إنها صغیرة بالنسبة إلیهما لکبر سنهما، مرقاة ص۳۵۰ج۱۱ باب مناقب علیؓ طبع امدادیه ملتان.

[۴] أم کلثوم بنت علی ابن ابی طالب ...... خطبها عمر بن الخطابؓ إلیٰ بیها علیؓ فقال إنها صغیرة فقال عمرؓ زوجنیها یا أبا الحسن ...... فتزوجها علی مهر اربعین ألفا، أسد الغایة ص۳۸۷ج۶ کتاب النساء الکنی من الصحابیات حرف الکاف، مطبوعه دار الفکر، شامی زکریا ص ۲۰۹ ج۴ باب الکفاءة.

مال کے اعتبار سے بھی توافق دیکھا جاتا ہے چنانچہ حضور اکرم ﷺ سے ایک عورت نے مشورہ کیا کہ فلاں شخص نے پیغام دیا ہے تو ارشاد فرمایا کہ اس کے پاس مال کم ہے (توافق نہیں) مزاج کے اعتبار سے بھی توافق کا لحاظ ہوتا ہے جیسا کہ ایک صاحب کا مزاج سخت تھا ان کے پیغام کو قبول کرنے کا مشورہ نہیں دیا گیا[۱] لون وجمال کی بھی رعایت ثابت ہے[۲] تجارت، دباغت، زراعت، خیاطت، حجامت حیاکت وغیرہ پیشوں اور مشاغل کے بھی خصوصی اثرات ہوتے ہیں بعض قبائل کے بھی کچھ خواص بیان کئے گئے ہیں کبھی لڑکے میں ایسا علم اور اخلاق کا جوہر بھی ہوتا ہے جس کی وجہ سے دیگر امور کی رعایت نہ کرنے سے مصالح نکاح منظّم ہوجاتے ہیں[۳] اور توافق نہ ہونے کی وجہ سے شوہر، بیوی دونوں کو ضیق ہوتی ہے لیکن کسی جائز پیشہ اور کسب کی وجہ سے کسی کو حقیر وذلیل سمجھنا جائز نہیں اور اپنے نسب پر فخر، غرور، اور گھمنڈ کرنا سخت گناہ ہے۔ خدا کی بارگاہ میں ذریعۂ قرب، ایمان اور عمل صالح ہے[۴]

---

[۱] فلما حللت ذكرت له ان معاوية ابن ابى سفيان واباجهم خطبانى فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اما ابو جهم فلايضع عصاه عن عاتقة وامامعاوية فصعلوک لامال لهوداؤد شريف ص۳۱۲ ج۱ كتاب الطلاق، باب فى نفقة المبتوتة، سعد بکڈپو ديوبند.

[۲] النصيحة أن يراعى الأولياء المحانسة فى الحسن والجمال، شامى كراچى ص۹۳ ج۳ باب الكفاءة، هنديه كوئٹه ص۲۹۲ ج۱ الباب الخامس فى الاكفاء، تاتارخانية كراچى ص۶۳ ج۳ الفصل الخامس عشر فى الكفاءة.

[۳] والذى يظهر لى أن شرف النسب أو العلم بجبر نقص الحرفة بل يفوق سائر الحرف فلا يكون نحو العطار العجمى الجاهل كفؤاً لنحو حلاق عربى أو عالم، شامى زكريا ص۲۱۵ ج۴ باب الكفاءة، مجمع الأنهر ص۵۰۱ ج۱ فصل فى الكفاءة، بيروت.

[۴] يا ايها الناس انا خلقناكم من ذكر وانثى الخ عن ابى مليكة قال لما كان يوم فتح مكة رقى بلال فاذن على ظهر الكعبة فقال عتاب ابن أسيد الحمد لله الذى قبض أبى حتى لا يرى هذا اليوم ...... فأنزل الله الأية زجرا لهم عن التفاخر بالانساب والتكاثر بالاموال والازدراء بالفقراء وبين أن الفضل بالتقوىٰ، تفسير مراغى ص۱۴۳ ج۹ سورۂ حجرات آيت ۱۳، مكتبه تجاريه، روح المعانى ص۱۶۳ ج۲۶ طبع مصطفائيه ديوبند.

(۳) یہ ازدواج نہیں یہ تو حرام کاری ہے کیا مسئلہ کفاءت کو ساقط کرتے ہوئے اس کی بھی اجازت مطلوب ہے۔ استغفرا للّٰہ. اس حرام کاری کی وجہ مسئلہ کفاءت نہیں بلکہ طبعی کمینگی، جہالت، عدم خشیت ہے جو لوگ مسئلہ کفاءت کو صحیح طور پر نہ سمجھیں اور اس پر عمل نہ کریں تو یہ خود ان کی کوتاہی ہے۔[1]

(۴) ان غلط اور بیجا پابندیوں کو سب مل کر ختم کردیں ورنہ دیندار شریف المزاج مسلمان لڑکے تلاش کر کے اپنی لڑکیاں ان کے حبالۂ عقد میں دیدیں۔[2]

(۵) اپنی طرف سے تفریق کا کسی کو حق نہیں جو لوگ ایسا کریں گے وہ جوابدہ ہوں گے۔

(۶) جو امتیازات خلاف شرع قائم ہوگئے ہوں ان کے ختم کرنے کی سعی مبارک اقدام ہے مگر اس میں بڑے تدبر اور حکمت کی ضرورت ہے ایسا نہ ہو کہ اس سے بڑا فتنہ قائم ہو جائے۔[3]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۱۱/ ۹۲ھ

کفاءت کیا غیر اسلامی نظریہ ہے؟

سوال:-(۱) عمر اپنے لڑکے کی شادی زید کی دختر سے کرنا چاہتا ہے۔ عمر قاضی گھرانے کا

۱؎ ولا تنکحوا المشرکین حتی یؤمن ...... ولا تنکحوا المشرکین حتی یؤمنوا، سورۂ بقرہ آیت ۲۲۱
ترجمہ: اور نکاح مت کرو کافر عورتوں کے ساتھ جب تک کہ وہ مسلمان نہ ہو جائیں اور عورتوں کو کافر مردوں کے نکاح میں مت دو جب تک کہ وہ مسلمان نہ ہو جائیں (بیان القرآن)

۲؎ قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم إذا خطب الیکم من ترضون دینه وخلقه فزوجوه إن لا تفعلوا تکن فتنة فی الارض وفساد عریض، ترمذی شریف ص۲۰۷ ج۱ ابواب النکاح، باب ما جاء فی من ترضون دینه، مکتبه بلال دیوبند.

۳؎ ادع إلی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتی هی احسن، سورۂ نحل آیت ۱۲۵ **ترجمہ**: آپ اپنے رب کی راہ کی طرف علم کی باتوں اور اچھی نصیحتوں کے ذریعہ سے بلائیے اور ان کے ساتھ اچھے طریقے سے بحث کیجئے۔ (بیان القرآن)

ہے اور زید کا سلسلہ نسب جناب نبی کریم ﷺ سے ملتا ہے اور عربی النسل ہے۔

(۲) زید بدایونی مسلک کا کٹر حنفی اہل سنت والجماعت ہے اور قادریہ سلسلہ میں مجاز بیعت ہے۔ لیکن کسی کو شرف بیعت کا اہل نہیں سمجھتا تاوقتیکہ وہ تائب ہو کر اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ پر ایمان نہ لائے اور ذات پات، رنگ ونسل، قوم ووطن کے جاہلی امتیازات کو برا نہ سمجھے نیز یہ کہ آنحضور ﷺ ان جاہلی امتیازات کو مٹانے اور نوعِ انسانی کو امت واحدہ بنانے کیلئے تشریف لائے۔

(۳) زید مصر ہے کہ موجودہ سائنسی دور میں خاص طور پر اسلامی ذہنیت کو فروغ دینے کی اشد ضرورت ہے جب کہ موجودہ اسلامی معاشرہ، عجمی یہودی اور آریائی ذہنیت کا شکار ہے۔ غیر تو غیر اپنوں میں آپسی بیاہ وشادی کے دروازے بند ہیں۔ قوم مسلم کی تباہی وبربادی کے جہاں اور وجوہ ہیں ان میں ایک یہ بھی نہایت اہم ہے۔ آج مسلم سماج امت واحدہ ہونے کے بجائے منتشر وپراگندہ ہے۔

(۴) زید نے آنحضرت ﷺ کے ترتیب دیئے ہوئے خطوط پر اسلامی معاشرہ کو لانے کی کوشش شروع کردی ہے قولاً وفعلاً دونوں طرح سے، وہ ہندوانہ ذہنیت کے تحت پیشہ کو ذات نہیں سمجھتا۔ ہر پیشہ جائز ہے جس کے ذریعہ اکلِ حلال حاصل ہو بشرطیکہ پیشہ حرام نہ ہو۔ اس نے بیاہ شادی کے سلسلہ میں اپنے خاندان کے علاوہ دوسرے مسلم خاندان سے بھی رشتہ ناطہ جوڑا، اس کا کہنا ہے کہ مسلم قوم کو سربلند رہنے کے لئے ضرورت ہے کہ وہ غیر مسلم امت دعوت کے ان گھرانوں کے افراد سے بھی رشتہ ناطہ جوڑے جو ایمان کے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقَاکُمْ کے معیار پر پورے اُترتے ہوں اور دوغلہ پن کی ذہنیت کا ڈٹ کر مقابلہ کرے۔

(۵) عمر بھی زید کا ہم خیال ہے، لیکن عمر کی برادری اس کی رائے سے متفق نہیں ہے، کچھ موافق بھی ہیں کچھ مخالف ہیں۔ برادری کے دباؤ کی وجہ سے عمر کشمکش میں مبتلا ہے۔ براہ کرم کلام پاک اور احادیث صحیحہ کی روشنی میں رہنمائی فرمائیں کہ عمر کون سا راستہ اختیار کرے۔

(نوٹ) زید اصولِ فقہ واصولِ دیانت کو لازم وملزوم سمجھتا ہے، کفاءت کی تمام شرائط فقہ فی

الدین کے ساتھ مشروط ہیں، اس طرح دونوں کا مقصد ومنشاء بنی نوع انسان کو امت واحدہ بنانا ہے۔ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً!

قال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْالَایَسْخَرْقَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰی اَنْ یَّکُوْنُوْاخَیْرًامِّنْھُمْ وقال اللّٰہ تعالیٰ وَلَاتَنَابَزُوْابِالْاَلْقَابُ وقال اللّٰہ تعالیٰ یٰٓاَیُّھَاالنَّاسُ اِنَّاخَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍوَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًاوَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْااِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقَاکُمْ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ (سورۃ الحجرات[1])

ان آیات میں ہدایت کی گئی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ایمان بہت بڑی دولت ہے جس کو یہ مرحمت ہوجائے اس کا مذاق نہ اُڑایا جائے۔ اس کو ذلیل نہ کیا جائے، اس کے لئے طعن آمیز القاب نہ تجویز کئے جائیں۔ یہ سب احترام ایمان کا تقاضہ ہے۔ انسان کی نسل ایک مرد ایک عورت سے چلی ہے یعنی تمام نسل انسانی ایک باپ اور ایک ماں کی اولاد ہے، البتہ آگے چل کر ان کے مختلف شعبے اور قبیلے بنا دیئے ہیں تا کہ ان میں شناخت ہوسکے۔ ان کے تمدن الگ الگ ہوگئے۔ طبائع جدا جدا ہوگئیں۔ رہن سہن علیٰحدہ علیٰحدہ ہوگیا۔ اسی مصلحت سے کفاءت کی بھی رعایت کا حکم دیا گیا۔ زوجین میں جب تمدن اور معاشرہ کا اتحاد نہ ہوتو نباہ دشوار ہوتا ہے۔ مصالح نکاح منظّم نہیں ہوتیں، زندگی تلخ ہوجاتی ہے، اولاد کی بھی صحیح تربیت نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جو چیز ذریعہ کرامت اور موجبِ قربت ہے وہ تقویٰ ہے۔ اس لئے جس کو یہ نعمت نصیب ہوجائے اس میں تمدن ومعاشرہ جدا ہونے کے باوجود صبروتحمل، سخاوت نفس، وسعتِ حوصلہ، حسن تدبیر، صلاحیت

---

[1] سورۃ حجرات آیت: ۱۳، پ۲۶، **ترجمہ**:- اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے ایمان والو نہ تو مردوں کو مردوں پر ہنسنا چاہئے کیا عجب ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتوں کو عورتوں پر ہنسنا چاہئے۔ کیا عجب ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ ایک دوسرے کو طعنہ دو اور نہ ایک دوسرے کو برے لقب سے پکارو ایمان لانے کے بعد گناہ کا نام لگنا برا ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا۔ اے لوگو ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو مختلف قومیں اور مختلف خاندان بنایا تا کہ ایک دوسرے کو شناخت کرسکو اللہ کے نزدیک تم سب میں بڑا شریف وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو اللہ خوب جاننے والا پورا خبردار ہے (بیان القرآن)

تربیت کی بنا پر خلاف طبع امور کے برداشت کی طاقت ہوتی ہے اور اوصاف عالیہ کی وجہ سے کفائت کو نظر انداز بھی کر دیا جاتا ہے، اس کی نظیر خیر القرون میں بھی موجود ہے۔ بعد کے طبقات میں بھی اقتداء کیا گیا ہے۔ مگر ظاہر ہے کہ یہ چیز عام نہیں قلیل الوجود ہے۔ جہاں یہ نہ ہو وہاں کفاءت کا لحاظ کرنا چاہئے کفاءت کا لحاظ خود حدیث شریف میں موجود ہے۔ ارشاد ہے تخیروا لنطفکم وانکحوا الاکفاء وانکحوا الیھم اس میں کفائت کی رعایت کا حکم ہے۔ نیز ارشاد ہے اِنّ ربکم واحد وأباء کم واحد فلا فضل لعربی علیٰ عجمیٰ ولا احمر علیٰ اسود الا بالتقویٰ اس میں فرما دیا گیا کہ عربی کو عجمی پر تقویٰ ہی کے ذریعہ فضیلت ہے۔ نیز ارشاد ہے العرب بعضھا اکفاء لبعض والموالی بعضھم اکفاء بعض یعنی عرب ایک دوسرے کے کفوء ہیں اور موالی (غیر عرب) ایک دوسرے کے کفوء ہیں۔ یہ سب احادیث جمع الفوائد[1] ص٢١٨ ج١ میں مذکور ہیں، جو پیشہ آدمی اختیار کرتا ہے جب تک شریعت کی طرف سے اس کی ممانعت نہ ہو اس کو ناجائز اور اس کی کمائی کو حرام نہیں کہا جاسکتا۔ لیکن پیشوں کے خواص واثرات بھی احادیث میں موجود ہیں ان کا انکار بھی نہیں کیا جاسکتا۔ ان نامناسب اثرات سے تحفظ اور نگہداشت میں کچھ غفلت ہوجائے تو ان کا ظہور بھی ہوتا ہے۔ اس لئے اس کی نفی کلیۃً کر دینا بھی غلط ہے اور اس نفی کو یہودیت آرائی ذہنیت قرار دینا بھی صحیح نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ١٧/٣/١٣٩٥ھ

ہندوستان میں کفاءت

سوال:- ہندوستان میں بین الاقوامی شادی کے بارے میں فقہائے امت کی کیا رائے ہے۔ "لِاَنَّ العجم ضیعوا انسابھم" کے تحت مولانا عبدالحئی صاحبؒ شرح وقایہ کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ لان ا لعجم المراد بھم من لم ینتسب الیٰ احدیٰ قبائل العرب وعامتہ

[1] جمع الفوائد ص٣٣٠ ج١ کتاب النکاح، الاولیاء والشھود والاستیذان والکفاءۃ، طبع المکتبۃ الجامعۃ مکہ مکرمہ.

اهل الامصار والقریٰ فی زماننا منهم سواء تکلموا بالعربیة او غیرها الامن کان لهٗ عنهم نسب معروف کالمنتسبین الیٰ احدالخلفاء اوالی الانصار وغیرهم. اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان میں نسب کا خیال کرنا چاہئے ۔ اگر انساب کا ہندوستان میں کوئی اعتبار نہیں تو کیا بین الاقوامی شادی کی تحریک چلانے کی اجازت دی جاسکتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

جو قبائل عرب سے آ کر یہاں آباد ہوئے اور انھوں نے اپنے انساب کو محفوظ رکھا تو ان میں بھی کفاءت نسباً معتبر وملحوظ ہے[1] جو قبائل ایسے نہیں ان میں کفاءت کی دوسری صورت جہات ملحوظ ہوں گی۔ دیانت حرفت وغیرہ، حرفت میں مدار عار وعدم عار پر ہوگا۔ جیسا کہ شیخ ابن ہمامؒ نے فتح القدیر[2] میں اور ابن نجیم[3] نے بحر میں اور ابن عابدین نے ردالمحتار[4] میں لکھا ہے کہ بین الاقوامی شادی کا مفہوم تو بظاہر یہ ہے کہ مذہب کی رعایت بھی ختم کردی جائے۔ ایسا کرنا نصوصِ قطعیہ صریحہ کے خلاف ہے۔ ولاتنکحوا المشرکات[5] (سورۃ بقرۃ) الخ، فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کفاءت ومساوات شرافت نسبی

سوال:- ہندوستان میں ذات پات کا وجود عرب کے شعوب وقبائل (جن کا ذکر قرآن

---

[1] تعتبر الکفاءة فی النکاح نسبا فقریش بعضهم اکفاء بعض وغیرهم من العرب لیسوا کفؤاً لهم ...... وتعتبر فی العجم اسلاماً وحریةً، مجمع الأنهر ص۵۰۰ ج۱ فصل فی الکفاءة، دار الکتب العلمیة بیروت، الدر مع الشامی کراچی ص۸۶ ج۳ باب الکفاءة.

[2] فتح القدیر ص۳۰۱ ج۳ فصل فی الکفاءة مطبوعه دارالفکر بیروت

[3] البحرالرائق کوئٹه ص۱۳۳ ج۳ فصل فی الاکفاء.

[4] تعتبر فی العرب والعجم دیانة وحرفة الدرالمختار وفی الفتح:أن الموجب هواستنقاص أهل العرف فیدور معه شامی کراچی ص۹۰ ج۳ باب الکفاءة،

[5] سورۃ البقرۃ آیت: ۲۲۱،

پاک میں ہے) سے مماثلت یا مطابقت رکھتا ہے، کیا ہندوستان میں ذات پات کا رواج مساوات اسلامی کی روح کی ضد ہے؟

اگر ذات پات کا امتیاز اشعار اسلامی کے خلاف ہے تو علماء نے اس سلسلہ میں کیا کیا؟ کون سی کتب اس لعنت کے بطلان کیلئے لکھی گئی، عام طور پر کہا جاتا ہے، کہ نام کے ساتھ صدیقی، عثمانی، انصاری، سید، مرزا، خان، شیخ وغیرہ کا اضافہ تعارف کیلئے ہے، اس سے افتخار مقصود نہیں، سوال یہ ہے کہ تعارف کا یہ ذریعہ زمانۂ رسالت (ﷺ) میں اور آج عرب ممالک میں کیوں رائج نہیں ہے، عوام کو اصرار ہیکہ ناموں کے ساتھ نسبی تعارف کے اضافہ کا ضرور استعمال ہو، یہاں تک کہ نو مسلم حضرات اور پیشہ ور مسلمان بھی اپنے ناموں کے ساتھ کوئی عرف یا امتیاز پسند کر کے شامل کر لیتے ہیں، ایسا کرنا کہاں تک شرعی حیثیت رکھتا ہے، میرا خیال یہ ہے کہ اضافہ تعارف کا ذریعہ ہو یا نہ ہوں، اس ذہنیت کے آئینہ دار ہیں، جو نسبی شرافت کو تقویٰ پر فضیلت دیتی ہے، آپکا کیا خیال ہے اور شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

جس مساوات (کفائت کا ذکر کتب فقہ میں ہے وہ مساوات اسلامی کی روح کی ضد نہیں اور جو ہندوستان میں نو مسلموں نے ترکۂ آباء کی حیثیت سے باقی رکھی اور دوسرے ناواقف مسلمانوں میں صحبت کے اثر سے آ گئی وہ ضد ہے، علماء اسلام نے ہمیشہ اس کو رد کیا، ’’ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم[1]‘‘ کی تفسیر میں اس کا ذکر اردو کی تفاسیر میں بھی موجود ہے[2]، غایب النسب، میں اس پر کافی بحث ہے، القول الاسلم، اسی مقصد کے لئے تصنیف کی گئی ہے، سید، صدیقی، فاروقی، انصاری وغیرہ کا لگانا تعارف کے لئے اہل عرب میں بھی موجود تھا، اور اب بھی ہے، کتب حدیث میں اسانید میں بکثرت راویوں کے نام کے ساتھ قبائل کی نسبتیں مذکور ہیں، اسماء رجال میں تحقیقات

[1]......سورۃ الحجرات آیت ۱۳ / ترجمہ: اللہ کے نزدیک تم سب میں بڑا شریف وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔ (بیان القرآن)

[2]......ملاحظہ ہو بیان القرآن ج ۱۱ / ص ۴۷ / سورۃ الحجرات.

انساب میں بکری، عمری، انصاری، اموی، خزرجی، اویسی، قریشی وغیرہ الفاظ ملتے ہیں، حتی کہ صحاح ستہ میں یہ الفاظ موجود ہیں[1]

البتہ تعارف دوسرے طریق سے بھی ہوسکتا ہے، اور دوسرے طریق بھی عرب وعجم میں شائع ہیں، مگر اس طریق کو بھی ممنوع نہیں کہا جاسکتا، بعض خاندانوں کے ساتھ ایک لقب ہوتا ہے، جو خاندان کے ہر افراد کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔

بعض اپنی صفتوں کے ساتھ جیسے قصاب، جصاص، اسکاف، خیاط وغیرہ بعض اپنے عہدوں اور کاموں وکیل، جج، حکیم، ڈاکٹر وغیرہ کے ساتھ مشہور ہوتے ہیں، بعض لوگ کسی ایسے وصف کے ساتھ مشہور ہوجاتے ہیں، جس کو وہ خود پسند نہیں کرتے، بلکہ اس سے ناراض ہوتے ہیں، لیکن رواۃ انساب سے بحث کرنے والے حضرات محض امتیاز کے لئے اس وصف کو ذکر کرنے پر مجبور ہیں، نیز اگر ملک عرب میں امتیاز وتخصیص کے لئے ایک طریقہ رائج ہو، اور شریعت کی طرف سے اس طریق پر مسلمانوں کو مجبور ومحصور نہ کردیا گیا ہو، تو دوسرا طریقہ اختیار کرنا بھی گناہ نہیں، البتہ فخر وتکبر انتہائی مذموم وممنوع ہے[2] اور اس امتیاز کی وجہ سے دوسروں کو حقیر وذلیل سمجھنا ہرگز جائز نہیں، امتیاز نسبی کو نجات کے لئے کافی سمجھنا اور احکام شریعت کی پابندی سے آزاد ہوجانا جہنم میں جانے کے لئے تو کافی ہوسکتا ہے، مگر خدا کے عذاب سے تحفظ کے لئے کافی نہیں ہے!

حضرت نبی اکرم ﷺ نے اپنے اہل خاندان کو نام بنام خطاب فرمایا کہ نبی کی قربت کو اپنے لئے ذریعۂ نجات نہ سمجھنا، بلکہ ذریعہ نجات ایمان وعمل صالح ہے،[3] اگر قرابت نسبی کافی ہوتی تو

۱؎ حدثنی خلیفة قال حدثنا محمد بن عبدالله الانصاری الخ بخاری شریف ص ۵۷۰/کتاب المغازی، باب شهود الملائكة بدراً، باب حديث ۳۸۵۲

۲؎ ان رسول اللّٰه ﷺ قال ان اللّٰه اوحیٰ الی ان تواضعوا حتی لایفخر احد ولا یبغیٰ احد علی احد. مشکوٰة شریف ص ۴۱۸/باب المفاخرة والعصبية الفصل الاول.

۳؎ قال (ای النبی ﷺ) یا معشر قریش اشترو انفسکم لااغنی عنکم من اللّٰه شیئاً یابنی عبد مناف لا اغنی عنکم من اللّٰه شیئاً یا عباس بن عبدالمطلب لا اغنی عنک من اللّٰه شیئاً (بقیہ اگلے صفحہ پر)

بعض اہل قرابت ابولہب وغیرہ بھی ناجیہ ہوتے، البتہ ایمان وعمل صالح کے ساتھ شرافت نسبی کی سعادت بھی میسر ہوجائے، تو نور علیٰ نور ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ

کیا کفاءت شرعی چیز نہیں؟

سوال:- ایک عورت نے خود اپنا نکاح کرلیا ہے۔اس کا کہنا ہے خدا اور رسول کلمہ قرآن سب ایک ہیں۔ ہندوستان میں صرف ۱۷رمسلمان آئے تھے یہاں کے پیشوں سے ذات برادری بن گئی۔اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ یہ سب کھانے کمانے کے لئے گروہ بنالئے ہیں کیونکہ مرد غیر برادری ہے کیا عورت کا کہنا درست ہے؟ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً!

عورت کا یہ کہنا تو صحیح ہے کہ مسلمانوں کا خدا اور رسول کلمہ اور قرآن سب ایک ہے۔لیکن یہ کہنا صحیح نہیں کہ برادری کس چیز کا نام ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ حدیث شریف میں نکاح کے متعلق برادری کا اعتبار کیا گیا ہے[۱] اگرعورت اپنے سے کم درجہ کے خاندان میں اپنا نکاح بغیر ولی کی رضامندی کے کرے جس سے اس کے خاندان کو عار لاحق ہوتو وہ نکاح صحیح نہیں ہوگا۔ کتب فقہ شامی[۲]، بحر[۳]، فتح القدیر[۴] وغیرہ میں اس کی تصریح موجود ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفی عنہٗ مدرسہ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۲۹/ ۸۵ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ) ویاصفية عمة رسول الله لااغنى عنک من الله شيئاً ویافاطمة بنت محمد سلينى ماشئت من مالى لااغنى عنک من الله شيئاً. مشکوٰۃ شریف، ۴۶۰/باب الانذار و التحذير، الفصل الاول، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند.

(صفحہ ہذا) [۱] عن علي بن أبي طالب أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال له يا علي ثلاث لا تؤخرها الصلوة إذا آنت والجنازة إذا حضرت والأيم إذا وجدت لها كفوءاً، ترمذی شریف ص۲۰۶ ج ۱ ابواب الجنائز، باب ما جاء في تعجيل الجنازة، مکتبہ بلال دیوبند،(بقیہ آئندہ صفحہ پر)

نداف لڑکی کا نکاح پٹھان سے

سوال:- رشید احمد نداف کی لڑکی شفیعہ بیگم بالغہ کو سلیمان خاں پٹھان لیکر بھاگ گیا اور کہیں جا کر شفیعہ بیگم کی مرضی سے سلیمان خاں نے نکاح کرلیا بغیر والدین کی مرضی کے اور ایک ماہ کے بعد رشید احمد نے بذریعہ پولیس لڑکی کو گرفتار کرا کر اپنی ضمانت پر لے کر اپنے گھر لے آیا۔ بہت آدمی کہتے ہیں کہ نداف کی لڑکی کا نکاح سلیمان سے جائز نہیں ہوا۔ کیونکہ غیر برادری ہے اور بغیر ولی کی اجازت نکاح ہوا۔ غیر برادری ہونے کی وجہ سے نکاح جائز نہیں۔ اس وقت عدالت میں مقدمہ چل رہا ہے۔ سلیمان بھی ضمانت پر ہے اور طلاق دینے کو تیار نہیں۔ ان حالات میں نکاح جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

ہندوستانی نسلوں میں نسب کے اعتبار سے کفاءت معتبر نہیں لہٰذا اس نکاح کو غیر معتبر قرار دینے یا فسخ کرانے کے لئے یہ وجہ کافی نہیں[۱] لیکن اگر لڑکی کا والد بہت صالح اور متبع سنت ہے اور جو پٹھان اس لڑکی کو بھگا کر لے گیا وہ آوارہ، بدچلن، فواحش میں مبتلا ہے اور اس کی یہ بدچلنی مشہور ومعروف ہے اور اس نکاح سے لڑکی کے خاندان کو عار لاحق ہوتی ہے[۲] اور لڑکی نے بغیر والد سے

(**گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ**) سنن ابن ماجہ ص ۱۴۱ ابواب النکاح، باب الاکفاء، مطبوعہ اشرفیہ دیوبند، جامع صغیر للسیوطی ص ۱۳۰ ج ۱ حرف التاء، مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت.

۲ فنفذ نکاح حرة مکلفة بلارضاولی وله أی للولی الإعتراض فی غیر الکفوء بعدم جوازه اًصلاً وهوالمختار للفتویٰ لفساد الزمان الدرالمختارعلی الشامی کراچی ص۵۶ ج۳ باب الولی

۳ البحر الرائق کوئٹه ص ۱۱۰ ج۳ باب الاولیاء والاکفاء.

۴ فتح القدیر ص ۲۵۹ ج۳ باب الاولیاء والاکفاء. مطبوعه دارالفکر بیروت.

(**صفحہ ہٰذا**) ۱ والحاصل أن النسب المعتبر هنا خاص بالعرب وأما العجم فلا یعتبر فی حقهم، بحر کوئٹه ص ۱۳۱ ج۳ باب الأکفاء، النهر الفائق ص ۲۲۰ ج۲ فصل فی الکفاء ة، مکه مکرمه، شامی کراچی ص۸۷ ج۳ باب الکفاء ة.

۲ وتعتبر فی العرب والعجم دیانة ای تقویٰ فلیس فاسق کفؤالصالحة(**بقیہ اگلے صفحہ پر**)

E:\F.M.Fainal\Jild-17\08-Kifat Ka Byan

مشورہ کئے یہ نکاح بہت ہی غلط طریقہ پر بھاگ کر کیا ہے اور والد اس کو منظور کرنے کے لئے تیار نہیں ہے تو یہ نکاح صحیح نہیں ہوا[1] طلاق کی بھی ضرورت نہیں[2] لڑکی کو جب ایک حیض آ جائے تو اس کی اجازت سے دوسری جگہ نکاح کر دینا درست ہوگا[3] البتہ قانونی تحفظ پہلے کر لیا جائے۔ اور احوط یہی ہے کہ اس نکاح کو باقاعدہ عدالت مسلمہ سے فسخ کرا لیا جائے[4] لیکن اگر وہ شخص جس سے لڑکی نے نکاح کر لیا ہے ایسا باوجاہت ہے کہ اس سے نکاح کرنا باعث عار شمار نہیں ہوتا تو یہ نکاح درست ہو گیا اور اس کو فسخ کرانے کا اختیار نہیں[5] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۱۳/۷/ ۸۹ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دار العلوم دیوبند ۱۴/۷/ ۸۹ھ

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ) وفي الفتح أن الموجب هوانتقاص اهل العرف فيدور معه شامي كراچي ص ۹۰ ج۳ باب الكفاءة، النهر الفائق ص ۲۲۱ ج۲ فصل في الكفاءة، مكه مكرمه، بحر كوئٹه ص ۱۳۲ ج۳ فصل في الاكفاء.

[1] روى الحسن عن الامام أنه إن كان الزوج كفأ نفذ نكاحها وإلا فلم ينعقد اصلا ...... والمختار للفتوى في زماننا رواية الحسن، بحر كوئٹه ص ۱۱۰ ج۳ باب الاولياء، النهر الفائق ص ۲۰۲ ج۲ باب الاولياء، طبع مكه مكرمه، الدر مع الشامي ص ۵۶-۵۷ ج۳ باب الولي.

[2] ومحله المنكوحة، در مختار، بخلاف عدة الفسخ بحرمة مؤبدة أو غير مؤبدة كالفسخ بخيار عتق وبلوغ وعدم كفاءة ...... فلا يقع الطلاق فيها، شامي كراچي ص ۲۳۰ ج۳ كتاب الطلاق، مطلب طلاق الدور، النهر الفائق ص ۳۱۰ ج۲ اول كتاب الطلاق، مكه مكرمه، بحر كوئٹه ص ۲۳۷ ج۳ كتاب الطلاق.

[3] والموطوءة بشبهة وأم الولد الحيض للموت وغيره كفرقة أو متاركة لأن عدة هؤلاء لتعرف براءة الرحم وهو بالحيض ولم يكتف بحيضة احتياطاً، الدر مع الرد زكريا ص ۱۹۹ ج۵ باب العدة، مطلب في النكاح الفاسد والباطل.

[4] ولا يكون التفريق بذالك إلا عند القاضي أما بدون فسخ القاضي فلا ينفسخ النكاح بينهما وتكون هذه فرقة بغير طلاق، هنديه كوئٹه ص ۲۹۲ ج۱ الباب الخامس في الاكفاء.

[5] ملاحظہ ہو حوالہ ۱۔

برات اور برادری وکفاءت

سوال:- قانونِ اسلام میں برات کا کیا درجہ ہے؟ چونکہ بعض اہل علم بھی اس میں شریک ہوتے ہیں اور اسلام میں برادری کی کیا اصل ہے؟ اچھی طرح تشریح فرمائیں۔ چونکہ مولانا صاحب نے فرمایا کہ قرآن پاک میں ایک آیت ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ایک گھر جنتی ہے ایک گھر دوزخی ہے۔ اور حضرات علماء بھی برادریوں سے ہوتے ہیں۔ لہٰذا بیاہ شادی بھی برادری کے طریقہ پر کرتے ہیں اور برادری کے رواج کو ادا کرتے ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

نکاح ایک عبادت ہے اس کو سنت طریقہ پر ادا کرنا چاہئے اس کا طریقہ یہ ہے کہ چند متعارف مخصوص لوگوں کو بلا کر ان کے مجمع میں ایجاب وقبول کرا دیا جائے[1] مسجد میں ہو تو اور اچھا ہے۔ پھر لڑکی کو دولہا کے مکان پر پہونچا دیا جائے۔ اگر دوسری بستی میں پہونچانا ہو تو حفاظت کی خاطر حسب موقع دولہا اور دولہن کی طرف سے لوگ بھی ہمراہ ہوں تو مناسب ہے۔ پہلے عامۃً بیل گاڑی کا سفر ہوتا تھا اور سامانِ جہیز کے متعلق چور ڈاکوؤں کا خطرہ ہوتا تھا، اس لئے اس وقت کے مدبرین نے تجویز کیا تھا کہ ہر گھر سے ایک آدمی ساتھ جائے تاکہ کسی گھر کے مصالح فوت نہ ہوں اور سامان وغیرہ کی حفاظت بھی ہو جائے اور سہولت سے سفر پورا ہو جائے اس مجمع کا نام برات تھا۔ جب وہ لڑکی کے مکان پر آتے تھے اور شادی کے مصالح کے لئے آتے تھے تو ان کو کھانا بھی کھلایا جاتا تھا۔ مستقلاً لڑکی والے کے مکان پر کھانا لازم کرنا جیسا کہ آج کل عام دستور ہو گیا ہے یہ ثابت

---

[1] ليست لنا عبادة شرعت من عهد آدم إلى الآن ثم تستمر في الجنة الا النكاح والايمان ...... ويندب اعلانه وتقديم خطبة وكونه في مسجد يوم جمعة ...... وينعقد بايجاب وقبول، الدر مع الشامی کراچی ص۳ تا۹ ج۳ اول کتاب النکاح، فتح القدير ص۱۸۹ ج۳ کتاب النکاح، دار الفکر بیروت، بحر کوئٹہ ص۸۰ ج۳ کتاب النکاح.

نہیں کہ جس شان سے لڑکے والے کھانا کھلاتے ہیں اسی شان سے لڑکی والوں کے یہاں کھانا کھایا جائے۔ اس طریقہ کو ترک کرنا چاہیئے[1]

نسبی حیثیت سے جداعلی کی اولاد برادری کہلاتی ہے اور نجات کا دار ومدار اس پر نہیں ہے۔ وجعلنکم شعوباً وقبائل لتعارفوا إن اکرمکم عند اللّٰہ اتقاکم[2] جس آیت[3] کا ترجمہ آپ نے لکھا ہے اس سے برادری مراد نہیں ہے بلکہ مقصود اس سے یہ ہے کہ عقائد واعمال واخلاق کی حیثیت سے ایک گروہ جنتی ہے اور ایک گروہ جہنمی، کسی بھی برادری سے اس کا تعلق نسبی ہو، کسی نسبی برادری کو نہ جنتی فرمایا گیا نہ جہنمی، بلکہ جس برادری کا بھی عمل اہل جنت کے مثل ہوگا وہ جنت میں جائے گا اور جس کا عمل اہل جہنم کی طرح ہوگا وہ دوزخ میں جائیگا۔ اَعَاذَنَا اللہ منه.

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

لڑکی اور ولی کی رضامندی سے غیر کفو میں نکاح ہوا تو برادری کو ترک تعلق کا حق نہیں

سوال:- زید ایک دیندار اور مالدار شخص ہے اس نے اپنی لڑکی کا نکاح اپنی اور لڑکی کی رضامندی سے غیر کفو میں کر دیا۔ لڑکا جس سے نکاح کیا وہ بھی دیندار باحیثیت ہے تو کیا غیر کفو میں نکاح کر دینے سے زید کی برادری کو یہ حق ہے کہ وہ زید سے ترکِ تعلقات کرے؟

---

[1] من اصر علی امر مندوب وجعله عزماً ولم یعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشیطان من الاضلال، مرقاة ص۱۴ ج۲ باب الدعاء فی التشهد، طبع بمبئی.

[2] سورہ حجرات، آیت: ۲۶، **ترجمہ**:۔ اور تم کو مختلف قومیں اور مختلف خاندان بنایا تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو اللہ کے نزدیک تم سب میں بڑا شریف وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔ (از بیان القرآن)

[3] فریق فی الجنة وفریق فی السعیر، سورۂ شوری آیت ۷.

الجواب حامداً ومصلیاً!

کفاءت لڑکی اور اس کے ولی کا حق ہے جب دونوں اپنے اس حق کو ختم کرنے پر رضامند ہوں تو برادری کو ترک تعلقات کرنے کا حق نہیں بلکہ یہ ترک تعلق کی سزا غلط ہے، ظلم ہے مسئلہ کی تفصیل کتب فقہ بحر[1]، عالمگیری[2]، خانیہ[3]، ردالمحتار[4] وغیرہ میں ہے۔ لڑکے میں بعض دفعہ ایسا جوہر ہوتا ہے کہ اس کی وجہ سے حق کفاءت کو ختم کر دینا لڑکی کے حق میں انفع ہوتا ہے[5] اس کے نظائر سلف صالحین میں موجود ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۱۰/۱۳۹۷ھ

نکاح کے بعد کفاءت زائل ہوجانے میں خیار

سوال:- ایک عالم فاضل اجل کی دختر صغیرہ کا نکاح ہوا ایک صغیر السن لڑکے سے جو اچھے حال وذات کا تھا اور جس میں امید تھی کہ یہ علم پڑھے گا اور صالح ہوگا اور فسق وفجور سے مجتنب رہے گا مگر سنِ شعور سے لے کر اب تک چوبیس، پچیس سال کی عمر کو پہونچ چکا ہے، فسق وفجور میں رہا۔ ترک صلوٰۃ عمداً، حقہ نوشی، دنگل وتماشا بینی وغیرہ میں منہمک ہے۔ کیا شرعاً ایسے نکاح کے متعلق تنسیخ وفسخ کی صورت ہوسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

بوقت نکاح لڑکا صغیر السن تھا، عیوب مذکورہ اس وقت تو موجود نہیں تھے بلکہ بعد میں پیدا

۱؎ البحر الرائق ص ۱۳۴ ج ۳ (مطبوعه کوئٹه) فصل فی الاکفاء

۲؎ عالمگیری ص ۲۹۴ ج ۱ (مطبوعه کوئٹه) الباب الخامس فی الاکفاء

۳؎ خانیه کوئٹه ص ۳۵۴ ج ۱ فصل فی الاکفاء.

۴؎ للمرأة وللأولیاء حق الکفارة، ردالمحتار کراچی ص ۸۵ ج ۳ (باب الکفاء ة)

۵؎ والذی یظهر لی أن شرف النسب او العلم یجبر نقص الحرفة بل یفوق سائر الحرف، شامی زکریا ص ۲۱۵ ج ۴ باب الکفاء ة، مجمع الأنهر ص ۵۰۱ ج ۱ فصل فی الکفاء ة، دار الکتب العلمیة بیروت، النهر الفائق ص ۲۲۰ ج ۲ فصل فی الکفاء ة، طبع مکه مکرمه.

ہوئے ہیں۔ پس ایسے عیوب مذکورہ کی بنا پر شوہر فاسق وفاجر تو ہو گیا جس سے کفاءت زائل ہو گئی مگر اس کفاءت کے زائل ہونے سے فسخ نکاح کا اختیار نہیں، کیونکہ کفاءت بوقت نکاح معتبر ہے بعد میں زائل ہونے سے کچھ نہیں ہوتا۔ اگر بوقت نکاح فسق وفجور لڑکے میں موجود ہوتا تو وہ کفو نہیں تھا اور خیارِ کفاءت حاصل ہوتا اب حاصل نہیں۔ والكفاءة اعتبارها عند ابتداء العقد فلا يضر زوالها بعده فلو كان وقته كفواثم فجرلم يفسخ الخ. درمختار . قوله ثم فجر الاولىٰ ان يقول ثم زالت كفاءته لان الفجور يقابل الديانةوهي احدىٰ مايعتبر في الكفاءة الخ[1] ردالمحتار ص ۴۹۸ ج ۲ باب الكفاءة، فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۰/۳/ ۸۹ھ

حرفت میں کفاءت

سوال:- ایک شخص کا پیشہ درودگری کا ہے اور سہ پشت سے درودگری کے ہمراہ زراعت اور کھیتی کا کام بھی ان کی پشت میں چلا آتا ہے۔ قانون رائج میں چونکہ کمین ہے وہ اراضیات خرید نہیں سکتا ہے۔ مگر وہ اپنے ہاتھ سے کرتا ہے۔ وہ شخص بغیر اجازت ولی جائز ایک عورت روانی کو نکاح کرتا ہے جو کہ علاقہ پنجاب میں شریف قوم سمجھی جاتی ہے اور مالک ارضیات کے اور زراعت کا کام بھی کرتے ہیں۔ اب قابل دریافت یہ امر ہے کہ ناکح قوم کا درودگر غیر زراعت پیشہ ہے۔ درودگری کا کام بھی کرتا ہے اور زراعت کا کام بھی کرتا ہے اور عورت منکوحہ ردانی قوم کی جو کہ زراعت پیشہ ہے اور اس کے اولیاء بھی زراعت کا کام کرتے ہیں۔ کیا ناکح بغیر رضامندی ولی اس کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے۔ حرفت درودگری قلبہ رانی ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

صورت مسئولہ میں عورت مرد ہر دو پیشہ زراعت میں مشترک ہیں۔ مرد پیشہ درودگری بھی کرتا

[1] الدرمع الرد کراچی ص ۹۲ ج ۳ باب الكفاءة، مجمع الأنهر ص ۵۰۰، ۵۰۱ فصل في الكفاء، دار الكتب العلمية بيروت، بحر کوئٹہ ص ۱۳۰ ج ۳ باب الأكفاء.

ہے عورت اس سے خالی ہے پس اگر دونوں عجمی ہیں کہ کسی قبیلہ عرب کی طرف منسوب نہیں تو بظاہر ایک دوسرے کے کفو ہیں کیونکہ عجم میں کفاءت حرفت کے اعتبار سے ملحوظ ہوتی ہے۔ اگر دونوں یا ایک کسی قبیلہ عرب کی طرف منسوب ہیں تو اس کے معلوم ہونے پر حکم تحریر کیا جاسکتا ہے واما فی العجم فتعتبر حریۃواسلاماً ومالاً وحرفۃ فمثل حائک غیر کف لمثل خیاط الخ[۱] درمختار ملخصاً۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور یکم محرم ۵۹ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲ محرم ۵۹ھ

صحیح: عبد اللطیف ۲ محرم ۵۹ھ

خنزیر کے بال کے برش بنانے والے کے گھر رشتہ

سوال:- میرے ایک عزیز کی بہن کا ایک جگہ کان پور میں رشتہ طے ہو گیا ہے لڑکے والے اور خود لڑکا اشیاء کی درآمد برآمد کا کام کرتے ہیں۔ ابھی چند دنوں پیشتر جب شادی کی تاریخ متعین کرنے کے لئے قدم اٹھایا گیا تو معلوم ہوا کہ ان لوگوں کے پاس کہیں باہر سے برش بنوا کر بھیجنے کا آرڈر آیا ہوا ہے اور وہ تیار کرا کر باہر بھیج رہے لیکن برش خنزیر کے بالوں کے بنوائے جاتے ہیں اور بھیجے جاتے ہیں۔ یہ معلوم ہو کر لڑکی والے فکر مند ہیں کہ ایسی صورت میں ان لوگوں کا کاروبار درست ہے یا نہیں؟ نیز طے شدہ رشتے کو باقی رکھا جائے یا ختم کر دیا جائے۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

قولِ صحیح کے مطابق خنزیر کے بال نجس ہیں، ان کی بیع بھی ناجائز ہے، جیسا کہ کتب فقہ، در مختار، شامی[۲]، بحر[۳] وغیرہ میں موجود ہے۔ لیکن یہ چیز محتاج تحقیق ہے کہ برش خنزیر کے بال سے بنتے

[۱] درمختار کراچی علی الشامی ص۸۵ تا۹۰ ج۳ باب الکفاءۃ، مجمع الأنھر ص۵۰۴ باب الأولیاء، فصل فی الکفاءۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت، النھر الفائق ص۲۲۲ ج۲ فصل فی الکفاءۃ، طبع مکہ مکرمہ. (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ہیں۔ کیوں کہ مجھ سے ایک صاحب نے کہا تھا کہ یہ تو ایک گھاس ہے اس سے بنتے ہیں برش میں بال کے علاوہ دوسری چیزیں بھی ہوتی ہیں جو متقوم ہیں۔ مناسب یہ ہے کہ استخارۂ مسنونہ کرلیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۵/۶/۱۴۰۱ھ

شیخ اور خاں باہم کفو ہیں

سوال:- شیخ خان کا کفو ہے یا نہیں، اور خان شیخ کا کفو ہے کہ نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

ہندوستان کا شیخ اور خان کفو ہیں[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ترک اور انصاری کفو ہیں یا نہیں؟

سوال:- ہماری طرف ایک جھگڑا چل رہا ہے کہ ایک جولاہے انصاری کی لڑکی نے ایک دوسرے قوم کے آدمی سے نکاح کرلیا ہے۔ وہ آدمی قوم کا ترک ہے۔ اب لڑکے والے کہتے ہیں کہ نکاح درست نہیں ہوا ہے۔ اب انصاری حضرات کہتے ہیں کہ تمہاری قومیت سے ہماری قومیت اعلیٰ ہے۔ اور ترکی حضرات کہتے ہیں کہ ہماری قومیت تمہاری قومیت سے اعلیٰ ہے۔ اب دونوں

(**گذشتہ صفحہ کا حاشیہ**) [1] وشعر الخنزير لنجاسة عينه فيبطل بيعه الدر المختار على رد المحتار نعمانيه ص۱۱۳ ج۴، باب البيع الفاسد، شامى مع الدر المختار كراچى ص۷۱، ۷۲ج۵ مطلب فى التداوى بلبن البنت للرمد قولان.

[2] البحر الرائق ص۸۰ ج٦ باب البيع الفاسد، مطبوعه كوئٹه.

(**صفحہ ہذا**) [1] وأما فى العجم فتعتبر حرية وإسلاماً الدرالمختار على الشامى كراچى ص۸۷ج۳ باب الكفاءة، هنديه كوئٹه ص۲۹۰ ج۱ الباب الخامس فى الأكفاء، مجمع الأنهر ص۵۰۱ ج۱ فصل فى الكفاءة، بيروت.

E:\F.M.Fainal\Jild-17\08-Kifat Ka Byan

میں جھگڑا چل رہا ہے۔ ہماری طرف ترکی حضرات کھیتی یعنی کاشتکاری کرتے ہیں ان کے یہاں کاشتکاری ہی کا کام ہوا کرتا ہے، تو اس بارے میں مکمل جواب مطلوب ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

اما فی العجم فتعتبر حریة واسلاماً الیٰ قولہٖ وحرفة فمثل حائک غیر کفو مثل خیاط الخ. قال فی الملتقیٰ وشرحه فحائک اوحجام او کناس او دباغ او حلاق اوبیطار اوحداد او صفار غیر کفو لسائر الحرف کعطار او بزاز اوصواف الیٰ قولہٖ وفی الفتح ان الموجب هواستنقاص اهل العرف فیدور معه وعلیٰ هٰذا ینبغی ان یکون الحائک کفواً للعطار بالاسکندریة لماهناک من حسن اعتبارها وعدم عدها نقصا البتة اللهم إلَّا ان یقترن بها خساسة غیرها اھ ردالمحتار[1] ص ۴۳۲ ج ۲ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اگر وہاں کے عرف میں یہ شادی موجب عیب ونقص نہیں ہے تو لڑکی کے اولیاء کو اس پر اعتراض کا حق نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱/۷/ ۸۹ھ

بنجارے اور رنگریز کفوء ہیں یا نہیں؟

سوال:- بنجارے اور رنگریز باہم کفو ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر یہ عُرفاً برابر کے سمجھے جاتے ہوں تو کفو ہیں[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۷/۱۳۹۶ھ

---

[1] ردالمحتار کراچی ص ۹۰ ج ۳ باب الکفاء ة، بحر کوئٹه ص ۱۳۳ ج ۳ فصل فی الاکفاء، فتح القدیر ص ۳۰۱-۳۰۲ ج ۳ فصل فی الکفاء ة، دار الفکر.

[2] وفی الفتح: أن الموجب هواستنقاص أهل العرف فید ورمعه وعلیٰ هذا ینبغی أن یکون الحائک کفوء اللعطار بالأسکندریة لما هناک من حسن اعتبارها وعدم عدها نقصا البتةشامی کراچی ص ۹۰ ج ۳ باب الکفاء ة، فتح القدیر ص ۳۰۲ ج ۳ فصل فی الکفاء ة، دار الفکر، (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

غیر سید کا سیدہ سے نکاح کرنا

سوال:- کیا سید عورتوں سے دوسرے مسلمانوں کا شادی کرنا حرام ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

حرام نہیں[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ ۳۰/۳/ ۸۸ھ

سیدہ کا نکاح غیر کفو میں

سوال:- غلام حسین گوجر اپنے لڑکے کا نکاح اپنے سید بہنوئی کی لڑکی سے کرنا چاہتا ہے۔ اس کا بہنوئی بھی راضی ہے کہ میں اپنی لڑکی کا نکاح اپنے سالے کے لڑکے سے کروں گا۔ کشمیری علماء نے فتویٰ دیا ہے کہ یہ بہت برا کیا کہ ایک گوجر نے سید کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہا ترک موالاۃ اور کفر کا فتویٰ دیدیا تو کیا ازرُوئے شرع سید سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟ ان علماء کا کفر کا فتویٰ دینا کس حد تک صحیح ہے؟ اور کیا ایسا کرنے والا سخت گنہگار اور کافر ہوتا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اتنی بات صحیح ہے کہ سید لڑکی کا کفو گوجر نہیں ہے اور غیر کفو میں اگر لڑکی اپنا نکاح خود کرلے تو وہ صحیح نہیں ہوتا۔ لیکن اگر وہ غیر کفو علم واخلاق وشرافت سے نوازا گیا ہو اور لڑکی کا دل بھی اس کو پسند کرتا ہو تو شرعاً نکاح منعقد وصحیح ہوجائے گا۔ ذکر قاضی خان فی جامعه قالوا الحسیب کفوء

(**گذشتہ صفحہ کا حاشیہ**) النهر الفائق ص۲۲۳ ج۲ فصل فی الکفاءۃ، طبع مکه مکرمه.

(**صفحہ ہٰذا**) [1] نفذ نکاح حرة مکلفة بلارضا ولی وله أی للولی الإعتراض فی غیر الکف ویفتی فی غیر الکفء بعدم جوازه اصلاً (در مختار) وأما إذا لم یکن لها ولی فهو صحیح (إلی قوله) وإنما تحل فی الصورة الرابعة وهی رضا الولی بغیر الکفء مع علمه بأنه کذالک، شامی زکریا ص۱۵۵، ۵۶، ۵۷ ج۴ باب الولی، النهر الفائق ص۲۰۲ ج۲ باب الاولیاء، طبع مکه مکرمه، بحر کوئٹه ص۱۱۰ ج۳ باب الأولیاء.

للنسيب فالعالم العجمي يكون كفواً للجاهل العربي والعلوية لان شرف العلم فوق شرف النسب والحسب مكارم الاخلاق وفي المحيط عن صدر الاسلام الحسيب الذي له جاهٌ وحشمةٌ ومنصبٌ اھ بحر[1] ص ۱۳۴ ج۳ولوزوج طفله غير كفوءٍ وبغبن فاحش صح ولم يجز ذلک لغير الاب والجد اھ بحر[2] ص ۱۳۴ ج۳ فصل في الأكفاء .

جن حضرات نے اس پر کفر کا فتویٰ دیا ہے اس کو بغیر دیکھے کیا لکھا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند ۲۲/۲/ ۹۴ھ

سیدہ کا نکاح پٹھان سے

سوال:- میری دو خالائیں پٹھان چچا یا تایا کی دختر ہیں۔ بڑی خالہ مرحومہ رفیع الدین کی بیگم اور دوسری خالہ مرحومہ نواب عبدالرزاق کی بیگم۔ رفیع الدین کی بڑی لڑکی سید متین سے بیاہی گئیں، ان کی ایک دختر نفیسہ پروین ہے۔ عبدالرزاق کی دختر ننھیال میں رحمت اللہ خاں سے بیاہی گئیں، ان کا ایک صاحبزادہ عزیز اللہ خاں ہے۔ کچھ رشتہ دار عزیز اللہ خاں کا رشتہ نفیسہ سے کرنا چاہتے ہیں اور بعض کی رائے ہے کہ سید کی بیٹی پٹھانوں میں نہیں دیجاتی ہے۔ کیونکہ سید کا مرتبہ بڑا ہے۔ آپ کی کیا رائے ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر پٹھان میں اچھی صفات، اعمالِ صالحہ، اخلاق فاضلہ موجود ہوں اور سید کی لڑکی اور اس کے ولی پسند کریں تو ایسے پٹھان سے شادی کرنا بھی درست ہے[3] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند ۲۰/۴/ ۹۹ھ

---

[1] البحر الرائق ص ۱۳۰ ج۳ فصل في الأكفاء مكتبه كوئٹه پاكستان، شامي كراچي ص ۲۲۰ ج۲ باب الكفاءة، النهر الفائق ص ۲۲۰ ج۲فصل في الكفاءة، مكه مكرمه.

[2] بحر كوئٹه ص۱۳۴ ج۳ باب الاكفاء، شامي كراچي ص۸۵ج۳ باب الكفاءة، النهر الفائق ص ۲۲۴ ج۲ فصل في الكفاءة، طبع عباس احمد الباز مكه مكرمه. (حاشیہ ۳ اگلے صفحہ پر)

نکاح غیر کفو میں

سوال:- ہندہ بالغہ لڑکی سید یا شیخ اپنے ولی کی عدم موجودگی میں کسی زید جولا ہے یا تیلی وغیرہ کم ذات سے نکاح کر لیتی ہے۔ علم ہونے پر اس نکاح پر ولی ناخوش ہے آیا یہ نکاح درست ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

سید زادی یا کوئی عالی نسب لڑکی (اگر چہ سید نہ ہو بلکہ صدیقی فاروقی شیوخ میں سے ہو) جب اپنا نکاح غیر کفو میں کر لے یعنی ایسے خاندان کے لڑکے سے کر لے جو نسب کے اعتبار سے اس کے برابر نہ ہو بلکہ کم درجہ ہو تو مفتیٰ بہ قول کے مطابق اس کا نکاح جائز نہیں ہوتا۔ ویفتی فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً وھو المختار للفتویٰ[1] اھ درمختار فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دار العلوم دیو بند

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دار العلوم دیو بند

غیر کفو میں نکاح اور نکاح فاسد میں عدت

سوال:- غیر کفو میں نکاح بدون رضاء اولیاء کے ہوا۔ علماء علاقہ سے دریافت کیا گیا کہ نکاح جائز ہے یا ناجائز۔ اس میں علماء کا آپس میں اختلاف ہے ایک صاحب کہتے ہیں کہ زوج

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) [۳] قالوا الحسیب کفؤ للنسیب فالعالم العجمی یکون کفوأ للجاھل العربی والعلویة لان شرف العلم فوق شرف النسب والحسب مکارم ألاخلاق وفی المحیط عن صدر الاسلام الحسیب الذی له جاہ وحشمة ومنصب. البحرالرائق کوئٹہ ص ۱۳۰ ج۳ فصل فی الاکفاء، شامی کراچی ص ۹۲ ج۳ باب الکفاء ة، النهر الفائق ص ۲۲۰ ج۲ فصل فی الکفاء ة، مطبوعه مکه مکرمه.

(صفحہ ہذا) [۱] درمختار علیٰ ردالمحتار نعمانیه ص۲۹۷ ج۲ مطبوعه وکراچی ص۵۷ ج۳ باب الولی، مجمع الأنهر ص۴۹۰ ج۱ باب الأولیاء، دار الکتب العلمیة بیروت، النهر الفائق ص ۲۰۲ ج۲ باب الأولیاء، طبع مکه مکرمه.

غیر کفو میں بدون رضاء اولیاء کے جس جگہ ننگ وعار موجود ہے نکاح باطل ہے اور نکاح ثانی کیلئے عدت نہیں۔ خواہ مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ اور دوسرے صاحب کہتے ہیں کہ نکاح باطل ہو یا فاسد مدخولہ میں عدت ہے اور فریق اول کی دلیل یہ ہے نکاح فی غیر الکفوء میں باتفاق متون وشروح حدیث نادر حسن ابن زیاد پرفتویٰ ہے اور ظاہر الروایت متروکہ ہے لفساد الزمان۔ جس کا مفاد اور مقتضی یہ ہے کہ نکاح باطل ہے جب نکاح باطل ہوا تو باتفاق فقہاء کرام (فلاعدة فی باطل) درمختار، عدت نہیں۔ دوسرا جب نکاح باطل ہوا تو زنا ہوا جس میں پھر بھی عدت نہیں ولاتجب العدة علیٰ الزانية وهٰذا قول ابی حنیفةؒ ومحمدؒ كذا فی الشرح الطحطاوی عالمگیری ص۹۳۲ ج۲ اور فریق ثانی فسق بقضاء القاضی کی صورت مدنظر رکھ کر اور ظاہر الروایت پرعمل کرتے ہوئے مدخولہ میں عدت قرار دیتے ہیں حالانکہ فسخ وجود نکاح کو مستلزم ہے جب نکاح ہی باطل ہے تو پھر فسخ کیسے اور ثمرہ فسخ یعنی عدت کیسے جب کہ علامہ حمویؒ نے شرح اشباہ میں تصریح کردی ہے الفرق ثلاثةعشر فرقةسبعةمنها تحتاج الی القضاء وستة لا. الفرقة بالجب والعنة وبخيار البلوغ وبعدم الكفاء ة انتهىٰ بقدر الحاجة. اشباه فن ثانی کتاب النكاح ص۲۲۶اور قولهٗ بعدم الكفاء ة پرعلامہ حمویؒ تحریرفرماتے ہیں کہ (وقول بعدم الكفاء ة) يعنی علیٰ قوله من يقول بصحة العقد واما علیٰ قول من يقول بطلانه وهوالصحيح فلا يحتاج الیٰ حكمه بفرقته: حموی شرح اشباہ فن ثانی کتاب النکاح ص۲۲۶ آں جناب کو تکلیف دی جاتی ہے کہ ہر دوفریق میں سے کس کا قول معتبر اور قابل عمل ہے امید ہے کہ اول فرصت میں جواب بالصواب سے مستفیض فرمائیں گے۔ بینوا وتوجروا از راولپنڈی محلّہ شاہ ندار (فقط)

الجواب:-وبيده ازمة التحقيق والصواب حامداًومصلياً !

جب حرہ بالغہ اپنا نکاح خود کرے بغیر رضا مندی اولیاء کے تو اس میں کفاءۃ الزوج شرط ہے ظاہر الروایۃ کے موافق تو شرط لزوم نکاح ہے اور روایت حسن کے موافق شرط جواز نکاح ہے۔ الكفاء ة معتبرةفی ابتداء النكاح للزومه اولصحته من جانبه ای الرجل اھ در(قوله للزومه

E:\F.M.Fainal\Jild-17\08-Kifat Ka Byan

اولصحته) الاول بناء علیٰ ظاهر الروایة والثانی علیٰ روایة الحسن اھ شامی[۱] ص ۴۹۰ ج ۲ باب الکفاءة. اگرعورت بغیر رضامندی اولیاء کے غیر کفو میں (جو کہ موجب عار ہو) نکاح کرے تو ظاہرالروایت کے موافق نکاح منعقد ہوجاتا ہے۔لیکن اولیاء کو حق اعتراض باقی رہتا ہے کہ قاضی کے ذریعہ سے اس کو فسخ کرادیں، بغیر قاضی کے وہ فسخ نہیں ہوسکتا۔لیکن روایت حسن کے موافق وہ منعقد ہی نہیں ہوتا ولی موجود نہ ہونے کی صورت میں باتفاق صحیح نافذ ہوجاتا ہے واما اذا لم یکن لهاولی فهو صحیح نافذ مطلقاً اتفاقاً. درمختار[۲] باب الولی ص ۴۵۹ پس اس نکاح کے جواز میں اختلاف ہوا کہ ظاہرالروایت کے مطابق جائز ہوا۔ روایت حسن کے مطابق ناجائز اور جس نکاح کے جواز میں علماء کا اختلاف ہو وہ نکاح فاسد ہوتا ہے۔نیز روایت حسن (مفتی بہا) کے موافق شرط صحت (کفاءۃ) مفقود ہے اور جس نکاح میں کوئی شرط مفقود ہو وہ نکاح فاسد ہوتا ہے اور نکاح فاسد میں مدخولہ پر عدت واجب ہوتی ہے ویجب مهر المثل فی نکاح فاسد وهوالذی فقد شرطا من شرائط الصحة کشهود بالوطاء فی القبل لابغیره کالخلوة لحرمة وطئها وتجب العدة بالوطاء للخلوة للطلاق اوللموت من وقت التفریق اومتارکة الزوج اھ درمختار ص ۵۴۱ ج ۲ باب المهر[۳]

وفی المجتبیٰ کل نکاح اختلف العلماء فی جوازه کالنکاح بلاشهود فالدخول فیه یوجب العدة اھ بحر باب العدة ص ۱۴۴ ج ۴[۴] جمیع علماء حنفیہؒ وامام شافعیؒ وامام احمدؒ متفق ہیں کہ بلاشہادت نکاح صحیح نہیں ہوتا۔صرف امام مالکؒ کا اختلاف ہے کہ وہ صحت کے قائل ہیں

---

[۱] شامی نعمانیه ص۳۱۷ ج۲ باب الکفاءة عنایه مع فتح القدیر ص ۲۹۱ ج۳ فصل فی الکفاءة، دارالفکر بیروت،

[۲] درمختار علی ردالمحتار نعمانیه ص۲۹۸ ج۲ باب الولی هندیه کوئٹه ص۲۹۲ ج۱ الباب الخامس فی الاکفاء، النهر الفائق ص ۲۰۲ ج ۲ باب الاولیاء، طبع مکه مکرمه.

[۳] الدرالمختار علی الشامی کراچی ص ۱۳۱ ج۳ مطلب فی النکاح الفاسدباب المهر.

[۴] البحرالرائق کوئٹه ص ۱۴۴ ج۴ باب العدة.

(گواشاعت کووہ بھی ضروری کہتے ہیں) ومن ذٰلک قول الائمة الثلاثة انه لایصح النکاح الابشهادة مع قول مالکؒ انه یصح من غیرشهادة الاانه یعتبرفیه الاشاعة وترک التراضی بالکتمان حتی لو عقد فی السرواشترط کتمان النکاح فسخ عنده واما عندالثلثة فلایضر کتما نهم مع حضور الشاهدین. اھ میزان[1] شعرانی ص ۱۱۸ ج ۴ لیکن اس اختلاف کا اعتبار کرتے ہوئے بھی حنفیہ عدت کوواجب کہتے ہیں کما مر صورت مسئولہ میں تو حنفیہ کا خود اختلاف ہے تو یہاں وجوب عدت کا کیسے انکار کیا جاسکتا ہے۔ فریق اول کا یہ کہنا کہ باتفاق متون وشروح روایت نادرحسن بن زیاد پر فتویٰ ہے اور ظاہرالروایت متروک ہے الخ صحیح نہیں کیونکہ بہت سے مشائخ نے ظاہرالروایت پر بھی فتویٰ دیا ہے اور دونوں کی تفریعات فقہاء نے علیحدہ علیحدہ بیان کی ہیں فاذا فرق القاضی بینهما فان کان بعدالدخول فلها المسمٰی وعلیها العدة ولها النفقة فیها والخلوة الصحیحة کالدخول وان کان قبلهما فلامهر لها لان الفرقةلیست من قبله هٰکذا فی الخانیة وهوتفریع علیٰ انعقاده واما علیٰ المفتی به فینبغی ان یجب الاقل من المسمیٰ ومن مهر المثل وان لانفقة لها فی هٰذه العدة کما لایخفی،واما تمکینها من الوطء فعلیٰ المفتیٰ به هو حرام کمایحرم علیه الوطء لعدم انعقاده واما علیٰ ظاهر الروایة ففی الولوالجیة ان لها ان تمنع نفسها اھ وفی الخلاصة وکثیر من المشائخ افتوا بظاهر الروایةانها لیس لها ان تمنع نفسها اھ وهٰذا یدل علیٰ ان کثیراً من المشائخ افتوا بانعقاده فقد اختلف الافتاء بحر[2] بتغیرص ۱۲۸، وطحطاوی[3] ص ۷۳ ج ۲ لہٰذا اس کو نکاح باطل کہنا بھی درست نہیں پھراس کو زنا کہنا (جوحرام قطعی ہے اوراس کا اقرار موجب حد ہے) بالکل

---

[1] میزان الشعرانی ص ۱۱۱ ج ۲ کتاب النکاح، مطبوعه مصر.

[2] البحرالرائق کوئٹه ص ۱۲۸ ج ۳ فصل فی الاکفاء.

[3] طحطاوی علی الدر ص ۷۲ ج ۲ باب الوی، دار المعرفة بیروت.

بدیہی البطلان ہے اور انتہائی جرأت ہے (کیونکہ مشائخ جواز زنا کا فتویٰ نہیں دے سکتے فریق ثانی کو ایجاب عدت کے لئے ظاہر الروایت پر جس کو فریق اول نے بالکل متروک قرار دیا ہے) عمل کرنے کی چنداں حاجت نہیں بلکہ روایت حسن بھی (جس کو فریق اول نے بھی تسلیم کیا ہے) کافی ہے، عدت صرف ثمرۂ فسخ ہی نہیں بلکہ متارکت وغیرہ کی صورت میں بھی واجب ہوتی ہے۔ ومنها الفرقة فی النکاح الفاسد بتفریق القاضی اوبالمتارکة وشرطها الدخول لان النکاح الفاسد یجعل منعقداً عندالحاجةوهی عند استیفاء المنافع وقد مست الحاجة الی الانعقاد ولوجوب العدة وصیانتهللماء عن الضیاع بثبوت اھ بدائع[1] ص۱۹۲ ج۳۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم ۱۹؍ذی الحجہ ۵۶ھ

صحیح: عبد اللطیف عفا اللہ عنہ ۲۷؍ذی الحجہ ۵۶ھ

غیر کفو میں نکاح

سوال:- ایک شخص قوم جندروں کہ اس کے والد کے عزیز اور رشتہ دار تیلی کا کام کرتے ہیں ایک لڑکی بعمر ۱۴؍۱۵؍سالہ قوم سید صحیح النسب اہل سنت والجماعت حنفی المذہب کو چوری سے بوقت نیم شب نکال کر لیجاتا ہے اگر شخص مذکور لڑکی مذکورہ سے نکاح کر لیوے آیا جائز رہ سکتا ہے یا نہیں بطور کفوٗ کے اور شخص مذکور بدچلن بدمعاش اور شراب خور ہے اور کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے ویسے ہی فارغ پھرتا ہے۔ بینوا توجروا

[1] بدائع الصنائع کراچی ص ۱۹۲ ج۳ کتاب الطلاق فصل وأما عدة الأشهر فنوعان الدر مع الشامی کراچی ص۵۱۶ تا ۵۲۲ ج۳ باب العدة، مطلب فی النکاح الفاسد والباطل، النهر الفائق ص۴۸۳، ۴۸۴ ج۲ کتاب الطلاق، باب العدة، طبع مکه مکرمه.

الجواب حامداً ومصلیاً!

مفتیٰ بہ قول کی بناء پر یہ نکاح صحیح نہیں ہوگا۔ البتہ اگر لڑکی کے اولیاء اس نکاح سے رضا مند ہیں یا اس کے کوئی ولی نہیں ہے تو یہ نکاح صحیح ہوگا۔ ویفتیٰ فی غیر الکفو بعدم جوازہ اصلاً وھو المختار للفتوی لفساد الزمان درمختار وقال الشامی وھٰذا اذا کان لھا ولی لم یرض بہ قبل العقد فلا یفید الرضا بعدہ (بحر) واما اذا لم یکن لھا ولی فھو صحیح نافذ مطلقاً اتفاقاً شامی[۱] ص ۹ ۰ ۴ ج ۲، فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

اگر لڑکی نابالغہ ہے تب بھی اس کا کیا ہوا نکاح نافذ نہ ہوگا[۲]

صحیح: عبداللطیف ۲۹ ربیع الثانی

صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

غیر کفو میں نکاح

سوال:- زید ہاشمی کے انتقال کے بعد اس کی بیوی نے اولاد کی نابالغی کی حالت میں غیر کفو میں نکاح کرلیا، تمام گھر والے اور ماں، بھائی سب اس سے ناراض ہوئے اور سمجھایا پر وہ نکاح سے باز نہیں رہی، اس غیر کفو نکاح سے بہت شور مچا، چارہ جوئی تک کی گئی، لیکن سنوائی تک نہیں ہوئی، مزید حالات بہت پیچیدہ اور معاملات غلط صورت اختیار کر گئے، آخر مسماۃ کے ماں، بھائی سب کو وطن چھوڑ کر پاکستان جانا پڑا، زید ہاشمی کا صرف ایک مکان باقی رہ گیا ہے، روپیہ، مالیت اور اور زمین تو غاصبین اور برباد کرنے والوں نے برباد کردی، جو زید کے یتیم لڑکوں کو پہنچتا، اب اس

---

[۱] الدر المختار مع شامی کراچی ص۵۷ ج۳ باب الولی، ھندیہ کوئٹہ ص۲۹۲ ج۱ الباب الخامس فی الاکفاء، النھر الفائق ص۲۰۲ ج۲ باب الاولیاء، طبع مکہ مکرمہ۔

[۲] الولی شرط صحۃ نکاح صغیر لا مکلفۃ، الدر مع الشامی کراچی ص۵۵ ج۳ باب الولی، النھر الفائق ص۲۰۲ ج۲ باب الاولیاء والاکفاء، طبع مکہ مکرمہ، بحر کوئٹہ ص۱۱۰ ج۳ باب الاولیاء۔

مکان پر بھی دانت ہے، اورلڑکوں کو محروم کردینا چاہتے ہیں، زید کو اولاد سے مسماۃ کو سخت عداوت ہے، اور دوسرے ناجائز شوہر کی اولاد کو بہت چاہتی ہے، اور وارثوں کے اس مکان میں اپنے ناجائز شوہر کی اولاد کو حصہ دار بنانے کے لئے زید ہاشمی کے مکان کو اپنے نام بتاتی ہے، اور اب تک کوئی ثبوت نہ دے سکی، اب سوال یہ ہے کہ اس صورت میں مسماۃ کا نکاح جو سید مشہور ہے، غیر کفو میں جائز ہوا یا نہیں؟

دوسرے یہ کہ حسب تحریر صورت میں مکان زید کی اولاد کو ملنا چاہئے یا دوسرے شوہر کی اولاد کو بھی حصہ پہنچتا ہے، جبکہ ہم نے سنا ہے کہ نکاح بھی اس سے شرعاً نہیں ہوا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

زید ہاشمی مرحوم کے ترکہ سے (خواہ مکان ہو یا کچھ اور) مسماۃ بحق زوجیت آٹھواں حصہ پانے کی حقدار ہے[1]، اگر مہر باقی ہو تو اس کی بھی حقدار ہے[2]، مسماۃ کا نکاح ثانی اگر صحیح طریقہ پر بھی تسلیم کیا جائے، اور اس سے اولاد پیدا ہو تو وہ زید ہاشمی کے ترکہ سے حصہ پانے کی بالکل حقدار نہیں، وہ تو قطعاً غیر ہے[3]، البتہ مسماۃ کی جو کچھ ملک ہو خواہ اس کے پہلے شوہر سے یا والدین وغیرہ سے ملی ہو وہ ضرور مسماۃ کی ہے، مکان مذکور کے متعلق مسماۃ کا دعویٰ بغیر ثبوت کے تسلیم نہیں ہوگا[4] بلکہ وہ زید ہاشمی کا ترکہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۳/۹۴ھ

---

[1] اما للزوجات فحالتان الربع الواحدة فصاعدةً عند عدم الولد وولد الابن وان سفل والثمن مع الولد وولد الابن الخ سراجی، ص ۱۲. فصل فی النساء، طبع یاسر ندیم دیوبند، هندیه کوئٹه ص ۴۵۰ ج ۶ کتاب الفرائض الباب الثانی، الدر مع الشامی کراچی ص ۷۶۹ ج ۶ کتاب الفرائض.

[2] ثم تقدم دیونه التی لها مطالب من جهة العباد، الدر مع الشامی کراچی ص ۷۶۰ ج ۶ کتاب الفرائض هندیه کوئٹه ص ۴۴۷ ج ۶ کتاب الفرائض، الباب الاول.

[3] ویستحق الارث باحد ثلاثة برحم ونکاح صحیح وولاء، الدر مع الشامی کراچی ص ۷۶۲ ج ۶ کتاب الفرائض، هندیه کوئٹه ص ۴۴۷ ج ۶ کتاب الفرائض، الباب الاول.

[4] البینة علی المدعی الحدیث، ترمذی شریف، ج ۱/ ص ۲۴۹/ (مطبوعه یاسر ندیم دیوبند) (بقیہ اگلے صفحہ پر)

لڑکی کا نکاح غیر برادری میں

سوال:- (۱) زید چھپائی کا کام کرنے والے چھپا برادری سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ برادری عموماً شادی بیاہ رشتہ داری برادری کے لوگوں ہی تک محدود رکھتا ہے مگر اس کے علاوہ بھی خاص مثالیں موجود ہیں۔ زید کی ایک لڑکی بیوہ مطلقہ ہے۔ زید نے اپنی برادری میں دوسال تک بڑی سرگرمی کے ساتھ اس کے لئے رشتہ کی تلاش کی مگر ناکامی ہونے پر ایک دوسری برادری کے مفتی، پرہیز گار، عالم دین لڑکے کے ساتھ رشتہ کرنے کی بات سوچی، چند احباب سے مشورہ وذکر کیا۔ حضرت مولانا مفتی محمود الحسن صاحب نے بھی معاملات کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے اجازت دے دی۔ مگر ابھی رشتہ پختہ بھی نہ ہونے پایا تھا کہ برادری کے چند لوگوں نے شدید رخنہ اندازی اور فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کی۔ انھوں نے سرراہ زید کی لڑکی اور ہونے والے داماد اور اس کی برادری کی تحقیر اور تضحیک کرنا شروع کردیا اور جب انھیں یہ بتلایا گیا کہ شریعت نے دوسری برادری میں نکاح کرنے سے منع نہیں کیا ہے، تو کھل کر گالیوں اور بدتمیزی کا مظاہرہ کیا گیا۔ اس پر بھی بس نہیں کیا گیا اور ایک تحریر جمعیت چھپائی کے نام لکھی گئی جس پر لوگوں کو ورغلا کر اس بات کے انفرادی دستخط کرائے گئے کہ یہ شادی غلط ہورہی ہے اسے روکنا ضروری ہے۔ ان حالات کو پیش نظر رکھ کر اگر زید اپنی لڑکی کا نکاح دوسری برادری کے لڑکے سے کردے تو یہ فعل جائز ہوگا یا ناجائز؟

(۲) برادری میں رشتہ نہ ملنے پر لڑکی کا نکاح دوسری برادری کے اور دیندار شخص سے محض برادری کے اختلاف کی وجہ سے نہ کرنے دینا اور لڑکی کو مجبوراً بٹھائے رکھنے پر مجبور کرنا شرعاً کیسا ہے؟

(۳) برادری کے غیر متعلق اشخاص کا اس رشتہ کے بارے میں دوسرے لوگوں کو مخالفت پر اُبھارنا اس فعل کو ناجائز اور غلط بتلانا، ورغلا کر تحریر میں دستخط کروانا اور جو لوگ ان کا ساتھ نہ دیں

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ) ابواب الاحکام، باب ماجاء ان البینة علی المدعی الخ، لا یقبل قول الانسان فیما یدعیه بمجرد دعواه بل یحتاج إلی بینة أو تصدیق المدعی علیه، مرقاۃ ص ۱۵۵ ج ۴ باب الاقضیة والشهادات، الفصل الاول، طبع بمبئی.

انھیں گالیوں سے نوازنا اور برادری سے خارج کردینے کی دھمکی دینا، زید اور زید کی لڑکی اور ہونے والے رشتہ دار اور اس کی برادری کی تحقیر وتضحیک کرنا شریعت کی نگاہ میں کیسا ہے؟

(۴) مندرجہ بالا افعال کی حرکتیں شرعاً کس زمرہ میں آتی ہیں؟ کیا ایسے لوگوں کو نماز میں امامت کے لئے کھڑا کیا جاسکتا ہے؟ کیا ان لوگوں کے پیچھے پڑھی گئی نماز درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

(۱) لڑکی بھی رضامند ہو لڑکی کا والد بھی رضامند ہو تو مصلحت کے پیش نظر اس میں مضائقہ نہیں، بلکہ جائز اور درست ہے[۱]۔

(۲) یہ ظلم ہے اس میں مفاسد ہیں۔

(۳) یہ غلط کام ہے۔ غلط کام کی اعانت ہے، شرعاً جائز نہیں، اس کا انجام دنیا وآخرت میں برا ہے[۲]۔

(۴) مقتدی بھی ایسے ہی ہوں، امام بھی ایسے ہی ہوں تو پھر کیا پوچھنا۔ اللہ تعالیٰ سب کو صحیح راستہ پر چلائے، غلط راستہ سے بچائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۶/۱۳۹۶ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

باپ کا اپنی نابالغہ لڑکی کا نکاح غیر کفو میں کرنا

سوال:- نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم. ایک شخص مسمیٰ زید اپنی نابالغہ لڑکی کا نکاح غیر کفو میں کرتا ہے محض لالچ دنیوی پر ان سے مال لینا چاہتا ہے لڑکی کی صلاح کی بابت کچھ نہیں

[۱] وانما تحل فی الصورة الرابعة وھی رضا الولی بغیر الکفء مع علمه بانه کذلک، شامی زکریا ص۱۵۷ ج۴ باب الولی، بحر کوئٹه ص۱۱۰ ج۳ باب الاولیاء، النھرالفائق ص۲۰۲ ج۲ باب الاولیاء، طبع مکه مکرمه.

[۲] تعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان، سورہ مائدہ آیت ۲.

E:\F.M.Fainal\Jild-17\08-Kifat Ka Byan

اوراس کے نشیب وفراز کی طرف خیال نہیں کرتا۔اب لڑکی بعد بلوغیت اس نکاح اپنے والد کے کئے ہوئے سے متنفر ہے اوراپنے کفو میں خیال رکھتی ہے ازدریں صورت علماء دین ومفتیان شرع متین کیاارشادفرماتے ہیں۔

الجواب حامداًومصلیاً!

اگر باپ سئی الاخلاق ہونے کے ساتھ مشہور ہے مثلاً لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ بہت کم عقل اور بیوقوف ہے کہ اپنے نفع ونقصان کونہیں سوچتایااس قدر لالچی ہے کہ روپیہ کے مقابلہ میں عزت کی بھی پروانہیں کرتا پھراس نے اس بات کوجانتے ہوئے نکاح کیا کہ یہ غیر کفو ہے۔توایسی صورت میں لڑکی کواختیار حاصل ہے کہ حاکم مسلم کے ذریعہ سے اس نکاح کوفسخ کرادے۔اگر باپ کاسئی الاخلاق سئی الاختیار ہونامشہورنہیں تو پھرنکاح درست ولازم ہے کیونکہ ممکن ہے کہ باپ کے ذہن میں لڑکی کی کوئی ایسی مصلحت ہوجواس کفاءت سے بڑھ کرہو۔ ہٰکذا فی ردالمحتار[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودغفرلہٗ

بالغہ لڑکی کا نکاح غیر کفو میں

سوال:-ایک لڑکی آگرہ ہوسٹل میں نرس کی ٹریننگ کررہی تھی۔دورانِ ٹریننگ ایک لڑکا ملاجس نے اپنے آپ کوسی آئی ڈی انسپکٹر بتایا۔ذات سید بتائی اوربغیر شادی شدہ بتایا۔لڑکی بھی سید کی تھی۔پھراسی دوران نکاح ہوگیا۔آگرہ میں لڑکی کے والدین کوکوئی اطلاع نہیں۔پھرلڑکی

---

[1] لزم النكاح ولو بغبن فاحش أو بغير كفء إن كان الولى أبا أو جداً لم يعرف منهما سوء الاختيار وإن عرف لا يصح (در مختار) وفى شرح المجمع حتى لو عرف من الأب سوء الاختيار لسفهه أو لطعمه لا يجوز، عقده اجماعاً ...... والظاهر من حال الصاحى أنه يتأمل أى أنه لو فور شفقته بالابوة لا يزوج بنته من غير كفء أو بغبن فاحش إلا لمصلحة تزيد على هذا الضرر، شامى كراچى ص ٦٦-٦٧ ج٣ باب الولى بحر كوئٹه ص١٣٥ ج٣ فصل الاكفاء، النهر الفائق ص٢٢٤ ج٢ فصل فى الكفاءة، مكه مكرمه.

کا کہنا ہے کہ مجھے وکیل گواہ بھی معلوم نہیں کہ کون بنا صرف ایک جگہ دستخط کرائے گئے نکاح لڑکے نے کسی غیر آدمی کے گھر پر کرایا۔ لڑکا میرٹھ کا رہنے والا ہے۔ جب لڑکی چھٹی لے کر لڑکے کے گھر پر آئی تب لڑکی کو سب حقیقت معلوم ہوئی کہ دھوکا ہوا ہے۔ لڑکا بلیک کا کام کرتا ہے ذات جولاہا شادی شدہ ہے دو بیویاں ہیں۔ ایک چھوڑ رکھی ہے ایک گھر پر موجود ہے پھر لڑکی لڑکے کو چھوڑ کر مظفرنگر اپنے باپ کے پاس آئی پھر لڑکا مظفرنگر آیا اور لڑکی کے والدین سے کہا کہ لڑکی میرے نکاح میں ہے میرے ساتھ شادی ہوئی ہے۔ لڑکی کے والدین نے کہا کہ بغیر ہماری اجازت نکاح کیسے ہوا۔ وکیل کون بنا نکاح کا کاغذ دکھاؤ۔ ہم تصدیق کریں گے کہ کس نے بغیر ہماری اجازت کے نکاح پڑھایا ہے۔ ابھی تک کاغذ نہیں دکھایا گیا۔ ایسا دھوکہ دیکر بغیر ماں باپ کی اجازت کے نکاح جائز ہے یا نہیں؟ دوسرا نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

سید کی لڑکی کا جولاہا کفو نہیں[۱] بالغہ لڑکی غیر کفو میں نکاح کرے تو بغیر ولی کی اجازت کے مفتیٰ بہ قول پر منعقد نہیں ہوتا۔ لہٰذا یہ نکاح شرعاً منعقد نہیں ہوا[۲] طلاق کی بھی ضرورت نہیں۔ کسی مناسب جگہ لڑکی کا نکاح کر دیا جائے[۳] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۱۰/ ۹۴ھ

[۱] تعتبر الكفاءة نسبا فقريش اكفاء والعرب اكفاء وهذا فى العرب واما فى العجم فتعتبر حرية واسلاماً (وأما فى العجم) المراد بهم من لم ينتسب إلى احدى قبائل العرب ...... سواء تكلموا بالغربية أو غيرها إلا من كان له منهم نسب معروف كالمنسبين إلى احدى الخلفاء الاربعة أو إلى الانصار ونحوهم، الدر مع الشامى كراچى ص۸۷ ج۳ باب الكفاءة.

[۲] فنفذ نكاح حرة مكلفة بلارضا ولى وله اى للولى الإعتراض فى غير الكفء ويفتى فى غير الكفء بعدم جوازه أصلاً وهوالمختار للفتوىٰ لفساد الزمان الدرالمختاركراچى ص۵٦ ج۳ باب الولى، بحر كوئٹه ص۱۱۰ ج۳ باب الاولياء، النهر الفائق ص۲۰۲ ج۲ باب الاولياء، طبع مكه مكرمه.

[۳] ومحله المنكوحة (در مختار) بخلاعدة الفسخ بحرمة مؤبدة أو غير مؤبدة كالفسخ بخيار عتق وبلوغ وعدم كفاءة ...... فلا يقع الطلاق فيها، شامى كراچى ص۲۳۰ ج۳ كتاب الطلاق، مطلب طلاق الدور النهر الفائق ص۳۱۰ ج۲ اول كتاب الطلاق، طبع مكه مكرمه، بحر كوئٹه ص۲۳۷ ج۳ كتاب الطلاق.

صالح لڑکی کا نکاح فاسق وفاجر سے کرادینا

سوال:-ایک بھائی اپنی سوتیلی بہن کواس کی ماں کے گھر سے فریب دے کر اپنے گھر لے آیا۔لڑکی کا سوتیلا بھائی فاسق فاجر قسم کا ہے اوراس کے سبھی ساتھی بھی اسی قسم کے اشخاص میں سے تھے۔لڑکی کے بھائی نے زبردستی نشہ کی حالت میں لڑکی کو مارڈالنے کی دھمکی دیتے ہوئے اس سے نکاح کی زبردستی اجازت لے کر ایک ایسے شخص کے ساتھ نکاح پڑھادیا جوکہ اس وقت نشہ کی حالت میں تھا۔لڑکی نے عدالتی طلاق حاصل کرلی ہے۔آپ اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً!

اگرلڑکی نیک اورصالح ہے اورجس سے اس کا نکاح کیا گیاوہ فاسق فاجرشرابی ہے شرعاً یہ نکاح ہی منعقدنہیں ہوا[1] پھرعدالت سے فسخ کرالیاتو قانونی تحفظ بھی ہوگیا۔فقط واللہ اعلم

املاہٗ العبدمحمودغفرلہٗ دارالعلوم دیوبند۱۶/۹/۱۳۹۹ھ

فرارشدہ عورت کےلڑکے سے نکاح

سوال:-عبدالجبار کا وحیداً سے نکاح ہوا تھا۔کچھ دنوں کے بعدآپس میں نااتفاقی ہوگئی۔لڑکی کوزیادہ تکلیف دینے پرلڑکی کے گھر والے آکر لے گئے۔پھرلڑکی کی طرف سے طلاقنامہ کا سوال پیدا ہوا،کئی مرتبہ سوال وجواب اور بات چیت ہوئی لیکن لڑکا طلاق دینے کوتیارنہیں ہوااور نہ لڑکی کورکھنے پرآمادہ ہوتا تھا،اس کے بعدلڑکا اپنے کام کے سلسلے میں کلکتہ چلا گیا۔کچھ دنوں بعد لڑکی کا نکاح دوسرے شخص سے ہوااس نکاح کے متعلق موضع کے کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ خط کے

[1]......فليس فاسق كفوءاً لصالحة او فاسقة بنت صالح الخ الدرالمختار على هامش ردالمحتار زكريا ص۲۱۳ ج۴ باب الكفاءة، ويفتى فى غير الكف بعدم جوازه اصلاً وهوالمختار للفتوىٰ لفساد الزمان الخ. الدرالمختار على هامش ردالمحتار زكريا ص۱۵۶ ج۴ باب الولى، بحر كوئٹه ص۱۱۰ ج۳ باب الاولياء والاكفاء، النهر الفائق ص۲۰۲ ج۲ باب الاولياء، طبع مكه مكرمه.

ذریعہ طلاقنامہ آ گیا تھا۔ کچھ لوگوں کہنا ہے کہ نہیں آیا تھا۔اس کی مکمل صفائی معلوم نہیں ہو پا رہی ہے، کیونکہ لڑکی کے والد اور ایک شخص جو اس کام میں شریک تھے انتقال ہو چکا ہے۔ چند مہینوں کے بعد پہلے نکاح والا لڑکا عبدالجبار بھی انتقال کر گیا ہے۔ اس کے بعد وہی لڑکی عدت پوری کر کے اور اس شخص سے (جس سے دوبارہ نکاح ہونا بتایا جاتا ہے) نکاح ہوا، اس کے بعد کئی لڑکے پیدا ہوئے، دوسرے نکاح والا شوہر بھی مر چکا ہے، لیکن عورت ابھی زندہ ہے۔ اس عورت سے جو لڑکے پیدا ہوئے ہیں ان میں کوئی خرابی پائی جائے گی یا نہیں؟ کیوں کہ اس لڑکے اور میری لڑکی سے بات طے ہو چکی ہے۔ بعد طے ہونے کے یہ سب باتیں ان کے موضع سے سننے میں آ رہی ہیں۔ تو کیا میں اپنی لڑکی کا نکاح اس لڑکے سے شرعاً کر سکتا ہوں؟

الجواب حامداًومصلیاً!

اب لڑکوں کے نسب میں بحث کرنا بے محل اور غلط ہے وہ ثابت النسب ہیں[۱] اپنی اور لڑکی کی مرضی سے اپنی لڑکی کا رشتہ آپ ان میں سے جس سے مناسب سمجھیں کر سکتے ہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۵/۴/ ۹۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۸/۴/ ۹۲ھ

کیا ولدالزنا غیر ولدالزنا کا کفوء ہے

سوال:-یاایّھا الاساتذۃ الکرام والمفتون العظام ھل ترون جوازتزوج ولد الزنا مع غیرالولد الزنا فان کان رأیکم فیہ ایجاباً کان اوسلباً فھل لکم فی شفائی بان بینوا ماخذہ وتوضحوا مخارجہ. فقط

---

[۱] ومنها ثبوت النسب ...... لكون الدخول امرا باطنا فيقام النكاح مقامه فى اثبات النسب ولهذا قال النبى صلى الله عليه وسلم الولد للفراش وللعاهر الحجر وكذا لو تزوج المشرقى بمغربية فجاء ت بولد يثبت النسب الخ، بدائع زكريا ص ٦٤٦ ج ٢ حكم النكاح الصحيح وما يترتب عليه من احكام، حاشية الشلبى على تبيين الحقائق ص ٣٩ ج ٣ باب ثبوت النسب، طبع امداديه ملتان.

الجواب حامداً ومصلیاً!

ان كان السوال عن نفس الجوازفلااشكال فيه وان كان عن الكفاء ة فجوابه يفهم مما قال الحصكفى فيما علقه على الملتقى لوتزوجته علىٰ انه حرفاذا هوعبد اوعلىٰ انه فلان بن فلان فاذا هولقيط اوابن زنا او علىٰ انه سنى فظهر انه بدعى اوعلىٰ انه قادر علىٰ المهرا والنفقة فاذا هوعاجز فانه يثبت لها الخيار[1] وان اشكل عليه ابن عابدين فى حاشيته علىٰ الدرالمختار حيث قال لكن ظهر لى الآن ان ثبوت حق الفسخ لها للتعزير لا لعدم الكفاء ة بدليل انه لوظهركفوء ايثبت لها حق الفسخ لانه غرها ولايثبت للاولياء لان التعزير لم يحصل لهم وحقهم فى الكفاء ة وهى موجودة وعليه فلايلزم من ثبوت الخيار لها فى هٰذه المسائل ظهوره غير كفوء[2].قلت هذا ممكن لكن فيما لم يثبت فيه التصريح من الفقهاء لعدم الكفاء ة واماماصرحوافيه بعدم الكفاء ة فالتعليل فيه شيئان التعزير وعدم الكفاء ة قال فى الدرالمختار[3] وتعتبر الكفاء ةنسباً وديانةً ومالابان يقدر علىٰ المعجل ونفقة شهر اھ قال البزازى مجهول النسب لايكون كفوءً لمعروف النسب اھ[4] وسئل شيخ الاسلام عن مجهول النسب هل هو كفوء لامرأة معروفة النسب قال لاكذا فى المحيط اھ هندية[4] والكفاء ة حق المرأة وحق الاولياء ولاحقهم فقط دونها كما نص عليه التمرتاشى وردالشامى مستظهراً لعبارة الذخيرة والظهيرةوالبحر.[6] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۳/۲/ ۶۱ھ

صحیح: عبد اللطیف ۵/ ربیع الاول ۶۱ھ......الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

ترجمہ سوال:۔حضرات اساتذہ کرام ومفتیان عظام: کیا آپ حضرات ولدالزنا کے نکاح کو غیر ولدالزنا کے ساتھ جائز سمجھتے ہیں؟ پس آپ حضرات کی رائے اس میں خواہ ایجابی ہو یا سلبی (جائز ہو یا ناجائز) مگر کیا میری شفاء آپ حضرات فرمائیں گے کہ اس مسئلہ کے ماخذ کو بیان فرمادیں اور اس کے مخارج کو بوضاحت تحریر کردیں؟ فقط۔

[1] الدر المنتقى فى شرح الملتقى ص ۱۴۱ ج۲ كتاب الطلاق، دار الكتب العلمية بيروت.

[2] شامى كراچى ص۲۰۵ ج۳ قبيل باب العدة.

[3] الدر مع الشامى كراچى ص۸۶تا۹۰ ج۳ باب الكفاء ة. (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

سید کا نکاح غیر کفوء میں

سوال:- میں نے اس سے قبل ایک فتویٰ ارسال کیا تھا مگر جواب نہیں آیا۔ سوال یہ ہے کہ ظریفہ دختر عمر بٹ چپراسی جس کا اس نے پہلے نکاح کیا تھا اس سے طلاق ملا اور ایک بچہ بھی تھا بچہ ۲/۳/ سال کا ہے اور دو ۲/ سال تک باپ کے پاس رہی اس نے شادی کا کوئی بندوبست نہیں کیا

(**گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ**) ۴؎ بزازیہ ص ۱۱۶ ج ۴ الخامس فی الاکفاء، طبع کوئٹہ.

۵؎ ھندیہ کوئٹہ ص ۲۹۳ ج ۱ الباب الخامس فی الاکفاء.

۶؎ شامی کراچی ص ۸۵ ج ۳ باب الکفاءۃ۔

ترجمہ جواب:۔ اگر سوال نفس جواز (نکاح) کے متعلق ہے تو اس میں تو کوئی اشکال نہیں (جائز ہے) اور اگر سوال کفاءت سے متعلق ہے تو اس کا جواب سمجھا جاتا ہے اس عبارت سے جو حصکفیؒ، ملتقیٰ پر تعلیق میں کہی ہے کہ اگر بیوی سے نکاح کیا تھا اس شرط پر کہ وہ (مرد) حر ہوگا مگر وہ نکلا غلام یا اس شرط پر نکاح منظور کیا تھا کہ وہ فلاں ابن فلاں ہوگا مگر دیکھا تو وہ لقیط یا ابن الزنا تھا یا اس شرط پر منظور کیا تھا کہ وہ اہل سنت سے ہے مگر ظاہر ہوا کہ وہ بدعتی ہے یا اس شرط پر کہ وہ قادر علی المہر یا نفقہ ہوگا۔ لیکن معلوم ہوا کہ وہ عاجز ہے پس (ان تمام صورتوں میں) عورت کے لئے اختیار ہے۔ اگر چہ ابن عابدین رحمہ اللہ نے اپنے حاشیہ علی الدر المختار میں اس پر اشکال کیا ہے اس طریقہ پر کہ وہ فرماتے ہیں ۔لیکن اب مجھ کو ظاہر ہوئی ہے یہ بات کہ حق فسخ کا ثبوت عورت کے لئے بوجہ تغریر کے ہے نہ بوجہ عدم کفأۃ کے اس دلیل سے کہ اگر ظاہر ہوگا کفوء (تب بھی) عورت کے لئے حق فسخ ثابت ہوگا اس لئے کہ اس شخص نے عورت کو دھوکہ میں مبتلا کیا اور (حق فسخ) اولیاء کے لئے ثابت نہ ہوگا اس لئے کہ تغریر ان کے لئے حاصل نہیں ہوئی ان کا حق تو محض کفأت کے اعتبار سے ہے اور کفأت موجود ہے اور اسی بناء پر ان مسائل میں عورت کے لئے حق فسخ کے ثابت ہو جانے سے زوجین کا غیر کفوء ظاہر ہونا لازم نہیں آتا۔ (ردالمحتار)

(از مجیب علام) میں کہتا ہوں یہ (تقریر ابن عابدینؒ) ممکن ہے لیکن اسی موقع پر جہاں فقہاء کرام کی تصریح عدم کفاءت میں ثابت نہ ہوتی اور بہر حال جس موقع پر فقہاء نے عدم کفاءت کی تصریح فرمادی ہے تو تعلیل اس میں (حق فسخ میں) دو چیزیں ہیں تغریر اور عدم کفاءت۔

درمختار میں کہا ہے اور اعتبار کیا جائیگا کفأت میں نسب کے اعتبار سے دیانت کے اعتبار سے مال کے اعتبار سے بایں صورت کہ وہ شخص قادر ہو مہر معجّل پر اور ایک مہینہ کے نفقہ پر اھ بزازی نے کہا ہے کہ مجہول النسب معروف النسب کا ہم کفوء نہیں ہے۔اھ اور شیخ الاسلامؒ سے سوال کیا گیا کہ کیا مجہول النسب شخص معروف النسب عورت کا ہم کفوء ہے فرمایا نہیں اسی طرح محیط میں ہے۔اھ ہندیہ۔ اور کفاءت عورت اور اولیاء دونوں کا حق ہے نہ کہ اولیاء کا فقط۔ اسی طرح تمرتاشی نے صراحت کی ہے اور علامہ شامی رحمہ اللہ نے اس کو ذخیرہ اور ظہیرۃ اور بحر کی عبارت سے استدلال کرتے ہوئے رد کیا ہے۔ فقط

پھر ظریفہ نے اپنی پسند سے عبدالوہاب سید کے ساتھ عدالت اور شرعی نکاح باضابطہ کیا اس کے ساتھ رہی۔ ایک ماہ بعد زید عالم کہتا ہے کہ یہ نکاح نادرست ہے اور کفوء اور غیر کفوء کا مسئلہ اٹھایا۔ عالم کے گھر میں بھی ایک لڑکی ہے جو کہ گوجری کی لڑکی ہے۔ اگر عبدالوہاب سید اور ظریفہ میں کفوء وغیر کفوء ہے۔ تو ایک امام اور سید خاندان میں ایک گوجر کی لڑکی پھر کیسے اس میں بھی کفوء اور غیر کفوء ہے۔ میں اس وقت بھی غصہ میں ہوں، جب تک کہ جواب نہ مل جائے۔ مجھے خطرہ ہے کہ اگر آپ جلد جواب روانہ نہ کریں تو میں خودکشی کرلوں گا۔ اس وقت مجھے کتابوں کی بھی ضرورت ہے غصہ میں دکھائی نہیں دیتا کہ کیا کروں۔ برائے مہربانی جلد جواب دیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

آپ نے اس سے پہلے کب سوال بھیجا میرے علم میں نہیں۔ اگر تاریخ مہینہ لکھتے تو رجسٹر میں تلاش کیا جاتا۔ آپ نے اس خط کو لکھتے وقت بھی اپنے غصہ میں ہونے کا اقرار کیا ہے اور خودکشی کی دھمکی بھی دی ہے۔ میرے محترم! بے جا غصہ اس قدرت مصیبت اور خطرناک ہے کہ آدمی کی زندگی کو تباہ کردیتا ہے، ایمان کو بھی برباد کردیتا ہے۔ غور تو کیجئے کہ اگر خودکشی کرینگے تو کسی کا کیا بگاڑیں گے۔ مالک حقیقی کی دی ہوئی امانت (جان) کو ضائع اور ہلاک کریں گے جس کی وجہ سے خود بھی سخت عذاب کے مستحق ہوں گے۔ دنیا بھی برباد آخرت بھی برباد۔ انا للہ۔ آپ توبہ کریں۔ مسئلہ کا جواب یہ ہے کہ سید اگر کسی گوجر کی لڑکی سے نکاح کرلے تو کفاءت کی وجہ سے اس نکاح کو ناجائز نہیں کہا جائے گا۔ ہاں سید کی لڑکی اگر بغیر ولی کی اجازت کے کسی گوجر وغیرہ سے نکاح کرلے تو اس کو ناجائز کہا جائے گا۔ کفاءت کی رعایت لڑکی کے حق میں ہے۔ یہ شریعت کا مسئلہ ہے فقہ کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۳/۲/ ۹۴ھ

---

[1] الکفاء ة معتبرة من جانبہٖ لاتعتبر من جانبها الدرالمختار، أن المرأة إذا زوجت نفسها من كفء لزم على الاولياء وإن زوجت من غير كفء لا يلزم أو لا يصح بخلاف جانب الرجل فانه إذا تزوج بنفسه مكافئة له أو لا فانه صحيح لازم، شامی کراچی ص ۸۴-۸۵ باب الكفاء ة، هنديه كوئٹه ص ۲۹۰ ج ۱ الباب الخامس فی الاکفاء، بحر کوئٹه ص ۱۲۸ ج ۳ فصل فی الاکفاء.

نومسلم کی کفاءت

سوال:- ایک غیر مسلمان ہوا اس نے ترجمہ ومطلب کے ساتھ پورا کلمہ **لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ** پڑھا، اس کے بارے میں ہمارے یہاں اختلاف پیدا ہوگیا ہے، کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ شخص مسلمان ہے، ہم اس کو اپنی سوسائٹی کا فرد تصور کریں گے اور اسے وہ سب حقوق دیں گے جو اسلام نے مسلم کو دیا ہے۔

دوسرا گروہ جو اکثریت میں ہے اس کا کہنا ہے کہ جب تک وہ پورا مسلمان نہ ہولے نماز، روزہ سیکھ کر عمل نہ کرنے لگے تب تک ہم اس کے ساتھ مسلمانوں کا سا معاملہ نہ کریں گے ہم اسے اپنی بیٹی اس وقت تک نہ دیں گے نہ حقہ پانی میں شریک کریں گے۔

سوال یہ ہے کہ یہ شخص مسلمان سمجھا جائے گا، یا نہیں اور یہ کہ اسے مسلم سوسائٹی کا فرد جان کر حقوق دیئے جائیں گے یا نہیں، ممکن ہو تو مختصراً دلائل بھی پیش کر دیئے جائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

یہ شخص شرعاً مسلمان ہے اس کے جان، مال کی اسی طرح حفاظت کی جائے گی، جس طرح قدیم الاسلام اور پورے دین پر عمل کرنے والے کو جان مال کی حفاظت کا حکم ہے، اسلام کی وجہ سے گذشتہ معاصی معاف ہوگئے، "**اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَؓ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عليه وسلم اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَال اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه فَقَدْ عَصِمَ مِنِّى نَفْسَهُ وَمَالَهُ اِلَّا بِحَقِّهٖ وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰه اهـ (كذا فى البخارى، فى كتاب الجهاد**)[۱]

---

[۱] بخاری شریف ص۴۱۴/ج۱ باب دعاء النبی صلی اللّٰه علیه وسلم إلی الإسلام، طبع اشرفی دیوبند، مسلم شریف ص۳۷ ج۱ کتاب الإیمان، باب الامر بقتال الناس، مکتبه بلال دیوبند.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی للہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے حکم ہوا ہے کہ لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللّٰہ کہیں اور جس شخص نے لا الہ الا اللّٰہ کہا اس نے میری طرف سے اپنے نفس ومال کو محفوظ کرلیا، مگر اس کے حق کے ساتھ اور اس کا حساب اللہ پر ہے۔

محض کلمہ پڑھنے والے کو اگر کسی شخص نے عین جہاد میں قتل کر دیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر عتاب فرمایا ہے[۱] اور معاوضۂ قتل کا حکم فرمایا ہے[۲] رہا بیٹی دینا تو شرعاً اس کی ممانعت نہیں جو شخص مسلمان ہو اور وہ پورے دین پر عمل کرتا ہو اس کا وہ شخص برضاء اولیا کفو بن سکتا ہے جو کہ آج ہی اسلام لایا ہے اور بجز شہادتین کے اس کو دین کا کوئی علم حاصل نہیں، فقہاء نے باب الکفاءۃ[۳] میں اس کو ذکر کیا ہے ایسے شخص کے متعلق یہ رائے قائم کرنا کہ وہ مسلم سوسائٹی کا فرد نہیں ہے، غلط ہے اور تعلیمات اسلام کے خلاف ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

والدین کی چوری سے بالغ لڑکے لڑکی کا کفو میں نکاح

سوال:- جوان لڑکی اور لڑکا اپنی مرضیٔ کامل اور والدین کی چوری سے کیا ایک دوسرے کو باعتبارِ شریعت قبول کر سکتے ہیں؟ فریقین ایک ہی حسب ونسب سے تعلق رکھتے ہیں، اور حنفی العقائد بھی ہیں۔

---

[۱] فی حدیث اسامة بن زید مرفوعاً ''فَقَالَ يَا اُسامَةَ اَقَتَلْتَهُ بَعْدَ ما قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه'' قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّمَا كانَ مُتَعَوِّذاً قَالَ اَقَتَلْتَهُ بَعْدَ ما قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه قَالَ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا عَلٰى حَتّٰى تَمَنَّيْتُ اَنِّىْ لَمْ اَكُنْ اَسْلَمْتُ قَبْلَ ذَالِكَ الْيَوْمَ (بخاری شریف، ص۱۰۱۵، ج۲، کتاب الدیانات باب قول اللّٰه تعالی ومن احیاها، طبع اشرفی دیوبند) مسلم شریف ص۶۸ ج۱ باب تحریم قتل الکافر بعد قوله لا الٰه الا اللّٰه، طبع بلال دیوبند.

ترجمه : حضرت اسامہ بن زید صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مرفوع میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے اسامہ بن زید صلی اللہ علیہ وسلم کیا تو نے اس کے لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد اس کو قتل کیا، حضرت اسامہؓ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نے تو جان بچانے کے لئے کہا ہے، آپ نے ارشاد فرمایا کیا تو نے ''لا الہ الا اللہ'' کہنے کے بعد قتل کیا ہے؟ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو بار بار لوٹاتے رہے یہاں تک کہ میں نے تمنا کی کہ کاش میں اس دن سے قبل اسلام نہ لاتا۔

[۲] نقل ابو عبد اللّٰه القرطبی فی تفسیره انه امره بالدیة (ارشاد الساری، ص۳۰۶ ج۹، دار الفکر بیروت.

[۳] انما تحل فی الصورة الرابعة وهی رضا الولی بغیر الکفء مع علمه بانه کذالک، شامی زکریا ص۱۵۷ ج۴ باب الولی، بحر کوئٹه ص۱۱۰ ج۳ باب الاولیاء، النهر الفائق ص۲۰۲ ج۲ باب الاولیاء، طبع مکه مکرمه.

الجواب حامداً ومصلیاً!

نکاح کرلیں گے تو شرعاً درست ہو جائیگا[1]، لیکن بڑے سر پر موجود ہوں تو بغیر ان کے مشورہ کے خود اقدام کرنا ان کی ناقدری اور غیر مناسب ہے خاص کر لڑکی کے حق میں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

نانی کے فاحشہ ہونے کی وجہ سے نواسہ کو حرامی نہیں کہا جائے گا

سوال:- ایک عورت ہے، ماشاء اللہ دیندار ہے اس کا شوہر بھی دیندار ہے، مگر لوگ بچوں کو اور بچوں کی ماں کو حرام قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بچوں کی نانی فاحشہ تھی، اس وجہ سے لوگ عورت کا جولڑکا ہے اس کے ساتھ شادی کرنے کو منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حرامی کے ساتھ شادی کرنا حرام ہے، آیا اس حال میں شادی کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر حرامی لڑکا ہے اور ماشاء اللہ دیندار ہے تو اس کے ساتھ شادی کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

کسی بچہ کو اس کی نانی کے فاحشہ ہونے کی وجہ سے حرامی کہنا حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ اگر قرآن کریم کے مطابق حکومت ہو تو ایسا کہنے والوں کو عبرتناک سزا دی جائے[2] ایسے بچوں کی

---

[1] ویعقد نکاح الحرة العاقلة البالغة برضاها الخ فتح القدیر ص۲۵۶ ج۳ باب الاولیاء والاکفاء مطبوعہ دارالفکر بیروت، بحر کوئٹہ ص۱۰۹ ج۳ باب الاولیاء، الدر مع الشامی کراچی ص۵۵ ج۳ باب الولی.

[2] وتعتبر فی العرب والعجم دیانة أی تقویٰ فلیس فاسق کفؤا لصالحة الدرالمختار کراچی ص۸۹ ج۳ باب الکفاء ت، مجمع الأنهر ص۵۰۳ ج۱ باب الأولیاء والأکفاء فی الکفاء ة، دار الکتب العلمیة بیروت، تاتارخانیة ص۱۲ ج۳ الفصل الخامس عشر فی الکفاء ة، مطبوعہ کراچی.

شادی بالکل درست ہے۔ اگر بالفرض کوئی حرامی ہو بھی تو اس کی بھی شادی جائز ہے۔ خاص کر جب کہ وہ صالح دیندار ہو۔ البتہ صالحہ لڑکی کی شادی فاسق لڑکے سے نہ کی جائے[1]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۰/۱۱/ ۹۵ھ

---

[1] ومن قذف یا آکل الربا الی ما قال یاحرام زادہ عزرت الخ البحر الرائق ص ۴۲ ج۵ کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، مطبوعہ سعید کراچی، مجمع الأنہر ص۳۷۳ ج۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت، عالمگیری ص ۱۶۲ ج۲ الباب السابع فی حد القذف فی التعزیر.

باب ہفتم: مہر کا بیان

مہر کی حکمت

سوال:-(۱) مہر کی اصل حیثیت کیا ہے؟ اور یہ کیوں فرض قرار پایا؟ اس کی فرضیت میں کیا حکمت ہے؟

(۲) مہر کی حد سے زیادتی یا حد سے زیادہ کمی سے سماج میں کیا خرابی پیدا ہوسکتی ہے؟

(۳) حالات وکیفیات کے لحاظ سے مہر کی تعیین میں تبدیلی مستحب ہوگی یا حدِ مسنون ہی کو مستحب سمجھا جائے گا؟

(۴) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے دور میں درہم کی قیمت چاندی کے بجائے اشیاء کی صورت میں کیا ہوتی تھی؟ مثلاً بکری، اونٹ یا غلہ کتنے درہم میں کتنا حاصل ہوتا تھا؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

(۱) حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ نے حجۃ اللہ البالغہ ۱۱۸[1] ج ۲ میں اس پر کلام کیا ہے۔ وكان فيه مصالح منهاان النكاح لاتتم فائد ته الابأن يوطن كل واحد نفسه على المعاونةالدائمةويتحقق ذٰلک من جانب المرأةبزوال امرهامن يدها ولاجائزان يشرع زوال امره ايضاً من يده والاّ انسَدَّ. باب الطلاق. وكان اسيرافى يدها كما انها عانية بيده وكان الاصل ان يكونوا قوامين على النساء والاجائز ان يجعل امرهماالى القضاة فان مرافعة القضيةاليهم فيها حرج وهم لايعرفون مايعرف هومن خاصةامره فتعين ان يكون بين عينيه خسارةمال ان اراد فک النظر لئلايجترئ علیٰ ذٰلک الاّ عند حاجة لايجد منها بداً فكان هذا نوعاً من التوطين ايضاً فلايظهر الاهتمام بالنكاح الاّ بمالٍ يكون عوض البضع فان الناس لماتشاحوابا الاموال شحاً لم يتشاحوا بهٖ فى غيرها كان الإهتمام لايتم اِلاّ ببذلها وبالإهتمام تقرأ عين الاولياء حين يتملک هوفلذةاكباد هم وبهٖ يتحقق التمييزبين النكاح والسفاح وهوقوله تعالیٰ ان تبتغوا باموالكم محصنين غير مسافحين. ملک العلماء علامہ

[1] حجة الله البالغة ص ۱۱۸ ج ۲ صفة النكاح، مطبوعه مصرى.

کاسانیؒ نے بھی بدائع الصنائع میں اس کی حکمت بیان فرمائی ہے[۱]

(۲) اس پر بھی حضرت شاہ صاحبؒ نے لکھا ہے کہ۔ (اقول) والسرفیما سن ان ینبغی ان یکون المهر ممّا یتشاح به ویکون لهٗ بال ینبغی ان لایکون ممّا یتعذر اداءً عادةبحسب ماعلیه قومه وهٰذا القدر نصاب صالح حسب ماکان علیه الناس فی زمانه صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم وکذلک اکثر الناس بعدهٗ اللّٰهم الاناس اغنیاء هم بمنزلةالملوک علیٰ الاسرة وکان اهل الجاهلیةیظلمون النساء فی صدقا تهن بمطل اونقص فانزل اللّٰه تعالیٰ واٰتو النساء صدقاتهن نحلة فان طبن لکم الاٰیة حجة اللّٰه البالغة[۲] ص۱۱۸،۱۱۹ج۲۔

(۳) شریعت نے اس کی تحدید نہیں کی جتنی مقدارادا کرنا سہل ہواورلڑکی کے حالات کے بھی مناسب ہوتجویز کرلیا جائے۔

(۴) وقت اورضرورت کے لحاظ سے نرخ میں فرق ہوتا رہتا تھا۔حضرت نبیٔ اکرم ﷺ نے حکیم بن حزامؓ کوایک دینار دیا کہ قربانی کے لئے ایک بکری خریدلائیں،انھوں نے ایک بکری ایک دینار میں خریدلی پھراس کودودینار میں فروخت کردیا اورایک دینار میں پھرایک بکری خریدی اوروہ مع ایک دینار نفع لاکرپیش کردیا۔آپؐ نے برکت کی دعا کی اوربکری قربانی کرنے اوردینار نفع کوصدقہ کردینے کا حکم فرمایا۔یہ واقعہ مبسوط[۳] ص۱۳ج۱۲ میں مذکور ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودغفرلہٗ

---

[۱] ولأن ملك النكاح لم يشرع لعينه بل لمقاصد لا حصول لها إلا بالدوام على النكاح والقرار عليه ولا يدوم إلا بوجوب المهر بنفس العقد لما يجرى بين الزوجين من الأسباب التى تحمل الزوج على الطلاق من الوحشة والخشونة فلو لم يجب المهر بنفس العقد لا يبالى الزوج عن إزالة هذا الملك بادنىٰ خشونة إلى ما قال، ولأن مصالح النكاح ومقاصده لا تحصل إلا بالموافقة ولا تحصل الموافقة إلا إذا كانت المرأة عزيزة مكرمة عند الزوج ولا عزة إلا بانسداد طريق الوصول اليها إلا بمالٍ له خطر الخ، بدائع زكريا ص۵۶۰ ج۲ فصل ومنها (شرط) المهر.

[۲] حجة اللّٰه البالغة ص۱۱۸-۱۱۹، ج۲، صفة النكاح ومطبوعه مصرى،

[۳] أن النبى صلى اللّٰه عليه وسلم دفع ديناراً إلى حكيم بن حزامؓ ليشترى له شاة للأضحية (بقیہ اگلے صفحہ پر)

E:\F.M.Fainal\Jild-17\09-Mehar Ka Byan

مہر کی ادنیٰ مقدار

سوال:- کم از کم مہر کی مقدار کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

مہر کی مقدار کم از کم دس درہم چاندی ہے[1] جو موجودہ زمانہ میں ۳۱/۲ تولہ چاندی یا اس کی قیمت کے برابر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

مہر کی کم اور زیادہ مقدار

سوال:- ہمارے یہاں یہ بات شریعت کے عین مطابق سمجھی جارہی ہے کہ لڑکی کا مہر ۱۱/۲۵/۱۲۵/روپیہ باندھا جائے۔ زیادہ باندھنے والے کو شریعت کا مخالف سمجھا جاتا ہے۔ یہ بات درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

مہر کی کم سے کم مقدار دس ۱۰/درہم ہے جو کہ تین تولہ کے قریب چاندی ہے۔ جو چیز بھی اس قیمت کی ہو غلہ کپڑا وغیرہ اس کو مہر میں مقرر کرنا درست ہے۔ مہر کی مقدار زیادہ بھی درست ہے اس کے لئے کوئی حد متعین نہیں کی گئی ہے[2] لیکن فخر کے طور پر بہت زیادہ مہر مقرر کرنا ناپسندیدہ ہے۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) فاشترى شاة ثم باعها بدينارين ثم اشترى شاة بدينار وجاء بالشاة والدينار إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فأخبره بذلک فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم بارک الله فى صفقتک أما الشأة فضحّ بها وأما الدينار فتصدق به الخ. المبسوط. ص۱۳ ج۱۲ باب الأضحية. مطبوعه دارالفكر بيروت.

(صفحہ ہذا) [1] اقله عشرة دراهم، شامى كراچى ص۱۰۱ ج۳ باب المهر، البحرالرائق كوئٹه ص۱۴۲، ج۳، باب المهر، بدائع زكريا ص۲/۵۶۱، بيان ادنى المهر،

[2] وتجب العشرة إن سماها ودونها ويجب الأكثر منها إن سمى الأكثر (ويجب الأكثر) أى بالغا مابلغ فالتقدير بالعشرة لمنع النقصان (الدرعلى الرد ص۱۰۲ ج۳ باب المهر مطبوعه كراچى، البحرالرائق كوئٹه ص۳/۱۴۴، باب المهر، مجمع الانهر ص۱/۵۰۹، باب المهر، دارالكتب العلمية بيروت،

حضرت عمرؓ نے اس سے منع فرمایا ہے[1]۔ جو لوگ زیادہ مہر مقرر کرلیتے ہیں اور دل میں یہ ہوتا ہے کہ مہر دینا نہیں ہے۔ تو حدیث پاک میں ان کے متعلق بہت سخت الفاظ آئے ہیں[2]۔ لہٰذا مہر نہ تو اتنا زیادہ ہو جس کے ادا کرنے کی وسعت ہی نہ ہو۔ کوشش کرتا کرتا آدمی تھک جائے اور مہر اس کے حق میں پیر کی زنجیر یا گلے کا طوق بن کر رہ جائے۔ نہ اتنا کم ہو کہ جب بھی کوئی بات خلافِ طبع ہوئی طلاق دیکر مہر ہاتھ پر رکھ دیا، بلکہ اتنا ہونا چاہئے کہ اس کی ادائیگی کا شوہر پر دباؤ بھی پڑے۔ خاندانوں اور برادری کے اعتبار سے سب کا حال یکساں نہیں۔ مختلف برادریوں میں مہر مثل الگ الگ ہے۔ ہر ایک کے لئے اور ہر خاندان کے لئے ایک ہی مقدار کو مہر مثل تجویز نہیں کیا جاسکتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

مہر کی مقدار اور شادی میں امداد کرنا

سوال:- حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر کتنا تھا؟ کیا اتنا ہی رکھنا چاہئے یا استطاعت کے مطابق رکھنا چاہئے؟

ایک متوسط آدمی کو کس طرح شادی کرنا چاہئے؟ شادی میں پلنگ سنوارا جاتا ہے اور اس میں رشتہ دار و دیگر کھانا کھانے والے برتن و دیگر اشیاء دیتے ہیں، کیا یہ درست ہے؟ یا پلنگ باہر نہ رکھا جائے جس کی مرضی ہو وہ آئے اور صاحب خانہ کو پوشیدہ طور پر عنایت کرے؟ تحریر فرمائیں۔

---

[1] عن عمر بن الخطاب رضی اللّٰہ عنه قال الا لاتغالوا صدقة النساء فإنها لوکانت مکرمة فی الدنیا وتقوی عنداللّٰہ لکان اولکم بها النبی اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم الحدیث (مشکوٰةشریف ص۲۷۷ ج۱ باب الصدٰق) مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

[2] ایما رجل تزوج امرأة فنویٰ ان لا یعطیها من صداقها شیئاً مات یوم یموت وهو زان، فیض القدیر ص۱۴۰ ج۳ رقم الحدیث ۲۹۵۲ مطبوعه دار الفکر بیروت.

الجواب حامداً ومصلیاً!

مہر فاطمی[۱] ایک سو بتیس (۱۳۲) تولہ کے قریب چاندی ہے۔ اس سے کم، زیادہ بھی تجویز کرنا درست ہے۔ متوسط آدمی کو اتنا مہر رکھنا چاہئے جس کو وہ ادا کر سکے۔ ادا کرنے میں اس پر کچھ بوجھ بھی ہو اور اگر طلاق کی نوبت آجائے تو بیوی اس سے کچھ روز گذارہ بھی کر سکے۔ اس شوہر کو خود بھی سوچنا پڑے کہ اتنا مہر بھی طلاق کے ساتھ دینا ہوگا۔ شادی کا بہتر طریقہ بہشتی زیور میں[۲] موجود ہے اس کو دیکھ لیا جائے زیادہ تفصیل چاہئے تو تحفۂ زوجین میں ہے[۳] شادی میں پلنگ سنوارنا اور رشتہ داروں سے وصول کرنا غلط طریقہ ہے۔ کوئی امداد کرنا چاہے تو اخلاص کے ساتھ مخفی طریقہ پر امداد کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۷/۱۴۰۶ھ

مہر فاطمی

سوال: -حضرت فاطمہؓ کا مہر جس کو مہر فاطمی کہتے ہیں کتنا تھا؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

چارسو (۴۰۰ر) مثقال تھا[۴] جو کہ ہمارے حساب سے ڈیڑھ سو تولہ چاندی ہے[۵]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

---

[۱] ملاحظہ ہو جواہر الفقہ ص۴۲۴ ج۱ باب اوزان شرعیہ بہشتی زیور مع حاشیہ ص۱۲ ج۴ بیان مہر

[۲] بہشتی زیور ص۲ ج۴ نکاح کا بیان۔

[۳] تحفۃ الزوجین ص۳۸-۳۹ باب اول، مؤلفہ شاہ رفیع الدین صاحبؒ مطبوعہ احمدی دہلی۔

[۴] ان صداق فاطمة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنها کان اربعمائة مثقال فضة (مرقاة ص۷۴۴ ج۳ باب الصداق، مطبع اصح المطابع بمبئی. برحاشیه مشکوٰة ص۲۷۷ باب الصداق شرح الزرقانی علیٰ المواهب اللدنیة ص۶ ج۲ کتاب المغازی ذکر تزویج علی بفاطمة رضی اللّٰہ عنهما، مطبوعه دار المعرفة، بیروت. (حاشیہ ۵ اگلے صفحہ پر)

مہر شرعی اور مہر فاطمی

سوال: - زید اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہتا ہے وہ زمیندار بھی ہے اس کی بیوی غریب گھر کی لڑکی ہے۔ لڑکی دوسرا نکاح کرنا نہیں چاہتی ہے اور مہر شرع محمدی یعنی ساڑھے بتیس روپیہ ہے۔ شرع محمدی مہر کی تعداد زیادہ سے زیادہ کتنی ہے؟ بتلایا جائے۔ عین نوازش ہوگی۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

شرع محمدی مہر کی مقدار ساڑھے بتیس ۳۲/ روپیہ اگر وہاں کا عرف ہے تو صحیح ہے یعنی جب لوگ شرع محمدی مہر بولتے ہیں تو اس سے ساڑھے بتیس روپیہ ہی مراد لیتے ہیں، تو بس اتنی ہی تعداد لازم ہوگی اس سے زیادہ کے مطالبہ کا حق نہیں[1] اگر یہ عرف نہ ہو تو مہر فاطمی مراد ہوگا۔ شریعت نے زیادہ کی تعداد مقرر نہیں کی یہ طرفین کی رضامندی پر ہے لیکن حیثیت سے زیادہ مہر مقرر نہیں کرنا چاہئے جس کو ادا نہ کر سکے، حضرت عمرؓ کی حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے[2]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررهٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۱۹/۷/۱۳۸۵ھ

(**گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ**) ۵ ملاحظہ ہو جواہر الفقہ رسالہ اوزان شرعیہ ص۴۲۴ ج۱ فتاویٰ رحیمیہ ص۴۴۵ ج۶۔ معاشرتی مسائل ص۱۵۳ از مولانا برہان الدین صاحب۔

(صفحہ ہٰذا) ۱ وتجب العشرة إن سماها أو دونها ويجب الاكثر منها إن سمّى الأكثر، شامی کراچی ص ۱۰۲ ج۳ باب المهر، مجمع الأنهر ص ۵۰۹ ج ۱ باب المهر مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، هدايه مع فتح القدير، ص ۳۲۱ ج۳ باب المهر مطبوعه دار الفكر بيروت. یہ اس وقت کی بات ہے جب چاندی کا روپیہ رائج تھا۔ اس زمانہ میں جو روپیہ رائج ہے اس کے اعتبار سے یہ مقدار کافی نہیں اس لئے کہ مہر کی اقل مقدار دس درہم (تقریباً ساڑھے تین تولہ چاندی) ہے اس لئے بازار میں ساڑھے تین تولہ چاندی کی جو قیمت ہو کم از کم وہ مہر ہوگا اس سے کم مقرر کرنا درست نہ ہوگا۔

۲ عن عمر بن الخطاب رضى الله عنه قال الا لاتغالوا صدقة النساء فانها لوكانت مكرمةفى الدنيا وتقوى عند الله لكان اولٰيكم بها نبى صلى ا لله صلى الله عليه وسلم.(مشكوٰة شريف ص۲۷۷ ج ۱ باب الصداق، مطبوعه ياسر نديم ديوبند،

مہر فاطمی کی ترجیح مہر مثل پر

سوال: - زید اپنی لڑکی کا نکاح ایک فارغ التحصیل لڑکے سے مہر فاطمی پر کرنا چاہتا ہے جب کہ یہاں پر مہر مثل کا دستور ۵/ ہزار ۷/ ہزار کا ہے جب کہ سب راضی بھی ہیں لڑکی اور لڑکا بھی راضی ہے تو مہر فاطمی پر نکاح درست ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

جب بالغہ لڑکی اور اس کے اولیاء رضامند ہیں تو مہر مثل کی پابندی لازم نہیں، خاص کر جب کہ لڑکا عالم دین بھی ہے تو مہر فاطمی کی سنت کا احیاء باعث اجر بھی ہے[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیو بند ۱۲/ ۲/ ۹۷ھ

مہر فاطمی کی مقدار

سوال: - مہر فاطمی کی مقدار فی زمانہ کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے مہر ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی کے برابر تھے کذا فی المشکوٰۃ[۲]۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مہر بھی اتنا ہی تھا۔ ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔ پس پانچ سو درہم ہوئے جس کی

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ) ترجمہ : حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا عورتوں کے مہر میں بیجا زیادتی نہ کرو اگر یہ دنیا میں عزت کی چیز اور اللہ کے نزدیک تقوی کا باعث ہوتی تو اللہ کے نبی ﷺ اس کے زیادہ حقدار تھے کہ وہ مہر زیادہ سے زیادہ رکھتے۔

[۱] یستحب کون الصداق خمسمائۃ درھم النووی علی المسلم ص ۴۵۸ ج ۱ باب الصداق، مطبوعہ بلال دیو بند. مہر فاطمی کافی وموجب برکت ہے، اصلاح الرسوم ص ۵۴۔

[۲] فی حدیث عمرؓ ماعلمت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نکح شیئاً من نسائہ ولا انکح شیئا من بناتہٖ علی اکثر من اثنتی عشرۃ اوقیۃ رواہ احمد (مشکوٰۃ شریف ص ۲۷۷ ج ۱ باب الصداق

ترجمہ:۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے وہ فرماتے ہیں میں نہیں جانتا کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے کسی سے اپنا نکاح یا اپنی صاحبزادیوں میں سے کسی کا نکاح بارہ اوقیہ سے زیادہ (مہر) پر کیا ہو۔

مقدار تقریباً ۱۳۲ ر تولہ چاندی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دار العلوم دیو بند ۷؍۲؍ ۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دار العلوم دیو بند ۷؍۲؍ ۸۸ھ

مہر فاطمی کی مقدار

سوال:- حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مہر واقعی کتنا تھا جب کہ ہم نے بعض کتابوں میں ساڑھے باون تولہ یا چار سواسی ۴۸۰ درہم پڑھا ہے اور کیا ۲۵ ر روپے بھی مہر فاطمی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

مہر فاطمی ۲۵ ر روپے نہیں بلکہ ۱۳۲ ر تولہ کے قریب چاندی ہے۔ بعض حضرات کے حساب میں اس سے بھی کچھ زائد ۱۵۰ ر تولہ تک ہے، جیسا کہ حواشی مشکوٰۃ شریف میں ہے۔[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

مہر شرع محمدی

سوال:- شرع محمدی مہر ۸ ر۔ باندھے جاتے ہیں یہ صحیح ہے یا غلط اگر غلط ہو تو اس مقدار میں کتنے ٹھیک ہیں، اور اس کے علاوہ کیا کیا مقدار ٹھیک ہے۔؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

شرع محمدی مہر سے مراد عام طور پر مہر فاطمی ہوتا ہے اس کی مقدار بہشتی زیور[2] ص ۲۴ ج ۳ کے حاشیہ پر ایک ۸ ر۔ سوچھپن روپئے آٹھ آنہ کے قریب لکھی ہے اور دوسری جگہ کچھ اور مقدار لکھی ہے

---

[1] مہر فاطمیؓ ۴۰۰ ر مثقال برحاشیہ مشکوٰۃ ص ۲۷۷ باب الصداق مطبوعہ یاسر ندیم دیو بند۔ مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: جواہر الفقہ رسالہ اوزان شرعیہ ص ۴۲۷ ج ۱ ر فتاوی رحیمیہ ص ۴۴۵ ج ۶، مرقاۃ المفاتیح ص ۴۴۷ ج ۳ باب الصداق، مطبوعہ ممبئی،

[2] بہشتی زیور مکمل ومدلل ص ۱۲ حصہ چہارم، مہر کا بیان، مکتبہ تھانوی دیو بند۔

لہٰذا بہتر یہ ہے کہ بوقت نکاح اس مہر کی تعیین کر لی جاوے روپوں میں ۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۱/۳/۶۴ھ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۴/ ربیع الاول ۶۴ھ

الجواب صحیح: سعید احمد مفتی مدرسہ مظاہر علوم

شرع محمدی میں مہر کی مقدار کم از کم دس درہم ہیں[1] یعنی تقریباً تین ۳/۔ روپیہ اور اس سے زیادہ کی حد مقرر نہیں جتنی تعداد چاہے مقرر کی جاسکتی ہے مگر زیادہ مہر کی ممانعت آئی ہے[2] اس لئے اتنا مہر مقرر کیا جائے کہ جس کو شوہر سہولت سے ادا کر سکے۔ بعض جگہ شرع محمدی مہر سے مراد ۸/۔ ہوتے ہیں مگر یہ شرعی طور پر نہیں ہے خود وہاں کا عرف ہے۔ فقط اللہ اعلم

سعید احمد مفتی مدرسہ ۲۵/۳/۶۴ھ

مہر کی قیمت وقتِ عقد کی معتبر ہوگی یا وقت ادا کی؟

سوال:- عقد میں مہر نو اوقیئے زرِ سُرخ خالص مقرر کیا گیا تھا۔ زر خالص یعنی طلاء کی قیمت کا اعتبار زمانۂ عقد کا ہوگا یا زمانۂ مابعد مطالبہ کی قیمت کا ہوگا از روئے احکام شرع شریف بیان فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

جب زر خالص کی مخصوص مقدار کو مہر قرار دیا گیا ہے تو اس کا ادا کرنا واجب ہے۔ اگر وہ ادا نہ کیا جائے بلکہ اس کی قیمت دی جائے تو گویا اب اس زرِ خالص کو جس کی زوجہ مستحق ہے شوہر اس

[1] وأقل المهر عشرة دراهم......قوله صلى الله عليه وسلم ولامهر أقل من عشرة دراهم فتح القدير ص۳۱۷ ج۳ باب المهر البحر الرائق ص۱۴۲ ج۳ باب المهر، مطبوعه كوئٹه، شامی كراچی ص۱۰۱ ج۳ باب المهر.

[2] عن عمر بن الخطاب رضى الله عنه قال لا تغالوا صدقة النساء فإنها لو كانت مكرمة فى الدنيا وتقوى عند الله لكان اوليكم بها النبى صلى الله عليه وسلم، الحديث مشكوٰة شريف ص۲۷۷ ج۱ باب الصداق مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

سے حکماً خرید کر قیمت دے رہا ہے۔ تو اب جو قیمت ہوگی اس کے اعتبار سے معاملہ ہوگا۔ یہ دوسری بات ہے کہ بیوی کم قیمت لے لے۔ اس صورت میں گویا بیوی نے اتنی مقدار معاف کر دیا زرِ خالص کے علاوہ اگر کسی اور چیز کو مہر قرار دیا جاتا، مثلاً پچاس من گندم، تو گندم کا دینا واجب ہوتا۔ پھر جب گندم کے بجائے قیمت دی جاتی تو اس کی صورت بھی یہ ہوتی کہ گویا وہ پچاس من گندم مملوکہ زوجہ شوہر کے پاس تھے اور شوہر نے ان کو اب خریدا ہے اور قیمت دے رہا ہے۔ لہٰذا خریداری کے وقت کی قیمت معتبر ہوگی۔ دوسرے الفاظ میں اس کی تعبیر یہ ہے کہ بیوی دَین مہر میں قبل الوقت تصرف کر رہی ہے یعنی شوہر کے ہاتھ فروخت کر کے اس کے روپیہ وغیرہ کی شکل میں حاصل کر رہی ہے۔ وجازالتصرف فی الثمن بهبةٍ اوبیع اوغیرها لوعیناً ای مشاراً الیه. ولودیناً فالتصرف فیه تملیک ممّن علیه الدین ولوبعوض قبل قبضه سواء تعین بالتعیین کمکیل اولا کنقود کذا الحکم فی کل دین قبل قبضه کمهر (درمختار) قوله بعوض کأن اشتریٰ البائع من المشتری شیئاً بالثمن الذی له علیه. قوله وکذا الحکم فی کل دین ای یجوز التصرف فیه قبل قبضه کمهر (درمختار)لکن بشرط ان یکون تملیکاً ممّن علیه بعوض اوبدونه کماعلمت قوله کمهر وکذا القرض اھ [۱](ردالمحتار) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیو بند

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین

نکاح کے بعد مہر کی قیمت میں تغیر ہو گیا

سوال:- زید کا نکاح ہندہ سے بعوض مبلغ ایک ہزار روپیہ بسکہ رائج الوقت دَین مہر ہوا ہے اور اس وقت روپیہ مختلف شکلوں میں رائج تھا۔ یعنی وہ وکٹوریہ کا روپیہ، ایڈورڈ ہفتم کا روپیہ، جارج

[۱] الدر المختار مع الرد المحتار کراچی ص۱۵۳ ج۵ باب المرابحة والتولیة، مطلب فی بیان الثمن والمبیع والدین، البحر الرائق ص۱۱۹ ج۶ باب المرابحة والتولیة فصل فی بیان التصرف فی المبیع مطبوعه کوئٹه، فتح القدیر ص۵۱۸ ج۶ باب المرابحة والتولیة، مطبوعه دار الفکر بیروت.

پنجم کا روپیہ، جارج ششم کا روپیہ اور کاغذی نوٹ۔ اب بیس پچیس سال بعد زید ہندہ کا دَین مہر ادا کرنا چاہتا ہے تو اس کو ایک ہزار روپے ادا کرنا ہوگا یا ایک ہزار روپے کی چاندی کی قیمت جب کہ مختلف رائج روپوں میں چاندی کی مقدار مختلف ہے اور کاغذی نوٹ میں چاندی کا وجود نہیں، امید ہے کہ جواب سے سرفراز فرما کر مجھے دَین مہر کی ادائیگی میں مدد فرمائیں گے۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

وقت عقد جو سکّہ مروّج تھا اور وہاں کے ماحول میں جس کا لین دین زیادہ تھا وہی مراد ہوگا۔ اگر اس میں چاندی غالب تھی تو اتنی مقدار چاندی لازم ہوگی۔ اگر چاندی مغلوب تھی تو وقت عقد جو قیمت تھی وہ قیمت لازم ہوگی۔ اگر وہی روپیہ مل جائے جو بوقت عقد رواج تھا تو وہی دیدیا جائے بشرطیکہ اس میں چاندی غالب ہو ومما یکثر وقوعه مالو اشتریٰ بقطع رائجة فکسدت بضربٍ جدیدةٍ یجب قیمتها یوم البیع ولا یدفع قیمتها من الفضةالجدیدة لانها ما لم یغلب غشها فجیدها وردیها سواء اجماعاً وفی الذخیرة عن المنتقیٰ اذا غلت الفلوس قبل القبض اورخصت قال ابویوسف قولی وقول ابی حنیفةؒ فی ذٰلک سواء ولیس له غیرها ثم رجع ابویوسف وقال علیه قیمتها من الدراهم یوم وقع البیع ویوم وقع القبض قوله یوم وقع البیع ای فی صورةالبیع وقولهٗ یوم وقع القبض ای فی صورةالقرض وحاصل مامرّانه علیٰ قول ابی یوسف المفتی به لافرق بین الکساد والا نقطاع والرخص والغلاء فی انه تجب قیمتها یوم وقع البیع اوالقرض لامثلها استقرض منه دانق فلوس حا ل کونها عشرة بدانق فصارت ستة بدانق اورخص وصار عشرون بدانق یاخذ منه عدد ما اعطی ولایزید ولاینقص. قلت هٰذا مبنی علیٰ قول الامام وهوقول ابی یوسف اولاً وقد علمت ان المفتیٰ بهٖ قولهٗ ثانیاً بوجوب قیمتها یوم القرض وهودانق ای سدس درهم سواء صار الأن ستة فلوس بدانق اوعشرین بدانق تأمل . ینصرف مطلقه الیٰ غالب نقد البلد ای بلد العقد لانه المتعارف وان اختلفت النقود مالیةفسدالعقد مع الاستواء فی رواجها اما اذا اختلفت رواجاً مع اختلاف مالیتهما اوبدونه فیصح وینصرف الی الاروج. درمختار ورد

المحتار کتاب البیوع مختصراً[۱] وللشارح رسالة بذل المجهود فی مسئلة تغیر النقود وللمحشی ایضاً .رسالہ تنبیہ الرقود فی احکام النقود فیهما البسط کل البسط[۲]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۸۹/۱۲/۲۳ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

مہر کی زیادتی

سوال: -کیا اپنی حیثیت سے زیادہ مہر باندھنا یا بندھوانا جائز ہے یہ کہکر کہ برادری میں رسم اتنے ہی مہر کی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

نکاح تو ایسی حالت میں درست ہوجاتا ہے لیکن زیادہ مہر مقرر کرنا اور اس میں غلو کرنا شرعاً پسندیدہ نہیں۔خصوصاً دنیا کے دکھلاوے کیلئے اور رسم کی پابندی کی وجہ سے ایسا کرنا شرعاً ممنوع ہے عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال الا لاتغالوا فی صَدُقَةَ النسآء فانها لوکانت مکرمة فی الدنیاوتقوی عنداللّٰه لکان اولٰیکم بها نبی اللّٰه(صلی اللہ علیہ وسلم) الحدیث[۳] مشکوٰۃ شریف ص ۲۷۷۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

---

[۱] الدر المختار مع الرد المحتار کراچی ص ۵۳۳، ۵۳۶ ج ۴ مطلب مهم فی أحکام النقود إذاکسدت أوانقطعت أوغلت أورخصت .

[۲] رسائل ابن عابدین، تنبیه الرقود علی مسائل النقود، ۲/ ۶۰، ۶۱، ۶۲، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.

[۳] مشکوٰة شریف ص ۲۷۷ ج ۲ باب الصداق مطبوعه یاسر ندیم دیوبند. ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا خبردار عورتوں کے مہروں میں زیادتی نہ کرو یقیناً اگر یہ دنیا میں عزت اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک تقویٰ کی بات ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مقابلہ میں اس کے زیادہ مستحق تھے۔

ایضاً

سوال: - مہر کے لئے شرعی قانون کیا ہے کیونکہ آج کل کثرت سے یہ ہو رہا ہے کہ خاوند میں وسعت نہیں ہوتی مگر لڑکی کے ورثاء اصرار سے زیادہ ہی مہر مقرر کراتے ہیں اور بعضوں کا خیال یہ بھی ہوتا ہے کہ اگر مہر زیادہ از وسعت ہو پڑا ہو لینا دینا تو کچھ بھی نہیں ایسی صورت میں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

مہر کی ادنیٰ مقدار شریعت نے دس درہم مقرر کی ہے[1] زیادہ کی تحدید کچھ نہیں۔ طرفین جس قدر چاہیں اور وسعت سمجھیں مقرر کر سکتے ہیں حیثیت سے زیادہ مقرر کرنا نام آوری، شہرت کے لئے شرعاً پسندیدہ نہیں۔ نہایت مذموم اور برا ہے احادیث میں اس کی ممانعت آئی ہے[2] اور جب کہ دینے یا معاف کرانے کی نیت نہ ہو تو بہت ہی برا ہے بعض احادیث میں ایسے شخص کیلئے سخت کلمات فرمائے گئے ہیں[3] جس طرح کہ دوسرا کسی قسم کا قرض ذمہ میں رہتا ہے اور اس کی ادائیگی ضروری سمجھی جاتی ہے، اسی طرح دین مہر بھی عورت کا واجب الاداء قرض ہوتا ہے اس کو ادا کرنا یا معاف کرانا ضروری ہے اور جس شخص کی ادا کرنے کی نیت نہ ہو۔ باوجود وسعت کے ادا نہ کرے اور نہ معاف کرائے اور نہ عورت معاف کرے تو وہ قیامت میں ماخوذ ہوگا اور اگر ترکہ چھوڑا ہے تو اس سے وصول کیا جائے گا[4] نکاح بہرحال درست ہوجاتا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ...... صحیح: عبد اللطیف ۲۱؍ ربیع الثانی ۵۹ھ

---

[1] اقله عشرة دراهم الخ . درمختار علی ردالمحتار ص ۲۲۱ ج۲ نعمانیه باب المهر، البحر الرائق ص ۱۴۲ ج۳ باب المهر مطبوعه کوئٹه، فتح القدیر ص ۳۱۷ ج۳ باب المهر مطبوعه دار الفکر بیروت.

[2] عن عمر بن الخطابؓ قال ألا لا تغالوا فی صدُقةَ النساء الحدیث مشکوٰة شریف ص ۲۷۷ ج۲ باب الصداق، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

[3] ایما رجل تزوج امرأة فنویٰ ان لا یعطیها من صداقها شیئاً مات یوم یموت وهو زان، فیض القدیر ص ۱۴۰ ج۳ رقم الحدیث ۲۹۵۲ مطبوعه دار الفکر بیروت، (حاشیہ:۴؍اگلے صفحہ پر)

لڑکے پر زور ڈال کر اس کی حیثیت سے زیادہ مہر مقرر کرنا

سوال:- (۱) ایک شادی شدہ لڑکا جس کی عمر پینتیس ۳۵ ر سال ہے اور اس کا مہر پینتیس روپے چار آنے ہے کیوں کہ ان کی برادری میں اتنا ہی مہر باندھنے کا رواج ہے اور یہ لڑکا سرکاری ملازم ہے، ایک دوسرے شخص نے بہلا پھسلا کر چوری سے اپنی لڑکی سے ڈیڑھ ہزار روپیہ مہر پر نکاح پڑھا دیا اور بستی والوں کو معلوم نہیں ہوا۔ یہ چوری سے نکاح اور ڈیڑھ ہزار روپے مہر جو کہ دباؤ ڈال کر باندھا گیا ہے۔ درست ہے یا نہیں؟

(۲) ایک غریب خاندان ہے جو کہ دادا پردادا ماں باپ سب کا مہر پینتیس روپے چار آنے ہے، لیکن لڑکے کا مہر زبرستی سے دباؤ ڈال کر ڈیڑھ ہزار روپے باندھا گیا جس کی نہ کوئی جگہ ہے نہ زمین ہے نہ کوئی حیثیت ہے۔ تو آیا دباؤ ڈال کر ڈیڑھ ہزار روپے مہر باندھنا درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

(۱) ایجاب وقبول جب دو گواہوں کے سامنے شریعت کے مطابق ہو جائے تو نکاح منعقد ہو جاتا ہے[۱] اور مہر کی اتنی مقدار بھی منظور کرنے سے مہر لازم ہو جاتا ہے[۲] اگر چہ برادری میں کم مہر کا رواج ہے۔ پینتیس ۳۵ ر سالہ شادی شدہ سرکاری ملازم لڑکا ایسا نہیں ہوتا کہ جس کو نابالغ یا کم عمر لڑکا سمجھ کر بہلا پھسلا کر غلط کام کرالیا جائے اور اس کو معذور قرار دیا جائے۔ اس لئے نکاح درست ہو گیا اور مہر بھی پورا لازم ہوگا۔ اگر دو گواہ بھی نہ ہوں تو نکاح نہیں ہوا۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۴] موت احدهما كحياتهما فى الحكم اصلا وقدرا لعدم سقوطه، بموت احدهما، شامى كراچى ص ١٥٠ /٣، باب المهر،

(حاشیہ صفحہ ہذا) [۱] وينعقد متلبسا بايجاب وقبول......وشرط حضور شاهدين، الدرعلى الرد ص ٢١، ج٣، كراچى، هدايه ص٣٠٥ ج٢ كتاب النكاح مطبوعه ياسر نديم ديوبند، زيلعى ص٩٦ ج٢ كتاب النكاح، مطبوعه امداديه ملتان.

[۲] ويجب الأكثر منها إن سمى الأكثر ويتأكد (قوله ويجب الأكثر) اى بالغامابلغ، الدر المختار على الرد المحتار كراچى ص١٠٢ ج٣ باب المهر، مجمع الأنهر ص٥٠٩ ج١ باب المهر، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، هدايه مع فتح القدير ص٣٢١ ج٣ باب المهر، مطبوعه دار الفكر بيروت.

(۲) اکراہ کرکے اگر اتنا مہر مقرر کیا گیا ہے یعنی اگر اس کو منظور نہ کرے تو ضرب حبس وغیرہ کی سزا دی جائے تو نکاح جب بھی منعقد ہوگیا[1] لیکن اگر وطی سے پہلے طلاق دے دیگا تو شخص مذکور حقدار ہوگا کہ وہ نصف مہر اکراہ کرنے والوں سے وصول کرے[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۲/۱۸/ ۹۱ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دار العلوم دیوبند ۲/۱۹/ ۹۱ھ

مہر حیثیت سے زیادہ ادا نہ ہوسکا تو کیا ہوگا

سوال:- (۱) بعض لوگ فخر یہ طور پر اپنے قولی رواج کے موافق اور بعض لڑکی کے طلاق کے اندیشہ سے لڑکی کا مہر شوہر کی حیثیت سے بہت زیادہ بندھواتے ہیں حالانکہ شوہر کی حیثیت پچاس روپیہ بھی ادا کرنے کی نہیں ہوتی اور اس کو پانچ صد یا پانچ ہزار کا زور دیا جاتا ہے اور شوہر کی طلب میں مطلوبہ مہر بندھوانے پر مجبور ہوجانا پڑتا ہے اور اس ناقابل برداشت بار کو ذمہ رکھ لیتا ہے چونکہ یہ بار طاقت سے بالکل باہر ہوجاتا ہے کسی بھی طرح اس کی ادائیگی ممکن نہیں ہوتی لہٰذا بغیر ادا کئے بھی مرجاتا ہے اور اس دین مہر کو اپنے ذمہ ہی لے جاتا ہے اگر عورت معاف نہ کرے تو شوہر کی سبکدوشی کی کوئی سبیل ہوسکتی ہے یا نہیں؟

(۲) مثلاً شوہر کے ذمہ پانچ صد کا مہر ہے اس کا کل ترکہ مع خانگی سامان کے سوا یا ڈیڑھ سو روپیہ ہے وارثوں میں لڑکے اور لڑکیاں بھی موجود ہیں تو متوفی کا ترکہ سب وارثوں کو ملے گا یا عورت کو مہر میں دیا جاویگا اور باقی ماندہ مہر کی کیا صورت ہوگی؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

(۱) یہ تو ظاہر بات ہے کہ فخر کے طور پر زیادہ مہر مقرر کرنا شرعاً پسندیدہ نہیں زیادہ مہر مقرر

---

[1] حقيقة الرضا غير مشروطة في النكاح لصحته مع الإكراه شامي كراچي ص ۲۱ ج۳ كتاب النكاح .

[2] وصح نكاحه وطلاقه وعتقه ورجع بقيمة العبد ونصف المسمّٰى ان لم يطأ اى وصح نكاحه فلو اكره عليه بالزيادة بطلت الزيادة وأوجبها الطحاوى وقال يرجع على المكره الخ در مختار مع الشامى كراچى ص۱۳۷ ج۶ كتاب الاكراه مطلب بيع المكره فاسد الخ.

کرنے کی حدیث شریف میں[1] مذمت آئی ہے اگر کسی نے بجبوری زیادہ مہر پر نکاح کیا (کم مہر پر نہیں ہوتا تھا) اور نیت بھی ادا کرنے کی تھی اور عمر بھر فکر میں رہا اور کوشش کرتا رہا لیکن ابھی ادا نہیں ہوسکا تو اللہ تعالیٰ کی ذات سے توقع ہے کہ وہ اپنے خزانہ سے بیوی کو عطا کردیں گے اور شوہر کی جان بچ جاوے گی[2]۔

(۲) دَین مہر وغیرہ کی ادائیگی تقسیم ترکہ سے مقدم ہے[3] بقیہ مہر کا حل (۱) میں مذکور ہوا۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور (یو، پی)

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور (یو، پی)

صحیح: عبد اللطیف غفرلہٗ ۴/ صفر ۶۳ھ

کیا لڑکی اپنا مہر خود مقرر کرے؟

سوال: - نکاح کے وقت لڑکی اپنا مہر خود مقرر کرکے بتلائے۔ کیا اس بارے میں قرآن کریم یا حدیث شریف میں کوئی دلیل ہے؟ اگر اس بارے میں کوئی حدیث ہو تو ضرور لکھیں۔ یہاں پر اہل حدیث کہتے ہیں کہ لڑکی اپنا مہر خود مقرر کرے گی۔ میری نظر سے ایسی کوئی حدیث نہیں گذری۔ اگر یہ خالص فقہ کا مسئلہ ہے تو جواب سے مطلع فرمائیں۔

---

[1] عن عمر بن الخطابؓ قال الا لاتغالو اصَدُقة النساء، فإنها لوكانت مكرمةفى الدنيا وتقوىٰ عنداللّٰه لكان اولٰيكم بها نبى اللّٰه ﷺالخ. مشكوٰة شريف ص۲۷۷ج۲باب الصداق، مطبوعه ياسرنديم ديوبند،

[2] عن ابى هريرةؓ عن النبى صلى اللّٰه عليه وسلم من اخذ اموال الناس يريد اداء ها ادى اللّٰه الحديث مشكوٰة وفى هامشه ادى اللّٰه عنه اى اعانه علىٰ ادائه فى الدنيا او برضى خصمه فى الأخرة الخ، مشكوٰة شريف مع هامشه ص ۲۵۲ باب الافلاس والانظار، الفصل الاول، مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

[3] لأن الحق إما للميت أوعليه أولا ولا،الأول التجهيز......ثم تقدم ديونه التى لها مطالب من جهةالعبادثم وصيته ثم رابعا يقسم الباقى بعد ذالک بين ورثته الدرالمختار ص ۷۶۱ج۶ كراچى كتاب الفرائض سراجى ص۴ مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

E:\F.M.Fainal\Jild-17\09-Mehar Ka Byan

الجواب حامداً ومصلیاً!

مہر کی کم از کم مقدار شریعت نے مقرر کردی ہے۔ لا مَھرَ اقل من عشرة دراھم یہ روایت دار قطنی[1] اور بیہقی میں ہے[2] حافظ ابن حجر عسقلانی ؒ (شارحِ بخاری) نے اس کو حسن لکھا ہے[3] مگر زیادہ کی کوئی حد مقرر نہیں کی۔ ہاں اتنا زیادہ مقرر کرنے سے منع کیا گیا ہے[4] جس کی ادائیگی قابو سے باہر ہو۔ پھر جو مقدار مہر کی کسی خاندان میں مہر مثل ہو کر رائج ہو، اس کے متعلق تو لڑکی سے خصوصیت سے معلوم کرنے کی ضرورت نہیں وہ اس کو معلوم ہی ہے۔ اگر وہ اس پر رضامند نہ ہو تو انکار کرسکتی ہے۔ لیکن اگر ولی اس مہر مثل سے کم مقرر کرنا چاہے تو لڑکی سے استصواب واستئذان لازم ہے۔ کیوں کہ اس میں اس کی حق تلفی ہے۔ اگر لڑکی نابالغہ ہو اور اس کا مہر مہر مثل سے کم کردیا جائے تو بلوغ پر اس کو تکمیلِ مہر کے مطالبہ کا حق ہے[5] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴/ ۵/ ۹۰ھ

---

[1] دارقطنی ص ۱۵۲ ج ۲ کتاب النکاح (بیروت) فی حدیث جابرؓ وعن علیؓ موقوفاً۔

[2] بیهقی ص ۲۴۰ ج۷ مکتبه بیروت کتاب الصداق.

[3] نصب الرایة ص ۱۹۹ ج۳ باب المهر. قال القاری ماروا ه البیهقی فی سننه الکبریٰ من طرق ضعیفة عن جابر فیقوی بعضها بعضاً فیرتقی إلی مرتبةالحسن (کشف الخفاء ص۳۶۸ ج۲) رقم الحدیث ۳۰۹۰، مطبوعه دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان.

[4] عن عمرؓ بن الخطاب قال الا لاتغالوا صدقةالنساء فانها لو کانت مکرمة فی الدنیا وتقویٰ عندالله لکان اولٰیکم بهانبی الله صلی الله علیه وسلم مشکوٰة شریف ۲۷۷ج ۱ باب ا لصداق

ترجمہ:- حضرت عمرؓ بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا خبردار عورتوں کے مہر میں غلومت کرواسلئے کہ یہ اگر دنیا میں عزت کی چیز اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک تقویٰ کی چیز ہوتی تو تمہارے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ اس کے زیادہ لائق تھے۔

[5] قلت وعلٰی القول باشتراط تسمیته یشترط کونه مهر المثل فلا یکون السکوت رضا بدونه کما فی البحر عن الزیلعی وبقی علی القول بعدم الاشتراط فهل یشترط أن یزوجها بمهر المثل حتی لو نقص عنه لم یصح العقد الا برضاها صارت حادثة الفتویٰ الخ شامی کراچی ص ۶۱ ج۳ کتاب النکاح زیلعی ص۱۱۹ ج۲ وحاشیة الشلبی علی الزیلعی ص۱۱۸ ج۲ باب الاکفاء والأولیاء، مطبوعه امدادیه ملتان، ان الحق الٰی تمام مهر مثلها عند ابی حنیفة رحمه الله للمرأة وللأولیاء حق الفکاء ة وعندهما الحق للمرأة لا غیر الخ تاتارخانیة کراچی ص ۳۲ ج۳ مسألة النکاح بغیر ولی.

مغالاۃ مہر

سوال:- (۱) رسالہ ''النور'' ج ۱؍ ۵۳ھ ص ۲۵ ملفوظ ۲۹۴ میں حسب ذیل عبارت ہے۔
جواب میں فرمایا کہ احادیث میں جو مغالات مہر کی ممانعت ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ قوم کے خلاف ایک شخص قلیل مہر مقرر کرے ورنہ فقہاء اس راز کو سمجھتے۔ دیکھئے فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر غیر اب وجد کسی لڑکی کا نکاح مہر مثل سے کم پر کردے تو نکاح ہی منعقد نہ ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ اگر ساری قوم مغالاۃ کرتی ہو تو اپنی اولاد کے لئے مہر مثل کی مراعاۃ واجب ہے ممانعت مغالات مہر کا مطلب یہ ہے کہ ساری قوم مہر میں مغالاۃ کو رفع کرے۔ انتہٰی ملفوظ۔

پس احقر نے ہمشیرۂ خود کا عقد ۶۰۰؍ روپیہ مہر پر کردیا حالانکہ ہماری ذات میں ساڑھے بارہ ہزار روپے کے قریب مہر مقرر ہوتا ہے پس مذکورہ بالا عبارت مسئلہ فقہاء کی رو سے نکاح منعقد نہیں ہوا اور جگہ پر بھی مہر معمولی و مہر مثل سے کم پر ہمارے یہاں مہر بندھا ہے مگر وہ لڑکی کے والد نے خود باندھا ہے۔ پس کیا ایسی صورت میں نکاح ہمشیرہ اسی شخص سے مہر مثل پر کردینا چاہئے۔

(۲) اگر وہ شخص ساڑھے بارہ ہزار مہر منظور نہ کرے اور عذر کرے تو کیا از روئے مقدمہ ہمشیرہ کو ان سے چھڑا لینا چاہئے۔

(۳) اگر ہمشیرہ ۶۰۰؍ روپے پر نکاح قائم رکھے یا کہے کہ بوقتِ نکاح مجھے یہ مہر منظور تھا تو کیا نکاح بحال رہے گا۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

مہر کے متعلق شریعت کی طرف سے تعیین ہے کہ کم از کم دس درہم ہونا چاہئے اس سے کم جائز نہیں اس سے زائد عورت اور اولیاء کا حق ہے[۱] عورت اگر بلا رضامندی اولیاء مہر مثل سے کم

[۱] أقله عشرة دراهم إن سماها أودونها ويجب الأكثر منها إن سمى أى بالغا ما بلغ الدرمع الرد كراچی ص ۱۰۲ ج ۳ باب المهر، عالمگیری ص ۳۰۳ ج ۱ الباب السابع فى المهر، مطبوعه كوئٹه، البحر الرائق ص ۱۴۲ ج ۳ مطبوعه الماجديه كوئٹه. مجمع الأنهر ص ۵۰۹ ج ۱ باب المهر، دار الكتب العلمية بيروت.

پر نکاح کرے گی تو اولیاء کو قاضی کے ذریعہ سے فسخ کا حق ہے اگر عورت بالغہ و اولیاء مہر مثل سے کم پر رضامند ہو جاویں تو صحیح ہے[1] صورت مسئولہ میں اگر ہمشیرہ بوقت نکاح بالغہ تھیں اور مہر مثل سے کم پر رضامند تھیں اور اولیاء سے بھی کسی کو کوئی اعتراض نہ تھا تو یہ نکاح صحیح ہے۔

(۲) جب سب کی رضامندی سے نکاح ہوا تو چھڑانیکی کیا ضرورت ہے۔

(۳) اگر بوقت نکاح بالغہ تھی اور اولیاء کو بھی اعتراض نہیں تھا تو نکاح بحالہ درست ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ ۱۱/۶/ ۵۳ھ

صحیح: سعید احمد غفرلہ...... صحیح: عبداللطیف ۱۳/ج ۲/ ۵۳ھ

مہر میں معجّل و مؤجل کی تصریح نہیں مہر مثل میں مقدم کا اعتبار ہوگا یا مؤخر کا؟

سوال:- ایک شخص زید ایک مسماۃ خیرن کے ساتھ ۱۹۲۵ء سے ۱۹۶۴ء تک زندگی گذارتا رہا۔ اس عرصہ میں مسماۃ مذکور سے نو ۹ / لڑکے اور چار لڑکیاں پیدا ہوئیں، ان میں سے سات لڑکے اور تین لڑکیاں اور خود مسماۃ مذکور بقید حیات ہیں ۱۹۲۵ء میں زید کے والد نے ان واقعات کے علم کے بعد اعلان کر دیا تھا کہ اگر زید مسماۃ خیرن سے نکاح کرے گا تو وہ اپنے کو عاق سمجھے ورنہ زید کو خاندان سے کوئی حصہ نہیں ملے گا ۱۹۵۶ء میں زید کے پیروں کی ہڈیاں ٹوٹ جانے سے دونوں ٹانگیں (کولھے سے نیچے تک) قطعی بیکار ہوگئیں۔ لہٰذا زید نے بقیہ زندگی اپاہج کی طرح پلنگ

---

[1] وكذا لو نقصت عن مهر مثلها إن لم يتم خلافا لهما وقبضه المهر أو تجهيزه او طلبه النفقة رضى لا سكوته وإن رضى احد الأولياء، فليس لغيره الاعتراض الخ ملتقى الابحر ص۵۰۴ ج ۱ فصل فى الكفاءة مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، زيلعى ص۱۳۰ ج۲ فصل فى الأكفاء، مطبوعه امداديه ملتان، فتح القدير ص۳۰۲ ج۳ فصل فى الكفاءة، مطبوعه دار الفكر بيروت.

پر پڑے پڑے گذاری۔ خود سے اٹھنا بیٹھنا و بیت الخلاء و پیشاب وغیرہ نہ ہوسکا۔ چونکہ عمر بھی ستر ۷۰/سال سے اوپر تھی۔ اس کمزوری کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ۱۹۵۸ء میں خیرن نے اپنے کو منکوحہ کہلانے اور ثابت کرنے کے لئے زید کو مجبور کیا اور اس کا اقرار و اظہار اس طور پر کہ اپنا مہر تیس ۳۰ ہزار متعین کر کے ایک لاکھ روپے کی جائیداد بعوض مبلغ سولہ ہزار منجملہ تیس ہزار کے اپنے نام منتقل کرائی اور دستاویزات رجسٹری کرائی اور دستاویزات میں یہ تحریر کرلیا کہ مسماۃ خیرن کا مہر تیس ۳۰ ہزار روپے ہے اور اسی کے منجملہ سولہ ہزار میں جائیداد اس کے مہر میں دی گئی اور چودہ ہزار مہر باقی رہا۔ (مسماۃ خیرن کا آبائی پیشہ عصمت فروشی تھا اور ہے) اور اس پر مہر کا تعین تیس ہزار روپیہ کیا گیا۔ زید کا انتقال ۱۹۶۴ء میں ہوگیا۔ اس کے انتقال کے بعد اولاد جو کہ منکوحہ بیویوں سے ہے اس نے اپنے حقوق کی دادرسی چاہی۔ اس پر خیرن نے ایک نکاح نامہ تحریر کردہ مورخہ ۱۹/اپریل ۱۹۲۸ء پیش کیا۔ اس تحریر میں سے تعدادِ رقم مٹادی گئی ہے اور آگے نصف جس کے تحریر ہے اس کے بعد جو رقم تحریر ہے اس پر روشنی ڈال کر معدوم کر دیا گیا ہے۔ اس تحریر نکاح نامہ میں مہر معجّل و مؤجل قطعی تحریر نہیں اور اس نکاح نامہ پر مسماۃ خیرن کا نہ انگوٹھا ہے نہ دستخط۔ صرف نکاح خواں کے اور گواہوں کے اور وکیل کے دستخط ہیں اور جس جگہ مسماۃ کا نام تحریر ہے اس پر بھی روشنائی پڑی ہے بایں طور کہ صحیح نام پڑھنا دشوار ہے۔

حق وراثت جس کا دعویٰ مسماۃ مذکورہ کرتی ہے۔ (ا) خیرن اپنے کو منکوحہ زید بتلاتی ہے۔ (ب) قمرالدین عرف چھنو بڑا لڑکا خیرن کا جس کی پیدائش ۱۹۲۵ء میں ہوئی بقیدِ حیات پاکستان میں ہے۔ اس کو مسماۃ نہ اپنی اولاد تسلیم کرتی ہے نہ وارث، جب کہ ایک فوٹو تمام بچوں کا ۱۹۴۰ء کا موجود ہے جس میں یہ لڑکا بھی موجود ہے۔ (ج) غلام قادر اس کی پیدائش ۲۷ء میں ہوئی، یعنی نکاح نامہ کی تحریر سے ایک سال چار ماہ قبل اس کو وارث مان کر حق وراثت طلب کرتی ہے۔ (ح) (۱) سراج الدین لڑکا بقیدِ حیات پیدائش بعد ۲۹ء (۲) نظام الدین لڑکا فوت پیدائش ۳۱ء (۳) قطب الدین بقیدِ حیات پیدائش بعد ۳۳ء (۴) معین الدین بقیدِ حیات

پیدائش بعد ۱۹۳۵ء (۵) کنیز فاطمہ لڑکی بقید حیات پیدائش بعد ۱۹۲۸ء (۶) الٰہی بخش فوت پیدائش بعد ۱۹۲۸ء (۷) عزیز فاطمہ بقید حیات پیدائش بعد ۱۹۲۸ء (۸) نذیر فاطمہ بقید حیات پیدائش بعد ۱۹۲۸ء (۹) عدن لڑکا بقید حیات پیدائش بعد ۱۹۲۸ء (۱۰) غلام قادر لڑکا بقید حیات پیدائش بعد ۱۹۲۸ء یہ سب ۱۹۲۸ء کے بعد پیدا ہوئے ہیں سب کو وارث بتاتی ہے۔

سوالات: (۱) نکاح نامہ جس میں معجّل و مؤجل تحریر نہ ہو، جو نکاح بلاصراحت معجّل ومؤجل پڑھایا گیا ہو کیا شرعی طور سے واضح نہیں کرتا کہ اقرارِ مہر مابین زید وخیرن نہیں ہوا۔ اسی لئے تحریر میں وضاحت نہیں کی گئی۔ یہ نکاح شرعی ہوا یا نہیں؟ ایسے کاغذات کی تحریر شرعاً معتبر ہے یا نہیں؟

(۲) وہ اولاد جس کا مکمل ثبوت خود خیرن کے پیش کردہ نکاح نامہ سے ہے کہ اس تحریر سے ۱½ سال قبل پیدا ہوا ہے کیا شرعاً وارث ہوسکتا ہے؟

(۳) بلاتفصیل مہر معجّل ومؤجل کے کیا اقرارِ مہر شرعاً جائز ہے اور تکمیلِ نکاح ہوسکتی ہے؟

(۴) ان حالات میں شرعی فیصلہ جب کہ نکاح نامہ معجّل ومؤجل بذاتِ خود مشکوک ومشتبہ ہے اور واقعات شاہد ہیں کہ یہ سب کچھ نیک نیتی پر مبنی نہیں ہے اور انتقالاتِ جائیداد مالیتی ایک لاکھ کا بعوض سولہ ہزار روپیہ مہر کی رقم میں منتقل کیا جانا بتلا رہا ہے کہ جبر وتشدد اور مجبور کرنے پر یہ کرایا گیا ہے اور نکاح کا قاضی نہ وکیل نہ گواہ نہ اہلِ خاندان کا کوئی فرد نہ اہل محلّہ کا کوئی ہمسایہ اس نکاح کی اور نکاح نامہ کی تصدیق کرتا ہے اور نہ ہی اس کا ان میں سے کسی کو کسی طرح کا کوئی علم ہے۔ ایسی حالت میں اس تحریری نکاح نامہ کی حیثیت کیا ہے؟

(۵) ان حالات کے پیشِ نظر جو بالکل صاف ظاہر کرتے ہیں کہ یہ سب کچھ جبر وتشدد سے کرایا گیا ہے اور صرف اس مشکوک تحریر پر نکاح قابلِ تسلیم ہے یا نہیں؟

(۶) زید کے والد کا اعلان کہ اگر خیرن سے نکاح کیا تو عاق سمجھا جائیگا اور جائیداد کی وراثت براہِ راست اولادِ زید جو کہ منکوحہ بیویوں سے موجود ہے ملے گی اور وہی جائیداد کے شرعی وارث

ہوں گے۔اس اعلانِ عام کے بعداب شرعی حکم اس متروکہ جائیداد کے لئے کیا ہے؟ جوزید کے والد نے چھوڑی ہے۔

شیخ فخر الدین لال کرتی میرٹھ

الجواب حامداًومصلیاً!

اگر نکاح کا ایجاب وقبول شریعت کے مطابق ہوجائے اوراس میں مہر کے معجّل یا مؤجل کی کوئی صراحت نہ ہوتواس سے نکاح پرکوئی اثر نہیں پڑتا۔نکاح صحیح ہوجاتا ہے[۱]۔

(۲) جواولاد ایجاب وقبول سے پہلے پیدا ہووہ ثابت النسب نہیں۔ وہ صرف ماں سے وراثت پاسکتی ہے،باپ سے وراثت نہیں پائے گی۔ کیونکہ شرعاً وہ باپ نہیں،نہ وہ اولاد اس کی شرعی اولاد ہے[۲]۔

(۳)اگرایجاب وقبول کرکے گواہوں کے سامنے نکاح کرلیا گیاتو وہ صحیح ہوگیا۔اگرایسانہیں کیا گیا بلکہ عورت ومرد نے یہ کہاہم دونوں شوہر بیوی ہیں حالانکہ پہلے نکاح نہیں کیا گیاتومحض اس کہنے اوراقرارکرنے سے مختارقول کی بناء پرنکاح منعقدنہیں ہوا۔رجل وامرأة اقرا بالنكاح بين يدى الشهود وقالا بالفارسية مازن وشوئيم لاينعقد النكاح بينهما هُوَ المختار كذا فى الخلاصة اھ عالمگیری[۳] ص ۲۸۰ ج ۲

[۱] وينعقد بايجاب وقبول وشرط حضور شاهدين الخ. الدرالمحتار على هامش ردالمحتار زكريا ص۶۸،۸۷ج۴ كتاب النكاح، يصح النكاح بلا ذكر المهر الخ مجمع الأنهر ص۵۰۸ج۱ باب المهر، دار الكتب العلمية بيروت، زيلعى ص۱۳۶ج۲ مطبوعه امداديه ملتان، البحر ص۱۴۲ج۳ باب المهر، مطبوعه الماجديه كوئٹه.

[۲] ويرث ولد الزنا واللعان بجهةالام فقط لماقد مناه فى العصبات انه لااب لهما الخ. الدرالمختار على هامش ردالمحتار زكريا ص۵۵۸ج۱۰ كتاب الفرائض فصل فى الغرقىٰ والحرقىٰ وغيرهم البحر الرائق ص۵۰۳ج۸ كتاب الفرائض، مطبوعه الماجديه كوئٹه، سكب الأنهر ص۵۰۷ج۴ فصل فى العصبات دار الكتب العلمية بيروت.

[۳] عالمگیری کوئٹه ۲۷۲ج۱ الباب الثانى فيما ينعقد به النكاح ومالاينعقدبه، (بقیہ اگلے صفحہ پر)

E:\F.M.Fainal\Jild-17\09-Mehar Ka Byan

(۴ تا ۶) اگر گواہوں کے سامنے شرعی طور پر ایجاب وقبول کیا گیا ہے تو وہ عند اللہ معتبر ہے اگر چہ اس وقت نہ گواہ زندہ ہوں نہ وکیل نہ قاضی، بلکہ کوئی تحریر بھی موجود نہ ہو۔ اگر بغیر نکاح کے تعلق رہا اور اولاد ہوئی تو سخت معصیت ہوئی اور ایسی اولاد مستحقِ میراث بھی نہیں۔ خالی نکاح نامہ وہ بھی اس مشکوک حالت میں ثبوت نکاح کیلئے قضاءً کافی نہیں بلکہ اس کیلئے گواہوں کی ضرورت ہے۔

زید کے ناگفتہ بہ حالات کے ساتھ ہی یہ بھی غور طلب ہے کہ اتنی مدت تک منکوحہ بیویوں اوران کی اولاد نے زید پر کوئی سوال نہیں اٹھایا کہ وہ بغیر نکاح کے ایک عورت خیرن کو رکھے ہوئے ہے اور اس سے ناجائز اولاد پیدا ہو رہی ہے۔ خاص کر وہ زمانہ علالت ومجبوری میں کہ وہ زمانہ بھی کافی ہے، اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کو کیسے برداشت کیا گیا۔ زید کے والد کا یہ اعلان کہ اگر زید خیرن سے نکاح کرے گا اور بیوی بنائے گا تو پھر یہ ہوگا اور وہ ہوگا اور بعد نکاح خیرن سے پیدا شدہ اولاد محروم رہے گی، اس کو کوئی حصہ نہیں ملے گا۔ یہ زیادتی اور خلافِ شرع اعلان ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ زید کی منکوحہ بیویوں کی اولاد تر کہ پدری پورا وصول کرنے اور خیرن کی اولاد نیز خیرن کو محروم کرنے کے لئے اپنے والد کو زانی قرار دینا چاہتے ہوں اور اس بات کے مدعی ہوں کہ ان کے والد نے آخیر عمر زنا کا ارتکاب کیا اور بغیر توبہ کئے اس دنیا سے رخصت ہوئے اور جو جائیداد ان کو ملنے والی تھی وہ حرام کاری کے معاوضہ میں ناحق ایک فاحشہ عورت کو دے دی اور اپنی اصل اولاد کو محروم کردیا۔ اگر خدانخواستہ ایسا ہی ہے تو انتہائی اذیت اور تکلیف کی چیز ہے جس کو کوئی شریف انسان برداشت نہیں کرسکتا، چہ جائیکہ اس کا ارتکاب کرے۔

جو شخص شرعاً مستحق میراث ہو اور مورث اس کو عاق یعنی محروم الارث کرنا چاہے تو محروم نہیں کرسکتا۔ محروم کرنا مورث کے اختیار میں نہیں۔ وہ کتنا ہی محروم کرے اور اعلان کردے یا لکھ بھی

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ) الدر المختار علی الشامی کراچی ص ۱۳ ج ۳ کتاب النکاح مطلب التزوج بإرسال کتاب، المحیط ص ۱۰ ج ۴ الفصل الاول فی الألفاظ التی ینعقد بھا النکاح الخ مطبوعہ ڈابھیل.

دے تب بھی شرعاً میراث ملتی ہے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۵/۲/۸۶ھ

جواب صحیح ہے: سید مہدی حسن غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۸/۲/۸۶ھ

سکّہ رائج الوقت مہر میں چاندی کے روپے وصول کرنا اور نفقۂ عدت

سوال:- حافظ محمد عرفان کے نکاح کے وقت قاضی نے سکہ رائج الوقت کی قید کے ساتھ ۳۲½ روپیہ مہر متعین کیا تھا۔ اب حافظ صاحب نے آٹھ سال کی مدت طویلہ اور خلوتِ صحیحہ کے بعد اپنی بیوی کو طلاق دیدی ہے طلاق کے بعد وہ عورت ایک سال تک اپنے والد کے گھر پر رہی ہے۔ اس کے بعد پانچ ماہ کے لئے اپنے شوہر حافظ صاحب کے گھر آ گئی۔ ان پانچ ماہ میں بلا کسی تعلق کے انھوں نے نان ونفقہ برداشت کیا۔ اب اس کے گھر والے اس مطالبہ پر بضد ہیں کہ ہم دوسال کا نان ونفقہ لیں گے اور اس کے ساتھ ساڑھے بتیس ۳۲½ روپئے چاندی کے لیں گے۔ اب سوال یہ ہے کہ ادائیگی مہر کے لئے چاندی ہی کے روپئے دینا ضروری ہیں۔ یا سکہ رائج الوقت سے ہی کام چل جائے گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ حافظ صاحب مذکور کے ذمہ سے ان کی وہ ذمہ داری جو طلاق کے بعد ایامِ عدت میں ہونی چاہئے تھی یعنی نان ونفقہ وغیرہ اس عورت کا پانچ ماہ مع نان ونفقہ کے رہنا شوہر کی ذمہ داری کو ختم کر دے گا یا نہیں؟ جب کہ دوسال بعد عورت شوہر کے وہاں پہونچی۔ یا ان کے مطالبہ کے موافق دوسال کے نان ونفقہ کا شوہر ذمہ دار ہوگا یا صرف تین ماہ دس دن کا ذمہ دار ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اب سے سات آٹھ سال قبل چاندی کا روپیہ رائج نہیں تھا۔ لہٰذا ۳۲½ روپئے چاندی کے

---

[1]......عن انس قال قال رسول اللّٰہ ﷺ من قطع میراث وارثه قطع اللّٰہ میراثه من الجنة یوم القیامة مشکوٰة شریف ص ۲۶۶ باب الوصایا. الفصل الثالث مطبوعه یاسر ندیم دیوبند،

وصول کرنے کا حق نہیں[۱] طلاق کے بعد نفقۂ عدت شوہر پر واجب ہوتا ہے[۲] مطلقہ کی عدت تین حیض ہے[۳] دوسال کا نفقہ طلب کرنا غلط اور ناحق ہے۔ عدت ختم ہونے کے بعد وہ اجنبیہ ہوگئی ہے، اب اس کے ساتھ رہنے کا حق نہیں رہا اور کوئی نفقہ بھی واجب نہیں رہا۔ اب اگر خدانخواستہ وہ ان کے ساتھ بغیر پردہ کے رہتی ہے تو ناجائز اور گناہ ہے اس کو الگ کردیں[۴] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۶/ ۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

سِکّۂ رائج الوقت اور دینارِ سرخ کی قیمت

سوال:- زید نے بوقت نکاح اپنی بیوی ہندہ کے تختۂ سیاہنامہ میں مہر مؤجل نوسو روپئے سکہ رائج الوقت اور دس دینار شرعی اور دو دینار سرخ لکھوا کر ایجاب وقبول کیا۔ اب ہندہ اپنے شوہر زید سے مہر کا مطالبہ کر رہی ہے۔ براہِ کرام بتائیں کہ سکہ رائج الوقت کی کیا تعریف ہے ایک دینار شرعی کی ہندوستانی سکہ کے لحاظ سے کیا قیمت ہوگی؟ اور ایک دینار سرخ کی ہندوستانی سکہ کے لحاظ سے کیا قیمت ہوگی؟ دینار شرعی ودینار سرخ کی وضاحت فرما کر مشکور فرمائیں۔

---

[۱] ينصرف مطلقه إلى غالب نقد البلد، بلد العقد مجمع الفتاویٰ لأنه المتعارف الخ شامی کراچی ص۵۳۶ ج۴ کتاب البيوع مطلب يعتبر الثمن فی مكان العقد وزمنه، هدايه ص۱۲ ج۳ کتاب البيوع مطبوعه ياسر نديم ديوبند، فتح القدير ص۲۶۲ ج۶ کتاب البيوع مطبوعه دار الفكر بيروت.

[۲] المعتدة عن الطلاق تستحق النفقة والسكنیٰ كان الطلاق رجعياً أو بائنا أوثلاثاً حاملاً كانت المرأة أولم تكن الهندية ص۵۵۷ ج۱ الفصل الثالث فی نفقةالمعتدة، فتاوی قاضی خان علی الهنديه ص۴۴۰ ج۱ فصل فی نفقة العدة مطبوعه كوئٹه، بحر كوئٹه ص۱۹۸ ج۴ باب النفقة.

[۳] إذا طلق الرجل امراته طلاقا بائنا أورجعيا أو ثلاثاً......وهی حرة ممن تحيض فعدتها ثلاثة أقراء (الهنديةص۵۳۶ ج۱ الباب الثالث عشر فی العدة)، البحر الرائق ص۱۲۸ ج۴ باب العدة مطبوعه كوئٹه هدايه ص۴۲۲ ج۲ باب العدة مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

[۴] ولا بد من سترة بينهما فی البائن لئلا يختلی بالأجنبية، الدر المختار علی الشامی زكريا ص۲۲۶ ج۵ باب العدة، هدايه ص۴۲۹ ج۲ باب العدة مطبوعه ياسر نديم ديوبند، النهر الفائق ص۴۹۰ ج۲ فصل فی الاحداد قبيل باب ثبوت النسب، دار الكتب العلمية بيروت.

الجواب حامداً ومصلیاً!

جس وقت نکاح ہوا تھا اس وقت جو روپیہ رائج تھا وہ نوسو روپۓ سکہ رائج الوقت سے مراد ہے۔ دینار شرعی سے ساڑھے چار ماشہ سونا مراد ہے۔ دینار سرخ اشرفی کو کہتے ہیں جس کا وزن دس ماشہ سونا تھا۔ جس وقت مہر ادا کرنا ہواس وقت بازار میں سونے کے وزن مذکور کی قیمت دریافت کرلی جائے کیونکہ یہ قیمت کم زیادہ ہوتی رہتی ہے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۲/۲/ ۹۴ھ

دینار کی قیمت

سوال:- دو دینار شرعی کی قیمت کیا ہوتی ہے؟ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً!

دو دینار کی قیمت بازار سے دریافت کی جائے شریعت نے اس کی قیمت مقرر نہیں کی۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۸/ ۸۷ھ

اشرفی کا وزن

سوال:- اشرفی کی قیمت کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

دینار سرخ اور اشرفی کا وزن[2] ۴ ½ ماشہ ہوتا ہے یہی وزن مثقال کا ہوتا ہے[3] قیمت بازار سے دریافت کرلی جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1]......ملاحظہ ہو رسالہ اوزان شرعیہ حضرت مفتی شفیع صاحبؒ جواہر الفقہ ص ۴۰۷ ج ۱

[2]......ملاحظہ فرمائیں رسالہ اوزان شرعیہ جواہر الفقہ ص ۴۲۸ ج ۱

[3]......المثقال هو الدینار عشرون قیراطاً الهندیة ص ۱۷۹ ج ۱، کتاب الزکاة، الباب الثالث،

درہم کی قیمت

سوال: - درہم کی قیمت موجودہ روپے کے حساب سے کتنی ہونی چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

چاندی کے ۵۰۰ درہم کا وزن ۱۳۲ تولہ ہے قیمت بازار سے دریافت کر لی جائے[1]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

زوجہ کی رضامندی کے بغیر مہر ساقط نہیں ہوتا

ہندہ نے ثالث مقرر کر کے زید کے پاس بھیجا اور زید کو بہت کچھ سمجھایا لیکن زید پر کچھ اثر نہ ہوا ثالث نے شرع کے مطابق زید سے فیصلہ کرنے کو کہا اور نان ونفقہ طلب کیا زید نے جواب دیا شرعی فیصلہ اس حالت میں ہوتا ہے جب کہ شرع پر عمل کیا جائے اس حالت میں نان ونفقہ ومہر دیا جاسکتا ہے۔ اب نئی تہذیب میں نفقہ ومہر کہاں؟

ثالث نے زید سے کہا کیا تم اللہ اور رسول اور قرآن پر ایمان رکھتے ہو؟ کہا کہ ضرور۔ لیکن جب مجھ کو آرام نہیں ملا لہٰذا نفقہ ومہر نہیں دوں گا۔ اس لئے کہ مجھ پر واجب نہیں ہوتا بکر نے جو کہ زید کے قریبی رشتہ دار ہوتے ہیں کہا یہاں کیسا شرعی حکم سرکاری عدالت کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ جائیں چاہے جو کچھ کریں ہم اس کو کچھ نہیں دیں گے اب وہ وقت نہیں ہے کہ شرع پر عمل کیا جائے اور شرعی گرفت ہم پر نافذ ہو آپ مہر معاف کر دیں شرعی حکم پر عمل ہو جائے گا۔ ورنہ ہم کسی طرح سے نان ونفقہ ومہر دینے پر تیار نہ ہوں گے، جاؤ عدالت کھلی ہوئی ہے جتنا زور لگا یا جاوے لگاؤ اور ہم سے جو کچھ ہوگا ہم کریں گے، جب کہ ہندہ مہر میں کچھ کمی نہیں کرتی ہے کیا کوئی ایسی صورت بھی ہے کہ باوجود ہندہ کے خلع پر راضی نہ ہونے کے مہر میں کمی ہو سکتی ہے یا زید جس طرح فیصلہ کرے وہ شرعی

---

[1] ملاحظہ ہو جواہر الفقہ ص ۴۲۴ ج ۱ باب اوزان شرعیہ، بہشتی زیور مع حاشیہ ص ۱۲ ج ۴ بیان مہر، مطبوعہ تھانوی دیوبند،

حکم کے مطابق ہوگا۔ایسی صورت میں جو لوگ زید کے طرف دار ہوں گے ان پر کیا حکم عائد ہوگا؟

الجواب حامداًومصلیاً!

جو کلمات زید نے کہے ہیں نہایت سخت ہیں اور جو کلمات بکر نے کہے ہیں اور بھی خطرناک ہیں ایسا کہنے سے ایمان جاتا رہتا ہے لہٰذا زید اور بکر ہر دو کو تجدید ایمان اور تجدید نکاح احتیاطاً لازم ہے۔اذا قال الرجل لغيره حكم الشرع فى هذه الحادثة كذا فقال ذالک الغیر من برسم کارمیکنم نه بشرع یکفر عندبعض المشائخ الخ. عالمگیری[1] ص۲۷۲ ج۲ شرعاً بغیر زوجہ کی رضامندی کے مہر ساقط نہیں ہوسکتا اور نہ کمی ہوسکتی ہے اگر وہ معاف کردیگی تو معاف ہوجائے گا تمام معاف کردے یا بعض، بہرحال شوہر کو جبر کا حق نہیں[2] صورت مسئولہ میں اگر نباہ دشوار ہوگیا اور زوجین ایک دوسرے سے رضامند نہیں تو بہتر یہ ہے کہ خلع کرلیں[3] یعنی شوہر اپنے حقوق زوجیت کو ساقط کردے اور بیوی اپنے حقوق کو ساقط کرکے مہر معاف کردے عدالت میں جانے اور مقدمہ بازی سے فریقین کا روپیہ ضائع ہوتا ہے اور پھر بھی اکثر خاطر خواہ فیصلہ نہیں ہوتا بسا اوقات فیصلہ خلاف ہوتا ہے جن پر عمل کرنا بھی ناجائز ہوتا ہے اور بھی بہت سے مفاسد ہیں جو اہل تجربہ پر مخفی نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

---

[1] الهندية ص ۲۷۲ ج ۲ مطلب موجبات الكفر انواع منها مايتعلق بالإيمان مكتبه كوئٹه پاكستان.

[2] وصح حطها لكله أو بعضه عنه قبل اولا وفى الرد المحتار وقيد بحطها لأن حط أبيها غير صحيح لو صغيرة ولو كبيرة توقف عن إجازتها ولا بد من رضاها، الدر المختار مع الشامى زكريا ص۲۴۸ ج۴ باب المهر، هدايه ص۳۲۵ ج۲ باب المهر مطبوعه ياسر نديم ديوبند، مجمع الأنهر ص۳۱۴ ج۱ باب المهر، دار الكتب العلمية بيروت.

[3] وإن تشاق الزوجان وخافا ان لا يقيما حدود الله فلا بأس بأن تفتدى نفسها منه بمال يخلعها فإذا فعل ذلک وقع بالخلع تطليقة بائنة ولزمها المال، هدايه ص۴۰۴ ج۲ باب الخلع، كتاب الطلاق، مطبوعه دار الكتاب ديوبند، الدر المختار على الشامى زكريا ص۸۷ ج۵ باب الخلع، مجمع الأنهر ص۱۰۲ ج۲ باب الخلع، دار الكتب العلمية بيروت.

معافی مہر میں شوہر کا قول

سوال:- ایک صاحب فرماتے ہیں۔ایک بیوی ان کی حیات ہیں اور ایک بیوی عرصہ چالیس سال کے قریب گذرا کہ انتقال کر گئی ہیں اور دونوں بیویوں سے اولاد ہے۔موجودہ بیوی اوران کی اولاد مہر مطالبہ کرتی ہے اور جب سابقہ بیوی کی اولاد مہر کا مطالبہ کرتی ہے تو یہ جواب دیا جاتا ہے کہ متوفیٰ نے کہا تھا کہ سابقہ بیوی سے مہر میں معاف کرا چکا ہوں۔تو کیا متوفیٰ کا یہ کہنا کافی ہوگا یا ثبوت شرعی کی ضرورت ہوگی اور اگر معافی کا ثبوت شرعی متوفیہ یعنی اپنا مہر معاف کرنے والی بیوی کے مرض الموت کا ثبوت شرعی ہوجائے تو یہ معاف کرنا درست ہوگا یا وصیت مان کر ایک ثلث معاف رکھا جائے گا اور دوثلث ورثہ کے لئے محفوظ رہے گا۔وصیت وارث کے لئے جونہیں ہوتی ہے اس کا اس معافی پر کیا اثر پڑے گا۔آیا وصیت مان کر کلام عبث ہوجائے گا یا معافی مکمل ہوجائے گی؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر موجودہ ورثا کے نزدیک متوفی کا قول پہلی بیوی کے مہر کی معافی کے متعلق صحیح ہے تو اس کے لئے کسی شرعی ثبوت کی ضرورت نہیں۔یعنی جب وہ اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ متوفی نے یہ کہا تھا کہ پہلی بیوی سے مہر معاف کرا چکا ہوں تو بس اتنا کافی ہے۔مہر معاف کرتے وقت گواہوں کا ہونا ضروری نہیں اگر ورثا یہ کہیں کہ پہلی بیوی نے بحالت مرض الموت معاف کیا ہے اور متوفیٰ کا قول یہ تھا کہ بحالت صحت معاف کیا ہے تب بھی متوفی کا قول معتبر ہوگا۔اگر مرض الموت میں معاف کیا جائے تو یہ وصیت ہے جو کہ وارث کے حق میں نافذ نہیں ہوتی نہ کل میں نہ ثلث میں۔لو ابرأت زوجها من مهر ها او وهبته اياه ثم ماتت بعد مدة فقالت الورثة ابرأته فی مرض موتها وانكر الزوج فالقول قوله كذافی التبيين اھ عالمگیری[1] ۳۲۲ ج۱۔

---

[1]...... الهندية ص ۳۲۲ ج ۱ الباب السابع فی المهر كوئٹه پاكستان الفصل الثانی عشر فی اختلاف الزوجين فی المهر، البحر الرائق ص ۱۵۱ ج ۳ باب المهر مطبوعه كوئٹه، (بقیہ اگلے صفحہ پر)

لا وصیۃ لوارث الا ان یجیزھا الورثۃ اھ درمختار[1] ص ۵۷۵ ج ۵۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۰ / شوال ۶۷ھ

جب کہ زوجہ اولیٰ کے وارث مہر کا مطالبہ کرتے ہیں اور معافی کے منکر ہیں تو دوسرے ورثہ کے ذمہ مہر کی معافی کا ثبوت ہے۔ عند اللہ معافی کے لئے تو گواہوں کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن قضاء اختلاف کی صورت میں مدعی معافی کے لئے گواہوں کا ہونا ضروری ہے اور اگر معافی کے گواہ موجود نہ ہوں تو فریقِ ثانی کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا۔ اسی طرح مرض الموت میں اگر معافی کا دعویٰ زوجہ اولیٰ کے وارث کرتے ہیں تو ان کے ذمہ اس کا اثبات گواہوں سے ضروری ہے۔ اگر وہ اس کا ثبوت نہ دے سکیں تو پھر دیگر ورثا کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۰ / شوال ۶۷ھ

مہر معاف کرنے کے بعد پھر مطالبہ

استفتاء:- بگرامی خدمت حضرت مولانا مفتی صاحب۔ ایں چند مسئلہ مندرجہ ذیل را بروئے عنایت فرمودہ ارسال فرمایند خیلے مہربانی خواہد شد۔

(۱) مثلاً زید زنے را بعوض مہر سہ صد درم درعقد آوردہ یکصد و پنجاہ درم نقد ادا نمودہ باقی ماندہ را زن مذکورہ بزید بخشید و ساقط نمود بعد مرو ہفت وہشت سال زنے دیگر بعقد نکاح آورد آیا زن اول بخشیدہ و ساقط گردانیدہ را باز از زید حق مطالبہ میرسد یانہ؟

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ) شامی زکریا ص ۲۴۸ ج ۴ باب المهر مطلب فی حط المهر والإبراء منه، تاتارخانیه ص ۱۲۲ ج ۳ الفصل السابع عشر فی المهر نوع منه فی اختلاف الزوجین فی المهر، مطبوعه کراچی.

(صفحہ ہٰذا) [1] الدر المختار علی ردالمحتار ص ۶۵۶ ج ۶ کراچی کتاب الوصایا، مجمع الأنهر ص ۴۱۸ ج ۴ کتاب الوصایا، دار الکتب العلمیة بیروت، زیلعی ص ۱۸۲ ج ۶ کتاب الوصایا، مطبوعه امدادیه ملتان.

[2] البینة علی المدعی والیمین علیٰ من انکر الحدیث مشکوٰة شریف ص ۳۲۶ باب الاقضیة والشهادة الفصل الاول، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

(۲) بصورت مسئولہ اگر زوجہ بعد از اسقاط مہر باقی ماندہ بکلام مفصول ہماں روز یا بعد چند روز بگوید کہ ازیں مبلغہا را بخشیدہ ام بشرطیکہ با من احسان کنید یا زن دیگر نگیرید ایں شرط مؤثر شدہ مفید شود یا شرط باطل شدہ غیر معتبر خواہد شد؟

(۳) بعد از اسقاط پدر زوجہ اولیٰ مبلغ پنجاہ درم از زید بطور قرض حسنہ گرفت بعد از تزوج زید بزوجہ ثانیہ زوجہ اولیٰ میگوید کہ ایں پنجاہ را بمہر باقی ماندہ تقاضی نمودہ بقیہ می خواہم آیا شرعاً ایں حق بزوجہ می رسد یا نہ؟

(۴) نیز وقتیکہ زید دوصد و پنجاہ درم نقد ادا نمودہ زوجہ بگوید یک صد شما بجائے لباس محسوب اند زید گوید کہ ہمگی نقود بہ ارادہ مہر ادا کردہ ام یا دوصد بجائے مہر و پنجاہ بجائے لباس پس قول کدام اعتبار کردہ شود؟ بینوا بالبرهان أجر كم الرحمن

الجواب حامداًومصلیاً!

(۱) زن چون بقیہ مہر بزوج ہبہ کرد و زوج آں را قبول نمود پس رجوع از ہبہ درصورت مذکورہ روا نخواہد شد زیرا کہ زوجیت مانع از رجوع است و منها اى من العوارض المانعة من الرجوع الزوجيةسواء كان احد الزوجين مسلماً او كافراً كذافى الاختيار. شرح المختار عالم گیری[۱] ص۱۰۵۹ج۳

(۲) اگر زوجہ ایں شرط را بکلام خویش موصول کرد معتبر خواہد و اگر در ہماں روز گفتہ مگر بعد فصل کثیر گفتہ معتبر نہ خواہد شد[۲]

---

[۱] الهندیةص ۳۸٦ج۴ الباب الخامس فى الرجوع فى الهبةوفيما يمنع عن الرجوع ومالايمنع، مكتبه كوئٹه پاكستان، مجمع الأنهر ص۵۰۲ج۳ كتاب الهبة باب الرجوع عن الهبة مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، هدايه ص۲۹۰ج۳ باب ما يصح رجوعه الخ كتاب الهبة مطبوعه تهانوى ديوبند.

[۲] ولهذا يشترط ان يكون متصلا به بمنزلة سائر الشروط الخ هدايه ص۳۹۰ج۳ باب الايمان فى الطلاق، فصل فى استثناء، مطبوعه ياسر نديم ديوبند، عناية على فتح القدير ص۱۳۸ج۴ فصل فى الاستثناء باب الايمان فى الطلاق مطبوعه دار الفكر بيروت.

(۳) اگر بلاشرط یا بشرط غیر معتبر ساقط کردہ بود پس مجری نمودن زوجہ آن پنجاہ درم را بمہر خویش روا نیست زیرا کہ مہر ساقط شد مگر بشرط معتبر (ای بشرط موصول نہ بشرط مفصول) ساقط کردہ بود و زوج خلاف آن شرط کرد واکنوں از ادائے سابقیہ انکار میکند پس زوجہ حق میدارد کہ بہر نہج کہ تواند از زوج وصول کند[۱]

(۴) چوں زوج وقت ادائے مہر تصریح کردہ است کہ این رقم بمہر میدہم پس قول معتبر خواہد شد[۲] ولیکن ایں ہمہ رقم علاوہ نفقہ ولباس خواہد بود پس اگر در نفقہ لباس تقصیر کردہ است زن را مطالبہء آں میرسد[۳] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفا اللہ عنہ ۱۲/۵/۵۳ھ

صحیح: عبد اللطیف ۷/ ذی الحجہ ۵۳ھ

---

[۱] ولووهبت مهر هابشرط فان وجد الشرط يجوز وان لم يوجد يعود المهر الهندية ص ۳۱۶ ج ۱ الفصل العاشر في هبةالمهر، شامی کراچی ص ۷۰۱ ج۵ كتاب الهبة فصل فی مسائل متفرقة.

[۲] أعطاها مالا وقال من المهر وقالت من النفقة فالقول للزوج إلا أن تقيم هي البينة، الهندية ص ۳۲۲، ج ۱، بزازية على الهندية ص ۱۳۵ ج ۴ الباب الثانی عشر فی المهر، النوع الرابع مطبوعه كوئٹه، هدايه ص ۳۳۷ ج ۲ باب المهر مطبوعه تهانوی ديوبند.

[۳] وفی متاع كان واجبا عليه كالخمار......فليس له أن يحتسب من المهر الهندية ص ۳۲۲ ج ۱ (باب المهر)

ترجمہ سوال: حضرت اقدس مفتی صاحب کی خدمت میں مندرجہ ذیل چند مسائل پیش کئے جاتے ہیں، ان سوالات کے جوابات عنایت فرمائیں بہت مہربانی ہوگی،

(۱) مثلاً زید نے ایک عورت سے بعوض مہر نکاح میں تین سو روپے طے کیا ڈیڑھ سو روپے نقد ادا کیا باقی ماندہ کو عورت مذکور نے بخش دیا، سات آٹھ سال گذرنے کے بعد زید نے دوسری عورت سے نکاح کیا آیا پہلی بیوی کو معاف کردہ مہر زید سے واپسی کا حق پہونچتا ہے یا نہیں؟

(۲) صورت مسئولہ میں اگر زید کی بیوی باقی ماندہ مہر کو ساقط کرنے کے بعد کلام غیر متصل کے ذریعے اسی روز یا چند روز کے بعد کہے کہ یہ مہر اس شرط کے ساتھ ہبہ کیا تھا کہ تم میرے ساتھ احسان کروگے یا دوسری عورت سے شادی نہ کروگے تو آیا یہ شرط مؤثر ہوکر مفید ہوگی یا باطل ہوکر غیر معتبر ہوگی۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

مہر کی معافی پھر اس سے انکار

سوال:- (۱)(الف) عورت اگر بلا کسی تحریک کے اپنی خوشی سے مہر معاف کردے پھر دو تین ماہ کے بعد ناخوش ہو کر پھر مہر کی معافی سے انکار کردے تو ایسی صورت میں شرعاً مہر معاف ہو گیا یا نہیں؟

(ب) اگر عورت نے کسی تنہائی کے موقع پر اپنی خوشی سے بلا کسی تحریک و تقاضی کے ان الفاظ کے ساتھ مہر معاف کردیا ہے کہ پہلی شب کو تو میں مہر سے محض ناواقف تھی۔ اس لئے ناسمجھی سے تمہارے کہنے پر میں نے اپنا مہر معاف کردیا تھا۔ لیکن اب دوبارہ سمجھ بوجھ کر اپنی خوشی سے بلا کہے میں اپنا مہر معاف کرتی ہوں وہ ایسی تنہائی میں الفاظ کہے صرف اسی نے سنا ہو اور کسی نے نہ سنا ہو کیا مہر شرعاً معاف ہو گیا یا نہیں۔ یعنی اس معافی سے مرد آخرت کے مواخذہ سے شرعاً حقیقۃً نجات پا چکا یا نہیں لیکن اس صورت میں جب کہ عورت دو تین ماہ کے بعد پھر الٹ پھیر کر کے یہ کہے کہ میں تو اپنا

(**بقیہ گذشتہ صفحہ کا**) (۳) مہر کو ساقط کرنے کے بعد پہلی بیوی کے والد نے زید سے بطور قرض حسنہ مبلغ پچاس روپیہ لیا زید کی دوسری عورت سے شادی ہونے کے بعد پہلی بیوی کہتی ہے کہ ان پچاس کو باقی ماندہ مہر میں شمار کر کے بقیہ (سو) کا مطالبہ کر رہی ہوں، تو کیا شرعاً زوجہ کو یہ حق پہونچتا ہے یا نہیں؟

(۴) نیز جس وقت کہ زید نے دوسو پچاس درہم نقد ادا کیا تھا بیوی کہنے لگی سو روپے لباس میں محسوب ہونگے، زید نے کہا تمام روپے مہر میں دے رہا ہوں، یا دوسو مہر میں اور پچاس روپے لباس میں، تو کس کے قول کا اعتبار کیا جائے گا؟

ترجمہ جواب: جب عورت نے بقیہ مہر شوہر کو ہبہ کردیا اور شوہر نے اس کو قبول کرلیا تو صورت مذکورہ میں ہبہ سے رجوع جائز نہ ہوگا، کیونکہ زوجیت رجوع سے مانع ہے۔

(۲) اگر بیوی نے یہ شرط کلام متصل کے ساتھ لگائی ہے تو معتبر ہوگی اور اگر اسی روز مگر فصل کثیر کے بعد لگائی تو معتبر نہ ہوگی،

(۳) اگر بلا شرط یا شرط غیر معتبر کے ساتھ ساقط کی تھی تو ان پچاس درہم کو اپنے مہر میں شمار کرنا عورت کے لئے جائز نہیں، کیونکہ مہر شرط معتبر کے ساتھ ساقط ہوگیا، لیکن اگر شرط معتبر (شرط متصل نہ کہ غیر متصل) کے ساتھ ساقط کیا تھا اور شوہر نے اس شرط کے خلاف کیا اور اب شوہر بقیہ مہر کا انکار کرتا ہے، تو بیوی کو حق ہے جس طریقے سے ہوسکے شوہر سے مہر وصول کرے۔

(۴) جب شوہر نے مہر کی ادائیگی کے وقت صراحت کردی ہے کہ یہ رقم مہر میں دے رہا ہوں تو اس کا قول معتبر ہوگا، لیکن یہ تمام رقم نفقہ اور لباس کے علاوہ ہوگی، پس اگر شوہر نے نفقہ لباس میں کمی کی ہے تو عورت کو اس کے مطالبے کا حق ہے۔

E:\F.M.Fainal\Jild-17\09-Mehar Ka Byan

مہر ہرگز نہ معاف کرونگی بلکہ آخرت میں لونگی تو ایسی صورت میں شرعاً مہر معاف ہوا یا نہیں؟

(ج) اگر معافی کے وقت مرد نے یہ کہا ہو کہ ہم باوجود معافی کے تمہارا مہر تھوڑا تھوڑا ادا کرنے کی فکر میں ہیں کیونکہ ہم عورت کا احسان نہیں چاہتے تو ایسے الفاظ سے معافی میں نقصان تو شرعاً نہیں پڑیگا کہ مہر معاف نہ ہوا ہو بلکہ اگر مرد یہ بھی کہدے کہ میں معافی نہیں چاہتا۔ تم معاف نہ کرو تو کیا اس کہنے پر مہر معاف نہیں ہوا۔

(۲) (الف) جو شخص اپنی عورت سے بظاہر نباہ کی کوئی صورت اور صبر وضبط نہ کر سکے بلکہ اکثر فکر والجھن غالب رہتی ہو تو ایسی صورت میں جب کہ مہر کثیر سب یکمشت ادا کرنے سے عاجز وقاصر ہو تو کیا مجبوری کی صورت میں تھوڑا تھوڑا ادا کرنا جائز ہوگا۔ جب کہ دو طلاق دیدے۔

(ب) کیا یکمشت مہر ادا نہ کر سکنے کی صورت میں ایسا مرد شرعاً طلاق نہیں دے سکتا یعنی ایسی صورت میں طلاق دینا شرعاً جائز نہ ہوگا اگر مجبوری کی صورت میں مرد کو شرعاً طلاق دینا جائز ہے۔ تو مہر کی ادائیگی کی شرعاً کیا صورت ہوگی۔ بہرحال مواخذہ آخرت یا عذاب وعتاب آخرت سے نجات کی کیا صورت ہوگی اور شرعاً ایسے مرد کے لئے کیا حکم ہوگا؟

(ج) اگر مرد سخت عاجز ہو کر طلاق دیدے اور بہ سبب مجبوری کے ادا نہ کر سکے لیکن نیت ادائیگی کی رکھتا ہو تو ایسے مرد کے لئے شرعاً آخرت میں مؤاخذہ ہوگا یا نہیں؟ کیا وہ مستحق عذاب دوزخ کا ہوگا؟

(د) بہرحال ایسی صورت میں عورتوں کی شرارتوں فتنوں مکروفریب سے نجات پانے کے لئے شرعاً کوئی صورت نکل سکتی ہے یا نہیں، محض آخرت کی گرفت مواخذہ کے خیال واندیشہ سے احتیاط کرنے کی بنا پر۔

(۳) الف:۔ عورت اگر مرد کی مرضی کے خلاف کسی رشتہ دار کے یہاں چلی جائے اور جا کر پھر واپس بھی نہ آئے اور پانچ برس کے بچے کو بھی اپنے ہمراہ لے جائے لیکن وہاں بچے کے لئے کسی طرح اگر آرام نہ ہو تو کیا مرد اس نیت سے بچے کے لئے خرچ نہ بھیجے کہ عورت کو خرچ بھیجنے

کے سبب سے خوب آرام ملے گا تو اور پاؤں پھیلائے گی کیونکہ اس کو تو خوف آخرت ہے نہیں بجز نفس پرستی وخود غرضی وآرام ومزہ طلبی کے لہٰذا جب یہاں سے بھی خرچ ونقد کی رسد جاری رہے گی تو ممکن ہے کہ وہ عمر بھر بھی نہ آوے اور سانس وڈ کار نہ لیوے۔ لہٰذا ایسی قسم کی مختلف مصلحتوں کی بنا پر مرد اگر اپنے بچے کے لئے عورت کے نام خرچ نہ پہنچے تو مرد کو شرعاً گناہ ہوگا یا نہیں۔ یا اس مصلحت کے بنا پر خرچ نہ دینا ہی شرعاً مناسب وجائز ہوگا۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ اگر عورت کو آرام نہ ہوتا بلکہ تکلیف ہوتی تو ایسی شرارت ہی نہ کرتی بلکہ مجبور ہو کر فوراً واپس آتی۔

(ب) اگر بچے کو خرچ دینا بہر صورت واجب ہے تو بچے کے لئے کس معیار شرعی سے خرچ بھیجا جائے کہ نفس پرست عورت خوب مزے نہ اڑا سکے۔ مگر وہ اس صورت میں بھی مزے اڑائے گی کیونکہ کھانا کپڑا تو خالہ کے ذمے ہے کھانا کپڑا تو خالہ کے گھر ملتا ہی رہے گا۔ اب بچے کے خرچ کا محض ایک بہانہ ہوگا اور عورت مزے مزے کی چیزیں منگوا کر خوب مزے اڑائیگی جو کہ واپسی کے باب میں یہ خرچ بچہ کا سدراہ ہوگا خیر۔

(ج) کیا بچے کے لئے دو یا تین روپیہ ماہوار بھیج دیا کروں جب کہ میری تنخواہ دس روپیہ ماہوار ہے لیکن بیماری اور ضعف جسمانی کی بنا پر آج کل خرچ زیادہ ہے ادھر گھر گر رہا ہے۔ جس کی مرمت مدت سے نہیں ہوئی ان امور کا لحاظ کر کے کیا دو روپیہ کافی نہ ہوگا۔ بہر حال جو شریعت کا حکم ومنشا ہے واضح کیا جائے۔

(۴) اگر عورت بربنا مہر کی کثرت اور پابند شریعت دیکھ کر اور پریشان کرتی ہے تا کہ مرد پر قابو حاصل ہو جاوے اور فتنہ کے خیال سے مرد دب کر رہا کرے تو ایسی صورت میں کیا از روئے شریعت شرع میں اتنی گنجائش نکل سکتی ہے کہ مرد عورت کو الگ کر کے جان بچائے اور چھوڑ کر اس کے فتنہ وفساد سے ہمیشہ کے لئے نجات دینی دنیوی حاصل کر لے اگر گنجائش ہے تو مواخذہ آخرت سے بری ہونے کے لئے مہر کے باب میں جو صورتیں آسانی کی ہوں مفصل ان صورتوں سے آگاہی بخشی جائے تو عین بندہ نوازی اور غریب پروری ہوگی۔

نوٹ:۔سائل نے یہ غلط فہمی اور نادانی کی کہ مہر زیادہ بندھوا کر جیل خانے کا قیدی ہوگیا۔ لیکن سائل کا اعتقاد ہے کہ شریعت مطہرہ نے ہر الجھن کو سلجھایا ہے ہر غلط فہمی کا علاج بتلایا ہے۔ بہر حال بڑے سے بڑے گناہ کے مرتکب کو بھی ارتکاب جرم کے بعد کوئی نہ کوئی نجات آخرت کے لئے علاج بتلایا ہے۔اس لئے میں بھی دوبارہ کوشش کررہا ہوں کہ ہمارے علماء کرام اپنی توجہ خاص سے غور وفکر کرکے عورت کے فتنہ سے نجات اور مہر کے مواخذہ سے رہائی آخرت کے لئے کوئی صورت نجات یا علاج کی ارقام فرمائیں اللہ تعالیٰ اجر اعظم عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً!

(۱) الف:۔دیانۃً تو معاف ہوگیا۔لیکن قضاءً معاف ہونے کے لئے ثبوت شرعی ضروری ہے[۱]۔ (ب) اس کا جواب بھی یہی ہے (ج) اس سے مہر معاف نہیں ہوتا[۲]۔

(۲) الف:۔عورت کو چاہئے کہ رقم مقرر کردے اگر وہ مقرر نہ کرے بلکہ مقدمہ کرے تو پھر وہ حاکم سے مقرر کرالے۔

(ب) طلاق دینا جائز ہے[۳] مگر مطالبہ مہر کا پورا کرنا بھی بہر حال حتی الوسع واجب ہے[۴] اگر نہ

[۱] وشرط لغير ذلک المذکور من الحدود والقصاص ومالا يطلع عليه الرجال رجلان أورجل وامرأتان مالاکان الحق أوغيرمال کالنکاح (مجمع الأنهر ص۲۶۱ ج۳ کتاب الشهادة) بيروت، هدايه ص۱۵۴ ج۳ کتاب الشهادة مطبوعه تهانوی ديوبند، زيلعی ص۲۰۹ ج۴ کتاب الشهادة مطبوعه امداديه ملتان.

[۲] وصح حطها لکله أوبعضه عنه ويرتد بالرد، الدرعلی الرد ص۱۱۳ ج۳، باب المهر، مطبوعه کراچی، البحر الرائق ص۱۵۰ ج۳ باب المهر، مطبوعه الماجديه کوئٹه، النهر الفائق ص۲۳۶ ج۲ باب المهر، مطبوعه دار الکتب العلمية بيروت.

[۳] إذا خافا أن لا يقيما حدود الله فلا بأس أن يتفرقا، الدر المختار، کراچی ص۵۰ ج۳ کتاب النکاح مطلب فيما لو زوج المولیٰ أمته، النهر الفائق ص۳۱۰ ج۲ کتاب الطلاق مطبوعه دار الکتب العلمية بيروت.

[۴] ويتأکد عند وطءٍ أو خلوة صحت من الزوج أو موت أحدهما الخ الدر المختار علی الشامی کراچی ص۱۰۲ ج۳ باب المهر، عالمگيری کوئٹه ص۳۰۳ ج۱ الفصل الثانی فيما يتأکد به المهر، بحر کوئٹه ص۱۴۳ ج۳ باب المهر.

ادا کیا نہ معافی ہوئی نہ بقدر ادائیگی ترکہ چھوڑا تو عورت کا مطالبہ برقرار رہا پھر اگر ادا کرنے کی پختہ نیت تھی مگر اسباب مہیا نہ ہوسکے تو امید ہے کہ اللہ پاک اپنے خزانہ سے عورت کو دے کر خوش کردیں گے[1] اگر پختہ نیت نہ تھی تو مواخذہ ہوگا اگر ترکہ چھوڑا ہے تو اس سے پورا کیا جائے گا[2]۔

(د) خوشامد کرے نرمی سے معاف کرالے[3]۔

(۳) الف: ۔ خرچ دینا تو واجب ہے[4] مگر ایسی صورت میں بہتر یہ ہے کہ نقد روپیہ نہ دے بلکہ بچے کی ضروریات خود خرید کردے یا کسی معتبر آدمی کو اپنا وکیل بنادے کہ وہ بچے کی ضروریات کھانا و کپڑا، جوتا وغیرہ خرید کر ضرورت کے موافق دیدیا کرے۔

(ب) الف کے موافق عمل کیا جائے یعنی جوتہ خرید کر کپڑا ابنا کر کھانا وغیرہ خرید کر بچے کی ضرورت کے مطابق دیا جائے اور نقد روپیہ نہ دیا جائے تاکہ عورت مزے کی چیزیں منگا کر نہ کھائے۔

(ج) اس کا مدار ضرورت پر ہے۔ جو کہ حیثیت کے مطابق مختلف ہوتی رہتی ہے۔ میں کچھ تعین نہیں کرسکتا۔

---

[1] عن ابی ہریرۃؓ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم من أخذ اموال الناس یرید اداء ھا ادی اللّٰہ الحدیث مشکوٰۃ وفی ھامشہ ادی اللّٰہ عنہ ای اعانہ علی ادائہ فی الدنیا او برضی خصمہ فی الآخرۃ الخ مشکوٰۃ شریف مع ھامشہ ص ۲۵۲ باب الافلاس والانظار، الفصل الاول مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند۔

[2] المھر دین فی ذمۃ الزوج، شامی زکریا ص ۱۳۰ ج۴ باب المھر قبیل مطلب فیما یرسلہ إلی الزوجۃ، ثم تقدم دیونہ التی لھا مطالب من جھۃ العباد الخ، شامی کراچی ص ۷۶۱ ج۶ کتاب الفرائض، سراجی ص ۴ مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند۔

[3] ولا بد فی صحۃ حطھا من الرضا حتی لو کانت مکرھۃ لم یصح، بحر کوئٹہ ص ۱۵۰ ج۳ باب المھر، شامی زکریا ص۲۴۸ ج۴ باب المھر، مطلب فی حط المھر الخ عالمگیری کوئٹہ ص ۳۱۳ ج۱ الفصل السابع فی الزیادۃ فی المھر والحط عنہ۔

[4] نفقۃ الأولاد الصغار علی الأب لایشارکہ فیھا أحد، الھندیۃ ص ۵۶۰ ج۱ الفصل الرابع فی نفقۃ الاولاد، شامی کراچی ص ۶۱۲ ج۳، کتاب الطلاق باب النفقۃ مطلب الصغیر المکتسب نفقتہ الخ مجمع الأنھر ص ۱۹۱ ج۲ باب النفقۃ، فصل، دار الکتب العلمیۃ بیروت۔

(۴) جب نباہ دشوار ہو جائے اور مرد تحمل نہ کر سکے نفس پر قابو بھی رکھتا ہو تو طلاق دینے میں مضائقہ نہیں اگرچہ طلاق دینا واجب بھی نہیں ہے[1] اور مہر کے لئے ـ (۲) د:۔ پر طلاق سے پہلے عمل کرلیا جائے بغیر اس کے طلاق دینا خطرۂ دنیا وآخرت سے خالی نہیں اور معافی پر کم از کم دو آدمی معتبر گواہ بنا دیا جائے۔ جواب (۲) (الف ، ب، د) میں رہائی کی صورتیں آ چکیں۔ جواب (۴) کے مطابق عمل کرلیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررۂ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم ۲۱/۴/ ۵۹ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف مفتی مدرسہ مظاہر علوم ۲۰/۴/ ۵۹ھ

مہر معاف کر کے پھر انکار کرنا

سوال:- بیوی نے اپنا مہر معاف کر دیا تھا مگر کوئی دلیل شاہد وغیرہ نہیں تھے اب بیوی کے مطلقہ ہونے پر بیوی نے عدالت میں مہر کا دعویٰ دائر کر دیا ہے تو یہ بیوی کے لئے کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر بیوی نے خوشی سے معاف کر دیا تو مہر عند اللہ معاف ہو گیا اب اس کو معافی سے انکار کرنا جائز نہیں ہے[2]۔ اگر وہ انکار کر کے وصول کرے گی تو یہ ظلم ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررۂ العبد محمود عفی عنہٗ دار العلوم دیوبند ۱۷/۱/ ۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دار العلوم دیوبند

---

[1] لا يجب على الزوج تطليق الفاجرة ولا عليها تسريح الفاجر إلا إذا خافا أن لا يقيما حدود الله فلا بأس أن يتفرقا، الدر المختار على الشامي زكريا ص ۱۴۴ ج ۴ فصل في المحرمات.

[2] وإن حطت عن مهرها صح الحط ولابد في صحة حطها من الرضا، عالمگیری کوئٹہ ص ۳۱۳/۱، الفصل السابع في الزيادة في المهر الخ، البحر کوئٹہ ص ۱۵۰ ج ۳ باب المهر، النهر الفائق ص ۲۳۶ ج ۲ باب المهر مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

بیوی نے مہر معاف کردیا بیٹے کو مطالبہ کا حق نہیں

سوال:- ہندہ نے اپنی حیات میں اپنا مہر اپنے شوہر زید کے حق میں معاف کردیا تھا جس کو چالیس ۴۰/سال کا عرصہ ہوتا ہے۔ اب ہندہ کا لڑکا بکر جس کی عمر اس وقت ۵۷ سال ہے اپنی ماں کے مہر کا طالب ہے، کیا بکر کا یہ مطالبہ صحیح ہوسکتا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً!

اگر ہندہ نے اپنی حیات وصحت میں (مرض الموت سے پہلے) مہر معاف کردیا تھا تو شوہر کے ذمہ سے ساقط ہوگیا تھا۔ اب لڑکے بکر کو اپنے والد سے مطالبہ کا حق نہیں۔ وصح حطها لكله اوبعضه اھ درمختار. الحط الاسقاط اھ ردالمحتار اھ قبل اولا ويرتد بالرد كما فى البحر[1] اھ درمختار. والساقط لايعود اھ اشباه[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

جعلی رسید سے مہر کی معافی

سوال:- (۱) زید نے ہندہ سے دو سادہ کاغذ پر بجلی کے پنکھے کی رسید کے بہانے دستخط کرائے اور اس کے بعد زید نے حسب منشاء مہروں کی معافی کی تحریر کرلی۔ کیا ایسی صورت میں ہندہ مہر لینے کی حقدار ہے کہ نہیں؟

(۲) ہندہ کے اپنے والدین کے پاس قیام کرنے کے دوران زید نے اس کے والد کے پاس آکر سخت سست کہا اور کہا اس کا نتیجہ اچھا نہ ہوگا اور تقریباً دو ماہ بعد بوقت مغرب جب ہندہ کے

---

[1] الدرالمختار على الشامى ص۱۱۳ ج۳ باب المهر، مطبوعه كراچى، بحر كوئٹه ص۱۵۰ ج۳ باب المهر، النهر الفائق ص۲۳۶ ج۲ باب المهر، دار الكتب العلمية بيروت.

[2] شرح الأشباه والنظائر، ص۶۰ ج۳ الفن الثالث، ما يقبل الإسقاط من الحقوق مطبوعه كراچى، قواعد الفقه ص۸۳ دار الكتاب ديوبند.

والدنماز کے لئے گئے ہوئے تھے زیداوراس کا بھائی بکر چاقو لئے ہوئے تھے ہندہ کے گھر گھس گئے ۔ ہندہ اوراس کی بہن نماز میں تھی ۔ ان کی والدہ بعد فراغِ نماز ذکر میں تھی ۔ یہ دونوں گھر کے اندر داخل ہوئے اور سخت برہم ہوئے ، نماز ہندہ اوراس کی بہن نے توڑ دی ۔ ہندہ ایک کواڑ میں گھس گئی اوراندر سے بند کردیا اوراس کی والدہ کے چلانے پرایک پڑوسی آواز دیتا ہوا آیا کہ گھبرانا نہیں میں آرہا ہوں ۔ اتنے میں زیداوراس کا بھائی مفرور ہوگیا ۔ اس شوروغل سے اس کے والد جلد مسجد سے پہنچ گئے ان حالات میں ہندہ کواپنی جان کا خطرہ اوروالدین وغیرہ کے بارے میں شدید نقصان کا اندیشہ ہے اس لئے وہ طلاق کی خواہاں ہے ، کیا یہ مطالبہ جائز ہے؟

(۳) اس واقعہ کے چھ ماہ بعد جب کہ ہندہ کے والد سفر میں تھے تقریباً گیارہ بجے رات کو زید نے ہندہ کے مکان میں دیوار سیڑھی لگا کر داخل ہونے کی کوشش کی تھی نہ معلوم کس وجہ سے وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوسکا مع معاونین واپس چلے گئے ۔

(۴) واقعہ مذکورہ کے تقریباً اندرون ہفتہ محلّہ سے ملحقہ دوسرے محلّہ میں زید کے بہت ہی قریبی ایک دوست کا قتل ہوا جس کا الزام زید پر عائد کیا گیا جس کی وجہ سے زید مفرور ہے اور مفرور ہونے کی وجہ سے اس کا اوراس کے والد کا خانگی سب سامان قرق ہو چکا ہے ۔ کیا ان حالات میں ہندہ کا طلاق کا مطالبہ جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

(۱) اس فریب کاری سے مہر معاف نہیں ہوا[۱]

(۲) اگر ہندہ ناقابلِ برداشت مظالم سے مجبور ہوکر اپنے والد کے مکان میں آئی یا پھر شوہر نے بجائے ظلم سے بازآنے اور شریفانہ طور پر آباد کرنے کے یہ طریقہ اختیار کیا تو یہ بھی ظلم بالائے ظلم ہے ۔

---

[۱] ولابد فی صحة حطها من الرضا حتی کانت مکرهة لم یصح الهندیة ص۳۱۳ ج۱ الفصل السابع فی الزیادة، بحر کوئٹه ص۱۵۰ ج۳ باب المهر، الدر المختار علی الشامی کراچی ص۱۱۳ ج۳ باب المهر.

(۴-۳) ہندہ کو حق ہے کہ شوہر سے مطالبہ کرے کہ آپ مجھے شریفانہ طور پر آباد کریں اور ظلم اور بے جا تشدد سے باز آجائیں ورنہ طلاق دے دیں[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۱۱/۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۱۰/۸۷ھ

بیوی کی طرف سے معافی مہر کی شرط

سوال:- پیر محمد کی بیوی کا والد منفعت خاں اپنی لڑکی کو لینے آیا پیر محمد کو چونکہ بعض وجوہ کی وجہ سے اندیشہ تھا کہ وہ اپنی لڑکی کو لیجا کر نہیں بھیجیں گے اس لئے اس کے والد اور خود بیوی سے اپنے اطمینان کی غرض سے اس مضمون کی تحریر لکھائی کہ

''اپنی لڑکی غلام فاطمہ کو اپنے گھر لیجا رہا ہوں اور میں جا رہی ہوں اگر پندرہ یوم کے اندر واپس نہ بھیجدوں یا نہ آویں تو ہمارا زر مہر وخرچ وغیرہ کا کوئی دعویٰ پیر بخش پر نہ ہوگا یعنی مہر ہم دونوں کی جانب سے معاف سمجھا جاوے گا۔''

منفعت علی باوجود یکہ پندرہ یوم گذر چکے اپنی لڑکی کو پیر بخش کے یہاں نہیں بھیجا اور کہتا ہے کہ میری لڑکی کو اس تحریر کے مطابق طلاق ہوگئی تو اس کو طلاق ہوئی یا نہیں۔ نیز غلام فاطمہ اپنے خاوند سے مہر اور خرچ لینے کی حقدار ہے یا نہیں ؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

تحریر مذکور میں طلاق کا ذکر تک بھی نہیں لہٰذا اس تحریر سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی نیز یہ کہ یہ تحریر عورت اور اس کے والد کی طرف سے ہے طلاق کا حق شوہر کو ہوتا ہے[2] البتہ عورت کو مہر

---

[1] ویجب لو فات الإمساک بالمعروف الخ در مختار علی الشامی زکریا ص۴۲۹ ج۴ کتاب الطلاق قبیل مطلب طلاق الدور، البحر الرائق ص۲۳۷ ج۳ کتاب الطلاق، مطبوعہ الماجدیہ کوئٹہ.

[2] ومحله المنكوحة وأهله زوج عاقل بالغ مستيقظ، الدر المختار مع الشامی زکریا ص۴۳۱ ج۴ کتاب الطلاق، عالمگیری کوئٹہ ص۳۵۳ ج۱ فصل فیمن یقع طلقه الخ زیلعی ص۱۸۸ ج۲ کتاب الطلاق مطبوعہ امدادیہ ملتان.

معاف کرنے کا حق ہوتا ہے[۱] خواہ بلا شرط معاف کرے خواہ کسی شرط سے معاف کرے شرط مذکور کا اعتبار کرتے ہوئے عورت کو مہر کے مطالبہ کا حق حاصل نہیں رہا نہ اس سے نفقہ طلب کرسکتی ہے کیونکہ شوہر کی مرضی کے خلاف جب دوسری جگہ رہتی ہے اور شوہر کے گھر نہیں آتی تو اس حالت میں نفقہ دینا واجب نہیں البتہ اگر شوہر کے گھر آجائے تو نفقہ کا مطالبہ اس کو درست ہوگا اور شوہر کو نفقہ دینا پڑیگا۔ وان نشزت فلانفقة لها حتیٰ تعود الیٰ منزله والناشزة هی الخارجة عن منزل زوجها المانعة نفسها منه الیٰ ان قال و اذا ترکت النشوز فلها النفقة فتاویٰ عالمگیری[۲] ص ۵۴۵ ج ۱، البتہ عورت کو دوسری جگہ نکاح کرنا جائز نہیں جب تک کہ شوہر سے طلاق یا خلع وغیرہ کے ذریعہ سے شرعی طریق پر جدائی ہوکر عدت[۳] نہ گذر جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفی عنہ ۲۴/۱۱/ ۵۳ھ

صحیح: عبد اللطیف ۲۸/ ذیقعدہ ۵۳ھ

مہر کی معافی کو موت پر معلق کرنا

سوال:- زید کی بیوی بحالت صحت مکرر سہ کرر کئی بار بحالت خوشی اپنے شوہر سے کہا کہ اگر میں پہلے مروں تو میرا مہر جو آپ کے ذمہ دین ہے معاف ہے مگر جب آپ پہلے انتقال کریں تو میں مہر کا دعویٰ کروں گی۔ زید کی بیوی اپنے شوہر سے پہلے انتقال کی۔ اس صورت میں زید سے مہر ساقط ہوگا یا نہیں؟

---

[۱] وان حطت عنه من مهرها صح الحط لأن المهر حقها، هدایه ص ۳۲۵ ج ۲ باب المهر، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، زیلعی ص ۱۴۱ ج ۲ باب المهر مطبوعه امدادیه ملتان، بحر کوئٹه ص ۱۵۰ ج ۳ باب المهر.

[۲] الهندیة کوئٹه ص ۵۴۵ ج ۱ الباب السابع عشر فی النفقات، مجمع الأنهر ص ۱۷۹ ج ۲ کتاب الطلاق باب النفقة، دار الکتب العلمیة بیروت، بحر کوئٹه ص ۱۷۹ ج ۴ باب النفقة.

[۳] لایجوز للرجل أن یتزوج زوجة غیره وکذالک المعتدة، الهندیة ص ۲۸۰ ج ۱ القسم السادس المحرمات الخ، تاتارخانیه ص ۴ ج ۳ الفصل الثامن فی بیان ما یجوز من الانکحة الخ مطبوعه کراچی.

الجواب حامداً ومصلیاً!

اس صورت میں زید کے ذمہ سے مہر ساقط نہیں ہوا۔ امرأةقالت لزوجهَا المريض ان مت من مرضک هٰذا فانت فی حل من مهری اوقالت فمهری عليک صدقة فهوباطل لانها مخاطرة وتعليق كذا فی الظهيريه .مريضةقالت لزوجها ان مت من مرضی هٰذا فمهری عليک صدقة اوانت فی حل من مهری فماتت من ذٰلک المرض فقولها باطل والمهر علیٰ الزوج كذا فی خزانةالمفتين اھ عالمگیری[1] ص۳۷۱ ج۳۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور ۲۵/۲/۵۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف ۲۵/صفر ۵۸ھ

بیوی کے مرنے پر مہر بھی ترکہ ہے

سوال:- اگر بیوی نے مہر معاف نہ کیا ہو اور شوہر کی طرف سے اداء بھی نہ کی گئی ہو اسی درمیان بیوی کا انتقال ہوجائے تو مہر کا کیا ہوگا جب کہ شوہر پر واجب ہے، کیا غریبوں، مسکینوں میں مہر کی رقم تقسیم کردینے سے مہر ادا ہوجائے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

یہ مہر مرحومہ بیوی کا ترکہ قرار دیا جائے گا[2] اور حسب حصص شرعیہ ورثاء پر تقسیم ہوگا۔ جیسا کہ اور ترکہ تقسیم ہوتا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۵/۱۴۰۰ھ

---

[1] الهندية ص ۳۹۸ ج۴ الباب الثامن فی حكم الشرط فی الهبة(مكتبة كوئٹه پاكستان)

[2] ويتأكد عند وطء أوخلوةصحت من الزوج أوموت احدهما، الدرالمختار ص ۱۰۲ ج۳ باب المهر مكتبةكراچی، بحر كوئٹه ص ۱۴۳ ج۳، باب المهر، عالمگيری كوئٹه ص ۳۰۳ ج ۱، الفصل الثانی فيما يتأكد به المهر.

بیوی سامان لے کر چلی گئی

سوال: - میری بیوی کو اس کا بھائی سکھا کر یکم جولائی ۱۹۶۷ء کو میری عدمِ موجودگی میں میری اجازت کے بغیر گھر سے لے گیا۔ یہ دونوں اپنے ہمراہ سولہ سو روپے کے زیورات اور سوا سو روپئے کی گھڑی اور پانچ صدر روپیہ نقد لے گئے۔ کچھ دنوں کے بعد جب میں بریلی بیوی کو لینے گیا اور سسر وغیرہ سے بھیجنے کی بابت بات ہوئی تو انھوں نے صاف انکار کر دیا کہ ان کی نیت ان سب چیزوں کے رکھنے کی تھی اور ساتھ ہی مہر جو کہ معجّل ہے ان کے وصول کی فکر ہے جب کہ میری طرف سے نان ونفقہ ودیگر ضروریات زندگی کی کوئی پریشانی نہیں ہے۔ ان حالات میں مجھے کیا کرنا چاہئے اور اگر بذریعہ عدالت مہروں کا مطالبہ ہو تو مجھے دینا واجب ہے کہ نہیں جب کہ مہر کی مقدار آٹھ ہزار روپیہ ہے۔ ادائیگی میری استطاعت سے باہر ہے اور شادی کے بعد سے اب تک میری بیوی نے من مانی کی ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

مہر معجّل وصول کرنے کا اس کو حق ہے[1] آپ کا جو جو سامان گھڑی، زیور اور نقد اس نے بغیر آپ کی اجازت کے لیا ہے آپ اس سے واپس لے سکتے ہیں اور مہر میں محسوب کر سکتے ہیں آپ اس کو سمجھا کر نرمی اور محبت سے اپنے مکان پر بلالیں۔ حسنِ اخلاق کا معاملہ کریں تو انشاء اللہ حالات میں تغیر پیدا ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۲/۵/۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۲/۵/۸۷ھ

[1] ولها منعه من الوطء ودواعيه لأخذ مابين تعجيله من المهر أواخذ قدر مايعجل لمثلها عرفاً الدرالمختار كراچی ص ۱۴۴ ج۳، باب المهر، سكب الأنهر ص ۵۲۶ ج ۱ باب المهر تحت فصل بلا باب، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، البحر الرائق ص۱۷۷ ج۳ باب المهر، مطبوعه سعيد كراچی.

طلاق کے بعد مہر کو بخشنا

سوال:-عورت کو بعد از طلاق پانے مہر بخشنے کا حق ہے یا نہیں؟ والسلام

الجواب حامداً ومصلیاً!

حق ہے جیسا کہ کسی اجنبی کے ذمہ قرض ہو تو معاف کر سکتی ہے اسی طرح طلاق کے بعد مہر کو بھی معاف کر سکتی ہے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲/۳/ ۵۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۴/ صفر ۵۸ھ

نشوز سے مہر ساقط نہیں ہوتا

سوال:- یہاں پر ایک لڑکی اپنے شوہر کے مکان سے بلا اجازت میکہ چلی گئی ہے۔ لڑکی کے سسر کا کہنا ہے کہ لڑکی جھگڑالو ہے اور نافرمان ہے، بلا اجازت میکہ چلی گئی ہے اس لئے مہر کے حاصل کرنے کا حق نہیں رکھتی۔ علاوہ ازیں لڑکی والوں کا کہنا ہے کہ لڑکی بلا اجازت نہیں گئی ہے بلکہ اپنے سسر وغیرہ کے ظلم وزیادتی کی وجہ سے آئی ہے۔ ہم لڑکی کو شوہر کے حوالہ کرنا چاہتے ہیں اور شوہر بھی اس سے راضی ہے مگر سسر لڑکی کو پسند نہیں کرتے۔ یہ لوگ نہ لڑکی کو رکھنا چاہتے ہیں اور نہ اس کا مہر دیتے ہیں۔ ایسی صورت میں لڑکی پر ظلم وزیادتی ہے یا نہیں؟ اور مہر واجب الاداقرار پاتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

نفس مہر تو محض نکاح سے لازم ہو جاتا ہے۔ پھر شوہر بیوی جب تنہائی میں جمع ہو جائیں تو مہر

---

[1]......وصح حطها لكله وبعضه عنه، درمختار على ردالمحتار ص۳۳۸ج۲ نعمانيه درمختار كراچى ص۱۱۳ج۳ باب المهر، بحر كوئٹه ص۱۵۰ج۳ باب المهر، هدايه ص۳۲۵ج۲ باب المهر، مطبوعه تهانوى ديوبند،

مؤکد اور پختہ ہوجاتا ہے[۱] اگر بیوی نافرمانی کرے اور شوہر کو ستائے تو وہ گنہگار ہوگی، نالائق کہلائے گی۔ اگر شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے مکان سے اپنے والد وغیرہ کے گھر چلی جائے تو وہ نفقہ خرچہ کی مستحق نہیں ہوگی، جب تک شوہر کے مکان پر واپس نہ آجائے[۲] لیکن مہر ساقط نہیں ہوگا۔ وہ اس کا حق لازم ہے۔ اگر شوہر ادا نہیں کرے گا تو وہ ظالم ہوگا۔ آخرت میں اس کی پکڑ ہوگی۔ اگر بالفرض بغیر شوہر کی اجازت کے چلی بھی گئی تھی اور اب واپس آنا چاہتی ہے تو شوہر کو اس کے روکنے کا حق نہیں۔ جب شوہر رضامند ہے رکھنا چاہتا ہے تو سسر کو ہرگز انکار نہیں کرنا چاہئے۔ یہ غلط طریقہ ہے۔ لڑکی اپنی غلطی کی معافی مانگ لے، آئندہ بلا اجازت میکہ نہ جائے۔ شوہر اور سسر کو چاہئے کہ معاف کردیں۔ نرمی اور اخلاق سے پیش آئیں ورنہ اس کا نتیجہ اچھا نہیں ہوگا۔ اگر شوہر نہیں رکھنا چاہتا اور نباہ کی گنجائش نہیں رہی تو شوہر طلاق دیدے اور مہر ادا کردے[۳]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۴/۱/ ۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

[۱] ویتأکد عند وطء أوخلوة صحت (قوله ویتأکد) أفاد أن المهر وجب بنفس العقد......وإذا تأکد المهر بما ذکر لایسقط بعد ذالک وإن کانت الفرقة من قبلها لأن البد ل بعد تأکده لایحتمل السقوط إلا بالإ براء، الدرمع الردص۱۰۲ ج۳ باب المهر کراچی، بحر کوئٹه ص۱۴۳ ج۳ باب المهر، عالمگیری کوئٹه ص۳۰۳ ج۱ الفصل الثانی فیما یتأکد به المهر.

[۲] وان نشزت فلا نفقة لها حتی تعود الیٰ منزله والناشزة هی الخارجة عن منزل زوجها المانعة نفسها منه إلیٰ ان قال وإذا ترکت النشوز فلها النفقة، فتاوی هندیه کوئٹه ص۵۴۵ ج۱، الباب السابع عشر فی النفقات، بحر کوئٹه ص۱۷۹ ج۴ باب النفقة، مجمع الانهر ص۱۷۹/۲، کتاب الطلاق، باب النفقة، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت،

[۳] إذا خافا ان لا یقیما حدود اللّٰه فلا بأس أن یتفرقا، الدر المختار مع الشامی کراچی ص۵۰ ج۳ کتاب النکاح مطلب فیما لو زوج المولیٰ أمته، النهر الفائق ص۳۱۰ ج۲ کتاب الطلاق مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

عورت کے مرتد ہونے سے مہر ساقط نہیں ہوتا

سوال:- ایک عورت شادی کے بہت دن بعد مرتد ہوگئی۔ اب شوہر سے مہر کا مطالبہ کرتی ہے۔ کیا اس عورت کو مہر ملے گا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

ردّت اختیار کرنے سے فرقت واقع نہیں ہوئی۔ سابق نکاح بدستور باقی ہے۔ (مختار قول پر) دوسرے شخص سے نکاح کی ہرگز اجازت نہیں اور عورت کو پورا مہر ملے گا۔ کیونکہ شادی کے بعد شوہر کے وطی کرنے کی وجہ سے مہر مؤکد ہو چکا۔ کما فی درالمختار علیٰ هامش ردالمحتار[۱] ص ۵۴۰ ج ۲ وافتیٰ مشائخ بَلخ بعدم الفرقة بردتها زجراً وتیسیراً ولا تتزوج لغیره به یفتی ملتقطاً[۲] ص ۲۶۳ ج ۲ فللموطوءة ولوحکما کل مهرها للتأکد به قال الشامی (قوله کل مهر ها) اطلقه فشمل ارتداده وارتدادها بحر ص[۳] ۵۴۰ ج ۲، فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۳/۸۸ھ

طلاق سے مہر ساقط نہیں ہوتا

سوال:-معین نے اپنی زوجہ راشدہ کو طلاق دیدی اس لئے کہ وہ بغیر برقعہ کے اس کے گھر سے چلی گئی تھی۔ اس کے بعد راشدہ کا نکاح دوسرے شخص سے کردیا گیا راشدہ کا مہر معین کو دینا چاہئے یا نہیں؟ جب کہ وہ بلا اجازت چلی گئی تھی۔ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً!

اس نافرمانی کی وجہ سے مہر ساقط نہیں ہوا معین کے ذمہ راشدہ کا مہر واجب ہے[۴]۔ راشدہ کا

---

[۱] الدرمع الرد کراچی ص ۱۹۴ ج ۳ باب نکاح الکافر، مجمع الأنهر ص ۵۴۷ ج ۱ باب نکاح الکافر، دار الکتب العلمیة بیروت، البحر الرائق ص ۲۱۴ ج ۳ باب نکاح الکافر مطبوعه کوئٹه.

[۲] الدرالمختار ص ۱۹۴/ ۳ کراچی باب نکاح الکافر، مجمع الأنهر ص ۵۴۷/ ۱ باب نکاح الکافر، دار الکتب العلمیة بیروت، البحر الرائق کوئٹه، ص ۲۱۶ ج ۳ باب نکاح الکافر،

[۳] ملاحظہ ہو حوالہ نمبر: ۱/ (حاشیہ نمبر: ۴/۱ اگلے صفحہ پر)

دوسرا نکاح اگر طلاق کی عدت تین حیض گذرنے پر کیا گیا ہے وہ صحیح ہو گیا[۱] فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دار العلوم دیوبند ۱۲/۲/ ۸۹ھ

ناراضگی سے مہر ساقط نہیں ہوتا

سوال:- ہندہ کو اس کے خاوند نے مہر بھی نہیں دیا تھا کہ فوت ہو گیا تو اب بعد انتقال ہندہ مہر کی حقدار ہے یا نہیں اور ہندہ کو زید کے مال سے مہر کس طرح ادا کیا جائے گا۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر زید نے مہر ادا نہیں کیا اور ہندہ نے معاف نہیں کیا تو ہندہ اس مہر کی مستحق ہے میراث کی تقسیم کرنے سے پہلے اور قرض کی طرح مہر کی ادائیگی بھی ضروری ہے۔ اولاً دین مہر وغیرہ ادا کر دیا جائے، اس کے بعد اگر کچھ بچے تو اس کو ورثا میں حسب حصص شرعیہ تقسیم کیا جائے۔[۲]

فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند

طلاق کے بعد مہر اور شوہر کے دیئے ہوئے زیور کا حکم

سوال:- زوج نے اپنی زوجہ کو طلاق دیدی اب اس کے پاس جو زیور نقرئی یا طلائی شوہر کی

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) [۴] ویتأکد عند وطء أو خلوة صحت (قوله ویتأکد) أفاد ان المهر وجب بنفس العقد وإذا تأکد المهر بما ذکر لا یسقط بعد ذالک وإن کانت الفرقة من قبلها لأن البدل بعد تأکده لا یحتمل السقوط إلا بالإبراء، الدر المختار مع الرد المحتار کراچی ص۱۰۲ ج۳ باب المهر، بحر کوئٹه ص۱۴۳ ج۳ باب المهر، عالمگیری کوئٹه ص۳۰۳ ج۱ الفصل الثانی فیما یتأکد به المهر.

(صفحہ ہذا) [۱] و إذا طلق الرجل امرأته طلاقاً بائناً أو رجعیاً او وقعت الفرقة بینهما بغیر طلاق وهی حرة ممن تحیض فعدتها ثلثة اقراء، هدایه ص۴۲۲ ج۲ باب العدة، یاسر ندیم دیوبند، الدر المختار مع الشامی کراچی ص۵۰۴ ج۳ باب العدة، عالمگیری ص۵۲۶ ج۱ الباب الثالث عشر فی العدة، کتاب الطلاق.

[۲] ثم تقضی دیونه من جمیع مابقی من ماله الخ سراجی، ص۳(مطبوعه یاسرندیم دیوبند)، الدر المختار مع الشامی کراچی ص۷۶۱ ج۶ کتاب الفرائض.

طرف سے دیا ہوا موجود ہے اس کے حقدار شرعاً کون ہے دوم یہ ہے، کہ عورت نے شوہر کو ایک عورت کے سامنے اپنے مہر اللہ واسطے معاف کردیئے تھے اس صورت میں وہ معاف ہوئے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً!

اگر وہ زیور شوہر کی طرف سے عورت کو تملیکاً دیا گیا تھا تو وہ عورت کا ہے اور اگر عاریۃً دیا گیا تھا تو وہ عورت کا نہیں ہے بلکہ شوہر کا ہے اور اگر دیتے وقت کوئی تصریح تملیک یا عاریت کی نہیں کی گئی تھی تو رواج اور عرف کا اعتبار ہوگا اگر رواج تملیک کا ہے تو وہ زیور عورت کا ہے اگر رواج عاریت کا ہے تو شوہر کا اگر رواج دونوں طرح کا ہے اور گواہ عورت کے پاس تملیک کے موجود نہیں تو شوہر کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا۔ کذا فی الہندیہ[1] ص۳۴۰ ردالمحتار[2] ص۵۶۱ ج ۲۔ اگر عورت کہتی ہے کہ میں مہر معاف کرچکی ہوں یا اس پر گواہ موجود ہوں گو ایک ہی ہوتو وہ مہر دیانۃً معاف ہوگیا اور قضاءً معاف ہونے کے لئے عورت کا اقرار یا دو عادل مرد یا ایک عادل مرد اور دو عورتیں گواہ ضروری ہیں[3] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ ۱۲/۲/ ۵۳ھ

صحیح: عبداللطیف ۲۵/ذی الحجہ ۵۳ھ

---

[1] الهندية ص۳۲۲ج۱ باب المهر، وایضاً هندیه ص۳۲۷ج۱ الفصل السادس عشر فی جهاز البنت، مطبوعه کوئٹه.

[2] ولوبعث إلى امرأته شيئاً ولم يذكر جهة فقالت هو هدية وقال هومن المهر فالقول له بيمينه والبينة لها في غير المهيأ للأكل والقول لها في المهيأله كالخبز والذي يجب اعتباره في ديارنا أن جمع ماذكر ومن الحنطة......وباقيها يكون القول فيها قول المرأة لأن المتعارف في ذلک كله أن يرسله هدية الخ. (شامی کراچی ص۱۵۳ج۳ باب المهر)، فتح القدير ص۳۷۹ج۳ باب المهر، مطبوعه دار الفکر بیروت.

[3] وشرط لغير ذالک المذکور من الحدود والقصاص ومالايطلع عليه الرجال رجلان او رجل وامرأتان مالا كان الحق او غير مال كالنكاح الخ، مجمع الانهر ص۲۶۱/۳، کتاب الشهادة، دارالکتب العلمية بیروت، هداية ص۱۵۴/۳، مطبوعه تهانوی دیوبند، زیلعی ص۲۰۹/۴، مطبوعه امدادیه ملتان،

خلوت سے پہلے طلاق کی صورت میں مہر وغیرہ

سوال:- زید کا نکاح ہندہ سے ہوا دونوں میں تنہائی یعنی صحبت نہیں ہوئی تھی کہ طلاق کی نوبت آ گئی۔ کیا پورا مہر لینے کی حق دار ہے اور زید نے بوقت نکاح جو زیور دیئے تھے اس کی واپسی کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اس صورت میں نصف مہر دینا ہوگا[1] جو زیور وغیرہ شوہر کی طرف سے بیوی کو تملیکاً دیا گیا ہے یا بیوی کے والدین نے جو کچھ داماد کو تملیکاً دیا ہے اس کی واپسی نہیں ہوگی۔ بلکہ جو کچھ جس کو دیا گیا ہے اسی کا ہوگا۔ لڑکی کے والدین نے جو کچھ سامان اپنی لڑکی کو دیا ہے وہ لڑکی کا ہے شوہر اس کو لینے کا حق دار نہیں[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۸/۵/۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۳۰/۵/۸۷ھ

جو کچھ زوجہ کو دیا مہر وغیرہ بعد طلاق واپسی کا حق نہیں

سوال:- عقد میں کپڑے، زیورات اور دوسرے اخراجات جو نجمہ کے والدین کے مطالبہ

---

[1] ویجب نصفه بطلاق قبل وطء او خلوة الخ، الدرالمختار علی الشامی کراچی ص۱۰۴/۳، باب المهر، سکب الانهر ص۵۰۹/۱، دارالکتب العلمیة بیروت، النهر الفائق ص۲۳۰/۲، مطبوعه دار لاکتب العلمیة بیروت،

[2] زوج بنته وجهزها ثم ادعی ان ما دفعه لها عارية وقالت تمليكا أو قال الزوج ذلک بعد موتها ليرث منها وقال الأب عارية قيل القول للزوج ولها لأن الظاهر شاهد به إذ العادة دفع ذلک اليها هبةً الخ فتح القدير ص۳۸۰ج۳ باب المهر، دار الفكر بيروت، عالمگیری ص۳۲۷ج۱ الفصل السادس عشر فی جهاز البنت مطبوعه کوئٹه، شامی کراچی ص۱۵۳ ج۳ باب المهر.

کے مطابق زید نے دیئے تھے اس کے متعلق اب کیا حکم ہے جب کہ اس وقت نجمہ کے والدین کو غلطی کی وجہ سے پریشانی اور ذلت اٹھانی پڑی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

جو اشیاء بطورِ تملیک دے چکا ہے اس کی واپسی کا کوئی حق نہیں اور جو کچھ اس سلسلے میں خرچ کر چکا ہے اس کو بھی واپس نہیں لے سکتا[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

شوہر کا بیوی سے زیور واپس لینا

سوال:- ہندہ بالغہ کا نکاح ہندہ کی مرضی سے زید نابالغ کے ساتھ ہوا ہندہ زید کے گھر آتی جاتی رہی کچھ عرصہ کے بعد ہندہ نے زید سے جو کہ نابالغ تھا تعلق توڑ لیا اور صاف انکار کر دیا کہ میں زید کے گھر نہیں جانا چاہتی اور عمر کے ساتھ رہنا شروع کر دیا زید نے کافی کوشش کی کہ اپنی بیوی ہندہ کو حاصل کرے لیکن ہندہ نے بھی انکار کر دیا اور عمر نے یہ کہا کہ ہندہ کو نہیں دیتا کچھ روپیہ تو میں دے سکتا ہوں چنانچہ کچھ روپیہ دئے گئے یعنی عمر نے زید کو کچھ پیسے دئے کیوں کہ زید نے اپنی بیوی ہندہ کے لئے کافی روپیہ کا زیور بنایا تھا اور ہندہ کو طلاق دے دی اب آپ یہ فرمائیں کہ زید کو عمر سے یہ پیسے لینے کیسے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

جتنی قیمت کا زیور ہندہ کو دیا ہے اتنی قیمت یا وہ زیور واپس لینے کا حق ہے[2] خواہ ہندہ دے یا اس کی طرف سے عمر، ہندہ کو ناجائز طریقہ پر عمر کے ساتھ رکھنا حرام[3] ہے۔ شریعت کے مطابق نکاح

---

[1] و إذا وهب أحد الزوجين لصاحبه لایرجع فی الهبة وإن انقطع النكاح بينهما الهنديةص ۳۸۶ ج ۴ الباب الخامس فی الرجوع فی الهبة، مجمع الأنهر ص ۵۰۲ ج ۳ باب الرجوع عن الهبة، دار الكتب العلمية بيروت، هدايه ۲۹۰ ج ۳ باب ما يصح رجوعه الخ مطبوعه تهانوی ديوبند.

[2] وقال الفقيه ابو الليث المختار ان ما كان من متاع سوى ما يجب عليه فالقول له، بحر كوئٹه ص ۱۸۴، باب المهر. (بقيه حاشيه اگلے صفحه پر)

کر کے دونوں رہیں۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح بندہ نظام الدین دیوبند ۴/۱/۸۹ھ

موروثی زمین کو مہر قرار دینا

سوال:- زید نے ہندہ کو نکاح اوراس کے مہر میں ایک زمین جواس کے ہاتھ میں ہے اور دراصل یہ زمین زمیندار کی ہے اور وہ شخص سالانہ زمین دار کو خزانہ دیتا ہے اوراس کی پیداوار کا مالک زید رہتا ہے اوراس جگہ یہ بھی رواج ہے کہ اس قسم زمین کو رعایا لوگ ایک دوسرے کے ہاتھ میں فروخت کرواتے ہیں اور خریدار زمیندار کو بعد میں کچھ روپیہ نذرانہ دیتا ہے زمیندار راضی ہوجاتا ہے ان تمام باتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے کیا زمین اس کی مہر میں ہندہ کے سپرد کرنا واجب ہے یا دیگر مال سے اگر دوسرے مال سے ادا کرے تو کس قدر ادا کرے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

نفس زمین کو مہر قرار دینا درست ہے اگر زمیندار وہ زمین زید کو دیدے خواہ قیمۃً خواہ ہبۃً تب تو اس زمین کا دینا زید کے ذمہ واجب ہے ورنہ اس زمین کی قیمت واجب ہوگی۔ **واذا تزوجها علىٰ هٰذا العبد وهوملك الغير اوعلىٰ هٰذا الداروهي ملك الغير فالنكاح جائزوالتسمية صحيحة فبعد ذٰلك ينظران اجاز صاحب الدار او صاحب العبد ذٰلك فلها عين المسمّٰى وان لم يجز المسمّٰى لايبطل النكاح ولاالتسمية حتّٰى لايجب مهر المثل وانما تجب قيمة المسمّٰى كذا فى المحيط فتاوىٰ عالمگيرى ص ۳۱۳ ج ۲** .

لیکن حق موروثیت شرعاً کوئی چیز نہیں لہٰذا اس حق کو مہر قرار دینا درست نہیں۔

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفی عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۶/۶/۵۵ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ......صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۶/ج ۲/۵۵ھ

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) [۳] الخلوة بالاجنبية حرام (درمختار مع الشامى كراچى ص ۳۶۸ ج ۶) كتاب الحظر والاباحة فصل فى النظر والمس. (اس صفحہ کا حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مہر میں جائیداد اور قبرستان بیوی کو دینا

سوال:- زید نے شادی کی، بچے ہوئے اور تقریباً ۲۰ / برس بعد زید نے اپنے باپ کی جائیداد اپنی بیوی کے مہر میں ہبہ کردی حالانکہ مہر بہت کم ہے اور جائیداد بہت بڑی ہے۔ اس جائیداد میں ایک بڑا قبرستان بھی شامل ہے۔ تو مہر کی ادائیگی کے لئے کوئی وقت مقرر ہے یا نہیں۔ زید کی عمر اب نوے ۹۰ / برس کی ہے۔ زید کے انتقال کے بعد قبرستان کاشت ہونے اور باغ کٹ جانے کا قوی خطرہ ہے۔ اس صورت میں مہر ادا ہوگیا یا نہیں؟ اور اس ہبہ کرنے سے مہر ادا ہوگا یا نہیں؟ فقط

الجواب حامداً و مصلیاً!

اگر زید کے والد زندہ ہیں تو اُن کی جائیداد میں کوئی تصرف بغیر ان کی اجازت کے زید کے لئے جائز نہیں[1] اگر والد کا انتقال ہو کر تنہا زید وارث و مالک ہو چکا ہے تو وہ جائیداد خود زید کی ہے اس کے والد کی نہیں رہی زید کو اس میں تصرف کا حق حاصل ہے[2] اگر زید کا مقصد بعوض مہر بیوی کو دیدینے سے کسی شرعی مستحق کو محروم کرنا نہیں ہے تو یہ بھی درست ہے[3] اور جس قدر مقرر کیا گیا تھا اگر اس سے زائد دیدے تو اس کی بھی اجازت ہے۔ مہر جب چاہے ادا کرسکتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ طلاق یا موت کے وقت ہی ادا کیا جائے بلکہ جس قدر جلد ادا کرے بہتر ہے۔ بیوی اپنے حق

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) [1] الهندية ص۳۰۳ ج۱ الباب السابع في المهر مكتبه كوئٹه پاكستان، تاتارخانيه ص۸۷ ج۳ الفصل السابع عشر في المهر، المحيط البرهاني ص۱۲۰ ج۴ الفصل السادس عشر في المهر، مطبوعه ڈابھیل.

(صفحہ ہذا) [1] لا يجوز التصرف في مال غيره بلا إذنه ولا ولايته، الدر المختار على الشامي زكريا ص۲۹۱ ج۹، كتاب الغصب مطلب فيما يجوز من التصرف بمال الغير بدون إذن صريح.

[2] المالک هو المتصرف في الاعيان المملوكة كيف شاء الخ بيضاوى شريف ص۷ ج۱ سورة الفاتحة، مطبوعه دهلى.

[3] وروى المعلى عن أبي يوسف أنه لا بأس به إذا لم يقصد الإضرار به، رد المحتار كراچى ص۴۴۴ ج۴ كتاب الوقف مطلب مهم في قول الواقف على الفريضة الشرعية، هنديه كوئٹه ص۳۹۱ ج۴ الباب السادس في الهبة للصغير.

سے کم یا زائد جتنے میں رضامند ہو جائے اس کو حق ہے اور اس سے مہر ادا ہو جائے گا وہ بخوشی کُل ہی معاف کردے تو کُل ہی معاف ہو جائے[۱] گا۔ قبرستان اگر وقف ہے تو وہ کسی کی ملکیت نہیں[۲]۔ مہر میں دینا بھی درست نہیں اور اس سے وہ بیوی کی ملک نہیں ہوگا بلکہ بدستور قبرستان ہی رہے گا۔ اگر وہ وقف نہیں بلکہ مملوک ہے تو اس کو مہر میں دینا بھی درست ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

ادائے مہر سے قبل وطی کا حکم

سوال:- (۱) ایک منکوحہ عورت اپنے شوہر سے مہر معجّل طلب کرتی ہے لیکن شوہر ادا نہیں کرتا تو کیا اب عورت کو اختیار شرعی ہے کہ شوہر کو وطی نہ کرنے دے۔

(۲) لیکن شوہر زبردستی مار کر باندھ کر جوڑ کر وطی کرتا ہے تو کیا یہ جماع جائز ہے یا ناجائز؟

(۳) اگر زبردستی وطی جائز ہے تو عورت کا مندرجہ بالا حقِ شرعی بیکار وفضول ہے۔ عورت کا انکارِ وطی بھی جائز اور شوہر کا زبردستی وطی یعنی جماع کرنا بھی جائز دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

(۴) اگر شوہر کا زبردستی وطی کرنا جائز بھی ہے اور ظلم بھی ہے تو یہ بھی ضد ہے یعنی جائز بھی اور ظلم بھی۔

(۵) شوہر ہمیشہ زبردستی جماع کرتا رہے گا جب کہ عورت شوہر کے قبضہ میں ہے۔ ایسی حالت میں عورت اپنا حقِ شرعی کیسے محفوظ رکھ سکتی ہے، کوئی راستہ شریعت میں ایسا ہے یا نہیں؟

---

[۱] وصح حطها لكله أوبعضه عنه قبل أو لا قال الشامي تحته ولابد من رضاها، الدر مع الرد ص۲۴۸، ج۴، باب المهر مطبوعه زكريا، البحر الرائق كوئٹه ص۱۵۰، باب المهر، هدايه ص۳۲۵، ج۲، باب المهر، مطبوعه تهانوى ديوبند.

[۲] فإذا تم ولزم لايُمَلَّکُ ولايعار ولايرهن، الدرالمختار زكريا ص۵۳۹، ج۶، كتاب الوقف، النهر الفائق ص۳۱۹، ج۳، كتاب الوقف، دار الكتب العلمية بيروت، البحر الرائق ص۲۰۵، ج۵، كتاب الوقف، مطبوعه كوئٹه.

(٦) مبلغ دو ہزار روپیہ سکہ رائج الوقت مہر معجّل عند الطلب اس شرط سے شوہر نے عقد نکاح قبول کیا، جب کہ شوہر شرط کو پورا نہیں کرتا یعنی طلب کرنے پر مہر ادا نہیں کرتا تو عقد ٹوٹ گیا یا نہیں؟ جب کہ معاہدہ پورا نہیں کیا گیا تو اب معاہدہ باقی کیسے رہ سکتا ہے جب کہ مہر سے شرمگاہ حلال ہوتی ہے تو طلب کرنے پر بھی مہر ادا نہیں کیا تو جماع کیسے جائز ہوسکتا ہے؟

(٧) اگر عورت مندرجہ بالا اپنا حق باقی رکھنے کے لئے اپنے ماں باپ کے یہاں رہے اور خاوند کے بلانے پر بھی نہ جاوے تو شرعاً کوئی حرج تو نہیں ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

(۱) حق ہے ولها منعه من الوطی والسفر بها ولو بعد وطی وخلوة رضيتها لاخذ مابين تعجيله اوقدر مايعجل بمثلها عرفاً ان لم يؤجل كله الخ. تنویر[۱] ص۳۵۵ ج۲۔

(۲) یہ جماع تو زنا نہیں لیکن زبردستی کرنا ناحق ہے[۲]

(۳) عورت کو حق ہے کہ وطی نہ کرنے دے اور مرد کو یہ حق نہیں کہ زبردستی کرے تاہم اگر زبردستی کرے گا تو ناحق زبردستی کی وجہ سے گنہگار ہوگا۔ لیکن اس جماع کو زنا یا حرام نہیں کہا جاوے گا جس کی وجہ سے حدِ زنا کا مستحق ٹھہرے۔

(۴) ایسا کرنا ظلم ہے مگر زنا نہیں۔

(۵) اگر مہر عند الطلب کی قید لگائی ہے اور معجّل کا مطلب یہی ہے تو بوقتِ طلب اس کی ادائیگی لازم ہے۔ ادا نہ کرنے سے شوہر گنہگار ہوگا اور عورت کو جماع سے روکنے کا حق حاصل ہوگا اور شوہر کو زبردستی جماع کرنے سے گناہ ہوگا۔ ایسی حالت میں اگر عورت اپنا حق خود وصول کرنے

---

[۱] شامی ص۳۵۸ ج۲ مطبوعه نعمانيه ديوبند، ص۱۴۴ ج۳ مطبوعه كراچی باب المهر، سكب الأنهر ص۵۲۶ ج۱ باب المهر تحت فصل بلا باب، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، البحر الرائق ص۱۷۱ ج۳ باب المهر، مطبوعه سعيد كراچی.

[۲] ولا يحل له أن يطأها عن كره منها عند الإمام، النهر الفائق ص۲۵۸ ج۲ باب المهر، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، شامی زكريا ص۲۹۰ ج۴ باب المهر مطلب فی منع الزوجة نفسها الخ.

پر قادر نہیں اور نہ شوہر کو جماع سے روک سکتی ہے تو حاکم کے ذریعہ سے اپنا حق وصول کرے۔

(۶) عقد تو نہیں ٹوٹا بلکہ بدستور باقی ہے۔ البتہ عورت کو جماع سے منع کرنے کا حق ضرور حاصل ہے۔ اگر شوہر میں ایک دم ادائے مہر کی استطاعت نہیں تو قسط وار ادا کردے۔ عورت کو بھی چاہئے کہ ایک دم وصول کرنے پر اصرار نہ کرے بلکہ کچھ مہلت دیدے، اور قسطیں مقرر کرے[1]

(۷) نکاح کے لئے مہر لازم ہے۔ اگر زوجہ اس کو معاف کردے تو معاف ہوجاتا ہے نکاح بغیر ذکر مہر کے بھی صحیح ہوجاتا ہے حتی کہ اگر مہر کی نفی کردی جائے تب بھی صحیح ہوجاتا ہے، لیکن مہر لازم ہوتا ہے عدم ذکر اور نفی کا کوئی اثر نکاح پر نہیں پڑتا ہے اور نفس نکاح سے جماع حلال ہوجاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورت معاہدۂ مہر سے حلال نہیں ہوتی بلکہ نکاح سے حلال ہوتی ہے۔ نکاح کے لئے مہر لازم ہوتا ہے جو زوجہ کے معاف کرنے سے معاف ہوجاتا ہے۔ اگر بغیر مہر کے شرمگاہ حلال نہ ہوتی تو ادائے مہر سے قبل جماع قطعاً حرام ہوتا حالانکہ ادائے مہر معجّل سے پہلے عورت کی رضامندی سے بلا تأمل جائز ہے اور اگر مہر مؤجل ہے تو بغیر اس کی رضامندی کے بھی جائز ہے۔ ویصح النکاح وان لم یسم فیہ مھراً لاخلاف فی ذٰلک لان النکاح عقد انضمام وازدواج لغۃفیتمُّ بالزوجین ثم المھر واجب شرعاً ابانۃلشرف المحل فلایحتاج الیٰ ذکرہ لصحۃالنکاح وکذا إذا تزوجھا بشرط ان لامھر لھا ای فیصح النکاح لمابینا الخ. فتح القدیر[2] ص۴۳۴ ج۲ صورتِ مسئلہ میں زوج کے ذمہ مہر کی ادائیگی ضروری ہے اور ادائیگی سے پہلے جماع کا حق نہیں، لیکن اگر جماع کرلیا تب بھی یہ زنا نہیں ہوا، جماع حلال ہوا مگر زبردستی کی وجہ سے گنہگار رہوا۔

---

[1] قال الحصکفی، إن لم یؤجل أو یعجل کلہ فکما شرط لأن الصریح یفوق الدلالۃ، الدر المختار مع الشامی کراچی ص۱۴۴/۳، باب المہر، مطلب فی منع الزوجۃ نفسھا لقبض المھر، سکب الأنھر ص۵۲۷ ج۱ باب المھر تحت فصل، دار الکتب العلمیۃ بیروت.

[2] فتح القدیر ص۳۱۶ ج۳ باب المھر، النھر الفائق ص۲۲۹ ج۲ باب المھر، دار الکتب العلمیۃ بیروت، مجمع الأنھر ص۵۰۸ ج۱ دار الکتب العلمیۃ بیروت.

(۸) ایسی حالت میں بھی وہ نفقہ کی حقدار رہے گی اور ناشزہ ہونے کی وجہ سے نفقہ[۱] ساقط نہیں ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۶/۷/۵۹ھ

الجواب صحیح: عبداللطیف مظاہر علوم سہارنپور

مہر معجّل سے قبل زفاف

سوال:- شوہر اپنی عورت کے ساتھ سہاگ رات منانے جائے اور مہر معاف نہ کرائے تو کیا حکم ہے؟ یعنی بغیر مہر معاف کئے سہاگ رات منا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

بلا مہر معاف کرائے بھی اگر ہمبستری کی گئی تو وہ ناجائز نہیں لیکن بیوی کو حق ہے کہ مہر معجّل وصول کرنے سے قبل ہمبستری سے روکدے[۲]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۷/۶/۸۹ھ

کیا بغیر مہر دیئے بیوی کے پاس جانا منع ہے؟

سوال:- ہمارے یہاں یہ مشہور ہے کہ جب تک مہر ادا نہ کیا جائے اس وقت تک بیوی کے پاس جانا حرام ہے۔ یہ بات صحیح ہے یا نہیں؟

---

[۱] ولها السفر والخروج من المنزل أيضاً ولها النفقة لو منعت لذلک مجمع الأنهر ص۵۲۶ ج۱ باب المهر، البحر الرائق ص۱۷۹ ج۴ باب النفقة، مطبوعه سعيد کراچی، النهر الفائق ص۵۰۷ ج۲ باب النفقة مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[۲] ولها منعه من الوطء ودواعيه لأخذ مابين تعجيله من المهر أو قدر مايعجل لمثلها عرفاً، الدرعلى الرد ص۱۴۴ ج۳ باب المهر، النهر الفائق ص۲۵۸ ج۲ باب المهر، دار الكتب العلمية بيروت، سكب الأنهر ص۵۲۶ ج۱، دار الكتب العلمية بيروت،

الجواب حامداً ومصلیاً!

یہ بات غلط ہے۔ البتہ بیوی کو اسی وقت کچھ دینا بہتر ہے[۱]۔ ہاں مہر ادا کرنے کی فکر اور کوشش لازم ہے یہ اس کا حق ہے[۲]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۵/۲۹/ ۹۰ھ

مہر مؤجل کے مُطالبہ کا حق

سوال:- با کرہ کے والدین با کرہ کی طرف سے مہر بھی حاصل کرنے کے طالب ہیں۔ وہ بھی ازروئے عدالت مجاز۔ تو کیا ان سب مطالبات کی بناء پر بکر کے ذمہ با کرہ کے والدین کو دینا ازرُوئے شرع جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر بکر اپنی رضامندی سے نہیں بلکہ غیر شرعی امور کے تحت با کرہ یا اس کے والدین کی طلبی پر ازرُوئے عدالت مجاز طلاق دے تو کیا اس کا تعلق با کرہ سے ہمیشہ کے لئے مانند طلاق بائن منقطع ہو جائے گا یا نہیں؟ اور کیا با کرہ بعد عدت کسی دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے؟ براہِ کرم حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر مہر مؤجل تھا (جس کا مطالبہ طلاق، تفریق، موت پر کیا جاتا ہے) تو ابھی شوہر کے ذمّہ

---

[۱] ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم حین زوج علیا فاطمة قال یاعلی لاتدخل علی اھلک حتی تقدم لھم شیأ الخ. مجمع الزوائد علی ھامش بغیة الرائد. ص ۵۲۰ ج۴ باب الصداق حدیث نمبر ۷۴۹۸ مطبوعہ دارالفکر بیروت، قال المؤلف الحدیث الاول یدل علی منع الدخول بغیر اداء شیء من المھر والثانی یدل علی خلافہ محمل الاول علی الاستحباب والثانی علی الجواز الخ اعلاء السنن ص۸۷ ج ۱۱ کتاب النکاح باب استحباب تعجیل شیء من المھر عند الدخول، مطبوعہ کراچی.

ترجمہ:- بیشک نبی اکرم ﷺ نے جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا۔ ارشاد فرمایا اے علی اپنے اہل پر داخل مت ہونا یہاں تک کہ انکو کچھ دیدو۔

[۲] المھر دین فی ذمة الزوج، شامی زکریا ص ۲۳۰ ج۴ باب المھر قبیل مطلب فیما یرسلہ إلی الزوجة، وفی البحر لأن المھر فی حالة البقاء حقھا، البحر ص ۱۵۰ ج۳ باب المھر، مطبوعہ الماجدیہ کوئٹہ پاکستان.

اس کا ادا کرنا لازم نہیں۔عدالت میں اس کا دعویٰ کرنا بھی غلط ہے۔اگر مہر معجّل تھا یعنی جب بیوی طلب کرے تو بیوی کو بلا عدالت کے بھی اس کے طلب کرنے کا حق ہے اور اس کی طرف سے اس کے والدین کو بھی مطالبہ کا حق ہے۔ لابی الصغیرة المطالبة با لمھر اھ (درمختار) والصغیرة غیر قید، ففی الھندیة، للاب والجدوالقاضی قبض صداق البکرصغیرة کانت أو کبیرة الا اذا نھته، وھی بالغةصح النھی اھ (شامی[1]) لاخلاف لاحد ان تاجیل المھر الیٰ غایة معلومة نحو شھر أو سنة صحیح وإن کان لا إلی غایة فقد اختلف المشائخ فیه قال بعضھم یصح وھُوَ الصحیح وَھٰذا لانَّ الغایة معلومة فی نفسھا وھوالطلاق او الموت اھ (عالمگیری[2]) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۷/۳/۹۴ھ

مطالبۂ مہر

سوال:- مسماۃ زینب کا نکاح بعوض نوسو روپیہ کے ایک داروغہ صاحب سے ہوگیا تھا، داروغہ صاحب نے ایک مرتبہ مسماۃ زینب سے حالت غصہ میں یہ کہا کہ تو گھر سے نکل جا تجھ کو طلاق، اسکے بعد دوبارہ عقد کیا گیا تھا اب داروغہ صاحب کے انتقال کے بعد ان کی جائداد وغیرہ پر انکی پہلی بیوی کی اولاد قابض ہے، مسماۃ زینب نے اپنے مہر اور ترکہ کا دعویٰ کیا ہے، لیکن مخالفوں نے یہ افواہ اڑا رکھی ہے کہ داروغہ صاحب نے طلاق دے دی تھی، اب یہ عرض ہیکہ صورت موجودہ میں مسماہ زینب کو اپنے ترکہ اور مہر وصول کرنے کا حق داروغہ صاحب کی جائداد سے ہے یا نہیں اور عقد ثانی کے ثابت ہونے کی صورت میں اس کا استحقاق ہوگا یا نہیں، نیز مخالفوں کی افواہ سے نکاح

---

[1] الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۳۱۴ ج ۴ مطبوعہ کراچی ص ۱۶۱ ج ۳، باب المھر. مطلب لابی الصغیرة المطالبة بالمھر.

[2] عالمگیری کوئٹہ ص ۳۱۸ ج ۱ باب المھر الفصل الحادی عشر فی منع المرأة نفسھا بمھرھا الخ، مجمع الأنھر ص ۵۲۸ ج ۱ باب المھر تحت فصل، مطبوعہ دار الکتب العلمیة بیروت.

ثانی پر تو کوئی اثر نہیں پڑے گا اور اگر نکاح ثانی کا باضابطہ ثبوت بہم نہ پہنچ سکے تو کیا حکم ہوگا، امید کہ ہر پہلو پر نظر فرما کر جواب باصواب مع حوالہ کتب تحریر فرما کر ممنون فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر نکاح ثانی ثابت ہوجائے اور داروغہ صاحب کے انتقال تک دوبارہ شرعی جدائی ثابت ہوکر عدت نہ گزر چکی ہو تو مسماۃ مذکورہ اپنے حصہ میراث کی مستحق ہوگی، اور نکاح ثانی کی وجہ سے مہر ثانی کی بھی مستحق ہوگی اگر نکاح ثانی کا ثبوت نہ ہوسکا یا بحالت صحت داروغہ صاحب جدائی کا ثبوت ہوکر عدت ختم ہوچکی ہو تو حصہ میراث کی مستحق نہ ہوگی اور عقد اول کی وجہ سے مہر مذکور کا بہرحال مطالبہ کرسکتی ہے بشرطیکہ مہر ادا نہ کیا گیا ہو اور مسماۃ مذکور نے معاف بھی نہ کیا ہو اور مہر ثانی کے استحقاق کا مدار نکاح ثانی کے ثبوت پر ہے اور مہر کی ادائیگی تقسیم ترکہ سے مقدم ہے "المهر يتأكد باحد معان ثلثة الدخول والخلوة الصحيحة وموت احد الزوجين سواء كان مسمىٰ اومهر المثل حتى لايسقط منه بعد ذلک الا بالابراء من صاحب الحق ط فتاویٰ هنديه، ص۳۱۴/[1] للمرأة أن تهب مالها لزوجها من صداق ص۳۲۸/[2] اذا تزوج امرأة وخلا بهاثم طلقهابائناثم تزوجها فى العدة ثم طلقها قبل الدخول بها فى النكاح الثانى كان عليه مهر بالنكاح ومهر كامل بالنكاح الثانى، ص ۳۳۶/[3] الرجل اذا طلق امرأته طلاقاً رجعياً فى حال صحته اوفى حال مرضه برضا ها أوبغير رضاها ثم مات وهى فى العدة فانهما

---

[1] فتاویٰ هنديه ج ۱/ ص۳۰۳/ مطبوعه كوئٹه كتاب النكاح الباب السابع فى المهر الفصل الثانى فيما يتأ كد به المهر، بحر كوئٹه ص۱۴۳ ج۳، در مختار على الشامى كراچى ص۱۰۲ ج۳ باب المهر.

[2] عالمگيرى، ج ۱/ ص ۳۱۶/ (مطبوعه كوئٹه) الباب السابع فى المهر الفصل العاشر فى هبة المهر

[3] عالمگيرى، ج ۱/ ص۳۲۳/ مطبوعه كوئٹه) الباب السابع فى المهر الفصل الثالث عشر فى تكرار المهر.

یتوارثان بالاجماع ولوطلقها طلاقا بائنا اوثلاثاً ثم مات وهى فى العدة فكذلك عندنا ترث ولو انقضت عدتها ثم مات لم ترث اھ فتاویٰ هنديه، ص ۴۸۳[۱]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفی اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۲/۴/۵۶ھ

الجواب صحیح سعید احمد غفرلہ صحیح عبداللطیف ۱۳/ربیع الثانی ۵۶ھ

رخصتی سے قبل لڑکی کے باپ کو مطالبہ مہر کا حق

سوال:- زید کا نکاح شرعاً ہندہ سے ہوا۔ بروقت نکاح نصف مہر معجّل قرار پایا۔ ہندہ کی عمر اس وقت اٹھارہ سال تھی۔ نکاح کے ایک سال کے بعد پدرِ ہندہ نے رخصتی کا وعدہ کیا تھا، اس وقت ہندہ کی عمر بیس ۲۰ سال ہے، ابھی پدرِ ہندہ نے رخصتی نہیں کی ہے اور نہ شبِ زفاف کی نوبت آئی ہے پدر ہندہ ابھی دختر کی رخصتی نہیں کرتا ہے اور کل زرمہر کا طالب ہے لہٰذا شریعتِ محمدی کی رو سے جواب تحریر ہو کہ ایسی صورت میں کیا پدرِ ہندہ زرمہر کا مطالبہ قبل رخصتی کرسکتا ہے کہ نہیں؟ اگر کرسکتا ہے تو کس قدر حصص کا؟ برائے مہربانی جلد جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

صورت مسئولہ میں پدرِ ہندہ کو کل مہر کے مطالبہ کا حق نہیں، ہندہ کی طرف سے وکیل ہوکر برضامندی ہندہ کے صرف نصف مہر کے مطالبہ کا حق حاصل ہے۔ زید کو چاہئے کہ نصف مہر ادا کردے۔ اگر زید کو یہ خیال ہو کہ پدرِ ہندہ مہر وصول کرنے کے بعد رخصت نہیں کریگا تو زید کو چاہئے کہ حاکمِ وقت یا باعزت اہل محلّہ کے ذریعہ سے پدرِ ہندہ پر زور ڈالے کہ وہ ہندہ

[۱] عالمگیری ج ۱/ ص ۴۶۲/ مطبوعه كوئٹه، كتاب الطلاق الباب الخامس فى طلاق المريض، سكب الأنهر ص ۴۷ ج ۲ باب طلاق المريض، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، النهر الفائق ص ۴۰۶ ج ۲ باب طلاق المريض دار الكتب العلمية بيروت.

کو رخصت کے لئے اولاً تیار کرے اس کے بعد مقدارِ معجّل وصول کرے اور پھر جلدی رخصت کردے۔ ولها منعه من الوطئ لاخذ مابين تعجيله من المهر كله اوبعضه اھ درمختار. واشار الیٰ ان تسليم المهر مقدم لوخاف الزوج ان ياخذالاب المهر ولايسلم البنت يُومر الاب بجعلها مهيأةللتسليم ثم يقبض المهراھ ردالمحتار[1] ص ۵۵۴ ج ۲. اگر ہندہ مطالبہ پر رضامند نہیں بلکہ بغیر مطالبہ ہی رخصت کے لئے تیار ہو تو پدرِ ہندہ کو مطالبہ کا حق نہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۲/۲۳/ ۶۰ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ، صحیح: عبد اللطیف

رخصتی سے پہلے مطالبہ مہر

سوال:- زید نے بایں شرائط اپنی دختر کا نکاح بکر سے کردیا کہ پانصد کا زیور پارچہ اور یک ہزار پانصد میں دو دو کانیں مہر میں تحریر کرکے رجسٹری کرادے۔ نکاح پڑھا دیا، اب دختر کو رخصت نہیں کرتا اور چاہتا ہے کہ دو کانوں کا کرایہ نامہ میری دختر کے نام کردو۔ جب رخصت کروں گا۔ نکاح کو پندرہ ماہ ہوئے۔ کیا زید کی دختر بلا اس کے کہ وہ اپنے والدین کے یہاں سے آتی اور حق زوجیت ادا کرتی۔ کسی رقم زر دو ہزار بذریعہ نالش شرعاً حاصل کرنے کی حقدار ہوسکتی ہے۔ زید کی دختر چار پانچ سال تک رخصت ہوکر خاوند کے یہاں نہیں آئی۔ ایسی صورت میں اس قدر مدت گذر جانے پر شرعی طلاق ہوجائے گی یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر مہر معجّل پر نکاح ہوا ہے تو شرعاً عورت کو حق ہے کہ اپنے نفس کو شوہر کے حوالہ نہ کرے۔

---

[1] شامی کراچی ص ۱۴۴ ج ۳ باب المهر، سکب الأنهر ص ۵۲۶ ج ۱ باب المهر تحت فصل بلا ترجمة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، البحر الرائق ص ۱۷۷ ج ۳ باب المهر، مطبوعه سعيد كراچی.

جب تک مہر وصول نہ کرے۔ اگر کل مہر معجّل ہے تو عورت کو کل مہر کے مطالبہ کا حق حاصل ہے اگر کچھ معجّل ہے کچھ مؤجل تو معجّل کے مطالبہ کا حق حاصل ہے۔ اگر کل مہر مؤجل ہے تو عورت کو قبل مدت تاجیل مطالبہ کرنا جائز نہیں اگر وقت نکاح معجّل یا مؤجل کی کوئی تصریح نہ ہوئی ہو تو عرف کا اعتبار ہوگا اگر کل مؤجل ہوتا ہے تو عورت کو مطالبہ کرنا جائز نہیں اگر کل معجّل ہوتا ہے تو تمام کا مطالبہ جائز ہے۔ اگر بعض معجّل اور بعض مؤجل ہو تو معجّل کا مطالبہ جائز ہے نہ کہ مؤجل کا۔ اذا زوجت المرأة ولها مهر معلوم كان لها ان تحبس نفسها لإستيفاء المهر فان كان في موضع يعجل البعض ويترک الباقي في الذمة الیٰ وقت الطلاق او الموت كما هو عرف ديار ناكان لها ان تحبس نفسها لاستيفاء المعجل و هوالذي يقال في الفارسية ''دست وپیمان'' وليس لها ان تطالب بكل المهر فان بينوا قدر المعجل يعجل ذٰلک وان لم يبينوا شيئًا. ينظر الیٰ المرأة والیٰ المهر المذكور في العقد ان لم يكون المعجل لمثل هٰذا المرأة من مثل هٰذا المهر فيعجل ذٰلک معجلاً ولا يقدر ذٰلک بالربع ولا بالخمس وانما ينظر الیٰ المتعارف لان الثابت عرفا كالثابت شرعاً وان شرطوا في العقد تعجيل كل المهر يعجل الكل معجلاً ويترک العرف فتاویٰ قاضیخان[1] ص ۴۳۶ ج ۱۔ ۴/ یا ۵/ سال خاوند کے گھر نہ جانے سے عورت پر طلاق نہیں ہوتی۔ جب تک کہ خاوند طلاق نہ دے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررۂ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ ۱۲/۷/ ۵۲ھ

صحیح: عبداللطیف ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۶/ رجب المرجب ۵۲ھ

مقدارِ مہر کو مقرر کردینا

سوال:- کیا کسی فرد یا جماعت کو مہر کی ایک حد مقرر کرنے کا حق حاصل ہے جب کہ اس قسم

[1]......فتاوى قاضيخان ص ۳۸۵ ج ۱، فصل في حبس المرأة نفسها باب المهر مكتبه كوئٹه پاكستان، عالمگیری كوئٹه ص ۳۱۸ ج ۱ الفصل الحادي عشر في منع المرأة نفسها بمهرها، مجمع الانهر ص ۵۲۶ - ۵۲۷ ج ۱ باب المهر، دار الكتب العلمية بيروت.

کی تحدید پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ، جیسے جلیل القدر صحابی اور صاحب اختیار خلیفہ نے اپنا حکم واپس لے لیا تھا اور دوبارہ منبر پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا تھا "فمن شاء ان يعطى مااحب"

الجواب حامداً ومصلیاً!

حیثیت سے زیادہ مہر مقرر کرنا شرعاً پسندیدہ نہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منع فرمایا ہے[1] لیکن کسی فرد کو یا کسی جماعت کو یہ حق نہیں ہے کہ سب برادری کے لئے مہر کی کوئی خاص مقدار مقرر کردے کہ اس سے کمی زیادتی کی اجازت ہی نہ رہے اور ہر شخص خواہ مخواہ ہی اسی مقدار پر مجبور ہو جائے البتہ شریعت نے کم سے کم مقدار دس ۱۰ درہم مقرر کی ہے اس سے کم درست نہیں، زیادہ کی مقدار مقرر نہیں کی[2]۔ حضرت نبی اکرم ﷺ کا نکاح حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوا، چار ہزار درہم مہر مقرر رہا جو کہ نجاشی نے ادا کیا۔ جیسا کہ کتبِ احادیث وسیر میں ہے[3]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیو بند ۲۹/۱۱/ ۸۹ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دار العلوم دیو بند ۳۰/۱۱/۸۹ھ

---

[1] عن عمر بن الخطابؓ الا لا تغالوا صدُقة النساء الحديث، مشكوٰة شريف ص۲۷۷ باب الصداق، الفصل الثانی، مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

[2] وتجب العشرة إن سماها أو دونها ويجب الأكثر منها إن سمى الأكثر قوله: ويجب الأكثر أى بالغاما بلغ فالتقدير بالعشرة لمنع النقصان، الدر مع الرد ص۱۰۲ ج۳ كراچى باب المهر، مجمع الأنهر ص۵۰۹ ج۱، باب المهر، دار الكتب العلمية بيروت، عالمگيرى كوئٹه ص۳۰۳ ج۱ الباب السابع فى المهر.

[3] عن ام حبيبة انها كانت تحت عبدالله بن جحش فمات بارض الحبشة فزوجها النجاشى النبى صلى الله عليه وسلم وامهر ها عنه اربعة الاف مشكوٰة ص۲۷۷ ج۱ باب الصداق، المواهب اللدنية (شرح الزرقانى) ص۲۴۳ ج۳ ام حبيبة أم المؤمنينؓ، مطبوعه دار المعرفة بيروت.

ترجمہ: حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا عبداللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں حبشہ میں شوہر کا انتقال ہو گیا تھا نجاشی شاہ حبشہ نے ان کا نکاح حضور اکرم ﷺ سے کر دیا اور حضرت کی طرف سے چار ہزار روپے مہر میں خود ادا کر دئے۔

حیثیت کے اختلاف سے مہر میں اختلاف

سوال:- اگر مہر بحیثیت مالی حالت کے مقرر کیا جائے تو میرا مہر کتنا مقرر کیا جائے گا جب کہ میرے کارخانے کی مجموعی آمدنی تقریباً ایک ہزار روپے مہینہ ہے جس میں میرا ایک بھائی دو بہنیں اور ماں بھی شریک ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

شریعت نے اس کی تحدید نہیں کی۔ جتنی مقدار آپ کو ادا کرنا سہل ہو اور لڑکی کے حالات کے بھی مناسب ہو تجویز کرلیا جائے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳۰/۱۱/ ۸۹ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۳۰/۱۱/ ۸۹ھ

قوم کی طرف سے مہر کی تعیین اور اس کے خلاف پر جرمانہ

سوال:- قوم کے سربرآوردہ لوگوں نے یہ تجویز پاس کی ہے کہ آئندہ سب لوگوں کو اپنی اولاد کے نکاح ۲۵/روپیہ سے زیادہ کی رقم پر نہ کرنا چاہئے چنانچہ تمام قوم اس کی پابند ہے مخالف پر جرمانہ وغیرہ کیا جاتا ہے۔

تو تعیین مہر کا ان لوگوں کو حق ہے یا نہیں۔ صحت نکاح میں کوئی خرابی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

مہر پچیس روپیہ یا اس سے زائد یا اس سے کم دس درہم تک مقرر کرنا جائز ہے اور بہر صورت

---

[1] وتجب العشرة إن سماها أو دونها ويجب الأكثر منها إن سمى الأكثر (قوله ويجب الأكثر أى بالغا ما بلغ فالتقدير بالعشرة لمنع النقصان، الدر مع الرد ص ۱۰۲ ج ۳، مطبوعه کراچی باب المهر، عالمگیری ص ۳۰۳ ج ۱ الباب السابع فی المهر، مطبوعه کوئٹه، مجمع الأنهر ص ۵۰۹ ج ۱ باب المهر، دار الكتب العلمية بيروت.

E:\F.M.Fainal\Jild-17\10-Mehar Ka Byan 02

نکاح صحیح ہوجاتا ہے۔کم کی مقدار دس درہم شریعت کی جانب سے متعین ہے زیادہ کی مقدار متعین نہیں ہے[1] کسی اور کو انتہائی مقدار لازمی طور پر متعین کرنے کا حق حاصل نہیں نہ کسی کی تعیین سے متعین ہوسکتی ہے، البتہ زیادہ مہر مقرر کرنا کچھ فضیلت کی بات نہیں خصوصاً جب کہ اس کی وسعت بھی نہ ہو۔ (عمرؓ) **قال فی الخطبة لاتغالوا فی صدقات النساء فان ذٰلک لوکان مکرمة فی الدنیا وتقوی عندالله کان اولیٰ کم به رسو ل الله صلی الله علیه وسلم ما اصدق رسو ل الله ﷺ امرأة من نسائه ولا اصدقت امرأة من بناته اکثرمن ثنتی عشرة اوقیة : جمع الفوائد[2] ص۲۱۹ ج۱۔**

مہر فاطمی مقرر کرنا افضل ہے[3] ورنہ کم از کم وسعت سے زیادہ مقرر نہ کیا جاوے۔کیوں کہ اس میں بہت سے مفاسد ہیں۔ مال کا جرمانہ شرعاً جائز نہیں **قال ابن النجیم بعد بحث والحاصل ان المذهب عدم التعزیر باخذ المال. بحرؒ[4] ص ۴۱ ج۵.**

قوم کی اس تجویز سے نکاح میں کوئی خرابی نہیں آتی۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود حسن گنگوہی عفا اللہ عنہ ۱۲/۲۵/ ۵۲ھ

صحیح :سعید احمد مدرس مدرسہ ہٰذا ۲۶/ ذی الحجہ ۵۲ھ

صحیح :عبد اللطیف ۲۶/ ذی الحجہ ۵۲ھ

---

[1] وأقله عشرة دراهم الیٰ ما قال فی حدیث جابرؓ لا مهر اقل من عشرة دراهم الخ زیلعی ص۱۳۶ ج۲ باب المهر مطبوعه امدادیه ملتان، مجمع الأنهر ص۵۰۹ ج۱ دار الکتب العلمیة بیروت، شامی کراچی ص۱۰۲ ج۳ باب المهر.

[2] جمع الفوائد ص۲۱۹ ج۱ باب الصداق والولیمة مکتبه رحیمیه دیوبند

[3] یستحب کون الصداق خمس مائة درهم، النووی علی المسلم ص۴۵۸ ج۱ باب الصداق مطبوعه بلال دیوبند.

[4] البحر ص۴۱، ج۵، کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، شامی کراچی ص۶۱ ج۴ کتاب الحدود مطلب فی التعزیر بأخذل المال، عالمگیری ص۱۶۷ ج۲ فصل فی التعزیر مطبوعه کوئٹه.

مہر قسطوار بھی دیا جا سکتا ہے

سوال: - مہر چار ہزار روپیہ مقرر کیا گیا تھا۔ اس وقت زید کی حالت ایسی نہیں ہے کہ ایک مشت ادا کر سکے۔ اس کے لئے کیا جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

بیوی کی رضامندی سے قسط وار بھی ادا کرنے کی اجازت ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

مہر قسطوار اور نفقہ

سوال: - زید نے زاہدہ بی بی کو نو ۹/ ماہ کے حمل کی مدت میں اس کی بداخلاقی کی بنا پر مجبور ہو کر طلاق دیدی، اس کا مہر دینے کے لئے تیار نہیں۔ لیکن زاہدہ کے میکے والے بہت زیادہ زور ڈال کر مہر ایک مشت لینا چاہتے ہیں۔ لیکن زید اپنی غربت سے مجبور ہے۔ زید کی خانگی زندگی زاہدہ کی بداخلاقی اور کمینگی کی بنا پر جہنم کا نمونہ بن گئی تھی۔ زید صرف ۱۲۰/ روپئے پر ایک جگہ ملازمت کرتا ہے۔ ایسی صورت میں اسے والدہ اور ایک غیر شادی شدہ بہن کا بھی خرچہ برداشت کرنا پڑ رہا ہے جس سے ایک مشت مہر دینے سے مجبور ہے، اس کی کوئی صورت بتائیں۔ نیز زید کے ایک لڑکا ڈیڑھ سال کا ہے۔ زاہدہ کے گھر والے وہ لڑکا بھی نہیں دے رہے ہیں۔ طلاق کے بعد زاہدہ کو ایک لڑکی تولد ہوئی۔ اب وہ خوراکی دینے کے لئے کہہ رہی ہے۔ زید چاہتا ہے کہ لڑکا اس کے پاس

---

[1] كما يستفاد كما يقع فی ديار مصر فی بعض الأنحكة انهم يجعلون بعضه حالاً وبعضه مؤجلا الى الطلاق أو إلى الموت وبعضهم منجما فی كل سنة قدر معين الخ بحر كوئٹه ص۱۷۸ ج۳ باب المهر، شامی زكريا ص ۲۹۱ ج۴ باب المهر، مطلب فی منع الزوجة نفسها لقبض المهر.

رہے اور لڑکی کی خوراکی دیتا رہے تاکہ اس پر بار کم ہوجائے، مگر وہ لوگ تیار نہیں ہیں۔ از روئے شرع اس کا کیا حل ہے؟ جواب سے نوازیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

شادی سے پہلے لڑکی کے اخلاق اور دینداری کی تحقیق کی ضرورت تھی۔ اس سے غفلت اختیار کی گئی جس کا خمیازہ بھگتنا پڑا۔ پھر طلاق دینے سے پہلے سوچنے کی ضرورت تھی کہ مہر کیسے ادا کیا جائے گا، نفقۂ عدت کہاں سے دیا جائے گا، بچے کے خرچ کا انتظام کیا ہوگا، والد اور بہن کی ضرورت کس طرح پوری ہوگی، خود کیا کھائیں گے۔ بغیر انجام پر نظر کئے ہوئے قدم اٹھانے پر پشیمانی ہوتی ہے اور پریشانی بھی۔ بیوی کا مہر بہرحال واجب ہے[۱] اس کو مطالبہ کا پورا حق حاصل ہے۔ اس کو قسطوار وصول کرنے پر راضی کیجئے۔ سنجیدہ بااثر آدمیوں کو درمیان میں ڈال کر ان کے ذریعہ معاملہ طے کرائیں۔ اگر تین طلاق نہ دی ہو بلکہ کم دی ہو تو دوبارہ نکاح کی اجازت ہے بشرطیکہ دونوں رضامند ہوں[۲] اولاد کا نفقہ[۳] آپ کے ذمہ لازم ہے اگرچہ وہ اپنی والدہ کے پاس رہے۔ بچہ جب تک اس قابل نہ ہوجائے کہ اپنی ضروریات (کھانا، پینا، پہننا، استنجاء وغیرہ) خود کرنے لگے۔ زبردستی اس کو لینے کا آپ کو حق نہیں بلکہ حقِ پرورش اس کی والدہ ہی کو ہے۔ بچی کی

---

[۱] والمهر يتأكد بأحد معان ثلاثة الدخول والخلوة الصحيحة وموت احد الزوجين سواء كان مسمیٰ أو مهر المثل حتى لايسقط منه شئ بعد ذالک إلا بالإبراء، الهندية ص۳۰۳، ج۱، الفصل الثانى فيما يتأكد به المهر والمتعة، بحر كوئٹه ص۱۴۳، ج۳، در مختار على الشامى كراچى ص۱۰۲، ج۳، باب المهر،

[۲] إذا كان الطلاق بائناً دون الثلاث فله ان يتزوجها فى العدة وبعد انقضائها الخ فتاوىٰ عالمگيرى ص۴۷۲ ج۱ الباب السادس فى الرجعة، مطبوعه كوئٹه، النهر الفائق ص۴۲۰ ج۲ باب الرجعة فصل فيما تحل به المطلقة، دار الكتب العلمية بيروت.

[۳] نفقة الأولاد الصغار على الأب لايشاركه فيها أحد الخ. الهندية ص ۵۶۰ ج۱ الفصل الرابع فى نفقة الاولاد، شامى كراچى ص۶۱۲ ج۳ باب النفقة.

پرورش کا بھی والدہ کو حق ہے جب تک بچی میں بلوغ کے آثار ظاہر نہ ہوں[1] اس کے بعد آپ لے سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۶/ ۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

زوجہ اگر وصول نہ کرے تو زوج مہر کس طرح ادا کرے

سوال: -مسماۃ ہندہ کو طلاق لئے ہوئے دو برس ہو چکے ہیں۔ دین مہر نہ وہ لیتی ہے اور نہ ہی صاف الفاظ میں منع کرتی ہے بلکہ یہ کہہ دیتی ہے کہ میں اپنا بدلہ آخرت میں لوں گی زید دین مہر سے اپنی زندگی میں سبکدوش ہونا چاہتا ہے اور ہندہ سے بار بار لجاجت کرتا ہے کہ کسی طرح وہ اپنا قرض وصول کرلے۔ چنانچہ بذریعہ ڈاک بیمہ رقم دین مہر زید نے ہندہ کو پہونچادی مگر ہندہ نے اپنی کسی مصلحت کی بناء پر رقم ارسال کردہ بیمہ واپس کردی کہ مجھے تمہارے اس روپے کی ضرورت نہیں میں اپنا بدلہ خدا کے یہاں آخرت میں لوں گی اس اثناء میں زید نے مصالحت کرنے کی کئی ایک بار کوشش کی مگر مسماۃ ہندہ کے عزیز واقرباء نے مزاحمت کی اور زید کو مالی وجسمانی نقصان پہونچانے کے درپے ہو گئے۔

ہندہ کا اپنا قرض دنیا میں وصول نہ کرنا حالانکہ زید نے بذریعہ ڈاک رقم دَین مہر ہندہ کو پہونچادی مگر اس نے واپس کردی اور قرض خواہ کا یہ کہنا کہ میں تو آخرت میں بدلہ لوں گی شرع شریف میں کیا حکم ہے اگر مقروض رقم دین مہر عندالطلب ادا کرنے سے انکار کرتا تو وہ قصوروار تھا اور قرض خواہ یہ کہنے کا حقدار تھا کہ میں آخرت میں بدلہ لوں گی لیکن یہاں تو معاملہ دیگر گوں ہے ہندہ کے بغیر طلب کے زید کے ذمہ رقم مہر جائز طریقہ سے ہندہ تک پہونچانے کا حق ہے زید

---

[1] والحاضنة أما أو غيرها أحق به أى بالغلام حتى يستغنى عن النساء وقدر بسبع وبه يفتى لأنه الغالب...... والام والجدة أحق بها بالصغيرة حتى تحيض أى تبلغ فى ظاهر الرواية، الدر على الرد ص۵۶۶، ج۳، كراچى باب الحضانة، عالمگیری ص۵۴۲ ج۱ الباب السادس عشر فى الحضانة، مطبوعه كوئٹه، البحر الرائق ص۲۸۷ ج۴ باب الحضانة، مطبوعه رشيديه كوئٹه،

پہونچا دیتا ہے وصول کرنا یا نہ کرنا یہ ہندہ کا فعل ہے وجہ خواہ کچھ بھی ہو مگر زید نے حق ادا کرنے کی پوری کوشش دنیا میں کر لی۔

جواب طلب یہ امر یہ ہے کہ کیا زید عنداللہ بری الذمہ ہوسکتا ہے اور آخرت میں یہ صورت بخشش یا ہبہ کی ہوسکتی ہے یا نہیں ہندہ کا رقم مہر چھوڑنا حالانکہ زید ادا کرنا چاہتا ہے کیا یہ صورت إلاّ ان یعفون کے تحت میں آسکتی ہے۔ یا نہیں۔

الجواب حامداً ومصلياً!

اگر ہندہ دین مہر کو معاف نہیں کرتی اور وصول بھی نہیں کرتی تو زید کو چاہئے کہ مہر کی رقم ہندہ کے سامنے اس طرح رکھدے کہ اگر وہ ہاتھ بڑھا کر اٹھانا چاہے تو اٹھالے اور اس کے بعد ہندہ کو اختیار ہے خواہ اٹھائے خواہ نہ اٹھائے۔ اس طرح اس کے سامنے رکھدینے سے زید بری ہوجائے گا اور آخرت کا بار اس کے ذمہ نہیں ہوگا اور محض وصول کرنے سے انکار کی وجہ سے معافی نہ ہوگی۔ التخلیة رفع الموانع بان یضع المال بین یدی المولی. بحیث لو مدیدہ اخذہ فحینئذ یحکم القاضی بانہ قبضہ و کذا فی ثمن المبیع وبدل الاجارة وسائر الحقوق اھ ردالمحتار[1] ص ۹۰ ج ۳

اگر ہندہ کا مطلب یہ ہے کہ میں نے اپنے دین مہر دنیا میں معاف کردیا ہے اور آخرت میں اس کا ثواب لوں گی تو مہر معاف ہوگیا اور اگر چہ یہ مطلب نہیں بلکہ یہ مطلب ہے کہ دنیا میں وصول نہیں کرتی تا کہ شوہر کے ذمہ آخرت کا وبال باقی رہے تو معاف نہیں ہوا۔ طریقہ مذکورہ سے ادا کردیا جائے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۴/۵/ ۵۵ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۵/ ج ۱/ ۵۵ھ

---

[1]......شامی نعمانیہ ص۲۷ ج۳ باب العتق علی جعل شامی زکریا ص۴۳۲ ج۵، البحر الرائق ص۵۸، ج۴، باب العتق علی جعل، مطبوعہ سعید کراچی، زیلعی مع حاشیة الشلبی ص۹۴ ج۳ مطبوعہ امدادیہ ملتان.

مہر بیوی کے سامنے رکھنے سے ادا ہو گیا

سوال: -قمرالدین کے یہاں ایک لڑکا دوسری لڑکی تھی، لڑکی کی شادی کرنے کے بعد سامانِ جہیز دیکر رخصت کیا۔ محمد عمر کی شادی قمرالدین نے کی لیکن بچپن میں عمر کی بیوی کا انتقال ہوا۔ قمرالدین کے انتقال کے بعد محمد عمر کا نکاح ماموں صاحب نے کیا۔ اس بیوی کے دو بچے پیدا ہوئے۔ لڑکی کا انتقال ہو گیا لڑکا حیات ہے۔ لیکن چار سال کا تھا کہ اس کے والد محمد عمر کا انتقال ہو گیا اس کے بعد اس کی پھوپھی مع سامان کے لڑکے اصغر کو اپنے گھر لے گئی اور پرورش کرنے پر اپنی پوتی سے نکاح کر دیا اور پانچ چار سال لڑکی نکاح میں رہی اس کے بعد لڑکی کے باپ نے کچھ تہمت یا الزامات لگا کر لڑکی کو آزاد یا طلاق حاصل کر لی ہے لیکن بیوی کی زبانی معلوم ہوا کہ مہر بندھی تھی وہ لڑکی کے سامنے رکھا تو لڑکی نے بخوشی واپس لوٹا کر معاف کر دیا اور اب رہا سامان ومکانات کا معاملہ یہ ہے کہ قمرالدین اور فرزند محمد عمر کی یہ میراث تھی لیکن حیات اصغر کو پھوپھی صاحبہ تمام سامان گھر کا لیکر اپنی سسرال چلی گئی اور مکان مسجد کو دیدیا جب کہ اصغر جوان ہو گیا تھا اور اس شرط پر دیا کہ میرا حق ہے تم بھی اپنا حق دو۔ اب مکان میں اور سامان میں وہ حقدار ہے یا نہیں؟ اگر حقدار ہے تو وہ اپنا سامان پھوپھی سے لے سکتا ہے اور مکان بھی لے سکتا ہے؟ آیا پھوپھی کو بھی کچھ حق پہونچے گا یا نہیں؟ اگر پہونچے تو اس کا طریقہ تقسیم کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

جب شوہر نے مہر کا روپیہ ادا کرنے کے لئے بیوی کے سامنے رکھ دیا اور بیوی نے بخوشی وہ روپیہ شوہر کو دیدیا اور دونوں کو اس کا اقرار ہے تو مہر ادا ہو گیا[۱]۔ قمرالدین کے انتقال پر لڑکی اور لڑکا

---

[۱] التخلیة رفع الموانع بان یضع المال بین یدی المولی بحیث لو مد یدہٗ اخذه فحینئذ یحکم القاضی بانه قبضه وکذا فی ثمن المبیع وبدل الإجارة وسائر الحقوق شامی نعمانیه ص۲۷ ج۳ باب العتق علی جعل شامی زکریاص ۴۳۲ ج۵، البحر الرائق ص۲۵۸ ج۴ باب العتق علی جعلٍ، مطبوعه سعید کراچی، زیلعی مع حاشیة الشلبی ص۹۴ ج۳.

محمد عمر دونوں وارث ہیں لڑکی کا اکہرا حصہ ہے اور لڑکے محمد عمر کا دوہرا حصہ ہے[۱] محمد عمر کے انتقال پر اسی شرح کے ساتھ لڑکا (اصغر) اور لڑکی دونوں وراث ہیں۔ پھوپی کو قمر الدین کے ترکہ سے کچھ نہیں ملے گا وہ اس میں حقدار نہیں[۲] اگر چہ اپنے والد کے ترکہ میں حقدار ہے۔ پھوپی صاحبہ نے بچہ کی پرورش کی بہت اچھا کیا ان کو اجر ملے گا لیکن قمر الدین اور محمد عمر کی متروکہ جائیداد، روپیہ، مکان، سامان کسی چیز میں بھی ان کو تصرف مالکانہ کرنے کا حق نہیں[۳] محض ان کے مکان مسجد میں دینے سے وہ مکان مسجد کا نہیں ہوا۔ ہاں اگر اصغر نے بالغ ہونے کے بعد بخوشی مسجد میں دیا ہے تو وہ مسجد کا ہو گیا اصغر کو پورا حق حاصل ہے کہ اپنے باپ دادا کا پورا سامان پھوپھی صاحبہ سے واپس لیلے مگر چونکہ پھوپھی صاحبہ نے اس کی پرورش کی، شادی کی، اس لئے ان کے احسان کو فراموش نہیں کرنا چاہئے۔ ان کے ساتھ ہمیشہ ہمدردی سے پیش آئے اور اپنی وسعت کے موافق مالی خدمت بھی کرتا رہے ویسے بھی پھوپھی صاحبہ کا رشتہ ایسا ہے کہ ان کی خدمت کرتے رہنا چاہئے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۱/۷/ ۸۹ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

دو دینار سرخ کا مہر قرار دینا

سوال:- مہر میں دو دینار سرخ سلطانی باندھنا کیسا ہے؟

---

[۱] اما بنات الصلب فاحوال ثلاث الی قوله ومع الابن للذکر مثل حظ الانثیین، سراجی ص ۱۲ فصل فی النساء مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

[۲] وبنو الاعیان والعلات کلهم یسقطون بالابن وابن الابن وان سفل، سراجی ص ۱۷ فصل فی النساء، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

[۳] لا یجوز التصرف فی مال غیره بلا اذنه ولا ولایته الخ در مختار علی الشامی زکریا ص ۲۹۱ ج ۹ کتاب الغصب مطلب فیما یجوز من التصرف بمال الغیر الخ، الاشباه والنظائر ص ۱۵۷، الفن الثانی، کتاب الغصب، مطبوعه اشاعت الاسلام دهلی،

الجواب حامداً ومصلیاً!

مہر میں دینار سرخ وغیرہ باندھنا درست ہے[۱] لیکن بہتر طریقہ یہ ہے کہ مروجہ سکہ باندھنا چاہئے تا کہ عندالاداء نزاع نہ ہو[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررۂ العبد محمود غفرلہٗ

جس زمین کا مہر میں وعدہ کیا جائے اس کا دینا ضروری ہے

سوال: - ایک بیوہ ہے جس کے تین جیٹھ دیور موجود ہیں نکاح کرنے کے لئے بڑی کوشش کرتے رہے مگر اس نے نکاح کرنے سے انکار کیا۔ اتفاق سے اس کے نام ایک چوتھائی حصہ زمین کا چڑھ گیا اور وہ زمین کے فروخت کی کوشش میں لگی۔ جیٹھ دیور کو جب معلوم ہوا تو پھر بہت نکاح کی کوشش کی، اس نے بڑی مشکل سے نکاح کو کہا اور یہ بھی کہا کہ نکاح میرا نہیں ہوتا یہ تو زمین کا نکاح ہوتا ہے مگر شریعت سے اس کو زمین کا حق نہیں پہونچتا۔ فقط اس کے ایک لڑکی ہے۔ مگر ان جیٹھ دیوروں نے وعدہ کیا کہ ہم تجھے پندرہ بیگہ زمین مہر میں دیں گے۔ تو وہ اپنے بڑے جیٹھ سے نکاح کے لئے رضامند ہوگئی اور نکاح ہوگیا۔ اب اس کو زمین دیں یا نہ دیں؟ قبضے کا وعدہ کیا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

مہر میں جتنی زمین مقرر کی گئی ہے وہ بھی اس کا حق ہے اس کو دینا لازم ہے[۳] ورنہ اس کا وبال سخت ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررۂ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۶/۱/ ۹۱ھ
الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] المهرهوالمال يجب فى عقد النكاح على الزوج، فتح القدير ص ۳/۳۱۶، باب المهر، دارالفكر بيروت.

[۲] لان الجهالة مفضية إلى المنازعة، فتح القدير ص ۲۶۳ ج ۶ كتاب البيوع، دار الفكر بيروت.

[۳] هكذا يستفاد ولوتزوجها على بيت بعينه فلها ذالك، الهندية ص ۳۱۰ ج ۱، الفصل الخامس فى المهر تدخله الجهالة، أحق ما أوفيتم من الشروط أن توفوا به مااستحللتم به الفروج (بقیہ اگلے صفحہ پر)

مہر کو بطور نفقہ ادا کرنا

سوال: - بکر نے عرصہ ۳ ۳/۴ سال کا ہوا اپنا نکاح ایک بیوہ سے کیا بعوض مبلغ ۱۱۰۰؍ روپیہ اور طے ہوا کہ ایک دختر جس کی عمر ۱۱؍ سال ہے عنقریب شادی ہوکر اپنے خاوند کے یہاں چلی جاوے گی۔ دوسرا لڑکا جس کی عمر ۷؍ سال ہے اپنے ماموں کے ہمراہ رہے گا تیسرا لڑکا جس کی عمر ۳؍ سال ہے بیوہ کے ہمراہ رہے گا۔

بعد نکاح بیوہ نے اپنے ہر سہ بچوں کو اپنے ہمراہ رکھا اور سب کا خرچہ شوہر ثانی کے ذمہ رہا۔ ۶؍۷؍ ماہ گذرنے پر بیوہ نے اپنی دختر کا عقد موجودہ شوہر کے لڑکے سے جو کہ بکر کی پہلی بیوی کے بطن سے ہے بلا رضامندی شوہر کردیا جس کا کفیل بھی بکر کو ہونا پڑا۔ ایک سال تک بکر نے جملہ اخراجات برداشت کئے مگر جب بکر مجبور ہوگیا کہ اس کی عورت کے اخراجات اس کی آمدنی سے ڈیوڑھے ہوجاتے ہیں تو بکر نے اپنی کل آمدنی تعدادی مبلغ ۵۸؍۔ روپیہ ۲؍ فروری ۳۳ء عورت کے ہاتھ میں یہ کہہ کر کہ میں حلفیہ کہتا ہوں کہ میرے پاس اس قدر نقد روپیہ نہیں جو ایک دم مہر ادا کردوں مہر میں ادا کردیا اور یہ کہا کہ خواہ اس رقم کو تم اپنی اولاد پر صرف کرو یا جو چاہو کرو اس کے چند گواہ بھی موجود ہیں۔ عورت نے ہر ماہ تنخواہ لینا شروع کردی اس دوران میں کئی مرتبہ بکر نے عورت کے گوش گذار کردیا کہ یہ روپیہ تمہارے مہر میں سے ادا ہو رہا ہے اس طرح ۳؍ ستمبر ۳۴ء تک اپنی کل آمدنی مبلغ ۱۱۰۰؍ روپیہ مہر میں ادا کردیا۔ لہٰذا اس صورت میں مہر ادا ہوا یا نہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

نفقہ عورت کا اور جس کا اس کے ذمہ ہے اس کے علاوہ جو کچھ شوہر نے اس کو دیا ہے اس کو مہر میں محسوب کرنا درست ہے اور صورت مسئولہ میں چونکہ پہلے کہہ دیا گیا ہے اور عورت نے اس کو رد

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) بخاری شریف ص ۷۸۲ ج ۲ باب الشروط فی النکاح، شامی کراچی ص ۱۲۹ ج ۳ باب المهر مطلب فی احکام الخلوة.

ترجمہ:- شرطوں میں پورا کئے جانے کے زیادہ لائق وہ شرطیں ہیں جن کے ذریعہ تم نے شرمگاہوں کو حلال کیا ہے۔

نہیں کیا ہے بلکہ اس کے موافق عمل کرتی رہی تو رقم مذکورہ اگر نفقۂ واجبہ کے علاوہ عورت کے پاس پہونچی تو مہر ادا ہو چکا[1] اور ۶۰/ روپے زائد پہونچے اگر نفقہ واجبہ بھی اسی میں ہے تو اس کو منہا کیا جائے گا اور بقیہ رقم کو مہر میں شمار کیا جائیگا جتنا مہر شوہر کے ذمہ بچے گا عورت کو اس کے مطالبہ کا حق ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ

اور بکر کے لڑکے کا نکاح اگر وہ نابالغ ہے تو بکر کی اجازت پر موقوف ہے۔ بکر اجازت دے گا تو نافذ ہوگا ورنہ نہیں بشرطیکہ لڑکی کا کوئی ولی اقرب ماں کے علاوہ نہ ہو اگر کوئی اور بھی ولی لڑکی کا موجود ہے تو اس کی بھی اجازت ضروری ہے[2] جب کہ لڑکی نابالغہ ہو اگر لڑکی بالغہ ہے تو خود اس کی اجازت کافی ہے[3] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفی عنہٗ ۲۸/۳/ ۵۳ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ...... صحیح: عبد اللطیف ۲۸/ج ۱/ ۵۳ھ

بیوی کے علاج میں مہر کا روپیہ

سوال: -نعیم الحق کی بیوی کا مہر دوہزار روپیہ ہے۔ بیوی کو ٹی، بی کا مرض ہے۔ تو نعیم الحق کا جو روپیہ بیوی کے علاج میں خرچ ہوا وہ مہر میں محسوب ہوگا یا نہیں؟

---

[1] ومن بعث إلى إمراته شيئاً فقالت هوهدية وقال هومن المهر فالقول قوله فى غير المهيأ للاكل كالعسل......وفى متا ع كان واجب عليه كالخمار والدرع ومتاع الليل فليس له أن يحتسب من المهر الهندية ص ۳۲۲ ج ۱ باب المهر، بحر كوئٹه ص ۱۸۴ ج ۳ باب المهر، فتح القدير ص ۳۷۹ ج ۳ دار الفكر بيروت.

[2] فلو زوج الأبعد حال قيام الأقرب توقف على إجازته الدرالمختار ص ۸۱ ج ۳ کراچی با ب الولی، عالمگيرى ص ۲۸۵ ج ۱ الباب الرابع فى الاولياء، مطبوعه كوئٹه.

[3] وينعقد نكاح الرحة العاقلة البالغة برضاها الخ هدايه ص ۳۱۳ ج ۲ باب فى الأولياء الخ، مطبوعه ياسر نديم ديوبند، عالمگيرى ص ۲۸۷ ج ۱ الباب الرابع فى الأولياء.

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر شوہر نے بیوی سے یہ کہا کہ تمہارا علاج تمہارے مہر کے روپیہ سے کردوں اور اس نے اجازت دیدی تب تو مہر صورت مسئولہ میں شوہر کے ذمہ باقی نہیں رہا اور نہ جتنا روپیہ خرچ کیا وہ تبرع اور احسان تھا جو اَب مہر میں محسوب نہ ہوگا۔ کما لایلزمه مداواتها اھ ای اتیانه لها بدواء المرض ولااجرة الطبیب ولاالفصد اھ ردالمحتار[۱] ص ٦٤٦ ج ٢ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

مہر اپنے والد کے قرض میں وصول کرنا

سوال: - دورانِ نکاح کی بات چیت کے وقت لڑکی کے والد نے گیارہ سو پچاس ١١٥٠ روپے بطور قرض لئے تھے، وہ روپے مہر میں کسی شکل سے ادا ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ مہر مبلغ ایک ہزار روپے ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

لڑکی کے والد نے جو روپیہ لڑکے سے قرض لیا ہے اس کو مہر میں شمار کر لینا درست ہے جب کہ اس پر لڑکی راضی ہو کر شوہر کو مہر سے بری کرتی ہے اور مہر اپنے والد سے وصول کرے گی[۲]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ٢٣/٩/ ٩١ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] شامی نعمانیه ص ٦٤٦/٢، مطلب لاتجب علی الأب نفقةزوجة ابنه الصغیر، شامی زکریا ص ٢٨٥ ج ٥ باب النفقة، عالمگیری کوئٹه ص ٥٤٩ ج ١ الباب السابع عشر فی النفقة الفصل الاول، سکب الانهر ص ١٨١ ج ٢ کتاب الطلاق باب النفقة، دار الکتب العلمیة بیروت.

[۲] وإذا زوج ابنه الصغیر امرأةً وضمن عنه المهر، وکان ذلک فی صحته جاز إذا قبلت المرأة الضمان إلی قوله ثم للمرأة أن تطالب الولی بالمهر، ولیس لها أن تطالب الزوج الخ عالمگیری کوئٹه ص ٣٢٦ ج ١ باب المهر، الفصل الرابع عشر فی ضمان المهر، شامی زکریا ص ٢٨٦ ج ٤ باب المهر، مطلب فی ضمان الولی المهر، بحر کوئٹه ص ١٧٦ ج ٣ باب المهر.

متعینہ مہر سے انکار کا حق نہیں

سوال:- نکاح کے وقت میرا مہر دس ہزار دو دینار سرخ متعین ہوا جو ہماری قوم اور کنبہ برادری سب کے خلاف ہے۔ ہمارے یہاں پانچ سو روپے میں مہر طے ہوتے ہیں۔ اب میں اس سے انکار کرتا ہوں صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلياً!

نکاح کے وقت جیسا کہ آپ کا مہر طے ہوا تھا، شرعاً وہی معتبر ہے اس کی ادائیگی لازم ہے۔ اگر عین نکاح کے وقت آپ اس کو انکار کرتے تو مہر وہی طے ہو جاتا۔ مگر دس ہزار دو دینار قبول کرنے کے بعد اس سے انکار کرنا ہرگز معتبر نہیں ہے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۶/۲/ ۸۹ھ

نکاح کے بعد مہر میں کمی

سوال:- کسی کا نکاح ہوا اور مبلغ پانچ ہزار روپیہ مہر مقرر کیا اور اس وقت اس نے قبول کر لیا اور بعد میں خیال ہوا کہ اس کی حیثیت تو پانچ سو روپے کی بھی نہیں تو اس حالت میں مہر کم کر سکتے ہیں یا نہیں اور اگر کم کر سکتے ہیں تو کس طرح یا نکاح ہی نہیں ہوا، اس پر دوبارہ نکاح ہونا چاہئے یا نہیں؟ فقط

الجواب حامداً ومصلياً!

صورت مسئولہ میں اگر کوئی مانع شرعی موجود نہ تھا تو نکاح صحیح ہو گیا۔ اپنی حیثیت سے زیادہ مہر

[1] ويجب الأكثر منها إن سمى الأكثر ويتأكد الخ. وقال الشامي تحته: أي بالغا ما بلغ شامی کراچی ص۱۰۲ ج۳ باب المهر أن البدل بعد تأكده لايحتمل السقوط إلابا لإبراء، مجمع الأنهر ص۵۰۹ ج۱ باب المهر، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، عالمگیری کوئٹه ص۳۰۳ ج۱ الباب السابع فی المهر الفصل الاول.

مقرر کرنے سے نکاح صحیح ہوجاتا ہے۔ وتجب العشرة ان سماها اودونها ويجب الاكثران سمى الاكثر قال الطحطاوی[۱] ص ۴۹ ج ۲ تحت قول الدر ويجب الاكثر بالغاً مابلغ فالتقدير بالعشرة لمنع النقصان.

مہر پورا واجب ہوگا اگر خلوۃ صحیحہ ہوچکی۔ یا خلوت صحیحہ سے پہلے زوجین میں سے کسی کا انتقال ہوگیا۔ جب تک ادا نہ کیا جائے یا بیوی معاف نہ کرے ذمہ ساقط نہ ہوگا۔ کم کرنے کی صورت یہ ہے کہ بیوی سے کہے اور وہ اپنی خوشی سے چاہے تمام معاف کردے چاہے اس میں سے کم کردے وصح حطها لكله وبعضه عنه درمختار[۲] ص ۱۹۸ ج ۱.

لیکن اتنا مہر مقرر کرنا جو حیثیت سے زائد ہو اور ادا نہ کرسکے بری بات ہے شرعی طریق کے موافق حسبِ حیثیت مہر مقرر کرنا چاہئے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۸/۳/ ۵۲ھ

صحیح: سعید احمد مدرس مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۹/۳/ ۵۲ھ

صحیح: بندہ عبدالرحمٰن غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

وکیل یا ولی کا مہر میں کمی کرنا

سوال:- مسمیٰ زید کی لڑکی مسماۃ بانو ہندہ کا عقد نکاح مسمّٰی عمر کے لڑکے خالد کے ساتھ ہوا ہندہ سے بوقت اجازت وکیل نے مہر مامہ ۱۵۳/۔ روپیہ کی اطلاع دی تھی۔ مجلس عقد میں وکیل نے ایک غیر شخص سے نکاح پڑھنے کو کہا عمر و کی طرف سے کہا گیا کہ مہر بجائے ماسہ ص کے ماسہ ص روپیہ کردیئے جاویں۔ ہندہ کے باپ وکیل وشاہدین وجملہ متعلقین مجلس از جانب ہندہ نے کہا کہ

[۱] طحطاوی علی الدر ص ۴۹ ج ۲ باب المهر، دار المعرفة بيروت، الدر مع الرد ص ۳۳۰ ج ۲ باب المهر مكتبة نعمانيه شامی كراچی ص ۱۰۲ ج ۳، مجمع الأنهر ص ۵۰۹ ج ۱ دار الكتب العلمية بيروت.

[۲] شامی نعمانيه ص ۳۳۸ ج ۲ شامی كراچی ص ۱۱۳ ج ۳ باب المهر، هدايه ص ۳۲۵ ج ۲ باب المهر، مطبوعه تهانوی ديوبند، مجمع الأنهر ص ۵۱۴ ج ۱ باب المهر، دار الكتب العلمية بيروت.

ما مہ۱۵۲ار۔روپیہ مہر کردیئے جاویں کوئی عذر نہیں۔بغیر اطلاع ہندہ نکاح میں کوئی خرابی شرعاً ہوتی ہے یا نہیں نقل عبارت کتب تحریر فرمایا جاوے اس کے ساتھ ساتھ (بہشتی زیور حصہ چہارم ص ۱۱۰ مسئلہ ۶/ وحوالہ ص ۳۰۰/ ۱۵/ ج ۲ درمختار وشامی پر) بھی غور کر کے جواب عنایت فرمایا جاوے اس وقت یہاں یہ واقعہ ہوا ہے جس سے بہت زیادہ فتنہ اٹھا ہوا ہے۔زید چونکہ رضائی پارٹی کا ہے اس لئے بہار وغیرہ سے فتویٰ لیا ہے جس میں بہت غلطی معلوم ہوتی ہے امید کہ جواب مفصل وتسلی بخش مع نقل عبارت وحوالہ جواب دے کر اطمینان فرمائیں گے۔

الجواب حامداًومصلیاً!

اگر مہر کا نکاح میں بالکل ذکر نہ کیا جاوے یا صراحۃ مہر کی نفی کردی جائے تب بھی شرعاً نکاح درست ہوجاتا ہے اور مہر مثل واجب ہوتا ہے۔وکذایجب مهر المثل فیما اذا لم یسم مهراً اونفی درمختار[۱] ص ۱۰۷ ج ۲. لہٰذا صورت مسئولہ میں نکاح صحیح ہوگیا جس قدر مہر قرار پایا ہے اس میں سے کچھ کم کرنا بھی درست ہے اگر عورت تمام معاف کردے تو یہ بھی جائز ہے مگر صورت مسئولہ میں ہندہ بالغہ ہے اور دوروپیہ بغیر اس سے اجازت حاصل کئے باپ وکیل وغیرہ نے کم کردیئے ہیں تو یہ کمی ہندہ کی اجازت پر موقوف ہوگی اگر ہندہ اس کمی پر رضامند ہے تو یہ کم کرنا معتبر سمجھا جائے گا ورنہ نہیں وصح حطها لکله اوبعضه عنه وقال الشامی وقید بحطها لان حط ابیها غیر صحیح لوصغیرةولوکبیرةتوقف علیٰ اجازتها شامی[۲] ص ۵۲۲ ج ۲

نکاح میں اس سے کوئی خرابی نہیں آتی۔بہشتی زیور، درمختار وشامی کا حوالہ دیکھا اس میں یہ مسئلہ مذکور نہیں وہ دوسرا مسئلہ ہے۔اس پر کوئی اشکال ہوتو تحریر فرمائیں۔

سوال کے ابتدائی حصہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کمی عقد نکاح سے پہلے کی گئی ہے۔آ گے چل کر

---

[۱] الدرالمختار کراچی ص ۱۰۸ ج ۳ باب المهر، مجمع الأنهر ص ۵۰۸ ج ۱ باب المهر، دار الکتب العلمیة بیروت، النهر الفائق ص ۲۳۱ ج ۲ باب المهر، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[۲] شامی کراچی ۱۱۳ ج ۳ مطلب فی حط المهر، هدایه ص ۳۲۵ ج ۲ باب المهر، مطبوعه تهانوی دیوبند، مجمع الأنهر ص ۵۱۴ ج ۱ باب المهر، دار الکتب العلمیة بیروت.

سوال میں لکھا ہے کہ ایجاب وقبول کے بعد ے کی کمی کی گئی ہے۔

اور یہ جواب اسی کا ہے اگر کمی پہلے کی گئی ہو نکاح بعد میں ہوا ہے تو یہ نکاح اس لڑکی کی اجازت پر موقوف ہے وہ اجازت دے گی تو نافذ ہوگا ورنہ نہیں۔

بالغة وكلت رجلا بتزويجها من فلان بالف درهم فزوجها الوكيل بخمسمائة اخبرت بذٰلک قالت لا يعجبنی هذا لا جل نقصان المهر فقيل لها لا يكون لک منه إلا ماتريدين فقالت رضيت قال الفقيه ابوجعفرؒ يجوز النكاح لان قولها لا يعجبنی ليس برد النكاح فإذا ورضيت بعد ذٰلک فقد صادفت اجازتها عقداً موقوفا فصحت الاجازة (فتاویٰ قاضی خان[1] ص ۳۹۴ ج ۱)

حررہٗ العبد محمود گنگوہی

معین مفتی مظاہر علوم سہارنپور ۱۸/ ج ۲/ ۵۴ھ

صحیح: عبداللطیف عفا اللہ عنہ ۳/ رجب ۵۴ھ

جتنے مہر پر لڑکی نے وکیل بنایا تھا اس سے زیادہ پر نکاح

سوال: -لڑکی نے ایک شخص کو اس امر کا وکیل بنایا کہ میرا نکاح فلاں شخص سے مبلغ پانچ سو روپیہ مہر کے بدلہ میں کردو، مگر لڑکے والوں کے مشورہ سے ایک ہزار روپیہ مقرر کیا گیا، جس کو لڑکی نے منظور کیا، نکاح ایک ہزار روپیہ مہر پر ہی ہوا تو یہ نکاح صحیح ہوا کہ نہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

نکاح صحیح ہوگیا[2] اگر لڑکی ایک ہزار مہر کو ناپسند کرتی ہے پانچ سو ہی پر اس کو اصرار ہے تو ساقط کردے۔[3] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] فتاویٰ قاضی خان ص ۳۴۵ ج ا فصل فی الوکالۃ مکتبہ کوئٹہ پاکستان۔

[2] وينعقد بايجاب من احدهما وقبول من الاخر وضعاً للمضى كزوجت نفسى (بقیہ اگلے صفحہ پر)

عورت کے غیر واقعی اوصاف بیان کر کے مہر زائد تجویز کر دیا گیا

سوال:- کچھ لوگوں نے زید کی شادی ہندہ کے اوصاف بیان کر کے چار ہزار مہر پر کر دی مگر ہندہ میں وہ اوصاف بالکل نہیں ہیں۔ چار ہزار مہر بھی لوگوں کے کہنے سننے سے قبول کیا تھا حالانکہ زید کی حیثیت چار ہزار کی نہیں ہے۔ تو کیا اب متعین ہوسکتا ہے۔ اگر مہر مثل کو حکم بنایا اور وہ زید کی حیثیت سے بڑھ کر ہے تو کیا حکم ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

جتنے مہر پر نکاح کو قبول کیا وہی لازم ہوگیا چاہے اپنی رغبت سے قبول کیا ہو یا دوسروں کے کہنے سے اور چاہے بیوی پسند آئے یا نہ آئے اس صورت میں مہر مثل کو حکم نہیں بنایا جائے گا[1]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۸/ ۸۸ھ

(**گذشتہ صفحہ کا حاشیہ**) اشار إلیٰ عدم الفرق بین ان یکون الموجب اصیلاً أو ولیاً أو وکیلاً، الدر المختار مع الشامی زکریا ص۲۹ ج۴ کتاب النکاح، أو زید علیٰ ما سمی فإنها تلزمه بشرط قبولها فی المجلس، در مختار زکریا ص۲۴۲ ج۴ باب المهر کتاب النکاح، النهر الفائق ص۲۳۴ ج۲ کتاب النکاح باب المهر، مطبع دار الکتب العلمیة بیروت.

[۳] وصح حطها لکله او بعضه الخ، در مختار علی رد الممحتار ص۳۳۸ج۲ نعمانیه باب المهر، الدر المختار مع الشامی زکریا ص۲۴۸ ج۴ کتاب النکاح، باب المهر مطلب فی حطّ المهر والابراء منه، النهر الفائق ص۲۳۶ ج۲ کتاب النکاح، باب المهر مطبع دار الکتب العلمیة بیروت، زیلعی ص۱۴۱ ج۲ کتاب النکاح باب المهر مطبع امدادیه ملتان.

(**صفحہ ہٰذا**) [۱] وتجب العشرة إن سماها أو دونها ویجب الأکثر منها إن سمی الأکثر ویتأکد الخ، وقال الشامی تحته ای بالغا ما بلغ، شامی کراچی ص۱۰۲ ج۳ باب المهر، طحطاوی علی الدر المختار ص۴۸-۴۹ ج۲ باب المهر، دار المعرفة بیروت، مجمع الأنهر ص۵۰۹ ج۱ باب المهر، دار الکتب العلمیة بیروت.

مقدار مہر میں زوجین کا اختلاف

سوال:- ہندہ کا مہر پانچ سو روپیہ کل دار کا ہے زید نے مشہور کیا کہ میرا مہر بتیس ۳۲ روپیہ کالدار کا ہے ہندہ کے والد نے بذریعہ نوٹس کے زید کو مطلع کیا زید نے ایک فقیر آدمی کے سامنے اقرار کیا کہ میرا مہر پانچ سو روپیہ کا بندھا تھا۔ آپ بیچ میں باہمی فیصلہ دو سو روپیہ پر کرادیں وہ شخص ہندہ کے والد سے ملے ہندہ کے والد نے اصلی واقعات سے آگاہ کیا اس شخص کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا کہ میں اب ایک لفظ بھی آگے نہیں کہہ سکتا جب زید کا بس نہیں چلا تو بذریعہ نوٹس کے مطلع کیا کہ میرا مہر ۳۲؍روپیہ کا ہے اور میں اپنے ہوش وحواس درست ہونے کی رو سے کہتا ہوں کہ میرا مہر اتنا ہی ہے اور تمہارا یہ کہنا کہ میرا مہر پانچ سو روپیہ کا ہے سراسر غلط ہے اگر کسی قسم کی عدالتی چارہ جوئی کی تو بیجا ہوگی لہٰذا شریعت کی رو سے ایسے شخص کے بارے میں قرآن وحدیث سے ثابت کریں اور جو لوگ ایسے شخص کے ساتھ شامل ہو رہے ہیں ان کا کیا حشر ہوگا۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر واقعتاً مہر پانچ سو روپیہ کا ہے اور زید دروغ بیانی سے کام لیتا ہے تو یہ جھوٹ اور ظلم ہے اور جو لوگ اس بات کو جانتے ہوئے زید کا ساتھ دیں گے وہ بھی گنہگار رہوں گے۔ قال اللّٰہ تعاونوا علی البرّ والتقویٰ ولاتعاونوا علیٰ الاثم والعدوان[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔ یوپی

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ۲۳؍محرم ۶۰ھ

صحیح: عبد اللطیف ۲۳؍محرم ۶۰ھ

بدلِ مہر دینے کے بعد زوجہ کا حق ختم ہے

سوال:- نور خاں اپنی عورت نذیرن کو کسی وجہ سے برادری کے پانچ آدمیوں کے سامنے

---

[۱] سورۃ المائدۃ آیت ۲ ترجمہ:۔ اور نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی اعانت کرتے رہو اور گناہ وزیادتی میں ایک دوسرے کی اعانت مت کرو (از بیان القرآن)۔

شریعت کے مطابق چھ سال پہلے طلاق دے چکا ہے اور مہر ساڑھے بتیس روپے کا تھا۔ بتیس روپے کے بجائے اس نے مہر میں ۸۵/رتی چاندی کا زیور ادا کر دیا تھا۔ اب میرے خلاف خرچہ بندھوانے کے لئے چھ سال کے بعد عدالت میں دعویٰ کر دیا ہے آپ حضرات سے میری گذارش ہے کہ شریعت کے مطابق مجھے خرچ دینے کا حق ہے یا نہیں اگر شریعت کے مطابق مجھے خرچ دینے کا حق نہیں ہے تو آپ کے یہاں کی سند کی ضرورت ہے۔ فتویٰ بھیجنے کی جلدی سے مہربانی کریں۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

جب کہ آپ نے مہر کے عوض پچاسی ۸۵/رتی چاندی کا زیور دیا اور اس نے قبول کر لیا تو آپ بری الذمہ ہوگئے۔ اب آپ پر دعویٰ کرنا غلط ہے۔ آپ کے ذمہ کچھ لازم نہیں[1]۔ مہر کی کم سے کم مقدار دس درہم[2] ہے جو پونے تین تولہ کے قریب ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۷/۱۴۰۶ھ

نا قابل جماع عورت کا نکاح ومہر

سوال:- زید نے ایک عورت سے شادی کی اس عورت کو جب اپنے گھر لایا تو اس میں کوئی علامت عورت ہونے کی نہیں پائی یعنی پستان بالکل نہیں ایام ماہواری تیس سال کی عمر تک نہیں ہوئے۔ جائے مخصوص اس طریق پر واقع ہوئی ہے۔ ·O· جس سے مجامعت نہیں ہوسکتی اور اس مقام پر ہڈی ہے جو قابل آپریشن نہیں ہے اب اس عورت کے والدین اس عورت کا علاج کر رہے ہیں اور اس کی کوشش ہے کہ جائے مخصوص صحبت کے قابل ہوجائے۔ مگر عرصہ دس ماہ گذرا آرام نہیں ہوا۔ اگر جائے مخصوص قابل جماع ہوجائے تو مجامعت جائز ہوگی جب کہ ڈاکٹرنی کہتی

[1] المعتدة عن الطلاق تستحق النفقة وكان الطلاق رجعياً أو بائنا أوثلاثاً هنديه ۵۵۷ ج ۱ الفصل الثالث فى نفقة المعتدة مجمع الأنهر ص۱۹۰ ج۲ باب النفقة، دار الكتب العلمية بيروت. وبعد العدة كالأجنبية والأجنبية لا تستحق النفقة،

[2] عن على رضى الله عند لامهر اقل من عشرة دراهم البيهقى ص۲۴۰ ج۷ باب المهر، درمختار على الشامى كراچى ص۱۰۱/۳، باب المهر، عالمگيرى ص۳۰۲/۱، الباب السابع فى المهر، الباب الاول الخ، مطبوعه كوئٹه،

ہے کہ اس سے اولاد نہ ہوگی۔ جائے مخصوص میں چوں کہ دواء کا استعمال ہو رہا ہے اس کی رگڑ سے کچھ خون آ جاتا ہے۔ جس کا کوئی وقت معین نہیں کیا وہ دھبہ ایام ماہواری میں شمار ہوسکتا ہے اور اس صورت میں نکاح قائم رہ سکتا ہے اور ایسی جگہ مرد اپنی خواہش پوری کرسکتا ہے اور اس صورت میں عقد جائز ہے یا نہیں اور مہر کی بابت کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

صورت مسئولہ میں اگر معالجہ کے بعد وہ عورت مرد کی مجامعت کے قابل ہو جائے تو مرد کو اس سے صحبت درست ہوگی۔ اولاد ہونے کی توقع ہو یا نہ ہو۔ نکاح کی غایت جیسے توالد وتناسل ہے اسی طرح حرام سے بچنا اور عفت سے رہنا بھی ہے اور اس وقت بھی مہر پورا واجب ہوگا اور جو خون آتا ہے اگر وہ دواء یا رگڑ وغیرہ کی وجہ سے آتا ہے تو اس کو حیض نہیں کہا جائے گا اور اگر بلا رگڑ ہی آتا ہے اور اقل مدت حیض تک پہونچ جاتا ہے تو اس کو حیض کہا جائے گا اور جب تک معالجہ کے بعد صحبت کے قابل نہ ہو تو اس کے ساتھ تنہائی خلوت صحیحہ شمار نہ ہوگی۔ لہٰذا اگر ایسی حالت میں مرد طلاق دیدے گا تو پورا مہر واجب نہ ہوگا۔ بلکہ نصف مہر واجب ہوگا۔ ویجب نصفه (ای نصف المهر) بطلاق قبل وطئی اوخلوةدرمختار[1] ص ۵۱۲ ج ۲ ومن الموانع لصحةالخلوة ان تكون المرأةرتقاء اوقرناء اوعفلاء او شعراء كذا فى التبيين فتاوى عالمگيرى[2] ص ۳۱۵ ج ۲،

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ ۹/۱/ ۵۴ھ

صحیح: عبد اللطیف ۱۳/محرم ۵۴ھ

---

[1] الدرعلى الرد ص ۱۰۴، ج۳، كراچى باب المهر، مجمع الأنهر ص ۵۰۹، ج ۱، باب المهر، دار الكتب العلمية بيروت، زيلعى ص ۱۳۸ ج ۲ باب المهر، مطبوعه امداديه ملتان.

[2] الهندية ص ۳۰۵ ج ۱ مكتبه كوئٹه پاكستان الفصل الثانى فيما يتأكدبه المهر، در مختار مع الشامى زكريا ص ۲۵۰ ج ۴ باب المهر، مطلب فى احكام الخلوة، زيلعى ص ۱۴۲ ج ۲ باب المهر مطبوعه امداديه ملتان.

رتقاء اور عنین کی خلوت

سوال:- (۱) ہندہ کی عمر ۲۰/۲۲ سال ہے شادی کے بعد معلوم ہوا کہ وہ خلوت کے قابل نہیں شرمگاہ بند ہے بغیر آپریشن کے قابلِ جماع نہیں۔ ایسی صورت میں شوہر پر نصف مہر واجب ہوگا یا پورا؟ (۲) اس کا نفقہ کس پر واجب ہوگا؟ (۳) اگر شوہر ہی قابلِ جماع نہ ہو تو پھر نفقہ کس پر ہوگا؟

الجواب حامداً و مصلیاً!

(۱) اگر شرمگاہ کا سوراخ اس قدر تنگ ہو کہ اس میں جماع نہیں کیا جا سکتا خواہ ہڈی کی وجہ سے یا غدود کی وجہ سے تو ایسی عورت کے ساتھ خلوت کرنے سے پورا مہر لازم نہیں ہوگا بلکہ نصف مہر لازم ہوگا۔[1]

(۲) جب کہ وہ شوہر کے مکان پر رہے گی تو اس کا نفقہ شوہر کے ذمہ لازم ہوگا۔[2]

(۳) اگر شوہر بھی جماع پر قادر نہیں خواہ حیض ہونے کی وجہ سے یا مریض ہونے کی وجہ سے تب بھی اس کو خلوت سے پورا مہر لازم نہیں ہوگا بلکہ نصف مہر لازم ہوگا۔ **والخلوة بلامرض احدهما خلوة كالوطء واشار بالمرض الى المانع الحسى وصححهٗ بعدم الفرق بين مرضه ومرضها. البحر[3] ص ۱۵۲ ج۳.** اگر شوہر نامرد ہے تو اس کی خلوت معتبر ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۱۲/ ۸۹ھ

---

[1] ومن الموانع لصحة الخلوة ان تكون المرأة رتقاء أو قرناء او عفلاء او شعراء، كذا فى التبيين، هنديه كوئٹه ص۳۰۵ ج۱ الفصل الثانى فيما يتأكد به المهر، در مختار مع الشامى زكريا ص۲۵۰ ج۴ باب المهر، مطلب فى احكام الخلوة، زيلعى ص۱۴۲ ج۲ باب المهر مطبوعه امداديه ملتان.

[2] فتجب نفقة الرتقاء والقرناء وغيرها الخ مجمع الأنهر ص۱۷۴ ج۲ باب النفقة، دار الكتب العلمية بيروت، النهر الفائق ص۵۰۸ ج۲ دار الكتب العلمية بيروت، عالمگيرى كوئٹه ص۵۴۶ ج۱ الباب السابع عشر فى النفقات الفصل الاول.

[3] البحر ص۱۵۲ ج۳، باب المهر، مطبوعه كوئٹه، زيلعى ص۱۴۲ ج۲، مطبوعه امداديه ملتان، النهر الفائق ص۲۳۷ ج۲ باب المهر، دار الكتب العلمية بيروت.

نکاح ومہر سے متعلق ۱۳ سوالات

زیادہ مہر پر جبراً دستخط لینا

سوال:-(۱) نکاح سے پہلے ایک دن صبح مسجد کے اراکین نے ایک غیر جانبدار مکان کے کمرہ میں بکر کو بلا کر ایک دستاویز پر دستخط کرنے کو کہا۔اس دستاویز کو جب کمیٹی کے صدر نے پڑھا تو اس میں اس کا فیصلہ تحریر تھا کہ وہ کمیٹی چند قرائن کی بناء پر یہ فیصلہ کرتی ہے کہ بکر سکہ رائج الوقت ایک ہزار روپیہ مہر سے ہندہ کا نکاح کرکے ایامِ حمل ہی میں اپنے پاس رکھے جب بکر نے دستاویز پر دستخط کرنے سے انکار کیا تو ان میں سے ایک نے کہا کہ انکار کا دوسرا انجام سنگباری سے ہلاکت ہے۔کمیٹی کے صدر نے کہا کہ بکر کمیٹی کا فیصلہ نہیں مانے گا تو وہ تکلیف اٹھاوے گا اور ملازمت سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔مگر بکر نے صاف انکار کر دیا دستخط کرنے سے اور کہا کہ اس فیصلہ پر غور کرنے کا موقع دیا جانا چاہئے اور کمیٹی نے انکار کرتے کہا کہ بکر کو اسی وقت دستخط کرنا چاہئے۔ آخر بکر نے ظالموں سے چھٹکارا پانے کے لئے اتنا کہا ۵۰/سے ۹۷/روپئے مہر سے نکاح کریگا مگر کمیٹی نے مہر کی کمی کے لئے تیسری درخواست لے کر فیصلہ کیا کہ ۷۸۶/روپے مہر سے نکاح کرے۔بکر نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ مہر کا فیصلہ کرنے کا کمیٹی کو کوئی حق نہیں ہے،شریعت نے اس کا حق نکاح کرنے والے کو دیا ہے۔کمیٹی کے صدر نے کہا کہ وہ شریعت وریت سنتے نہیں، پر ان کا فیصلہ ہے جسے وہ کبھی بدل نہیں سکیں گے۔بکر نے مار پیٹ کے خوف سے دستاویز پر دستخط کر دیا۔ مگر بکر کوئی صاحب نصاب نہیں،اس کی ماہانہ تنخواہ صرف ایک سو چالیس روپے ہے۔اس کے علاوہ اس کا کوئی اور ذریعۂ آمدنی بھی نہیں اور اس کی کوئی جائیداد بھی نہیں بعد میں معلوم ہوا کہ ہندہ کی شادی کا مہر صرف چار سو روپے تھا۔ازروئے شرع تحریر فرمائیں کہ کیا مہر سے متعلق کسی کا یہ رویہ درست ہے؟ اسلام میں سب سے اچھا مہر کونسا ہے؟ کیا کمیٹی کو یہ حق پہونچ سکتا ہے کہ وہ کسی دوسرے کا مہر طے کرے؟

محض عورت کے بیان سے مرد کو مجرم قرار نہیں دیا جائے گا

سوال:- (۲) بکر کی ہندہ سے مباشرت کا کوئی چشم دید گواہ نہیں ہے، کیا ایسی حالت میں مذکورہ ہندہ کا بیان قابل اعتبار ہوسکتا ہے؟

زبردستی نکاح پڑھانے والے کی امامت

سوال:- (۳) ہندہ سے بکر کے اس نکاح کے متعلق مسجد کا مستقل امام بخوبی واقف ہے۔ جب کمیٹی اور بکر کے درمیان نکاح ومہر کے متعلق جدوجہد ہوئی اس وقت پر وہ بھی حاضر تھے اور جان گئے کہ نکاح بالکل جبراً ہورہا ہے: مگر کمیٹی کو کوئی شرعی رائے دیئے بغیر کمیٹی کا حکم پاتے ہی نکاح پڑھ دیا گیا ایسے امام کے پیچھے نماز درست ہوسکتی ہے، اس نکاح کے بعد وہ جو نکاح پڑھائے گا تو وہ شریعت کی بنیاد سے درست ہوسکتا ہے یا نہیں؟

مزنیہ حاملہ سے نکاح

سوال:- (۴) کمیٹی نے بکر کا نکاح ہندہ سے کرنے کو عوام میں اپنی فتح سمجھی تھی جس سے بکر واقف ہوگیا اور کہا کہ اگر کمیٹی اس کو اپنا طرۂ امتیاز سمجھتی ہے تو وہ ہندہ سے نکاح کرے گا مگر ایام حمل میں نہیں بلکہ اسقاطِ حمل اور غسلِ نفاس کے بعد جسے کمیٹی نے مقرر کردیا۔ کیا بکر کا یہ طرزِ عمل ازروئے شرع درست تھا یا نہیں؟

زنا سے حاملہ سے نکاح نہ کرنے والے کو برادری سے خارج کرنا

سوال:- (۵) جب بکر نے ایام حمل میں نکاح کرنے سے انکار کیا تو مسجد کی کمیٹی نے

بکر کے گھر والوں کو تنبیہ کردی کہ وہ تمام جماعت سے خارج کردیئے جائیں گے۔ ارشاد فرمائیں گے اسلام کے اندر ایسے طرزِ عمل کا کیا مقام ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

(۱) کمیٹی کا اس طرح مجبور کرنا ظلم ہے اس کو ہرگز اس کا حق نہیں ہے۔ (کذا فی[۱] الدرالمختار) پھر اپنی جانب سے مہر مقرر کر کے زائد رقم دستاویز میں لکھنا اس پر دستخط لینا یہ بھی ظلم ہے[۲] مہر کا تعلق عورت مرد کی رضامندی پر ہے، جب دونوں اپنی خوشی سے نکاح کریں تو جس قدر چاہیں مہر مقرر کر سکتے ہیں، مہر کی کم از کم مقدار دس درہم جو کہ تقریباً ڈھائی تولہ چاندی ہوتی ہے اس سے کم معتبر نہیں[۳] البتہ اگر کوئی عورت مہر مثل سے کم پر نکاح کرے تو اس کے ولی کو اتنا حق پہونچتا ہے کہ وہ مہر مثل کی تکمیل کراوے۔ کذافی الدرالمختار[۴]

(۲) ہرگز نہیں۔ کذافی البحر الرائق[۵]

---

[۱] ولا تجبر البالغة البكر على النكاح (قوله ولا تجبر البالغة ولا الحر البالغ) لا نقطاع الولاية بالبلوغ. الدر المختار مع الشامی ص۵۸ ج۳ کراچی باب الولی زکریا ص۱۵۶ ج۴، سکب الأنهر ص۴۹۰ ج۱ باب الأولياء والأكفاء، دار الكتب العلمية بيروت، هدايه ص۳۱۴ ج۲ مطبوعه ياسر نديم ديوبند، والانسان لا يجبر على تحمل الضرر، شامی کراچی ص۳۰۱ ج۴ کتاب الشركة مطلب الحق أن الدين يملك.

[۲] وعن ابی حُرّة الرّقاشی عن عمه قال قال رسو الله صلی الله عليه وسلم اَلا لا تظلموا الا لا يحل مال امرىءٍ إلا بطيب نفس منه، مشكوٰة شريف ص۲۵۵ باب الغصب والعارية الفصل الثانی مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

[۳] واقله عشرة دراهم لحديث البيهقی وغيره لامهر اقل من عشرة دراهم الخ. الدرالمختار علی هامش ردالمحتار زكريا ص۲۳۰ ج۴ اول باب المهر، البحر الرائق ص۱۴۲ ج۳ باب المهر مطبوعه كوئٹه، عالمگيری ص۳۰۲ ج۱ الباب السابع فی المهر الفصل الاول مطبوعه كوئٹه.

[۴] وكذا له الاعتراض فی تزويجها نفسها باقل من مهر مثلها حتی يتم مهر المثل. شامی زكريا ص۱۵۶ ج۴ اول باب الولی، زيلعی ص۱۳۰ ج۲، فصل فی الأكفاء، مطبوعه امداديه ملتان، مجمع الأنهر ص۵۰۴ ج۱ فصل فی الكفاءة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[۵] ان اقرت المرأة بالزنا بفلان وكذبها فلاحدعليها ايضاً الخ. البحر الرائق كوئٹه ص۷ ج۵ باب الحد، شامی زكريا ص۱۱ ج۶ كتاب الحدود.

E:\F.M.Fainal\Jild-17\10-Mehar Ka Byan 02

(۳) اگر امام صاحب نے بھی اس ظلم میں حصہ لیا ہے تو وہ گناہ میں شریک ہیں، تاہم اس کے بعد جو نکاح پڑھیں گے وہ صحیح ہو جائیں گے۔ نکاح خواں سفیر محض ہوتا ہے۔ کذا فی البحر الرائق[1]۔

(۴) بکر کو اس نکاح کی اجازت نہ دینے اور اس پر راضی نہ ہونے کا پورا حق تھا۔ کذا فی المختار[2]

(۵) کمیٹی کو اس کا حق نہیں تھا، یہ ظلم ہے۔ ظالم کا ساتھ دینا بھی ظلم ہے۔ کذا فی الدر المختار[3]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

چار ماہ کی حاملہ سے عقد نکاح

سوال: -(۱) زید کا نکاح نجمہ کے ساتھ ہوا۔ عقد کے دو ماہ بعد معلوم ہوا کہ نجمہ حاملہ ہے۔ لیڈیز ڈاکٹر کے معائنہ سے بھی یہ ثابت ہو گیا۔ اس وقت نجمہ کو چھ ماہ کا حمل ہے، یعنی بوقت عقد نجمہ کو چار ماہ کا حمل تھا۔ فتاوی دار العلوم دیوبند (کامل) کتب خانہ امدادیہ دیوبند حصہ سوم و چہارم کے کتاب النکاح فصل فی المحرمات امداد المفتین ۱۲۸، سوال ۲۳۷/۴/۳۷ کے مطابق زید کا نکاح نجمہ کے ساتھ ہو گیا۔ لیکن زید کو نجمہ سے وضع حمل تک وطی نہ کرنی چاہئے۔

حاملہ منکوحہ سے وطی اور مہر

سوال: زید نے اس بات کے ظاہر ہونے سے قبل نجمہ سے وطی کی اور اپنی لاعلمی کی وجہ سے

---

[1] ومن امررجلاان يزوج صغيرته فزوجها عند رجل والاب حاضر صح والافلا لان الاب يجعل مباشراً للعقد باتحاد المجلس ليكون الوكيل سفيراً ومعبراً. البحر الرائق کوئٹہ ص۹۱ ج۳ کتاب النکاح، هدايه ص۳۰۷ ج۲ کتاب النکاح قبيل فصل فی بيان المحرمات، مطبوعه ياسر نديم ديوبند، سکب الأنهر ص۴۷۴ ج۱ کتاب النکاح مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[2] ولاتجبر البالغةالبكر على النكاح لانقطاع الولاية بالبلوغ وفی الشاميته تحت قوله ولاتجبر البالغةولاالحرالبالغ الخ. الدرالمختارمع الشامی زکریا ص ۱۵۹ ج۴ باب الولی.

[3] لأن اعطاء ه إعانة للظالم على ظلمه، شامی زکريا ص۲۰۵/۹ کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البيع،

اس بات کے ظاہر ہونے کے بعد بھی وطی کی۔ اب اس کا کیا حکم ہے؟

(۲) زید نجمہ کو اپنے نکاح میں نہیں رکھنا چاہتا ہے، کیا اس صورت میں مہر ہوگی؟ جب کہ نجمہ کے حاملہ ہوتے ہوئے یہ نکاح پڑھایا گیا؟

مہر قسطوار بھی دیا جاسکتا ہے

سوال:-(۳) مہر چار ہزار روپیہ مقرر کیا گیا تھا۔ اس وقت زید کی حالت ایسی نہیں ہے کہ ایک مشت ادا کرسکے۔ اس کے لئے کیا جائز ہے؟

جو کچھ زوجہ کو دیا مہر وغیرہ بعد طلاق واپسی کا حق نہیں

سوال:-(۴) اس عقد میں کپڑے زیورات اور دوسرے اخراجات جو نجمہ کے والدین کے مطالبہ کے مطابق زید نے دیئے تھے اس کے متعلق اب کیا حکم ہے جب کہ اس وقت نجمہ کے والدین کو غلطی کی وجہ سے یہ پریشانی اور ذلت اٹھانی پڑی ہے؟

منکوحہ کے حمل کا علم ہونے سے نکاح فسخ نہیں ہوا

سوال:-(۵) کیا اب یہ نکاح فسخ ہوگیا؟

حبلیٰ مزنیہ کو طلاق

سوال:-(۶) کیا وضع حمل سے قبل زید نجمہ کو تین طلاق دے سکتا ہے؟ کتاب نور الہدایہ ص ۷ ترجمہ اردو شرح وقایہ جلد۲ مطبوعہ جدیدی کانپور کے بعد کتاب النکاح ص ۸ پر تحریر ہے کہ (ص) اور جائز ہے نکاح اس عورت سے جو حاملہ ہوئی زنا سے۔ (ف) اور اسی پر فتویٰ ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک نکاح فاسد ہے اور یہ اختلاف اس میں ہے کہ نکاح کرے اس سے غیر زانی

اور جوزانی خود نکاح کرے تو بالاتفاق صحیح ہے، جیسا کہ ہدایہ میں ہے۔

حبلیٰ مزنیہ کو طلاق کے بعد کیا مہر کا حق ہے؟

سوال:- (۷) شرح وقایہ کی مندرجہ بالاعبارت کے پیش نظر امام ابو یوسفؒ کے حکم کے مطابق کیا حکم ہے؟

(۸) اگر نکاح فاسد ہے تو مہر کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

(۱) زید توبہ واستغفار کرے[1]

(۲) مہر پورا واجب ہے[2]

(۳) بیوی کی رضامندی سے قسط وار بھی ادا کرنے کی اجازت ہے[3]

---

[1] جب عقد نکاح حاملہ عن الزنا کا غیر زانی سے ہوتو نکاح صحیح ہو جاتا ہے لیکن وضع حمل تک وطی کرنا جائز نہیں ہوتا اور جب اس سے وطی کر لی تو معصیت کا ارتکاب کیا جس کی وجہ سے توبہ واستغفار واجب اور ضروری ہے و اتفقوا على ان التوبة من جميع المعاصى واجبة وانها واجبة على الفور سواء كانت المعصية صغيرة او كبيرة روح المعانى ص۲۳۶/۱۵، الجزء الثامن والعشرون، سورة التحريم تحت آيت ۸، مطبوعه دار الفكر بيروت، نووى على مسلم ص۳۵۴/۲، كتاب التوبة، مطبوعه رشيديه دهلى، المفهم شرح مسلم ص۲۷ ج۷ كتاب الاذكار، باب تجديد الاستغفار والتوبة، مطبوعه دار ابن كثير بيروت.

[2] وإنما يتأكد لزوم تمامه بالوطء ونحوه شامى كراچى ص۱۰۲ ج۳ باب المهر، عالمگيرى كوئٹه ص۳۰۳ ج۱ باب المهر، الفصل الثانى فيما يتأكد به المهر، مجمع الأنهر ص۵۰۹ ج۱ باب المهر، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت.

[3] ان بينوا قدر المعجل يعجل ذلك وإن لم يبينوا شيئاً ينظر الى المرأة وإلى المهر المذكور فى العقد أنه كم يكون المعجل لمثل هذه المرأة من مثل هذا المهر فيعجل ذلك معجلا ولا يقدر ذلك بالربع ولا بالخمس وإنما ينظر ذلك الى المتعارف لان الثابت عرفا كالثابت شرطا وإن شرطوا فى العقد تعجيل كل المهر يعجل الكل معجلا ويترك العرف، قاضى خان على الهندية كوئٹه ص۳۸۵ ج۱ فصل فى حبس المرأة نفسها بالمهر، عالمگيرى كوئٹه ص۳۱۸ ج۱ الفصل الحادى عشر فى منع المرأة نفسها بمهرها، البحر الرائق كوئٹه ص۱۷۸ ج۳ باب المهر.

(۴) جواشیاء بطور تملیک دے چکا ہے اس کی واپسی کا کوئی حق نہیں اور جو کچھ اس سلسلہ میں خرچ کر چکا ہے اس کو بھی واپس نہیں لے سکتا[۱]

(۵) سوال میں درج کردہ حالات سے نکاح فسخ نہیں ہوا[۲]

(۶) طلاق دے گا تو واقع ہو جائے گی[۳]

(۷) نورالہدایہ ترجمہ شرح وقایہ سے جو مسئلہ ہدایہ کے حوالہ کے تحریر کردہ سے آپ نے نقل کیا ہے وہ صحیح ہے۔ امام ابو یوسفؒ کے قول پر فتویٰ نہیں ہے بلکہ ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے قول پر فتویٰ ہے[۴] جیسا کہ آپ نے خود بھی نقل کیا ہے۔ اس اختلاف کے باوجود وہ بیوی بھی سب کے نزدیک نفقہ کی مستحق ہے جب کہ شوہر اس سے وطی کر چکا ہے اور اس کے حمل کا حال معلوم ہونے کے بعد بھی وطی کر چکا ہے اور مہر بھی لازم ہے۔ نکاح فاسد میں وطی سے پہلے حکم مرتب نہیں ہوتا۔ وطی کے

---

[۱] إذا بعث الزوج الى اهل زوجته اشياء عند زفافها منها ديباج فلما زفت اليه اراد ان يسترد من المرأة الديباج ليس له ذلک إذا بعث إليها على جهة التمليک، عالمگیری کوئٹه ص۳۲۷ ج۱ باب المهر، الفصل السادس عشر في جهاز البنت.

[۲] نکاح صحیح ہونے کے بعد موجب فسخ کوئی چیز نہیں پائی گئی اس لئے وہ نکاح فسخ نہیں ہوا، حاملہ من الزنا ہونا یہ موجب فسخ نہیں ہے اور نہ ہی انعقاد نکاح کے لئے مانع ہے۔ وصح نكاح حبلى من زنا عند الطرفين وعليه الفتوى ولا توطؤ الحبلى من الزنا اى يحرم الوطء وكذا دواعيه مجمع الأنهر ص۴۸۵ ج۱ فصل في المحرمات، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، الدر المختار على الشامي كراچی ص۴۸ ج۳ فصل في المحرمات، تبيين الحقائق ص۱۱۳ ج۲ فصل في المحرمات، مطبوعه امداديه ملتان.

[۳] وطلاق الحامل يجوز عقيب الجماع، هدايه ص۳۵۶ ج۲ كتاب الطلاق، مطبوعه دار الكتاب ديوبند، عالمگيری كوئٹه ص۳۴۹ ج۱ كتاب الطلاق، الباب الاول في تفسيره، تبيين الحقائق ص۱۹۲ ج۲ كتاب الطلاق، مطبوعه امداديه ملتان.

[۴] يجوز أن يتزوج إمرأة حاملاً من الزنا ولا يطؤها حتى تضع وقال ابويوسفؒ لايصح والفتوىٰ على قولهما الهندية ص۲۸۰ ج۱ القسم السادس المحرمات التي يتعلق بها حق الغير، مجمع الأنهر ص۴۸۵ ج۱ كتاب النكاح، باب المحرمات، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، الدر المختار مع الشامي زكريا ص۱۴۱ ج۴ فصل في المحرمات.

بعد اس پر نکاح کا وہی حکم مرتب ہوتا ہے جو نکاح صحیح پر مرتب ہوتا ہے۔ یعنی مہر لازم ہوتا ہے بیوی کا نفقہ اور سکنیٰ واجب ہوتا ہے۔ اولاد پیدا ہونے پر نسب ثابت ہوتا ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری[۱] کے اندر تصریح ہے۔ لہٰذا امام یوسفؒ کے قول پر (فتویٰ ہونے کے باوجود) زید کے لئے یہ سہولت نہیں کہ مہر ساقط ہو جائے۔ (۸) وطی کر لینے کی وجہ سے امام ابو یوسفؒ کے نزدیک بھی مہر لازم ہوگا۔ اتنی بات ضروری ہے کہ اگر مہر مثل اس کا چار ہزار سے کم ہے تو چار ہزار لازم نہیں ہوگا۔ بلکہ مہر مثل لازم ہوگا۔ اگر مہر مثل چار ہزار یا اس سے زیادہ ہے تو چار ہزار لازم ہوگا چونکہ فتوی اس قول پر نہیں۔ اس لئے اس قول سے فائدہ اٹھانے کا حق نہیں پورے مہر کی ادائیگی لازم ہے، فتاویٰ عالمگیری[۲] ص ۳۵ ج ۲ میں نکاح فاسد کے احکام مذکور ہیں۔

تنبیه:۔ زید کو یہ معلوم ہونے پر کہ بیوی غیر سے حاملہ ہے۔ اس سے وطی کر چکا ہے اور کوئی

---

[۱] وإن كان قد دخل بها فلها الاقل مما سمى لها ومن مهر مثلها، وعدة الوفاة لا تجب فى النكاح الفاسد ولا نفقة، ويثبت نسب الولد المولود فى النكاح الفاسدة عالمگيرى كوئٹه ص ۳۳۰ ج ۱ الباب الثامن فى النكاح الفاسد، البحر الرائق كوئٹه ص ۱۶۹ ج ۳ باب المهر، مجمع الأنهر ص ۵۲۳ ج ۱، باب المهر، فصل، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت. *اصلا نکاح فاسد میں نفقہ واجب نہیں ہوتا یہی کتب فقہ میں مصرح ہے البتہ نکاح فاسد کی بعض صورتوں میں نفقہ ملے گا جیسا کہ بغیر گواہوں کی موجودگی میں نکاح سے عورت نفقہ کی مستحق ہوتی ہے۔*

قال لا نفقة فى النكاح الفاسد ولا فى العدة منه ...... واجمعوا ان فى النكاح بغير شهود تستحق النفقة عالمگيرى كوئٹه ص ۵۴۷ ج ۱ الباب الاول فى نفقة الزوجة، بدائع الصنائع كراچى ص ۱۶ ج ۴ كتاب النفقة، فصل فى سبب وجوب هذه النفقة، البحر الرائق كوئٹه ص ۱۷۸ ج ۴ باب النفقة.

وأما النكاح الفاسد فلا حكم له قبل الدخول وأما بعد الدخول فيتعلق به احكام منها ثبوت النسب ومنها وجوب العدة وهو حكم الدخول فى الحقيقة ومنها وجوب المهر الخ بدائع الصنائع زكريا ص ۶۵۱ ج ۲ فصل وأما النكاح الفاسد.

[۲] الهندية ص ۳۳۰ ج ۱ الباب الثامن فى ا لنكاح الفاسد مكتبه ماجديه پاكستان، الدر المختار مع الشامى زكريا ص ۲۷۴ ج ۴ باب المهر، مطلب فى النكاح الفاسد، تبيين الحقائق ص ۱۵۲، ۱۵۳ ج ۲ باب المهر، مطبوعه امداديه ملتان.

E:\F.M.Fainal\Jild-17\10-Mehar Ka Byan 02

کراہت نہیں کی اور اس کی عزت وشرافت نے اس کو بخوشی گوارہ کرلیا تو اب طلاق دے کر کیوں یہ سب پریشانیاں اپنے سر مول لے رہا ہے کسی نے اس کو مجبور نہیں کیا۔ اگر نکاح میں آنے کے بعد بھی کسی کی بیوی ایسے جرم کا ارتکاب کرے تب بھی اس کو طلاق دینا واجب نہیں ہے۔ اگر طلاق دے گا مہر ساقط نہیں ہوگا درمختار[۱] میں ہے۔ لایجب علی الزوج تطلیق الفاجرة.

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[۱] الدر علی الرد ص۵۰ ج۳ فصل فی المحرمات، نفع المفتی والسائل ص۱۱۷ باب ما یتعلق باطاعة النساء لازواجهن، مطبوعه یوسفی لکهنؤ، عالمگیری کوئٹه ص۳۷۲ ج۵ کتاب الکراهیة، الباب الثلاثون فی المتفرقات.

باب ہشتم : جہیز وغیرہ کا بیان

جہیز کی نمائش

سوال: -موجودہ دور میں جب کہ بدنیتی، بے ایمانی عام ہے۔ اگر سامانِ جہیز دولہا کے اعزہ واقارب اور بستی کے ثقہ لوگوں کو دکھایا جائے تو کیا حرج ہے؟ تاکہ وقت ضرورت شہادت دے سکیں یا سامان رکھ کر دکھا کر فہرست بنا کر اس پر لڑکے کے دستخط لے لئے جائیں تاکہ طلاق یا نزاع کے وقت وہ لڑکی کے لئے ڈھال بن سکے یا آپ کوئی حل پیش فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

ان افسوس ناک حالات میں چوراہے پر جہیز لانے اور دکھانے کی ضرورت نہیں[1]۔ فہرست مرتب کر کے خاندان کے بااثر حضرات کے دستخط کرانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ٢٤/٥/١٣٩٥ھ

کنبہ والوں کو کپڑے دکھلانا، جہیز کی نمائش اور اس کی فہرست

سوال: -لڑکا اور لڑکی کے کپڑے کو تمام کنبہ والے کو دکھا کر رکھا جاتا ہے اور ضروری سمجھا جاتا ہے اور جہیز کے سامان کو تمام لوگوں کے سامنے شمار کیا جاتا ہے اور فہرست لکھ کر لڑکے والے کو دیتے ہیں اور ایک ایک اپنے پاس رکھ لیتے ہیں۔

ان سب کا حکم کتاب وسنت کی روشنی میں نوازیں اور ان کے ثبوت کو پیش کریں۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

سامان اس طرح اعلان کے ساتھ دینا اور سب کو دکھانا غلط طریقہ ہے[2] اس کو بند کیا جائے۔

---

[1] قال رسول اللّٰہ علیه وسلم : من سمع سمع اللّٰہ به ومن یرائی یرائی اللّٰہ به، مشکوٰۃ شریف ص ٤٥٤ باب الریاء والسمعة، الفصل الاول، طبع یاسر ندیم دیوبند، (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

E:\F.M.Fainal\Jild-17\11-Jahez Wagaira Ka Byan

دیتے ہوئے سامان کی فہرست بنا کر دینا اور اپنے پاس رکھنا درست ہے مگر حیثیت سے بڑھ کر قرض وغیرہ لے کر سامان دینا بھی غلط ہے[۱] ان رسوم کی تفصیل اور ان کے مفاسد "اصلاح الرسوم"[۲] میں درج ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہ دار العلوم دیوبند

نکاح سے پہلے دلہن کا زیور وغیرہ استعمال کرنا

سوال: - ایجاب وقبول سے پہلے اس زیورات کو دلہن کو پہنانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر شوہر کا دیا ہوا زیور ہے اور اس نے تملیکاً دیا ہے تو ظاہر ہے اس نے اسی لئے دیا ہے کہ شادی کے وقت استعمال کیا جائے لہٰذا شادی کے وقت ایجاب وقبول سے کچھ پہلے کچھ بعد اسکا استعمال درست ہے اور اس سے پہلے بلا اجازت شوہر منع ہے یہی صورت عاریۃً کی بھی ہے لیکن اگر دولہن کے باپ نے دیا ہے اور تملیکاً دیا ہے تو دولہن کو جب وہ چاہے استعمال درست ہے اور اگر عاریۃً دیا ہے تو اسمیں باپ کی اجازت درکار ہوگی[۳]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

شادی میں بری کس کی ملک ہے

سوال: - بوقت نکاح لڑکی کے والدین جو زیور وغیرہ دیتے ہیں وہ تو جہیز کہلاتا ہے اور منکوحہ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۲] عن عبد اللّٰہ بن عمرو وانہ سمع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من سمّع الناس بعملہ سمع اللّٰہ بہ اسامع خلقہ وحقّرہ، مشکوٰۃ شریف ص ۴۵۴ باب الریا والسمعۃ، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند،

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] قال إن اعظم الذنوب عند اللّٰہ ان یلقاہ بھا عبد بعد الکبائر التی نھی اللّٰہ عنھا ان یموت رجل وعلیہ دین لایدع قضاء، مشکوٰۃ شریف ص ۲۵۳ ج ۱ باب الافلاس والأنظار،

[۲] ملاحظہ ہو اصلاح الرسوم ص ۳۱ تا ۵۳.

[۳] المختار فی مسئلۃ الجھاز أن العرف إن کان مستمراً أن الأب بدفع الجھاز ملکاً لا عاریۃ کما فی دیارنا فالقول للزوج وإن کان مشترکا فالقول للأب الخ، النھر الفائق ص ۲۶۵ ج ۲ باب المھر، دار الکتب اللعمیۃ بیروت، عالمگیری ص ۱/۳۲۷، الفصل السادس عشر فی جھاز البنت، مطبوعہ کوئٹہ، شامی زکریا ص ۳۰۹ ج ۴ باب المھر، مطلب فی دعوی الاب ان الجھاز عاریۃ.

کی ملکیت سمجھا جاتا ہے شرعاً وعرفاً لیکن اس موقع پر شوہر کی طرف سے جو کپڑے زیور وغیرہ دیئے جاتے ہیں جس کو اردو میں بری کہتے ہیں فقہاء اس کو کس لفظ سے تعبیر فرماتے ہیں اور بعد نکاح یہ بری کی اشیاء کس کی ملکیت میں محسوب ہوتی ہیں آیا بطور ہبہ کے عورت کی ملکیت میں آجاتی ہے یا شوہر کی ملکیت رہتی ہیں اور عورت کے پاس بطور عاریت کے رہتی ہیں تفریق بموت یا طلاق کی صورت میں ان کا مستحق کون ہے براہِ نوازش ماخذ جواب کی عبارت مع حوالہ کتب وصفحہ ارقام فرمائیں تاکہ بوقت ضرورت مراجعت بھی کی جاسکے اگر مدار عرف پر ہے تو اس کا ثبوت اور یوپی کے عرف کی تشریح بھی فرمائیں۔

الجواب حامداًومصلیاً!

اس میں بھی عرف پر مدار ہے اگر دیتے وقت کوئی تصریح نہ ہو تو عرف پر مدار ہے۔ یوپی میں عرف خاندانوں کے اعتبار سے مختلف ہے ہمارے خاندان میں جہیز اور بری سب کچھ لڑکی کا ہی شمار ہوتا ہے تفریق بموت زوجہ کی صورت میں شوہر مالک نہیں ہوتا۔ الا بقدر الارث اور طلاق کی صورت میں کلیۃً زوجہ بدستور مالک رہتی ہے۔

بعض خاندانوں میں شوہر بری واپس لے لیتا ہے۔ ولوبعث الی امرأته شیئاً ای من النقدین اوالعروض اومما یوکل قبل الزفاف اوبعدما بنی بها (ولم یذکر الخ) المراد انه لم یذکر المهر ولاغیره فقالت هوای المبعوث هدیةوقال هومن المهر اومن الکسوة اوعاریة فالقول له بیمینه والبینةلها فان حلف والمبعوث قائم فلها ان ترده وترجع بباقی المهر ولوعوضته ثم ادعاه عاریةفلها ان تسترد العوض من جنسه فی غیر المهیأ للاکل کثیاب وشاة حیة وسمن وعسل ومایبقی شهرا والقول لها بیمینها فی المهیأ له کخبز و لحم مشوی لان الظاهر یکذبه قال فی الفتح والذی یجب اعتباره فی دیارنا ان جمیع ماذکر من الحنطة واللوز والدقیق والسکر والشاةالحیةوباقیها یکون القول فیها قول المرأة لان المتعارف فی ذلک کله ان یرسله هدیة والظاهر معها لامعه ولایکون القول

قوله الافی نحو الثیاب والجاریة اھ

قلت ومن ذلک مایبعثه الیها قبل الزفاف فی الاعیاد والمواسم من نحوثیاب وحلی وکذا ما یعطیها من ذلک اومن دراهم او دنانیر صبیحة لیلة العرس ویسمٰی فی العرف صبحة فان کل ذلک تعورف فی زماننا کونه هدیة من المهر ولاسیما المسمٰی صبیحة فان الزوجةتعوضه عنه ثیابا ونحوها صبیحةالعرس ایضاً اھ درمختار وشامی[1] ص۵۰۰ ج۲/ باب المهر مطلب فیما یرسله الی الزوجة وقال فی بعض الفصل السادس عشر فی جهاز البنت من باب المهر من الهندیة ای الفتاویٰ العالمگیریة[2] واذا بعث الزوج الی اهل زوجته اشیاء عند زفافها منها دیباج فلما زفت الیه اراد ان یسترد من المرأة الدیباج لیس له ذلک اذا بعث الیها علیٰ جهة التملیک اھ قال فی فتح القدیر[3] ص ۴۷۹ ج۲ وفی فتاویٰ سمر قند بعث الیها هدایا وعوضته المرأة ثم زفت الیه ثم فارقها وقال بعثنا الیک عاریة واراده ان یسترد و ارادت هی ان تسترد العوض فالقول قوله فی الحکم لانه انکر التملیک واذا استرده تسترد هی ماعوضتهاھ والمسئلة مذکورة فی البحر الرائق[4] ص۱۹۸ ج۲والزیلعی[5] ص ۱۵۹ ج۲ شامی کی عبارت میں لفظ صبیحۃ کا مصداق ’’بری‘‘ ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ۱۳/ جمادی الاولیٰ ۶۷ھ

مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۶/ جمادی الاولیٰ ۶۷ھ

---

[1] الدرمع الرد ص۱۵۳ ج۳ کراچی باب المهر

[2] الهندیة کوئٹه ص۳۲۷ ج۱ الفصل السادس عشرفی جهاز البنت.

[3] فتح القدیر ص۳۸۰ج۳ باب المهر مکتبه مصری

[4] البحر ص ۱۸۵ ج۳ باب المهر مکتبه کراچی

[5] الزیلعی ص۱۵۹ ج۲ باب المهر، مطبوعه امدادیه ملتان.

جہیز کس کی ملک ہوتا ہے

سوال: - زید کے باپ ودادا نے زید کی بہن ہندہ کا نکاح بکر کے ساتھ کر دیا کچھ عرصہ کے بعد بارات بلا کر بوقت رخصت بکر کو کچھ روپیہ نقد اور کچھ برتن وغیرہ دے دیا اس کے بعد جب ہندہ بکر کے یہاں رہنے لگی تو برتن وغیرہ استعمال میں رکھا۔ عرصہ تقریباً دس سال ہوا کہ ہندہ بکر کے یہاں رہتی رہی۔ اس درمیان میں ہندہ کے تین بچے پیدا ہوگئے دو لڑکی ایک لڑکا جس میں ایک لڑکی کا انتقال ہوگیا۔ اب زید بکر ہندہ میں نا اتفاقی ہوگئی بکر نے ہندہ اپنی بیوی کو طلاق دے دیا اور مہر ادا کر دیا اور جو زیور ہندہ کے لئے موجود تھا وہ بھی دیدیا اب زید کہتا ہے کہ جو نقد اور برتن میرے دادا اور والد نے دیا تھا وہ ہندہ کو ملنا چاہئے حالاں کہ زید کے باپ دادا عرصہ ہوا قضا کر گئے اور برتن وغیرہ بھی ہندہ کے استعمال سے ٹوٹ پھوٹ گئے۔ روپیہ سامان ضرورت مہیا کرنے میں خرچ ہوگیا اور اسی لئے ملا تھا بطور امانت نہیں ملا تھا اور ہمارے یہاں بھی رواج ہے کہ مہر اور زیورات دے کر جدا کر دے۔ کوئی چیز واپس نہیں ملتی اور بکر کہتا ہے کہ سب چیزیں مجھ کو تملیکاً ملی تھیں واپس کرنے کی ضرورت نہیں اور استدلال کرتا ہے۔ شامی کی عبارت سے ص ۳۶۷ ج ۲ و المعتمد البناء علیٰ العرف سے اور زید کہتا ہے کہ تمام چیزیں ہندہ کی ملک ہیں اور دلیل میں یہ بھی شامی کی عبارت ص ۳۶۸ ج ۲ کی پیش کرتا ہے ان الجهاز للمراة اذا طلقها تاخذه كله واذا ماتت يورث عنها. ان میں کس کا قول درست ہے۔ بينوا توجروا

محمد یٰسین مدرسہ احیاء العلوم مبارک پور اعظم گڈھ

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر روپیہ وغیرہ دیتے وقت زید کے باپ دادا نے تصریح کر دی تھی کہ یہ ملک نہیں بلکہ عاریت ہے اور پھر واپس لے لوں گا۔ تب تو یقیناً بکر اس کا مالک نہیں نہ ہندہ مالک ہے۔ بلکہ وہ دینے والے کی ملک ہے۔ اس کے مرجانے کے بعد باقاعدہ اس میں میراث جاری ہوگی اور اگر

دیتے وقت ملک کی تصریح کردی تھی تو جس کی ملک کی تصریح کی تھی بکر کی یا ہندہ کی تو اس کی ملک ہے۔ کسی اور کو مطالبہ کا حق نہیں ہے اگر کسی چیز کی تصریح نہیں کی تو پھر عرف پر مدار ہے۔ بعض علماء کی رائے ہے کہ اگر عورت کا باپ اشراف میں سے ہے تو اس کا یہ کہنا کہ میں نے جہیز تملیکاً نہیں دیا بلکہ عاریۃً دیا ہے شرعاً معتبر نہیں۔ واستحسن فی النهر تبعاً لقاضی خاں ان الاب ان کان من الاشراف لم یقبل قوله انه عاریة اھ درمختار[1]

رجل جهز ابنته بماله ووجه بنته مع الجهازالیٰ زوجها فماتت الابنةفادعی الاب انه کان عارية والزوج يدعی الملک اختلفوا فيه فقال بعضهم القول قول الاب لانه هوالدافع والمملک اھ وينبغی ان يکون الجواب علیٰ التفصيل ان کان الاب من الکرام والاشراف لايقبل قول الاب لان مثله يانف عن الامارة وان کان من اوساط الناس يکون القول قول الاب لانه هوالدافع وليس بمکذب فيما قال من حيث الظاهر، کذا فی فتاویٰ قاضی[2] خاں اھ عالمگیری .

شامی کی عبارت ان الجهاز للمرأة اذا طلقها تاخذه کلها[3] اھ تو درحقیقت اس امر کے لئے ہے کہ جب باپ نے اپنی لڑکی کو بلا جہیز رخصت کردیا تو زوج کو اس کے باپ سے شرعاً مطالبہ کا حق حاصل ہے لیکن بزازیہ[4] میں تصریح کی ہے کہ باپ سے مطالبہ کا حق حاصل نہیں کیوں کہ

---

[1] الدر المختار مع الرد المحتار علی الرد ص ۱۵۷ ج۳ مطلب فی دعوی الأب أن الجهازعارية (کراچی)، النهر الفائق ص۲۶۵ ج۲ باب المهر، مطبوعه دار الکتب العلمية بيروت.

[2] خانية علی علی الهندية ص ۳۹۱، ج۱، فصل فی حبس المرأة نفسها بالمهر، عالمگيری ص۴۰۲، ج۴، کتاب الهبة، الباب الحادی عشر فی المتفرقات، مطبوعه الماجديه کوئٹه، فتح القدير ص ۳۸۰، ج۳، باب المهر، دار الفکر بيروت،

[3] شامی کراچی ص۱۵۸ ج۳ مطلب فی دعوی الأب أن الجهاز عارية.

[4] بزازيه علی الهندية ص ۱۵۱ ج۴ کتاب النکاح، المختار فی مسئلة الجهاز أن العرف ان کان مستمراً الخ قبيل الفصل الخامس عشر، مطبوعه کوئٹه، عالمگيری کوئٹه ص۳۲۷ ج۱ الفصل السادس عشر فی جهاز البنت، النهر الفائق ص۲۶۵ ج۲ باب المهر، دار الکتب العلمية بيروت.

نکاح میں مال مقصود نہیں ہوتا دیکھو اگر شوہر طلاق دے تو عورت کل جہیز لے لیتی ہے شوہر کے پاس کچھ بھی نہیں رہتا اور شوہر مہر کی زیادتی یا نفس نکاح جہیز کی وجہ سے کرتا ہی نہیں پھر اس کو جہیز کے مطالبہ کا حق کیونکر حاصل ہے۔ اس میں اس کی بحث ہی نہیں کہ وہ جہیز باپ کی ملک ہوتا ہے یا عورت کی ملک اورصورت مسئولہ میں یہ بھی احتمال ہے کہ وہ روپیہ وغیرہ بطور جہیز نہ دیا ہو بلکہ زید کے باپ دادا نے بکر ہی کو دیا ہو اور اس صورت میں اقرب واظہر یہ ہے کہ تملیکاً ہی دیا ہوگا۔ نیز روپیہ میں عاریت کہنا تو بہت دشوار ہے البتہ قرض ہوسکتا ہے مگر موقوف ہے ثبوت پر۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۵؍شوال ۵۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۵؍۱۰؍ ۵۸ھ

جہیز کس کی ملک ہے

سوال:-(۱) لڑکے کی طرف سے جو زیور زوجہ کے واسطے چڑھایا جاتا ہے وہ کس کی ملکیت شرع میں متصور ہوگا؟

(۲) جو سامان لڑکی کو باپ کی طرف سے دیا جاتا ہے شادیوں میں وہ کس کا متصور ہوگا؟

(۳) چوں کہ علیحدگی جب بذریعہ طلاق ہوتی ہے اس وقت ان مسائل کی ضرورت پڑتی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً ومسلماً!

(۱) اگر زیور چڑھاتے وقت کوئی تصریح کردی ہو کہ یہ لڑکی کی ملک ہے یا لڑکے کی ملک ہے یا عاریت ہے تو اس تصریح کا اعتبار ہوگا۔ اگر کوئی تصریح نہ کی ہو تو اب رواج کا اعتبار ہوگا جس خاندان میں یہ رواج ہو کہ وہ لڑکی کی ملک ہوتا ہے تو وہ لڑکی کی ملک ہوگا اور جس خاندان میں یہ رواج ہو کہ وہ لڑکے کی ملک ہوتا ہے تو وہ لڑکے کی ملک ہوگا۔

(۲) اس کا حکم بھی تقریباً یہی ہے مگر عامۃً وہ سامان لڑکی کی ملک شمار ہوتا ہے اور یہی دستور

ہے البتہ جو چیز لڑکی کے لائق نہیں ہے بلکہ لڑکے کے استعمال کی چیز ہے جیسے مردانہ لباس یا سائیکل وغیرہ وہ عامۃً لڑکی کے نام سے لڑکے کو دینا مقصود ہوتا ہے[۱]

(۳) (۱)و(۲) کے مطابق فیصلہ کرلیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۶/۴/ ۸۶ھ

الجواب صحیح: جمیل الرحمٰن غفرلہٗ دارالعلوم ۱۸/۴/ ۸۶ھ

جو سامان نکاح کے وقت دیا جائے وہ کس کی ملک ہے؟

سوال:- (۱) زید کا نکاح رقیہ کے ساتھ ہوا جس طرح سے لوگ بغیر تصریح ملکیت زیورات بیوی کو دیتے ہیں۔ اسی طرح زید کے ولی وسرپرستوں نے کچھ زیورات رُقیہ کے پاس بھیجے جس سے رقیہ زیورات اپنے استعمال میں لارہی ہے۔ زید کے سرپرستوں نے زبان سے کچھ تصریح نہیں کی کہ زیورات بطور رواج کے دیایا عاریت یا امانت کے طور پر دیا۔ عدمِ تصریح رواج وعدم تصریح ملکیت کی صورت میں حدیث یا فقہ کی عبارت مع ترجمہ اردو لکھ کر صاف صاف بتلایا جائے کہ شرعاً زیورات کس کی ملکیت ہے زید کی یا رقیہ کی؟

(۲) اگر حدیث یا فقہ کی عبارت سے یہ ثابت ہوجائے کہ رواج کے اوپر عمل کیا جائے گا تو شوہر کے یہاں کا رواج دیکھا جائے گا یا زوجہ کے یہاں کا؟ اور عدمِ رواج کی صورت میں زیور کس کی ملکیت میں ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

(۱و۲) شوہر یا اس کے ولی نے جو کچھ زیور دیا ہے اور اس میں تصریح ملک یا عاریت کی نہیں کی

[۱] المختار فی مسألة الجهاز أن العرف إن كان مستمراً أن الأب يدفع الجهاز ملكاً لا عارية كما فی ديارنا فالقول للزوج وإن كان مشتركاً فالقول للأب، النهر الفائق ص۲۶۵ج۲ باب المهر، دار الكتب العلمية بيروت، فتح القدير ص۳۸۰ج۳ باب المهر، مطبوعه دار الفكر بيروت، در مختار على الشامی ص۱۵۷ج۳ باب المهر، مطلب فی دعوى الأب ان الجهاز عارية الخ مطبوعه كراچی.

ہے اس میں شوہر کے خاندان کا رواج معتبر ہوگا کچھ رواج نہ ہو تو دینے والے کی نیت اور قول کا اعتبار ہوگا۔ ہمارے عرف میں یہ ہے کہ ایسی چیزیں زیور وغیرہ بطورِ ملک دی جاتی ہیں۔ واذا بعث الزوج الیٰ اهل زوجته اشیاء عند زفافها منها دیباج فلما زفت الیه اراد ان یسترد من المرأة الدیباج لیس له ذٰلک اذا بعث الیها علیٰ جهةِ التملیک کذا فی الفصول العمادیة. جهزبنته وزوجهاثم زعم ان الذی دفعه الیها ماله وکان علیٰ وجهِ العاریة عندها وقالت هوملکی جهزتنی بہٖ اوقال الزوج ذٰلک بعد موتها فالقول قولهما دون الاب وحکی عن علی السغدی ان القول قول الاب وذکر مثله السرخسی واخذبہٖ بعض المشائخ وقال فی الواقعات ان کان العرف ظاهراً بمثله فی الجهازکما فی دیارنا فالقول قول الزوج وان کان مشترکاً فالقول قول الاب کذا فی التبیین قال الصدر الشهید وهذا التفصیل هو المختار للفتویٰ کذا فی النهر الفائق اھ (عالمگیری[1] ص۳۲۷ ج۱) اہل علم حضرات کے لئے جو کہ عربی عبارات کے طالب ہوں ترجمہ اردو میں کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس لئے ترجمہ نہیں کیا گیا۔ ان عبارات سے وہی مستفاد ہوتا ہے جو اردو میں جواب لکھا ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

ناجائز مال جہیز میں دینا

سوال:- کوئی شخص جو کسی زمانہ میں ڈاکٹر تھا اس نے ملازمت سے ریٹائر ہونے کے بعد کچھ جائیداد خرید لی جس میں کچھ زمین کاشت کے لئے اور ایک باغ ہے اور اپنا ذاتی روپیہ کچھ بنک میں جمع ہے اور باقی روپیہ سے عام لوگوں سے سود لیتا ہے اور اس کی لڑکی سے ایک شخص کا نکاح ہوا ہے

---

[1] عالمگیری مطبوعہ کوئٹہ ص۳۲۷ ج۱ الفصل السادس عشر فی جهاز البنت، النهر الفائق ص۲۶۵ ج۲ باب المهر، دار الکتب العلمیة بیروت، زیلعی ص۱۵۸-۵۹ ج۲ باب المهر، مطبوعه امدادیه ملتان.

اور وہ شخص جو کہ اب نیک پرہیزگار اور متقی ہے تو اس کے لئے اپنی زوجہ کے جہیز میں کچھ ایسی چیزیں دی ہیں جو ہر شخص استعمال کرسکتا ہے تو اب آپ تحریر کریں کہ اس لڑکی کا گھر میں رکھنا اور اس کے مال وجہیز کو استعمال کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

کوئی اور مانع شرعی موجود نہ ہو تو صورتِ مسئولہ میں اس لڑکی کو نکاح میں رکھنا جائز ہے۔ مال میں تفصیل ہے وہ یہ کہ اگر معلوم ہو جائے کہ یہ مال ڈاکٹر نے جائز طریق ملازت وغیرہ سے حاصل کر کے لڑکی کو دیا ہے تب تو لڑکی کی اجازت کے بعد شوہر کو اس کا استعمال جائز ہے۔ اگر یقیناً معلوم ہو کہ یہ مال ناجائز طریق مثلاً مسلمانوں سے سود لے کر کے حاصل کیا ہے تو اس کا استعمال ناجائز ہے۔ لڑکی کو بھی اور شوہر کو بھی۔ وان علم انه مغصوب بعينه لايحل ان ياكل لانه علم بالحرمة.[۱] اگر سب مال ملا ہوا ہے اور معلوم نہیں کہ کونسا حلال ہے اور کونسا حرام ہے تو پھر غلبہ کا اعتبار ہوگا یعنی اگر زیادہ مال حلال ہے تو اس کے استعمال میں مضائقہ نہیں اور اگر زیادہ مال حرام ہے تو اس کو استعمال نہیں کرنا چاہئے۔ واذا اهدى الرجل الى انسان اواضافه ان كان غالب مال المهدى من الحرام ينبغى له ان لايقبل الهدية ولاياكل منه طعامه مالم يخبر انه حلال ورثه اواستقرض من غيره وان كان غالب مال المهدى من الحلال لاباس بان يقبل الهدية ويأكل مالم يتيقن عنده انه حرام. قاضيخان[۲] ص ۳۷۲ ج ۴ . فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ

صحیح: بندہ عبدالرحمٰن غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف غفرلہٗ ۱۱/۱/ ۵۲ھ

---

[۱] قاضی خان ص ۴۰۰ ج ۳ كتاب الحظر والإباحة الخ مطبوعه كوئٹه.

[۲] قاضيخان ص ۴۰۰ ج ۳ كتاب الحظر والإباحة مكتبه كوئٹه پاكستان، عالمگیری كوئٹه ص ۳۴۲ ج ۵ كتاب الكراهية الباب الثانى عشر فى الهدايا والضيافات.

منگنی پر دی ہوئی اشیاء کی واپسی نکاح نہ ہونے کی صورت میں

سوال: - زید نے اپنے پسر خالد کی منگنی بکر کی دختر زینب سے کیا ہمارے یہاں منگنی کی یہ صورت ہوتی ہے کہ لڑکی والا کچھ روپے مثلاً للعہ یا صہ یا ص ۵جیسی جس کی قدرت ہوتی ہے اور کچھ گلگلے یا بھیلی یا بتاشے وغیرہ لڑکے والے کے یہاں بھیجتا ہے نیز لڑکے والا بھی ساڑی و کرتہ وغیرہ دیتا ہے اگر بعد میں کسی وجہ سے خالد کا نکاح بکر کی دختر زینب سے نہ ہو سکا بلکہ کسی وجہ سے دوسری جگہ کی دوسری لڑکی سے ہو گیا تو اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ آیا جو چیزیں دی اور لی گئیں ان کا واپس کرنا ضروری ہے کہ نہیں اس کا جواب مع حوالہ کتب تحریر فرما کر ممنون فرماویں۔

المستفتی آفاق احمد غفرلہ الصمد

الجواب حامداً ومصلياً!

قال الشامی بعد ذکر الاقوال المختلفةوایده فی الخیریة فی کتاب النفقات وافتی به حیث سئل فیمن خطب امرأةوانفق علیها وعلمت انه ینفق لیتزوجها فتزوجت غیره فاجاب بانه یرجع واستشهدله بکلام قاضی خان المذکور وغیره وقال انه ظاهر الوجه فلاینبغی ان یعدل منه الیٰ قوله وعلیٰ هٰذا فما یقع فی قری دمشق من ان الرجل یخطب امرأةویصیر یکسوها ویهدی الیها فی الاعیاد ویعطیها دراهم للنفقةوالمهر الیٰ ان یکمل المهر فیعقد علیها لیلةالزفاف فاذا ابت ان تتزوجه ینبغی ان یرجع علیها بغیر الهدیةالها لکةعلیٰ الاقوال الاربعةالمارةلان ذٰلک مشروط بالتزوج کماحققه قاضی خان فیما مر، الیٰ قوله بعثت الصهرةالیٰ بیت الختن ثیا بالارجوع لها بعده ولوقائمةثم سئل فقال لها الرجوع لوقائماً قال الزاهدی والتوفیق ان ا لبعث الاول قبل الزفاف ثم حصل الزفاف فهو کالهبةبشرط العوض وقد حصل فلا ترجع والثانی بعد الزفاف فترجع[1] اس سے معلوم ہوا

[1] الشامی ص ۱۵۴ ج۳ کراچی مطلب انفق علی معتدةالغیر باب المهر.

کہ اگر عورت کی طرف سے انکار ہوجائے تو لڑکے کو واپسی کا حق ہوتا ہے وہ بھی ان اشیاء کے متعلق جو باقی ہوں اور جو چیزیں ہلاک ہوگئیں ہوں ان کی واپسی کا حق نہیں اور صورت مسئولہ میں عورت کی طرف سے انکار ذکر نہیں کیا گیا پس اگر لڑکی والے انکار کر چکے تھے تب تو ان اشیاء کو واپس لیا جاسکتا ہے جو کہ موجود ہوں اور جو ہلاک ہوگئیں ان کی واپسی نہیں ہوسکتی اور اگر لڑکی والوں نے انکار نہیں کیا تو ان سے کچھ واپس نہیں لیا جاسکتا ہے۔ هكذا يفهم مماذكر وخطب بنت رجل وبعث اليها اشياء ولم يزوجها ابوها فما بعث للمهر يسترد عينه قائماً فقط وان تغير بالاستعمال اوقيمته هالكا لانه معاوضةولم تتم فجازالاسترداد وكذا يسترد مابعثهدية وهوقائم دون الهالك والمستهلك لان فيه معنى الهديةدرمختار قوله ولم يزوجها ابوها مثله ما اذا ابت ان تتزوجه وكانت كبيرة اھ طحطاوی ص۶۶ ج۲[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۷/۱۲/ ۵۵ھ

صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبد اللطیف ۱۷/ ذی الحجہ ۵۵ھ

شادی کی اُمید پر دیا ہوا سامان واپس لینا جب کہ شادی نہ ہو

سوال:- زید کی لڑکی کی منگنی حامد کے لڑکے سے طے ہوئی۔ منگنی کے بعد لڑکے نے کہا کہ لڑکی کو میں خود دیکھوں گا۔ اس پر زید نے اپنی لڑکی کی شادی دوسری جگہ کردی۔ جو رقم اور سامان زید نے اس منگنی کے سلسلہ میں حامد کو دیا تھا وہ واپس ملنا چاہئے یا نہیں؟ یہ سوال پنچایت میں پیش کرنا ہے۔ اس لئے جوابی کارڈ ارسال ہے۔

احقر غلام جیلانی مدرسہ بحر العلوم خلیل آباد بستی

---

[1] طحطاوی علی الدر ص۶۶ ج۲ باب المهر، مطلب لو بعث الٰی زوجته شيئاً الخ دار المعرفة بيروت، شامی کراچی ص۱۵۳ ج۳ باب المهر، مطلب فيما برسله الى الزوجة الخ، البحر الرائق ص۱۸۶ ج۳ باب المهر، مطبوعه الماجديه كوئٹه.

الجواب حامداًومصلیاً!

جوسامان اورروپیہ شادی کی امید پر دیا گیا تھا پھر شادی نہیں ہوئی اس کوواپس لینا درست ہے جب کہ وہ موجود ہواستعمال سے ختم نہ ہوگیا ہو۔ خطب بنت رجل وبعث اليها اشياء ولم يزوجها ابوها فمابعث للصهر يسترد عينه قائماً فقط وَان تغير بالاستعمال اوقيمتهٔ هالكاً لانه معاوضةولم تتم فجازالاسترداد وكذا يسترد مابعث هديةوهوقائم دون الهالك والمستهلک لانه فی معنى الهبة كذا فی درالمختار[1] ص۳٦۴ ج ۲۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودغفرلہٗ دارالعلوم دیوبند۲۹/۳/ ۹۵ھ

وقت رخصتی جو کچھ شوہر سے خرچ کرایا گیا اس کی واپسی

سوال:- خاوندعورت کوطلاق اس شرط پر دیتاہے کہ جوروپیہ عورت کے باپ نے بطور رشوت لیاہےاور جواس کاخرچ موقع نکاح پرہواہے وہ تمام وصول کرےاورساتھ لڑکا بھی اس کومل جائے یہ اس کا مطالبہ شرعاً درست ہے یانہیں؟ بینوا توجروا. ۸/ربیع ۲/ ٦۴ھ

الجواب حامداًومصلیاً!

جوروپیہ بطوررشوت عورت کے باپ نے شوہر سے لیاہے۔اس کی واپسی بہرصورت واجب ہے[2] خواہ طلاق دے یانہ دےاور جوروپیہ شوہر نےخرچ کیاہےاس کامطالبہ کرنا طلاق دینے کے لئے شرعاً درست ہے جب کہ نافرمانی اورسرکشی عورت کی طرف سے ہواوراس صورت میں طلاق

---

[1] الدرالمختار نعمانيه ص۳٦۴ج۲ مطلب فيما يرسله إلى الزوجة، طحطاوی على الدر ص٦٦ ج۲ باب المهر، مطلب لو بعث الٰی زوجته شيئاً، الخ مطبوعه دار المعرفة بيروت، البحر الرائق ص۱۸٦ ج۳ باب المهر، مطبوعه الماجديه كوئٹه.

[2] أخذ اهل المرأة شيئا عندا لتسليم فللزوج أن يسترده لأنه رشوةالدرعلى الرد ص۱۵٦ ج۳ كراچی باب المهر، بحر ص۱۸۷ ج۳ باب المهر، مطبوعه الماجديه كوئٹه عالمگيری ص۳۲۷ ج۱ الفصل السادس عشر فی جهاز البنت، مطبوعه كوئٹه.

بائنہ واقع ہوگی[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ۴/۸/ ۶۴ھ

صحیح: عبداللطیف ۴/۱۳/ ۶۴ھ

نکاح کرانے میں سفر خرچ لڑکے سے لینا شرعاً کیسا ہے؟

سوال:-صوبہ بہار میں لڑکوں کی بہ نسبت لڑکیوں کی کثرت ہے۔لڑکی بالغ ہے لیکن لڑکا ملنا دشوار ہے۔ ہمارے یہاں سے ایک شخص ایسے آدمیوں کے لے جاتا ہے جو کافی عمر رسیدہ ہونے پر بھی شادی کی خوشی سے محروم ہیں اوران کو ادھر سے شادی کرا کر لے آتا ہے۔لڑکی والے اتنی خستہ حالت میں ہیں کہ وہ شادی کا خرچہ لڑکے والے سے ہی لے کر کرتے ہیں اور بیچ میں ثالث جو کہ لڑکے والوں کے ساتھ ان کو لے کر جاتا ہے، وہ اپنا کاروبار چھوڑتا ہے۔کم ازکم پندرہ یوم وہاں پر رہتا ہے۔ وہ اپنا خرچہ طے کر لیتا ہے۔اس پر بھی روشنی ڈالیں کہ غیر کفو میں بھی نکاح جائز ہے یانہیں؟ اور ثالث کا لڑکے والے سے سفر خرچ کے علاوہ جو زید روپے لیتا ہے وہ اسے لینا جائز ہے یانہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

سفر خرچ لینا درست ہے جب کہ اس کے لئے سفر کیا ہو[2]۔غیر کفوء میں ولی کی اجازت سے نکاح درست ہے[3]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۶/۲/ ۹۴ھ

---

[1] إذا تشاق الزوجان وخافا أن لايقيما حدود اللّٰه فلابأس بأن تفتدى نفسها منه بمال يخلعها به فاذا فعلا ذالک وقعت تطليقة بائنة ولزمها المال......إن كان النشوز من قبلها كرهنا له أن ياخذ اكثر مما أعطاها من المهر الهندية ص ۴۸۸ ج ۱ باب الخلع، النهر الفائق ص ۳۶-۴۳۵ ج ۲ باب الخلع، دار الكتب العلمية بيروت، هدايه ص ۴۰۴ ج ۲ باب الخلع، مطبوعه تهانوى ديوبند. (بقیہ اگلے صفحہ پر)

نکاح پر مال کا مطالبہ

سوال:- ہمارے یہاں یہ رسم ورواج ہے کہ شادی کے وقت لڑکا یا لڑکے کا ولی لڑکی والے سے کثیر مقدار میں رقم اور مال اور اسباب وصول کرتا ہے تب شادی کرتا ہے۔ اگر طے شدہ رقم ومال واسباب سے کچھ کم ملتا ہے تو شادی لڑکے والا نہیں کرتا۔ اس طرح سے لڑکی والا کافی حیران وپریشان رہتا ہے، اسے کفو ہی نہیں ملتا ہے۔ اگر ملتا بھی ہے تو لڑکے والے کی مانگ ومطالبہ پورا نہ کرنے کی بنا پر بالغ لڑکی گھر پر پڑی رہتی ہے۔ لڑکی کی شادی کرنے کی واحد صورت کثیر مقدار میں رقم ومال اسباب لڑکے والے کو جہیز کے طور پر دیتا ہے تو یہ سب بتایا جائے کہ لڑکی والے سے کثیر مقدار میں مال واسباب لے کر شادی کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ رضا وخوشنودی سے اگر لڑکی والے نے نقد ومال واسباب لڑکے کو دیا تو اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر مہر کثیر مقدار میں تجویز ہو تو اس کے موافق جہیز کا مطالبہ بھی درست ہوسکتا ہے۔ یہ بھی اس وقت ہے جب کہ نکاح کر دیا گیا ہو اور رخصت کرنے میں پس وپیش ہو ورنہ محض نکاح کو اتنا روپیہ واسباب دینے پر موقوف کرنا اور شرط لگانا شبہ پیدا کرتا ہے کہ اصل مقصود مال واسباب ہے نہ کہ عقدِ نکاح اور عقد نکاح کو اس مال واسباب کی تحصیل کا ذریعہ بنایا جارہا ہے یہ طریقہ تعلیمات اسلام کے خلاف ہے اور بیع کے مشابہ ہو کر مقصود کو غیر مقصود اور غیر مقصود کو مقصود قرار دینا ہے۔

لو زفت الیه بلاجهاز یلیق به فله مطالبة الاب بالنقد قنیة زاد فی البحر عن المبتغیٰ الا اذا

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) ۲؎ وکل محبوس لمنفعة غیره یلزم نفقته کمفت وقاضی ووصی وعامل الخ شامی کراچی ص۵۷۲ ج۳ باب النفقة مطلب لفظ جامد ومشتق، زیلعی ص۵۱ ج۳ باب النفقة مطبوعه امدادیه ملتان، بحر کوئٹه ص۱۷۳ ج۴ باب النفقة.

۳؎ کمایستفاد من هذه العبارة. واذا زوجت نفسها من غیر کفء ورضی به احد الاولیاء لم یکن لهٰذا الولی حق الفسخ الخ. عالمگیری کوئٹه ص۲۹۳ الباب الخامس فی الاکفاء، البحر الرائق ص۱۱۰ ج۳ باب الأولیاء والأکفاء، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

سکت طویلاً فلا خصومۃلہٗ لکن فی النھر عن البزازیۃالصحیح انہ لایرجع علی الاب بشیئ لان المال فی النکاح غیر مقصود تزوجھا واعطاھا ثلاثۃالاف دینار الاستیمان وھی بنت موسر ولم یعط لھا الاب جھازاً افتی الامام جمال الدین و صاحب المحیط بان لہٗ مطالبۃالجھازمن الاب علیٰ قدر العرف والعادۃاوطلب الاستیمان قال وھٰذا اختیار الائمۃ (درمختار[۱] وشامی ص۵۰۵ ج ۱)

جس صورت میں مطالبہ کا حق دیا گیا ہے اس میں بھی علماء کا کلام ہے جس کو شامی نے صفحہ مذکورہ اور ص[۲]۸۱۸ ج ۲ میں نقل کیا ہے۔ نفس نکاح پر کچھ لینا اور شرط لگانا ظاہر ہے کہ رشوت ہے[۳]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳۸۹/۲/۲ھ

شادی میں لڑکے کے مطالبات اور اُن کی خرابیاں

سوال:- (۱) عرض خدمت یہ ہے کہ ہم مسلمانوں میں شادی کے موقع پر ہنود کے رسم ورواج کی طرح لین دین کا سوال پیدا ہوگیا ہے۔ معمولی پڑھا لکھا نوجوان لالچ کے سبب لڑکی والوں سے مطالبات کرتا ہے۔ جن کو دیکھ کر دینی تعلیم یافتہ نوجوان بھی مال وزر کے لالچ سے اس برائی میں پھنس گئے اور امیروں نے نام ونمود کی خاطر ان کا سوال پورا کرکے اس کو رواج بنالیا، حتی کہ اب ہر گھر میں اس کا چرچا ہے۔ لیکن غریب لڑکی والے پر یہ سوال مصیبت بن گیا ہے وہ

---

[۱] الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۳۱۰ ج۴ باب المھر مطلب فی دعوی الاب ان الجھازعاریۃ، بحر کوئٹہ ص۱۸۶ ج۳ باب المھر، بزازیہ علی الھندیہ ص۱۵۰ ج۴ کتاب النکاح المختار فی مسألۃ الجھاز الخ قبیل الفصل الخامس عشر فیما یکون اقرارا بالنکاح مطبوعہ کوئٹہ.

[۲] الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۲۹۹ ج۵باب النفقۃ.مطلب فیما لوزفت الیہ بلاجھاز.

[۳] أخذ أھل المرأۃ شیئاً عند التسلیم فللزوج أن یستردہ لأنہ رشوۃ، الدر المختار علی الشامی زکریا ص۳۰۷ج۴ باب المھر، بحر کوئٹہ ص۱۸۷ ج۳ باب المھر، عالمگیری کوئٹہ ص۳۲۷ج۱ الفصل السادس عشر فی جھاز البنت.

مطالبات یہ ہیں۔ ریڈیو، سونے کا نگینہ، سونے کے زیورات، سائیکل، گھڑی وغیرہ، اس کے علاوہ لڑکی والے کو اتنا سونا، اتنی چاندی، جائیداد، پوشاک وغیرہ اور شوہر کے گھر میں گذر کرنے کا کل سامان دینا پڑے گا۔ اکثر لڑکے والے اس پر اٹل ہیں کہ جب تک یہ سب سامان نہ ملے شادی نہ کرائیں گے، چاہے بدکاری میں عمر گذرے اور اس سوال کے سامنے لڑکی کے نان ونفقہ کی کوئی حقیقت نہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ شادی برادری میں نہ ہونے کے سبب برادری ترک، بیوی کو طلاق، بیوی کے دیئے ہوئے مال میں کوئی حق نہیں۔ جنھوں نے چار سال قبل شادی کی تھی اور ان کے اولاد بھی ہوگئی وہ بھی سوال کرتے ہیں کہ بیوی کا وارث ہمارا سوال پورا کرے تو خیر ورنہ تو بیوی کو طلاق، ورنہ بیوی کا نان نفقہ بند چاہے جدھر جائے۔ اس رسم سے بہت سی برائیاں ظاہر ہوئیں۔ زنا کاری، حمل بند کردینا، حمل گرا دینا، لڑکی پیدا ہو تو مار ڈالنا، لڑکی کا خودکشی کرلینا، لڑکی والے کا شرم کی وجہ سے خودکشی کرلینا وغیرہ خرابیاں پیدا ہوگئی ہیں۔ علماء دین اس طرف توجہ فرمائیں۔ یہاں جو دینی تعلیم حاصل کرکے آتے ہیں وہ بھی لالچ میں پھنس جاتے ہیں۔ اس لئے سوال کرتا ہوں کہ شریعت میں اس رسم کی کیا اصلیت ہے؟ جواب سے آگاہ فرمائیں تاکہ عوام کو آسانی ہو۔

(۲) شادی میں یہ رسم اور اس طرح کا لین دین سراسر گمراہی ہے یا نہیں؟

(۳) جس شادی کی مجلس میں ڈھول باجا آتش بازی ہو اور بیوی کا حق حقوق نہ ہو، شریعت کی عزت نہ ہو، جس کے انجام میں اتنی برائیاں ہوں، ایسی مجلس میں مسلمانوں کا شریک ہونا درست ہے یا نہیں؟

(۴) ایسے رسم ورواج کو نکالنے والے، اس پر مدد کرنے والے، سوال کرنے والے، نام ونمود کی خاطر سوال کو پورا کرنے والے مسلمان ہیں یا نہیں؟

(۵) ایسی غیر شرعی مجالس میں نکاح درست ہے یا نہیں؟

(۶) تونگر لڑکے والے کا غریب لڑکی والے پر سوال کرنا ظلم ہے یا نہیں؟

(۷) یہ رسم ورواج کافر مشرک کا طریقہ ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

(۱) نکاح ایک عبادت ہے[1] جس طرح دوسری عبادت کو حکم خداوندی اور ذریعہ قربت الٰہی تصور کرتے ہوئے کیا جاتا ہے اور اس کا اہتمام کیا جاتا ہے کہ ہر عبادت کو حضرت رسول اکرم ﷺ کے طریقہ پر ادا کیا جائے، اسی طرح نکاح کو بھی عبادت تصور کرتے ہوئے رسول مقبول ﷺ کے طریقہ پر ادا کرنا چاہئے تب ہی اس کی اصلی خیر وبرکت حاصل ہوگی۔

دوسری قوموں کے طریقے پر کرنے سے اس کی عبادت کی شان باقی نہیں رہے گی، جتنی جتنی چیزیں اس میں دوسروں کی آتی چلی جائیں گی اسی قدر یہ نکاح عبادت اور سنتِ نبویہ سے نکل کر محض رسم ورواج اور وہ بھی غیر قوموں کا رسم ورواج بنتا چلا جائے گا، پھر اس میں جو پابندیاں بے جا لگائی جائیں گی ان کی مضرتیں مستقل اثر انداز ہونگی۔ جس قدر اس میں ظلم ہوگا اسی قدر اس میں بجائے خیر وبرکت کے نحوست پیدا ہوگی۔ جو مفاسد سوال میں موجود ہیں وہ تو کچھ کم ہی ہیں، اس سے بھی زائد پیدا ہوسکتے ہیں[2]۔

(۲) تعلیم اسلام کے خلاف ہے غیر قوموں کا طریقہ ہے[3]۔

(۳) ان مفاسد والی شادی میں ہرگز شرکت نہ کی جائے[4]۔

---

[1] ليس لنا عبادة شرعت من عهد آدم إلى الآن ثم تستمر في الجنة إلا النكاح والإيمان الدر المختار على الشامي زكريا ص٥٧ ج٤ اول كتاب النكاح، الدر المنتقىٰ ص٤٦٦ ج١ كتاب النكاح دار الكتب العلمية بيروت.

[2] عن عائشةؓ قالت قال النبي صلى الله عليه وسلم ان اعظم النكاح بركة ايسره مونةً. مشكوٰة شريف ص٢٦٨ كتاب النكاح الفصل الثالث. مطبوعه ياسرنديم ديوبند.

[3] من تشبه بقوم فهومنهم. مشكوٰة شريف ص٣٧٥ كتاب اللباس.

[4] ولودعي الى دعوة فالواجب ان يجيبه الى ذلك وانما يجب عليه ان يجيبه اذا لم يكن هناك معصية ولابدعة الخ. عالمگيرى كوئٹه ص٣٤٤ ج٥ الباب الثانى عشر فى الهدايا والضيافات، الدر المختار مع الشامي زكريا ص٥٠٢ ج٩ كتاب الحظر والإباحة، قبيل صفحة فصل فى اللباس، زيلعى ص١٣ ج٦ كتاب الكراهية مطبوعه امداديه ملتان.

(۴) اس رسم کو ایجاد کرنے والے، اس کی اعانت کرنے والے، اس میں شرکت کرنے والے، اس سے خوش رہنے والے حسبِ حیثیت سب گنہگار ہیں، سب کو توبہ کرنا اور نکاح سنت طریقہ پر لانا ضروری ہے[1]۔

(۵) نفس نکاح تو ایجاب وقبول سے منعقد ہو جاتا ہے مگر ان امور کا گناہ بھی ہوتا ہے وہ بھی معمولی نہیں[2]۔

(۶) بالکل ناحق مطالبہ ہے جو کہ ظلم ہے[3]۔

(۷) یہ غیر قوموں کا طریقہ ہے جو کہ اسلامی نہیں[4]۔

(۸) جبراً لینا تو ناجائز ہے۔ لایحل مال امرأ مسلم اِلاّ بطیب نفس منه. (الحدیث[5])

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۱۰/۴/۱۳۹۱ھ

شادی میں لڑکے کی فرمائشیں

سوال:- آج کل شادی میں لڑکوں کی طرف سے فرمائش ہوا کرتی ہے۔ طرح طرح کی چیزیں مانگتے ہیں۔ لینا اور پھر ضد کر کے لینا کیسا ہے؟ اور دینے والا تو مجبور ہے، لیکن پھر بھی دینا کیسا ہے؟

---

[1] من سن فی الاسلام سنة سیئة کان علیه وزرها ووزرمن عمل بها من بعده من غیران ینقص من اوزراهم شی. مشکوٰةشریف ص ۳۳ کتاب العلم الفصل الاول. مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

[2] وینقعد ای النکاح بایجاب وقبول الدرالمختار علی هامش ردالمحتار زکریا ص ۶۹ ج ۴ کتاب النکاح، هدایه ص ۳۰۵ ج ۲ کتاب النکاح، مطبوعه تهانوی دیوبند، بحر کوئٹه ص ۸۱ ج ۳ کتاب النکاح.

[3] أخذ أهل المرأة شیئاً عند التسلیم فللزوج أن یسترده لانه رشوة، الدر المختار مع الشامی زکریا ص ۳۰۷ ج ۴ باب المهر، بحر کوئٹه ص ۱۸۷ ج ۳ باب المهر، عالمگیری کوئٹه ص ۳۲۷ ج ۱ الفصل السادس عشر فی جهاز البنت.

[4] من تشبه بقوم فهو منهم مشکوٰة شریف ص ۳۷۵ کتاب اللباس، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

[5] مشکوٰة شریف ص ۲۵۵ باب الغصب والعاریة الفصل الثانی مطبوعه یاسرندیم دیوبند

الجواب حامداً ومصلیاً!

یہ ضد اور فرمائش غلط ہے، بیجا ہے ہرگز نہیں چاہئے۔لڑکی کے والد بھی شرعاً مجبور نہیں[۱]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳/۵/ ۹۶ھ

شادی میں روپیہ لینے کی شرط

سوال:-ایک بالغ لڑکا غیر شادی شدہ ایک لڑکی سے عقد کرنا چاہتا ہے، مگر وہاں پر والد صاحب نے اس لئے شادی سے انکار کر دیا کہ کچھ ان بن ہوگئی، حالانکہ پہلے وہاں رشتہ کیا تھا، دوسری جگہ جہاں لڑکے کو آٹھ ہزار روپئے دینے کا وعدہ کیا ہے، بات کرلی، لڑکے نے ان آٹھ ہزار روپیوں کو ٹھکرا دیا اور پہلی جگہ اپنی مرضی سے شادی کرلی جبکہ والد صاحب اصرار وضد کی وجہ سے ناراض ہوگئے تو مذکورہ صورت میں لڑکا والد کا نافرمان ہوگا کہ نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ اور اگر ہوگا تو کیوں؟ تحریر فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

آٹھ ہزار روپئے لڑکے کی شادی کے لئے شرط قرار دینا غلط ہے ناجائز ہے، ناجائز کام میں والد کی اطاعت نہیں، اگر لڑکے نے اس غلط روپئے سے بچنے کے لئے اپنی شادی خود کرلی، تو وہ نافرمان نہیں ہوا "لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق" (الحدیث[۲])۔فقط واللہ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۴/ ۱۴۰۶ھ

---

[۱] أخذ أهل المرأة شيئاً عند التسليم فللزوج أن يسترده لانه رشوة، الدر المختار مع الشامی زکریا ص۳۰۷ ج۴ باب المهر، بحر کوئٹه ص۱۸۷ ج۳ باب المهر، عالمگیری کوئٹه ص۳۲۷ ج۱ الفصل السادس عشر فی جهاز البنت، لا یحل مال امرأ مسلم إلا بطیب نفس منه، مشکوٰة شریف ص۲۵۵ باب الغضب والعارية، الفصل الثانی، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

[۲] مشکوٰة شریف ص۳۲۱ (مطبوعه یاسر ندیم دیوبند) کتاب الامارة الفصل الثانی، شامی زکریا ص۵۸۳ ج۹ کتاب الحظر والاباحة فصل فی البیع، **ترجمه** : مخلوق کی اطاعت کرنا خالق کی نافرمانی کر کے جائز نہیں ہے۔

شادی کے موقع پر انعامات

سوال:- شادی جب ہوتی ہے تو لوگوں کو خوشی ہوتی ہے، عموماً ایسے وقت میں بہنیں اور نانی وغیرہ کچھ مطالبات کرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ہمارا حق دو۔ حق کا مطلب یہ ہے کہ خوشی ہونے پر ہمیں خوش کرو جیسے کہ مٹھائی وغیرہ کا لوگ مطالبہ کرتے ہیں۔ نانی وغیرہ کے لئے تو یہ ہوتا ہے کہ ان کا ماوجب طے ہوتا ہے کہ شادی والا شادی وغیرہ کے موقع پر ان کو اتنا ملے گا، تو ایسی صورت میں ان کے مطالبات کے مطابق دینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

یہ مطالبات شرعی مطالبات نہیں۔ البتہ خدمت گار امیدوار رہتے ہیں اور دعا گو بھی ہوتے ہیں ان کو ناامید نہ کیا جائے تاکہ وہ شکر گذار رہیں اور آئندہ خدمت مستعدی سے کریں کہ مزدور خوش دل کند کار بیش احباب کا تقاضہ بھی بر بنائے تعلق ومحبت ہوتا ہے، اگر جبر واکراہ اور التزام مالا یلزم نہ ہو اور مطالبہ پورا کر دیا جائے تو گنجائش ہے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۱۲/۱۳۹۱ھ

نکاح میں ہدیہ کا لین دین

سوال:- نکاح کی بات چیت کے وقت جانبین نے کسی قسم کی لین دین کی کوئی شرط نہیں کی۔ مگر عقد کے وقت من جانب لڑکی اگر دلہا کو کچھ بھی دیدے تو شرعاً حلال ہے یا نہیں؟

[1] لایحل مال امرإ مسلم الا بطیب نفس منه. مشکوٰة شریف ص ۲۵۵ باب الغصب والعاریة الفصل الاول مطبوعه یاسرندیم دیوبند، فکم من مباح یصیر بالالتزام من غیر لزم والتخصیص من غیر مخصص مکروها الخ سباحة الفکر ص ۷۲ مطبوعه احمدی لکهنؤ، سعایة ص ۲۶۵ ج ۲ باب صفة الصلوة قبیل فصل فی القراء ة، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.
ترجمہ:- کسی کا مال اس کے دل کی خوشی کے بغیر حلال نہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر وہاں شرط نہ کی جائے اور اس لین دین کا دستور بھی نہ ہو اپنے ذہن میں یہ نہ سمجھتے ہوں کہ کچھ دیا جائے گا یا کچھ لیا جائے گا۔ پھر کوئی تازہ رشتہ کی بنیاد پر خوشی میں لڑکے کی طرف سے یا لڑکی طرف سے دیدے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے وقت ان کے چچا کو کرتا مرحمت فرمایا تھا[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۰/۱۰/۶ ۱۴۰۰ھ

شادی کے موقع پر لڑکے کی طرف سے لڑکی کو زیور دینا

سوال:- میری شادی کو ایک سال کا عرصہ ہو گیا رخصتی ابھی نہیں ہوئی ہے۔ اب رخصتی کے لئے لڑکی والے کہتے ہیں کہ زیور اور کچھ کپڑے لڑکی کے لئے لانے ہوں گے اور لڑکی والے اس جہیز کے منگانے پر بضد ہیں کہ ان کے گھر کی عورتیں کہتی ہیں کہ لڑکے والا نہایت غریب ہے۔ اس کے پاس رکھا کیا ہے۔ لڑکی والے کو لوگ طرح طرح سے بہکانے میں لگے ہیں۔ تو کیا کچھ زیور وغیرہ رخصتی سے چند یوم قبل خفیہ طور پر بھیج دیئے جائیں تاکہ نمائش نہ ہو۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

دولہا کی طرف سے دولہن کو کچھ زیور وغیرہ دیا جائے تو یہ شرعاً ممنوع نہیں، بلکہ اگر وسعت ہو تو دینا چاہئے[2] البتہ اس پر اصرار اور اس کا اعلان جو نام ونمود کے لئے ہوتا ہے یہ ممنوع ہے۔

---

[1] سنت علی الشیخ حلة فلما صحاقال ماهٰذه الحلة قالوا كساها ختنك محمد الخ طبقات ابن سعد ص ۱۳۲، ج ۱، ذکر تزویج رسول اللّٰہ ﷺ خدیجة نبت خویلد، مطبوعه دارالفکر بیروت. المواهب اللدنیه ص ۲۰۱، ج ۱، تزوجه علیه السلام خدیجة. مطبوعه دارالمعرفة. بیروت، تاریخ الخمیس ص ۲۶۴ ج ۱ تزوجه علیه السلام خدیجة، مطبوعه بیروت.

[2] بهشتی زیور ص ۳۶۵ ج ۶ بیاہ کی رسموں کا بیان. مبطوعه فیض عام مظفر نگر. ان النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم حین زوج علیا فاطمة قال یا علی لا تدخل علی اهلک حتی تقدم لهم شیئاً مجمع الزوائد ص ۵۲۰ ج ۴ رقم الحدیث ص ۷۴۹۸ باب الصداق مطبوعه دار الفکر بیروت.

اگر اس سے بچ کر شادی سے کچھ پہلے یا عین شادی کے وقت یا بعد میں دیدیا جائے تو مضائقہ نہیں[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۴/۳/۴ ۱۳۹ھ

منگنی اور شادی کے وقت شوہر سے روپیہ لینا

سوال:- منگنی اور شادی کے وقت لڑکی والا جو روپیہ لیتا ہے اگر اس کی حسب مرضی روپیہ نہ دیں تو وہ شادی سے ہی انکار کر دیتا ہے۔ اس طرح یہ لین دین درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر بطور قرض لیا جائے تو حسبِ ضرورت تراضیٔ طرفین سے قرض کا لین دین درست ہے مگر اس میں بھی یہ لحاظ رہے کہ شادی کے دباؤ اور اثر سے نہ ہو اگر یہ قرض نہیں بلکہ شادی ہی کے اثر سے لیا جاتا ہے تو یہ رشوت اور حرام ہے اس کی واپسی ضروری ہے۔ درمختار میں ہے۔ **لو اخذ اهل المرأة عند التسليم فللزوج ان يسترده لانه رشوة** شامی فرماتے ہیں۔ **قوله عند التسليم اى بان إبى ان يسلمها اخوها او نحوه حتى ياخذ شيئا وكذا الوابىٰ ان يزوجها فللزوج ان يسترده قائماً اوهالكاً لانه رشوة.** بزازیہ، ردمختار ص[2] ۳۳۶ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۷/ ۸۷ھ
الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

---

[1] وعن جندبؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من سمّع سمّع الله به ومن يرائى يرائى الله به متفق عليه مشكوٰة شريف ص ۴۵۴ باب الرياء والسمعة مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

[2] الدرالمختار مع الردالمحتار كراچى ص۱۵۶ ج۳ مطلب أنفق على معتدة الغير باب المهر، بحر كوئٹه ص۱۸۷ ج۳ باب المهر، عالمگيرى كوئٹه ص۳۲۷ ج۱ الفصل السادس عشر فى جهاز البنت، بزازيه على الهنديه كوئٹه ص۱۳۶ ج۴ الباب الثانى عشر فى المهر، نوع آخر تزوجها بمهر الخ مطبوعه كوئٹه.

شادی میں داماد سے زیور وغیرہ لینا

سوال:-تقریباً پورے صوبہ گجرات میں یہ رواج ہے کہ جب منگنی ہوتی ہے تو اس وقت لڑکی کے لئے زیور اور کپڑا بنانے کے لئے ایک رقم طے ہوتی ہے وہ رقم لڑکا یا اس کا ولی دیتا ہے اور اس کو لچے اور پلہ کہتے ہیں وہ رقم حسب حیثیت جانبین دوسو چارسو ہزار دو ہزار بلکہ اس سے بھی زائد تک طے ہوتی ہے اور اس کے بغیر منگنی قبول نہیں ہوتی۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ اگر اس رقم کے طے کرنے میں جانبین کا اتفاق نہ ہو تو منگنی قبول نہیں ہوتی اور انکار کر دیا جاتا ہے۔ اگر لڑکے اور اس کے ولی کے پاس پیسہ نہ ہو تو اس کے لئے سودی قرضہ تک لیا جاتا ہے اور مہر اس کے علاوہ ہے اور وہ عموماً ایک سوساڑھے ستائیس روپے ہے بعض جگہ اس سے زائد بھی ہے مذکورہ بالا رقم مدت سے چلی آتی ہے لیکن اس پیسے کے متعلق کوئی تصریح نہیں ہوتی کہ یہ مہر معجّل ہے یا ہبہ ہے یا عاریت ہے اور بعض جگہ پیسے کے بجائے زیور اور گھڑی بھی دیئے جاتے ہیں لیکن عموماً پیسے دیئے جاتے ہیں۔ لڑکی کا باپ آزاد ہوتا ہے چاہے سب خود کھالے یا نکاح کے وقت کھانے وغیرہ میں صرف کرے یا کہ زیور اور کپڑے بنائے۔ اگر خود کھائے یا کھلانے وغیرہ میں صرف کرے کوئی اس پر اعتراض نہیں کرتا۔ نہ مطالبہ کرتا ہے نہ قانونی کارروائی کرتا ہے لیکن کھانا معیوب سمجھا جاتا ہے۔ زیور کپڑوں میں صرف کرنا مستحسن سمجھا جاتا ہے اگر لڑکی کے باپ نے خود کھالیا یا کھلانے میں صرف کر دیا تب تو کچھ نہیں اور اگر اس کا زیور بنا دیا اور لڑکی اس کو لے کر خاوند کے یہاں چلی گئی تو اس کا مالک خاوند سمجھا جاتا ہے چنانچہ لڑکی کے مرنے پر یا طلاق پر لڑکا اس کا مالک سمجھا جاتا ہے بغیر اجازت وقت ضرورت وہ اس کو فروخت بھی کرسکتا ہے۔ رہن بھی رکھ سکتا ہے اور بعض جگہ لڑکی کا باپ اس پر قبضہ کر لیتا ہے اور خاوند کو نہیں دیتے۔ ایسی صورت میں اس طریقہ سے لڑکے والے سے روپیہ یا زیور لینا جائز ہے یا نہیں؟ قرون اولیٰ میں اس کا ثبوت ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو پھر یہ مہر معجّل ہے یا ہبہ یا عاریت خصوصاً جب کہ سودی قرض لے کر ادا کیا جائے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

لڑکے کے ذمہ مہر اور نان نفقہ کپڑا واجب ہوتا ہے، زیور وغیرہ شرعاً واجب نہیں اور نکاح سے قبل یا رخصتی سے قبل جو بعض جگہ لڑکے یا اس کے ولی سے کچھ لینے کا دستور ہے کہ بغیر اس کے رخصتی نہیں کرتے اس کی شرعاً کوئی اصل نہیں یہ لینا ناجائز ہے کیونکہ یہ رشوت ہے، رخصتی کے بعد لڑکی اپنی مرضی سے اگر زوج کو زیور دے یا روپیہ پیسہ دے تب بھی جائز ہے لیکن لڑکی کے باپ وغیرہ جو لڑکے سے وصول کرتے ہیں یہ ناجائز ہے اور سودی روپیہ لینا اور لڑکی کے باپ کو دینا یا خود لینا یہ ناجائز ہے۔

ومن السحت مایاخذه الصهر من الختن بسبب بنته بطیب نفسه حتی لو کان بطلبه یرجع الختن به اھ ردالمحتار[1] ص ۳۰۱ اخذ اهل المراة شیئًا عند التسلیم فلزوج ان یسترده لانه رشوة اھ شامی[2] ص ۵۶۵ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۹/۵/ ۵۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۶/ جمادی الاول ۵۷ھ

مہر کے علاوہ کچھ رقم نکاح کے لئے شوہر پر ڈالنا

سوال:- ایک منظّم برادری کے کچھ لوگ برادری کے چودھری پر یہ الزام لگا کر دوسری برادری بنا لیتے ہیں کہ اس برادری کے چودھری نے ہماری قومی برادری کے اس شرعی فیصلہ کو کہ ناکح ومنکوحہ کے اولیاء دین مہر کے علاوہ نکاح کے لئے روپیہ وغیرہ کا لین دین کو روا رکھے کیونکہ یہ شرعاً حرام اور سخت مذموم اور مشرکوں کی رسم ہے، منسوخ کر دیا اور ایسے اشخاص سے جو اس لین دین کو روا رکھے شرعا ترک موالات کرنا چاہئے اور اس الزام سے چودھری کو نہایت رسوا اور بدنام کرتے ہیں

---

[1] شامی نعمانیه ص ۲۷۲ ج۵ شامی زکریا ص ۲۰۷ ج ۹ فصل فی البیع کتاب الحظر والإباحة

[2] الدرالمختار علیٰ ردالمحتار کراچی ص ۱۵۶ ج۳ باب المهر، بحر کوئٹه ص ۱۸۷ ج۳ باب المهر، عالمگیری کوئٹه ص ۳۲۷ ج ۱ الفصل السادس عشر فی جهاز البنت.

جس سے ایک منظّم برادری کے دو بڑے اور چھوٹے ٹکڑے ہوجاتے ہیں اور باہمی تنازع ہوجاتا ہے کچھ مدت کے بعد اس باہمی کشیدگی کو دور کرنے کے لئے اور معاملہ کی حقیقت سے برادری اور غیر برادری کے خواص وعوام کو خبردار کرنے کے لئے اور اپنے اپنے حقوق کو معلوم کرنے کے لئے علماء دین کو مدعو کیا جاتا ہے اور فریقین عہد کرتے ہیں کہ علماء دین کے سامنے ہم یہ معاملہ رکھیں گے اس پر جو فیصلہ فرماویں گے ہم بطیب خاطر منظور کریں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوتا ہے۔علماء نے ساری چیزوں پر غور کر کے فیصلہ سنایا کہ جس چودھری پر قدیمی پنچائت کے فیصلہ کی منسوخی اور معاملہ مناکحت میں دین مہر کے علاوہ اور روپیہ کے لین دین کو روا رکھنا اس کا الزام تھا۔فریق مخالف نے اس کا کوئی شرعی ثبوت پیش نہیں کیا۔لہٰذا وہ الزام سے بالکل بری ہے۔جن لوگوں نے اسکو بدنام کیا وہ اس سے معافی مانگے جو سزا برادری تجویز کرے۔اس کو منظور کرے

سوال:-اس میں اور ذیل کے متعلق احکام شرعیہ مطلوب ہیں۔

(۱) کیا ناکح اور منکوحہ کے اولیاء کو باہم رضامندی سے ان مباح رسوم نکاح کے خرچ کے لئے جس کی ادائیگی پر ناکح کے اولیاء مصر ہوں اور منکوحہ کے اولیاء اس کی ادائیگی کی بذات خود استطاعت نہ رکھتے ہوں دین مہر کے علاوہ کچھ روپیہ لینا دینا شرعاً حرام ہے اور ایسا لین دین کرنے والے شرعاً ایسے مجرم ہیں کہ ان سے ترک موالات واجب ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً!

(۱) مباح پر اصرار کا کسی کو حق نہیں کیونکہ اصرار سے وہ ممنوع ہوجاتا ہے۔صرح بہ الشامی فی تنقیح الفتاویٰ الحامدیہ[1] وغیرہ جو روپیہ بعض جگہ لڑکی والے طلب کرتے ہیں اور لڑکے والوں کو مجبوراً دینا پڑتا ہے اور بغیر اس روپیہ کے رخصت نہیں ہوتی تو یہ روپیہ لینا ناجائز ہے کیونکہ وہ رشوت ہے

[1] كل مباح يؤدى إلى زعم الجهال سنية أمر أو وجوبه، فهو مكروه، تنقيح الفتاوى الحامدية ص۳٦۷ج۲ مسائل شتىٰ من الحظر والإباحة مطبوعه الميمنية مصر، سعاية ص۲٦۵/۲، باب صفة الصلوة قبيل فصل فى القرأة.

اس کی واپسی لازم ہوتی ہے۔ اخذاهل المرأة شيئا عندالتسليم فللزوج ان يسترده الخ.
درمختار[۱] ص ۶۰۰ ج ۲ وعن ابی حرة الرقاشی عن عمه قال قال رسول الله صلی الله علیه
الالاتظلموا الا لايحل مال امرئ الابطيب نفسه منه رواه البيهقی فی شعب الايمان
مشکوٰة[۲] ص ۲۵۵ اگر یہ روپیہ اپنی خوشی سے دے تو بھی ناجائز ہے۔ ومن السحت مايو خذعلی
كل مباح درمختار ومن السحت بالضم الخ. ردالمحتار[۳] ص ۳۰۱ ج ۵۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

طلاق پر شوہر کو دی ہوئی اشیاء کی واپسی کا حق

سوال:- (۱) میرا عقد معین الدین سے ہوا تھا، چھ ماہ تک حالات خوشگوار رہے، اس کے بعد میرے شوہر نے مجھ سے ترش روئی اختیار کی، اخیر میں نوبت یہاں تک پہنچی کہ میرے شوہر مذکور نے سہ بار طلاق نامہ بذریعہ رجسٹر میرے نام روانہ کی، طلاق کے بعد میں والدین کے پاس رہی، پنچ کمیٹی نے میرے شوہر کو طلب کر کے یہ فیصلہ کیا کہ رقم مہر اور سامانِ جہیز میرے شوہر سے واپس دلوا دیا، لیکن دیگر امور کی حد تک کوئی فیصلہ نہیں کیا، آیا میں رقم عدت پانے کی مستحق ہوں یا نہیں؟

(۲) رقم پارچہ مبلغ چار سو پانچ روپے جو نوشہ کے لئے دئے گئے تھے۔

---

[۱] درمختار نعمانية ص۳۶۶ ج۲ باب المهر قبيل باب نكاح الرقيق، عالمگیری كوئٹه ص۳۲۷/۱، الفصل السادس عشر فی جهاز البنت، بحر كوئٹه ص۱۸۷/۳، باب المهر،

[۲] مشكوٰة شريف ص۲۵۵ باب الغصب

ترجمہ:۔ کسی شخص کا مال حلال نہیں ہے بغیر اس کی خوشدلی کے۔

[۳] درمختار نعمانيه ص۲۸۲ ج۵ وشامی كراچی ص۴۲۴ ج۶ كتاب الخطر والإباحة، حاشية الطحطاوی علی الدر المختار ص ۲۲۱ ج۴ كتاب الحظر والاباحة فصل فی البيع مطبوعه دار المعرفة بيروت.

(۳) اخراجاتِ شادی تناول طعام وغیرہ پانچ صد روپئے۔

(۴) اخراجات زچگی دوصد روپئے۔

(۵) لڑکی کتنے عرصہ تک میرے پاس رہ سکتی ہے؟ اور فی ماہ کیا اخراجات واجب الادا ہو سکتے ہیں؟

(۶) نوشہ کو سلامی مردوں اور عورتوں کی طرف سے۔

(۷) نوشہ کے والدین کو کپڑے مبلغ پچاس روپئے۔

(۸) نوشہ کو بوقت عید الاضحیٰ وعید الفطر سلامی وغیرہ ساٹھ روپئے۔

(۹) نوشہ کے والدین نے بوقتِ شادی چھ تولہ چندن ہار تحفۃً مجھے پہنچائے تھے، وہ زیور مجھ سے چھین لئے۔

(۱۰) ایک جوڑ چین نقرئی چودہ تولہ بوقتِ شادی تحفۃً مجھے دیئے تھے، یہ زیور بھی مجھ سے واپس لئے۔

(۱۱) اس وقت میں ایام زچگی میں ہوں، میں دوسرا نکاح نہیں کرسکتی اور میری زندگی برباد کردی گئی، آیا میں ہرجانہ رقم چھ ہزار روپئے پانے کی مستحق ہوں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

(۱) اب اس کا مطالبہ نہیں ہوسکتا۔[۱]

[۱] المعتدة اذا لم تخاصم فی نفقتها ولم يفرض القاضی شيئا حتی انقضت العدة فلا نفقة لها. (عالمگیری کوئٹہ ص ۱/۵۵۸، الفصل الثالث فی نفقة العدة، المحیط البرهانی ص ۴/۳۲۱، نوع منه فی بیان من یستحق النفقة من المطلقات، مطبوعه المجلس العلمی ڈابھیل، تاتارخانیه کراچی ص ۴/۲۲۴، نوع منه فی بیان من یستحق النفقة من المطلقات)

E:\F.M.Fainal\Jild-17\11-Jahez Wagaira Ka Byan

(۲) وہ واپس لینے کا حق نہیں[۱]۔

(۳) وہ بھی واپس لینے کا حق نہیں[۲]۔

(۴) عدت شوہر کے مکان پر ہوتی تو یہ اخراجات خود ہی شوہر دیتا اب اس کا مطالبہ نہیں کیا جا سکتا[۳]۔

(۵) لڑکی بالغ ہونے تک والدہ کے رہیگی، جب کہ والدہ کسی غیر جگہ اپنا نکاح نہ کرے[۴]، اور خرچہ حسبِ حیثیت والد کے ذمہ ہے[۵]، دودھ پلانے کا کوئی معاوضہ نہیں، الّا یہ کہ مستقل معاملہ

---

۱ وکذا یسترد ما بعث ھدیة وھو قائم دون الھالک والمستھلک لانه فی معنی الھبة، الدرالمختار علی ھامش رد المحتار زکریا ص۳۰۴/۴، مطبوعه کراچی ص۱۵۳/۳، باب المھر مطلب فیما یرسله الی الزوجة. مجمع الانھر ص۵۳۲/۱، باب المھر، فصل، مطبوعه دارالکتب العلمیة بیروت، سکب الانھر علی مجمع الانھر ص۵۳۲/۱، باب المھر، فصل مطبوعه دارالکت العلمیة بیروت.

۲ حوالۂ بالا.

۳ نفقة العدة کنفقة النکاح وفی الذخیرة وتسقط بالنشوز وتعود بالعود الخ، شامی زکریا ص۳۳۳/۵، مطبوعه کراچی ص۶۰۹/۳، مطلب فی نفقة المطلقة، باب النفقة، تاتارخانیه کراچی ص۲۳۰/۴، نوع آخر فی الاسباب المسقطة لھذه النفقة، المحیط البرھانی ص۳۲۸/۴، نوع آخر فی الاسباب المسقطة لھذه النفقة، مطبوعه المجلس العلمی ڈابھیل.

۴ الحضانة تشبت للام ولو بعد الفرقة الا ان تکون مرتدة اوفاجرة الی قوله او متزوجة بغیر محرم الصغیر الی قوله والام والجدة احق بھا بالصغیرة حتی تحیض ای تبلغ فی ظاھر الروایة الخ (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار زکریا ص۲۶۸-۲۵۳/۵، مطبوعه کراچی ص۵۶۶، ۵۵۵/۳، باب الحضانة، عالمگیری کوئٹه ص ۵۴۱، ۵۴۵/۱، الباب السادس عشر فی الحضانة، البحر الرائق کوئٹه ص۱۶۷، تا ۱۷۰/۴، باب الحضانة.

۵ ونفقة الصغیر واجبة علی ابیه ھدایه ص۴۴۵/۲، باب النفقة، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند. الحبر الرائق کوئٹه ص ۲۰۱/۴، باب النفقة، تاتارخانیة کراچی ص۲۳۳/۴، نوع منه فیما یجب علی الاب والام من ارضاع الصبی.

طے کرلیا جائے[۱]۔

(۶، ۷، ۸) ان میں سے کوئی چیز واپس لینے کا حق نہیں[۲]۔

(۹، ۱۰) اگر وہ آپ کی ملک کردیئے تھے، تو آپ سے زبردستی چھین لینے کا حق نہیں رہا تھا[۳]۔

(۱۱) نہیں[۴]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۶/۱/۱۳۸۶ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۱/۱۳۸۶ھ

جواب صحیح ہے: سید مہدی حسن غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۱/۱۳۸۶ھ

الجواب صحیح: سید احمد علی سعید نائب مفتی دارالعلوم دیوبند ۱۸/۱/۱۳۸۶ھ

---

۱ اذا كانت الام معتدة عن طلاق بائن او طلقات ثلاث فهل تستحق اجرة الرجاع ففيه روايتان الى قوله وفى روية الحسن يجوزو عليه الفتوى الخ، الفتاوى التاتارخانية كراچى ص۲۳۵/۴، الفصل الثالث فى نفقة ذوى الارحام، نوع منه فيما يجب على الاب والام من ارضاع الصبى، سكب الانهر ص۱۹۳/۲، باب النفقة، فصل، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، المحيط البرهانى ص۳۳۶/۴، الفصل الثالث فى نفقة ذوى الارحام، مطبوعه المجلس العلمى ڈابھیل.

۲ وكذا يسترد ما بعث هدية وهو قائم دون الهالك والمستهلك لانه فى معنى الهبة، الدر المختار على هامش رد المحتار زكريا ص۳۰۴/۴، مطبوعه كراچى ص۱۵۳/۳، باب المهر، مطلب فيما يرسله الى الزوجة، مجمع الانهر ص۵۳۲/۲، باب المهر، فصل مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت، سكب الانهر على مجمع الانهر ص۵۳۲/۲، باب المهر، فصل مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت،

۳ لا يجوز لاحد من المسلمين اخذ مال احد بغير سبب شرعى (شامى زكريا ص۱۰۶/۶، كتاب الحدود، باب التعزيز، مطلب فى التعزيز باخذالمال، البحرالرائق كوئٹه ص۴۱/۵، كتاب الحدود، فصل فى التعزير، عالمگيرى كوئٹه ص۱۶۷/۱، كتاب الحدود، فصل فى التعزير.

۴ حوالۂ بالا.

باب نہم: بارات اور ولیمہ کا بیان

بارات کا حکم

سوال:-(۱) بارات لے جانا جائز ہے یا نہیں؟ اور حضور ﷺ اور صحابہ کرام سے منقول ہے یا نہیں؟

(۲) اگر دو چار آدمی لڑکے کی طرف سے نکاح کے لئے لڑکی کے گھر جائیں تو یہ بارات کے حکم میں ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

(۱) مجلس عقد میں شرکت کی دعوت ثابت ہے، حضرت فاطمہؓ کے نکاح کے وقت آدمی بھیج کر بلانا تاریخ الخمیس میں مذکور ہے[۱]۔

(۲) اس کو عرفاً بارات نہیں کہا جاتا ہے۔

نکاح کے بعد رخصتی کب تک ہو جائے؟

سوال:- میری جان کاری کے مطابق حضرت جی کا گجرات کا دورہ ہونے والا ہے، اس وقت میں اپنا نکاح حضرت جی سے پڑھوانا چاہتا ہوں۔ چھ،۶/ سات ۷/ ماہ بعد میری بہن کی شادی ہونا طے پائی ہے۔ بہن کی شادی کے موقع پر اپنی بیوی کی رخصتی کرانا چاہتا ہوں۔ یعنی نکاح کے ۶/ ۷/ ماہ بعد فی الحال میری عمر ۲۶/ سال ہے اور لڑکی کی عمر ۲۰/ سال ہے میں جاننا چاہتا ہوں کہ از روئے شرع نکاح کے بعد ۶/ ۷/ ماہ روکے رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور ایسا کرنا مناسب ہے یا نہیں؟

---

[۱] وفی حدیث أنس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ، خطبھا علی بعد أن خطبھا أبو بکر ثم عمر ...... قال أنس: ثم دعانی علیہ الصلاۃ والسلام بعد أیام فقال أدع لی أبا بکر وعمر وعثمان وعبد الرحمٰن بن عوف وعدۃ من الأنصار جماعۃ بینھم لہ فلما إجتمعوا وأخذوا مجالسھم الخ، شرح الزرقانی مع المواھب اللدنیۃ ص ۳۰۲، ج ۲، ذکر تزویج علیؓ بفاطمۃ رضی اللّٰہ عنھما، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت،

الجواب حامداً ومصلیاً!

یہ طرفین کی مصلحت پر موقوف ہے۔ شریعت کی طرف سے نہ پابندی ہے کہ ضرور روکا جائے، نہ ممانعت ہے کہ ہرگز نہ روکا جائے۔ بلکہ اگر حالات کا تقاضا روکنے کا ہو تو اس کی بھی اجازت ہے نہ روکنے کا ہو تو اس کی بھی اجازت ہے۔ شوہر کو نکاح کے بعد مطالبۂ رخصت کا بھی حق ہے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۲۰/ ۹۱ھ

نکاح اور رخصتی کے درمیان کتنا فصل ہو؟

سوال: - شادی کے بعد رخصتی کب ہونی چاہئے؟ کیا شادی کے بعد اسی دن رخصتی مسنون ہے؟ اگر مسنون ہے تو حوالہ کتب لکھئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

نکاح کے بعد حسب مصالح رخصتی میں تاخیر بھی درست ہے[2]۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رخصتی اور نکاح میں تین سال کا وقفہ ہوا ہے[3]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۱۳۹۶/۶/۲۵ھ

(چالا) نکاح کے سال بھر بعد رخصتی

سوال: - عام طور پر رواج ہے کہ نکاح کے ایک سال بعد یا اس سے کم وبیش مدت کے بعد

---

[1] فإن صلحت للرجال أمر بدفعها إلى الزوج وان لم تصلح لم يأمره الخ. عالمگیری کوئٹہ ص۲۸۷، ج ۱، الباب الرابع فی الاولیاء. الضابطة.

[2] تقدم تخريجه تحت عنوان ''نکاح کے بعد رخصتی کب تک ہوجائے''

[3] عن عاشة تقول تزوجنی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فی شوال سنة عشر من النبوة قبل الهجرة لثلاث سنین وأنا ابنة ست سنین الی قوله وأعرس بی فی شوال علی رأس ثمانية اشهر من المهاجر وکنت یوم دخل بی إبنة تسع سنین. الطبقات الکبری لابن سعد ص۵۸ ج۸ ذکر از واج رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم. عائشةؓ. مطبوعه دارالفکر بیروت.

رخصتی ہوتی ہے جس کو چالا کہتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

بوقت عقد اگر لڑکی نابالغہ ہو تو رخصت کے لئے بلوغ کا انتظار کرلیا جائے[1]۔ لڑکی کی ضرورت کی چیزیں اس کو دینے میں مضائقہ نہیں[2] تاکہ فوری طور پر وہاں پریشانی نہ ہو۔ دو چار احباب واعزہ بھی آجائیں تاکہ لڑکی کو عزت ومحبت کے ساتھ رخصت کریں تب بھی درست ہے۔ لڑکی کے بالغہ ہونے کے باوجود رخصتی میں سال بھر کی تاخیر لازم قرار دینا غلط ہے اس کو ترک کیا جائے۔ نیز لڑکی کو جو کچھ دیا جائے اس کی تشہیر ونمائش نہ کی جائے[3]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۳/۵/ ۹۰ھ

دعوت ولیمہ کی مدت

سوال: - دعوتِ ولیمہ کے شرائط کیا ہیں اس کی حد اور مدت کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

دعوتِ ولیمہ شادی ورخصتی سے تین روز تک ہوتی ہے اس کے بعد نہیں[4]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ ۶/۱/ ۸۹ھ

---

[1] فإن صلحت للرجال امربدفعها إلى الزوج وإن لم تصلح لم يأمره الخ. عالمگیری کوئٹه ص۲۸۷ ج۱ الباب الرابع فی ا لاولیاء، الضابطة،

[2] عن عليؓ جهزرسول الله صلى الله عليه وسلم فاطمة في خميل وقربة ووسادة حشوها إذخر نسائی شریف ص۷۷ ج۲، مطبوعه دارالفکر بیروت ص۱۳۵ ج۲،حدیث نمبر ۳۳۸۱ جهاز الرجل ابنته.

[3] بہشتی زیور ص۳۶۵ جلد۶ بیاہ کی رسموں کا بیان۔ مطبوعہ فیض عام مظفرنگر۔

[4] و لابأس بأن يدعو يومئذ من الغد وبعد الغد ثم ينقطع العرس والوليمة كذا في الظهيرية، عالمگیری ص۳۴۳ ج۵، الباب الثانی عشر فی الهدايا والضيافات. كتاب الكراهية، مطبوعه کوئٹه پاکستان، إعلاء السنن ص۱۲ ج۱۱ باب جواز الوليمة إلى أيام إن لم يكن فخراً، مطبوعه إدارة القرآن کراچی، مرقاة شرح مشكاة شريف ص۴۵۰ ج۳ باب الوليمة، الفصل الأول، مطبوعه بمبئی.

رخصتی سے قبل ولیمہ

سوال: - شادی ہوجانے کے بعد بسا اوقات میاں بیوی کی پہلی ملاقات لڑکی کے میکہ ہی میں ہوجاتی ہے۔ ایسی صورت میں لڑکے والا اگر بغیر رخصتی کرائے اپنے گھر ولیمہ کردے تو مسنون ولیمہ ہوا یا نہیں؟ مسنون ولیمہ کی کیا شکل ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اجتماع زوجین کے بعد جو دعوت کی جاتی ہے وہ ولیمہ ہے خواہ بنا کسی جگہ ہو[۲]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

شادی میں لڑکی والے کے یہاں کھانا کھانا

سوال: - زید لڑکی کے عقد میں عزیز واحباب میں کھانے کی دعوت کرتا ہے تو عمر کہتا ہے کہ لڑکی کی طرف سے کھانا جائز نہیں ہے۔ لہٰذا لڑکی والوں کے یہاں کھانا کیسا ہے؟ کیونکہ باراتی ہوٹل میں کھانا کھائیں اور لڑکی کے یہاں نہ کھائیں۔ یہ تو ہندوؤں کی رسم ہے، شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

یہ صحیح ہے کہ ولیمہ لڑکا یا اس کے اولیاء کریں گے۔ لیکن جو لوگ لڑکی والے کے مکان پر مہمان آتے ہیں اور ان کا مقصود شادی میں شرکت کرنا ہے اور ان کو بلایا بھی گیا ہے تو آخر وہ کھانا کہاں جا کر کھائیں گے اور اپنے مہمان کو کھلانا تو شریعت کا حکم ہے اور حضرت نبی اکرم ﷺ نے تاکید

---

[۲] والمنقول من فعل النبي صلى الله عليه وسلم : أنها بعد الدخول، إعلاء السنن ص ١٠ ج ١١ باب إستحباب الوليمة وكون وقته بعد الدخول، مطبوعه إدارة القرآن كراچی، مرقاة شرح مشكاة ص ٤٥٠ ج٣ باب الوليمة، الفصل الأول، مطبوعه بمبئی، بذل المجهود ص ٢٤٠ ج٣ باب حكم الوليمة، مطبوعه رشيديه سهارنپور،

فرمائی ہے[1] البتہ لڑکے والے کی طرح مقابلہ پر ولیمہ لڑکی کی طرف سے ثابت نہیں ہے۔ حضرت رسولِ مقبول ﷺ اپنی بیٹی کے مکان پر تشریف لے جاتے تو بیٹی کا بھی خاطر کرنا ثابت ہے[2]

فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹/۴/ ۹۰ھ

بارات کا کھانا

سوال:۔ بعض مسلمان برادریوں میں شادی کے موقع پر یہ طریقہ رائج ہے کہ لڑکے والے جو بارات لے کر دُلہن کے گھر جاتے ہیں تو ان تمام براتیوں کو بشمول عورت ومرد کھانا کھلایا جاتا ہے جس کو عرف عام میں بارات کا کھانا کہتے ہیں۔ کچھ لوگ بارات کا کھانا اس لئے ضروری سمجھتے ہیں کہ اس کے بغیر برادری میں ان کی قدر ومنزلت نہ رہے گی یا بدنامی ہوگی۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ رسم بند ہونی چاہئے۔ یہ اسراف بیجا اور غیر شرعی فعل ہے اور اس رسم کے بند ہوجانے سے ان لوگوں کی بھی پردہ پوشی ہوگی جو کہ بارات کا کھانا کھلانیکی استطاعت نہیں رکھتے۔ لیکن اس رسم کی مجبوری سے قرض وغیرہ کی مشکلات میں مبتلا ہوتے ہیں۔ لیکن بعض کا فرمانا ہے کہ یہ فعل مہمان نوازی میں داخل ہے۔ کیا بارات کا کھانا کھلانے کی کوئی شرعی حیثیت ہے؟ کیا حضور ﷺ، آپ کے صحابہ یا دیگر بزرگانِ دین سے یہ فعل صادر ہونا ثابت ہوتا ہے؟ اگر نہیں تو کیا اس فعل کو بند کرنے کی کوشش کرنی چاہئے؟ نیز کوشش کرنے والے مستحق اجر ہوں گے یا نہیں؟

عبدالاحد مدرس دارالعلوم دیوبند

---

[1] عن أبی هریرة رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال! قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من کان یومن باللّٰه والیوم الآخر فلیکرم ضیفه (الحدیث) مشکوٰة شریف ص۳۶۸ ج۲ باب الضیافة، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، بخاری شریف ص۹۰۶ ج۲ کتاب الأدب باب اکرام الضیف وخدمته إیاه بنفسه، مطبوعه اشرفیه دیوبند،

[2] عن سفینة ان رجلا ضاف علی ابن ابی طالب فصنع له طعاما فقالت فاطمة لودعونا رسول اللّٰه ﷺ فاکل معنا فدعوه الحدیث، مشکوة شریف ص۲۷۸، باب الولیمة، مطبوعه یاسرندیم دیوبند،

الجواب حامداً ومصلیاً!

حضورِ اکرم ﷺ کے مبارک وقت میں شادی کی یہ شان نہیں تھی جو آج کل رائج ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ نے شادی کی، حضرت رسول اللہ ﷺ کو مدعو نہیں کیا، بلکہ خبر تک بھی نہیں کی[1] اسی طرح حضرت جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ کتب حدیث میں مذکور ہے[2] بارات کا یہ طریقہ بڑے بوڑھوں نے اس لئے رائج کیا تھا کہ لڑکی کو جہیز کثیر مقدار میں دیا جاتا تھا اور ایک ایک جہیز کی پوری نمائش کی جاتی تھی۔ سفر عام طور پر بیل گاڑی کا ہوتا تھا۔ ڈاکہ کے حادثات پیش آتے تھے۔ اس لئے بڑی بارات جایا کرتی تھی کہ جہیز وغیرہ کی پوری حفاظت ہو سکے۔ بارات کی کثرت مستقل فخر کی چیز شمار ہوتی تھی۔ شادی والا دوسروں سے بڑھ کر اپنے فخر کے لئے بارات کو کھانا کھلاتا ہے۔ جگہ جگہ اس کا چرچا کیا جاتا ہے۔ یہ طریقہ شرعاً درست نہیں۔ نہ حیثیت سے زیادہ جہیز کی ضرورت ہے، نہ اس کی حفاظت کے لئے بڑی بارات کی ضرورت ہے۔ جو کھانا فخر کے لئے کھلایا جائے اس کے کھانے کی احادیث میں ممانعت آئی ہے[3]۔ سواریوں کا انتظام بھی ہو گیا۔ ریل، بس وغیرہ کا بہت عام رواج ہو گیا جو کہ پہلے اتنا عام نہ تھیں اس لئے بھی جو لوگ اس رسم کو بند کرنا چاہتے ہیں ان کی رائے بہت قابل قدر ہے۔ دلہا کے ساتھ اگر ان کے خاص آدمی، باپ بھائی وغیرہ کچھ آجائیں تو مہمان کی حیثیت سے ان کو کھلانا احترام کا

---

[1] عن انسؓ أن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم رأی علٰی عبد الرحمن ابن عوف اثر صفرة فقال ما هذا، قال إني تزوجت امرأة علی وزن نواة الحدیث مشکوٰة شریف ص۲۷۸ باب الولیمة، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

[2] عن جابرؓ قال کنا مع النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فی غزوة فلما قفلنا کنا قریباً من المدینة قلت یا رسول اللّٰہ انی حدیث عهد بعرس قال تزوجت قلت نعم الحدیث مشکوٰة شریف ص۲۶۷ کتاب النکاح، الفصل الاول، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

[3] عن ابن عباسؓ أن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم نهی عن طعام المتبارئیں ان یوکل رواه ابوداؤد مشکوٰة شریف ص ۲۷۹ ج۲، باب الولیمة، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، مرقاة ص۴۵۵/۳، المتبارئین ای المتفاخرین، مطبوعه اصح المطابع بمبئی.

تقاضا ہے۔ بڑی بارات بلا کر قرض لیکر کھلانا جو شاید سودی بھی ہو ہرگز شرعاً پسندیدہ نہیں۔ سودی قرض لینا شرعاً جائز بھی نہیں۔ سود کے معاملہ پر حدیث شریف میں لعنت آئی ہے[1]۔ جو لوگ شادی کے غلط طریقہ کی اصلاح کر کے اس کو سنت کے طریقہ پر جاری کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ یقیناً اجر عظیم کے مستحق ہیں۔ حق تعالیٰ ان کی نصرت فرمائے۔ اصلاح الرسوم[2] اور بہشتی زیور[3] میں تفصیل مذکور ہے، اس کو پیش نظر رکھا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۱۴/۲/ ۹۲ھ

اپنے یہاں کی تقریب کے باوجود دوست کی تقریب میں شرکت

سوال:- کوئی ذی حیثیت آدمی اپنی دولڑکیوں کی شادی کرتا ہے۔ اپنی مخالفت نیز دورِ حاضر میں دیگر دوراندیشوں کے تحت انھیں شادی ہونے والی لڑکیوں سے ہی بارات کے دس پانچ آدمیوں کا کھانا بھی پکوانا چاہتا ہے۔ لیکن اتفاقاً ایسا ہوجاتا ہے کہ اس دن قدرتاً ایسا آپڑتا ہے کہ پاس ہی لڑکیوں کے باپ کے ایک ذی حیثیت دوست کے لڑکے کی شادی کا ولیمہ اسی دن ہوتا ہے اور باراتی صاحبان کو کھانا ولیمہ کا کھلایا جاتا ہے، تو کیا باراتی صاحبان یا لڑکیوں کے باپ کی عزت میں کوئی فرق آتا ہے، یا کوئی بدنما دھبہ کسی پر قائم ہوتا ہے؟ اور کہاں تک جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر اس ذی حیثیت دوست کے ساتھ لڑکیوں کے والد اور باراتیوں کا محبت اور بے تکلفی کا تعلق ہے اور وہ اعزاز واکرام کے ساتھ لڑکیوں کے والد اور اس کے مہمان (باراتیوں) کی

---

[1] عن جابرٍ قال: لعن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اٰکل الربوٰا وموکله وکاتبه وشاهدیه (مشکوٰة شریف ص ۲۴۴ ج ۱ باب الربوٰا)

[2] ملاحظہ ہو اصلاح الرسوم ص ۳۱ تا ۵۷

[3] بہشتی زیور ص ۳۴۲ تا ۳۶۶ ج ۶ مکتبہ اشرفی۔

دعوت کرتا ہے جس کو سب بخوشی منظور کر لیتے ہیں، تو اس کی وجہ سے عزت میں فرق نہیں آئیگا۔ نہ کوئی بدنما دھبہ لگے گا، بلکہ داعی پر بھی ان کا احسان ہوگا کہ اپنی تقریب کے باوجود دوست کی تقریب میں شرکت و دعوت کو منظور کر لیا[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۹/۱۸/ ۹۵ھ

---

[1] **عن عبد الله بن عمر ان رسول الله ﷺ قال اذا دعی احدکم الی الولیمة فلیاتها، بخاری شریف ص۷۷۷/۲، باب اجابة حق الولیمة،**

ترجمہ: ۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو ولیمہ کی دعوت دی جائے تو اس کو چاہئے کہ وہ آئے۔ (اس کو قبول کرے بشرطیکہ کوئی مانع شرعی نہ ہو)

باب دهم : شادی کی رسومات کا بیان

شادی کی رسوم

سوال:-ضلع اٹک کے دیہات کے مسلمانوں میں بوقت شادی رسومات ذیل ہوتی ہیں۔
نکاح سے ایک روز پہلے برادری کے لوگ جمع ہوتے ہیں اور دلہا کے دائیں ہاتھ میں چاندی کا ایک کڑا پہنایا جاتا ہے اور اس ہاتھ میں ایک رنگین ڈورا بھی باندھا جاتا ہے جس کو وہ گانا کہتے ہیں کہ اس میں ایک چھلہ لوہے کا پڑا ہوتا ہے پھر میراثی گانا شروع کرتے ہیں اسکے گانے کے ساتھ برادری کی عورتیں ناچتی ہیں اور برابر ڈھولکی وغیرہ بجتی رہتی ہے، پھر شام کو دلہا اور برادری کے مرد اور عورتیں ان کے آگے میراثی ہوتے ہیں، یہ لوگ گاتے ہوئے گاؤں کا چکر لگاتے ہیں اس کو وہ لوگ چانولہ کہتے ہیں، اسکے بعد واپس جا کر دلہن کو مرد اور عورتیں مہندی لگاتے ہیں پھر صبح نکاح کیا جاتا ہے، لہٰذا علماء کرام سے دریافت کیا جاتا ہے کہ یہ رسوم شرعاً درست ہیں یانہیں؟ ان عورتوں کے مرد دیوث ہیں یانہیں؟ کیا وہاں کے علمائے کرام کا فرض نہیں ہے کہ ان رسوم کے چھڑانے میں کوشش کریں۔ ونیز کیا علماء کو حق ہے کہ ان رسوم میں انکے ساتھ شریک رہیں، ونیز کیا علماء کا فرض نہیں کہ ایسی منہیات سے روکیں۔ اگر وہ باز نہ آویں تو کیا علماء کو جائز ہے کہ ان کا نکاح نہ پڑھاویں اور نہ ان کی دعوت میں شریک ہوں، چنانچہ ایک مرتبہ ایک عالم کے سمجھانے پر سب نے ان بدعات سے بچنے پر عہد و پیمان کیا اور یہ طے پایا کہ جو شخص ان محرمات کا مرتکب ہوا امام اس کی دعوت قبول نہ کرے اور نہ نکاح پڑھاوے لیکن امام صاحب جو اس عہد و پیمان میں شریک ہیں بعد میں انھوں نے عہد شکنی کی اور ایسے شخص کے یہاں نکاح بھی پڑھایا اور دعوت بھی کھائی۔ لہٰذا ایسے امام کے پیچھے نماز درست ہے یانہیں؟ فقط

الجواب حامداًومصلیاً!

یہ رسوم خلافِ شرع اورنا جائز ہیں، مرد کو چاندی کا زیور پہننا حرام ہے[۱]، ڈھولکی بجا کراس طرح گانا ناچنااورگاؤں کا طواف کرنا،عورتوں کا نامحرموں کےساتھ آنا سب بےحیائی اور جہالت کی رسمیں ہیں انکومٹانے کی کوشش ہرشخص کے ذمہ حسبِ حیثیت لازم ہے[۲]۔ خاص کرعلماء کے ذمہ یہ فریضہ زیادہ ہے، جس مجلس میں رسوم مذکورہ ہوتی ہیں اس میں شرکت ممنوع ہے خاص کرائمہ اور علماءکو بہت زیادہ ایسی مجلس کی شرکت سے اجتناب لازم ہے[۳] خاص کر جب کہ وہاں کے عوام کوعلماء کے ساتھ اس قدر تعلق ہوکہ انکے کہنے سے اصلاح کی بہت زیادہ توقع ہے توانکو ہرگز ہرگز ایسی مجالس میں شریک نہیں ہونا چاہیئے بلکہ نکاح پڑھنے اورشریک ہونے کیلئے اولاً شرط کرلی جائے کہ ان رسوم کوترک کرکےتوبہ کرواورشریعت کےمطابق شادی کروتو ہم شریک ہوں گے ورنہ نہیں، جو شخص اس قسم کا عہد کرکے بلاکسی مجبوری کے عہد شکنی کرے وہ گنہگار ہے اس کوتوبہ لازم ہے[۴] ایسے رسوم کے پابندعوام کی نمازایسے عہد شکن امام کے پیچھے درست ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبدمحمودعفااللہ عنہٗ مظاہرعلوم سہارنپور

---

[۱] ولایتحلی الرجل بذهب وفضة مطلقاً، الدرالمحتار علی الردالمحتار کراچی ص۳۵۹ ج۶ فصل فی اللبس، کتاب الحظر والاباحة، مجمع الأنهر ص۱۹۲ ج۴، کتاب الکراهیة فصل فی اللبس، دار الکتب العلمیة بیروت، عالمگیری کوئٹه ص ۳۳۱ ج۵، کتاب الکراهیة الباب التاسع فی اللبس،

[۲] عن أبی سعید الخدری عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: من رای منکم منکراً فلیغیره بیده فان لم یستطع فبلسانه فان لم یستطع فبقلبه وذالک اضعف الإیمان رواه مسلم مشکوۃشریف ص۴۳۶، ج۲، باب الأمر بالمعروف، مطبوعه یاسرندیم دیوبند، عالمگیری ص۳۵۳ ج۵ کتاب الکراهیة، الباب السابع عشر الخ مطبوعه کوئٹه.

[۳] وان علم اولاباللعب لا یحضر اصلا سواء کان ممن یقتدی اولا الخ. الدر المختارعلی شامی کراچی ص۳۴۸ ج۶ کتاب الحظر والإباحة، عالمگیری کوئٹه ص۳۴۴ ج۵ الباب الثانی عشر فی فی الضیافات کتاب الکراهة، زیلعی ص۱۳ ج۶ کتاب الکراهة مطبوعه امدادیه ملتان،

[۴] عن عبد الله بن عمرؓ قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اربع من کن فیه کان منافقا ومن کانت فیه خصلة منهن کانت فیه خصلة من النفاق حتی یدعها اذأوتمن خان واذاحدث کذب واذا عاهد غدر الحدیث، مشکوة شریف ص۱۷، باب الکبائر، وعلامات النفاق، طبع یاسرندیم دیونبد،

شادی کی رسوم

سوال:- ہمارے یہاں شادیوں میں بارات کا طریقہ ہے جو گھوڑا جوڑا توڑا سہرا گولا، فوٹو کشی وغیرہ کرتے ہوئے لڑکی والوں کے یہاں جاتے ہیں اور اعلانِ نکاح گولا باریوں سے ہوتا ہے سہرا بھی لفظ سہرا کی صراحت کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔ دلہا اپنے چند دوستوں کو لڑکی کے گھر لے جاتا ہے نامحرموں سے ہنسی مذاق وغیرہ کیا کیا ہوتا ہے۔ سہیلیاں رومال آئینہ وغیرہ دیتی ہیں۔ جہیز بھی ایک نمائش اظہارِ مالداری غریب لڑکیوں کی دل آزاری ہی ہے دیا جاتا ہے۔ لڑکی والے کے یہاں شادی کے موقع پر اکثر جہیز لے کر آتے ہیں تب ہی کھاتے ہیں۔ جہیز کپڑا، غلّہ یا پیسے کی شکل میں ہوتا ہے جو صورۃً تعاون حقیقۃً قرضہ ہوتا ہے جو دینے والے کو اس کی بیٹی کی شادی کے موقع پر وصول ہو جاتا ہے۔ ایسی شکل میں بارات میں جانے اور لڑکی والوں کے یہاں شادی کے موقع پر کھانا کھانے کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

نکاح ایک شرعی حکم ہے جس کو اداءِ سنت کے لئے ماثور طریقہ پر کرنا چاہئے[1] اور جو کچھ آپ نے سوال کیا ہے یہ مجموعہ خرافات وغلط رسومات اس قابل نہیں کہ اس کو اختیار کیا جائے۔ ایسی بارات میں شامل ہونا بھی غلط ہے[2]۔ اس سے پورا پرہیز کیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۶/۴/۶ ۱۴۰ھ

---

[1] عن عائشةؓ قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم النكاح من سنتى فمن لم يعمل بسنتى فليس منى الحديث، ابن ماجه ص۱۳۲-۱۳۳ ابواب النكاح باب ما جاء فى فضل النكاح، مطبوعه اشرفيه ديوبند.

[2] و إن علم أو لا باللعب لايحضر أصلاً سواء كان ممن يقتدىٰ به أولَا الدر المختار على ردالمحتار ص۳۴۸ ج۳ مكتبه كراچى كتاب الحظر ولإباحة، تبيين الحقائق ص۱۳ ج۶ كتاب الكراهية مطبوعه امداديه ملتان، عالمگيرى كوئٹه ص۳۴۴ج۵ الباب الثانى عشر فى الضيافات كتاب الكراهية.

E:\F.M.Fainal\Jild-17\13-Shadi ki Rusumat

غلط رسموں کے ساتھ نکاح

سوال:- شادی بیاہ میں کنگنا پہننا۔ منڈوا گاڑنا، مقنہ ڈالنا، سہرا باندھنا ہتھیلی یا زور بند باندھنا، غرض کہ تمام کام خلاف شریعت ہوں تو نکاح صحیح ہوجاتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

ناجائز افعال کا گناہ مستقل ہے لیکن نکاح پھر بھی درست ہوجاتا ہے[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

غلط رسوم کے ساتھ کیا گیا نکاح

سوال:- زید کے نکاح میں جوڑا پہنایا گیا، ہاتھوں میں مہندی لگائی گئی۔ اس کا نکاح درست ہوا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

نکاح کے وقت لڑکے کے ہاتھوں پر مہندی لگانا اور دیگر غلط رسوم کرنا ناجائز ہے[2] مگر نکاح اس حالت میں بھی منعقد ہوجائے گا[3] اور غلط کاموں پر گناہ بھی ہوگا۔ نکاح کو سنت طریقہ پر کرنا لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۳۹۹/۸/۲۶ھ

---

[1] وینعقد بإیجاب وقبول وشرط حضور شاهدین حرین الخ، الدرعلی الرد ص ۲۱ ج۳ کتاب النکاح مکتبه کراچی، هدایه ۶-۳۰۵ کتاب النکاح مطبوعه تهانوی دیوبند، بحر کوئٹه ص ۸۱، ج۳، کتاب النکاح.

[2] قوله خضاب شعره ولحیته لایدیه ورجلیه فانه مکروه للتشبه بالنساء الخ. شامی زکریا ص۶۰۵ ج۹ کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع، عالمگیری ص ۳۵۹ ج۵ کتاب الکراهیة الباب العشرون فی الزینة الخ مطبوعه کوئٹه. (بقیہ اگلے صفحہ پر)

شادی وغیرہ رسوم کی اصلاح

سوال:- اسلامی انجمنوں نے دستور العمل بنایا ہے تا کہ اس نازک وقت میں رسوماتِ بدترک ہوں بحکم خدا اور بفرمودۂ رسولِ اکرم ﷺ مسلمان ہر ایک کام انجام لائے۔

کمیٹی نے مختلف لوگوں کو دستور العمل کی کاپیاں بھی دیں خط کے نقول بھی روانہ کئے، کمیٹی کی جانب سے وفد بھی گئے تا کہ فضول خرچی نہ کریں یہ سب شیطانی کام ہے اور قوم اس سے روز بروز غربت اور مشکل میں پڑتی ہے۔ کئی بزرگوں نے اس پر لبیک کہا قرآن وحدیثِ نبوی پر عمل کیا۔ کچھ جاہل لوگ ایسے بھی ہیں جن کو دولت حرام ملتی ہے، لوگوں کا خون چوستے ہیں، شیطانی کام کرتے ہیں۔ اگر دستور العمل اور خط ملنے کے باوجود انھوں نے اس پر عمل نہ کیا تو صرف قرآن وحدیث کے مطابق ان کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہئے؟ تا کہ باقی لوگ بھی عبرت حاصل کریں۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

فضول خرچی، غلط رسوم، ناجائز حرکات کی اصلاح ضروری ہے شادی اور نکاح درحقیقت ایک عبادت ہے جو کہ حضرت پیغمبر ﷺ اور آپ کے صحابہؓ سے ثابت ہے۔ اس نیت سے شادی کی جائے اور وہی طریقہ اختیار کیا جائے جس کو آنحضرت ﷺ اور آپ کے جان نثار صحابہ کرامؓ نے اختیار کیا ہے اور کتبِ فقہ نیز شروحِ حدیث میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے اصلاح الرسوم[1] اور بہشتی زیور[2] میں اس کی پوری تشریح فرمادی اور جو جو رسم غیر شرعی رائج ہوگئی ہیں ان کو بھی لکھ دیا ہے۔ اگر سب برادری جمع ومتفق ہو کر اس پر عمل کرے تو انشاء اللہ تعالیٰ

(**گذشتہ صفحہ کا بقیہ**) [3] جب کہ دو گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول ہوا ہو کیونکہ انعقاد نکاح کے لئے یہ شرط ہیں۔ وینقعد بایجاب وقبول وشرط حضور شاهدین. الدرالمختار علی هامش ردالمحتار زکریا ص۸۷، ۶۹ ج۴ کتاب النکاح، بحر کوئٹه ص ۸۱ ج۳ کتاب النکاح، هدایه ص ۶-۳۰۵ ج۲ کتاب النکاح مطبوعه تهانوی دیوبند. ابوالقاسم ادروی

(**صفحہ ہذا**) [1] ملاحظہ ہو اصلاح الرسوم ص ۳۱ تا ۵۳۔

[2] ملاحظہ ہو بہشتی زیور ص ۲۲ تا ۴۱ ج ۶ بیاہ کی رسموں کا بیان۔

بہت سی خرابیوں سے حفاظت رہے گی اور یہ شادی گناہوں اور خرافات سے پاک ہوکر عبادت اور قربت بن جائے گی اس کا نفع دنیا میں بھی ہوگا اور آخرت میں بھی ہوگا۔ جولوگ خلاف شرع اور ناچ گانا بجانا وغیرہ اپنی شادی میں کریں ان کی شادی میں شرکت نہ کی جائے[۱] اور آئندہ ان کے یہاں شادی سے بھی پرہیز کیا جائے ان کی دعوت بھی قبول نہ کریں تاآنکہ وہ توبہ کرلیں اور ہر کام شریعت کے مطابق کرنے کا وعدہ کرلیں، نیز جہاں تک ہوسکے تشدد نہ کیا جائے۔ کوئی جسمانی یا مالی سزا نہ دی جائے[۲] بلکہ شفقت وفہمائش سے کام لیا جائے۔ اللہ پاک مدد فرمائے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

نکاح میں غیر شرعی رُسوم

سوال:- زید اور اس کا پورا خاندان معتقد ہے مراسم نامشروع اور رواج کافرانہ کا۔ اسی وجہ سے عقد و نکاح کے سلسلہ میں ناچ، گانا، باجہ، منڈھا، مہندی، کلدوہ، سہرا اور تیل اتارنے کے نام سے جلتے چراغوں کا ایک تھال دلہا دلہن کے سروں پر گھمایا جاتا ہے۔ چاول اور تیل وغیرہ سروں پر نچھاور کئے جاتے ہیں۔ کوئی نکاح خاندان زید میں بغیر ان رسموں کے نہیں ہوتا، کیونکہ مذکورہ بالا رسموں کو وہ لوگ برا نہیں سمجھتے ہیں اور باوجود سمجھانے کے بھی ان تمام رسموں کو حلال ہی جانتے ہیں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ اگر زید کا نکاح مذکورہ اعتقاد اور رسم ورواج کافرانہ کے ساتھ

---

[۱] و إن علم أو لا باللعب لایحضر أصلاً سواء کان ممن یقتدیٰ به أولا الدرالمختار علی ردالمحتار ص۳۴۸ ج۶ کتاب الحظر والإباحة، تبیین الحقائق ص۱۳ ج۶ کتاب الکراهیة، مطبوعه امدادیه ملتان، عالمگیری کوئٹه ص۳۴۴ ج۵ الباب الثانی عشر فی الضیافات کتاب الکراهیة.

[۲] والحاصل أن المذهب عدم التعزیربأخذ المال، البحر الرائق ص۴۱ ج۵، فصل فی التعزیر، مکتبه الماجدیه کوئٹه پاکستان، عالمگیری کوئٹه ص۱۶۷ ج۲ کتاب الحدود فصل فی التعزیر، شامی زکریا ص۱۰۶ ج۶ باب التعزیر مطلب فی التعزیر بأخذ المال، کتاب الحدود.

ہوتو نکاح درست ہوگا یا نہیں؟ اور شرکاءِ مجلس یعنی وکیل و گواہ اور نکاح خواں وغیرہ پر کوئی الزام شرعی وارد ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر زید مذکورہ معتقدات اور رسمیات کے ساتھ ہونے والی منکوحہ کو طلاق دے بیٹھے تو اس منکوحہ مذکورہ کے ساتھ دوبارہ نکاح کرنے کے لئے حلالہ ضروری ہوگا یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

انتہائی جہالت اور پرانی رسم کی وجہ سے زید ان چیزوں میں شریک ہے اور کفر نہیں سمجھتا اور سارے خاندان ہی کا یہ حال ہے۔ اِنَّاللّٰہ .تاہم زید اور اس کے خاندان کو کافر و مرتد نہیں قرار دیا جائے گا اور اسلام سے خارج مان کر کافروں کے احکام نہیں دیئے جائیں گے[۱] اس لئے اس نکاح کو بھی درست کہا جائیگا اور اس پر پورے شرعی احکام جاری ہوں گے۔ اگر وہ تین طلاق دے گا تو پھر بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح کی اجازت نہیں ہوگی[۲] عقائد و اعمال کی اصلاح بہر حال لازم ہے،[۳] اس کی پوری کوشش کی جائے۔ شرکاءِ مجلس، وکیل، گواہ، نکاح خواں کے لئے صرف شرکت مجلس کے مسائل دریافت کرنے پر قناعت نہ کی جائے۔ جب سارا خاندان ہی ایک رنگ

---

[۱] وقد ذكروا أن المسئلة المتعلقة بالكفر إذا كان لها تسع وتسعون احتمالاً لكفر واحتمال واحد فى نفيه فالاولٰى للمفتى والقاضى ان يعمل بالاحتمال النّافى لانّ الخطأ فى ابقاء الف كافر اهون من الخطأ فى إفتاء مسلم واحد، شرح فقه اكبر ص۱۹۹، المسئلة المتعلقة بالفكر الخ مطبوعه دهلى، تاتارخانيه ص۴۵۸ ج۵ كتاب احكام المرتدين فصل فى إجراء كلمة الكفر، مطبوعه كراچى عالمگيرى كوئٹه ص۲۸۳ ج۲ كتاب السير، قبيل الباب العاشرة فى البغاة.

[۲] وان كان الطلاق ثلاثا فى الحرة وثنتين فى الامة لم تحل له حتى تنتكح زوجا غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها ثم يطلقها او يموت عنهاعالمگيرى كوئٹه ص۴۷۳ ج۱ باب الرجعة. فصل فيما تحل به المطلقة، مجمع الأنهر ص۸۸ ج۲ كتاب الطلاق باب الرجعة، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، زيلعى ص۲۵۷ ج۲ باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، مطبوعه امداديه ملتان،

[۳] والذى صرح به أئمتنا أنه يجب علٰى كل احد وجوبا عينيا أن يعرف صحيح الاعتقاد من فاسده الخ الفتاوىٰ الحديثية ص۲۰۷ باب فى اصول الدين، مطلب يتعين على ولاة الامور الخ مطبوعه دار المعرفة بيروت،

میں رنگا ہوا ہے تو سب کی اصلاح لازم ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

شادی کی بعض رسوم

سوال:- ہماری برادری میں حسب تفصیل امور پنچایت محلّہ پلکھن تلہ سہارنپور نے اس طرح پر مقرر کئے ہیں۔

(۱) یہ کہ جب کسی کی شادی ہو تو منڈھے کا ہونا لازمی ہے۔ اہل شادی کو لازم ہوگا کہ منڈھے کی تقریب میں بجائے مکانیہ کھانا کھلانے کے بوڑھے، بچہ، مرد، عورت کا کھانا بطور ہبہ کے ہر شخص کے مکان پر پہنچاوے اور کھانے کی رکابی میں کھانا چاول پلاؤ وغیرہ فی کس ڈیڑھ سیر پختہ وزن سے پختہ گھی سے کم نہ ہو اور یہ بھی قرار دیا ہے کہ اہل شادی کو لازم ہوگا کہ اگر کھانا پلاؤ کا ہوگا تو پلاؤ میں فی دیگ ڈھائی سیر پختہ گھی اور زردہ میں پانچ سیر گھی دال میں سوا سیر پختہ گھی شورباء میں سوا سیر سے کم نہ ہوگا یہ امر ضروری ہے اور یہ بھی قرار دیا گیا ہے کہ جس شخص کے یہاں اہل شادی کھانا پہنچائیگا اس شخص کو لازم ہوگا کہ وہ اہل شادی کے یہاں نیوتہ ضرور دے اس وجہ سے کہ اہل شادی نے قرضہ لے کر کھانا تقسیم کیا ہو تو وہ نیوتہ لے کر اپنا قرض ادا کر دے۔

(۲) ہر شخص اہل برادری کو لڑکا یا لڑکی کی شادی کرنے سے پہلے بھاجی کا ایک مرتبہ کرنا لازمی ہے۔ بھاجی کا طریقہ یہ ہے کہ فی کس مرد، عورت، بچہ، بوڑھا کے لئے وزنی آدھ سیر پختہ چاول خام اور آدھ پاؤ پختہ دال خام دینی ہوگی۔ اگر پکے ہوئے کھانے کی تقسیم کرے گا تو مطابق سوال (۱) کے کھانا دینا ہوگا۔

(۳) ایک رسم بری کی ہے جو لڑکے والے کی طرف سے لڑکی کے یہاں دی جاتی ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

سہاگ پوڑہ،	کھانڈ پونڈ،	ہندی،	ڈوری،	کھیلیں،	میوہ،	کنگھی،	سرمہ دانی،	شکر
ایک ،،	۱ مار،	۲ مار،	۵ مار،	۵ مار،	ایک،	ایک،	ایک،	۲۵ سیر پختہ

بڑے پان، عطر، جوڑہ کپڑے۔

۱۰۰/عدد، ایک شیشی، ۱۱/عدد۔

میں نے بوجہ جنگ وجدال بروقت پنچایت ان امور مندرجہ بالا میں کچھ دخل نہیں دیا جب کہ ان امور کا ایک شادی میں اجرائے حسب دستور مقررہ ہو تو میں نے اس کے قبول کرنے سے انکار کیا تو مجھ کو اہل برادری نے علیحدہ کردیا اور میری ایذاء رسانی کے درپے ہیں تو شرعاً جملہ برادری کا ان امور کو لازمی قرار دینا کیسا ہے اور میرا ان امور پر عمل نہ کرنا کیسا ہے؟ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً!

امور مذکورہ کی پابندی شرعاً کسی پر واجب نہیں جس چیز کو اللہ اور اس کے رسول نے منع فرمایا ہے اس میں برادری یا کسی اور کی اطاعت جائز نہیں۔ لاطاعة لمخلوق فی معصية الخالق[1]۔ یہ امور بدعت ناجائز اور گناہ ہیں ان پر اصرار گناہ پر گناہ ہے[2] ایسی دعوت کا کھانا کسی طرح جائز نہیں۔ لایجوز لاحد من المسلمین اخذ مال احد بغیر سبب شرعی کذا فی البحر عالمگیری[3] ص۷۷۸ ج۲۔ جو شخص برادری کے اس قانون کو توڑے گا وہ اجر کا مستحق ہوگا۔[4]

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم ۱۷/۱۱/ ۵۳ھ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۹/ ذی قعدہ ۵۳ھ

---

[1] فی حدیث نواس بن سمعان مشکوٰۃ شریف ص ۳۲۱ کتاب الإمارة والقضاء، شامی زکریا ص۵۸۳ ج۹ کتاب الحظر والإباحة فصل في البيع.

[2] عن عائشةؓ قالت قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من أحدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد الخ، مشکوٰۃ شریف ص۲۷، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند. بخاری شریف ص ۳۷۱ ج ۱ کتاب الصلح باب اذا اصطلحوا الخ مطبوعه اشرفیه دیوبند.

[3] الهندية ص۱۶۷ ج۲ فصل فی التعزیر مکتبه کوئٹه پاکستان، بحر کوئٹه ص ۴۱ ج۵ فصل فی التعزیر، کتاب الحدود، شامی زکریا ص۱۰۶ ج۶ باب التعزیر مطلب فی التعزیر بأخذ المال کتاب الحدود،

[4] فی حدیث جدبرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها الحدیث، مشکوۃ شریف ص۳۳، کتاب العلم، الفصل الاول، مطبوعه یاسرندیم دیوبند،

شادی کی رسومِ مروّجہ

سوال:- الرسوم المروجة فی النکاح والعقیقة وسائر الافراح مخالفة الماثور عن السلف الصالحین المختلفةباختلاف عادات الناس کلها باطلة.یجب قلعها وقمعها وردها الیٰ ماهوا لمتوارث عن السلف۔[1]

الجواب حامداًومصلیاً!

البدعات والرسوم الغیر الثابتة التی یلتزمونها مثل العبادات باطلةیجب ردها وقلعها سواء کانت متعلق بالعبادات ام بالمعاملات والمعاشرات وغیرها۔[2] *فقط واللہ تعالیٰ اعلم*

حررہٗ العبدمحمودغفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند۱۴/۱۱/ ۸۸ھ

نکاح ہر ماہ تاریخ میں درست ہے

سوال:-قمری تاریخوں میں کس ماہ کس دن اور کس تاریخ میں نکاح ناجائز ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً!

کسی ماہ کی کوئی تاریخ اور کوئی شب یا کوئی دن ایسانہیں جس میں نکاح ناجائز ہو۔ ہر رات

---

۱ **ترجمہ سوال:**۔ وہ رسومات جونکاح اورعقیقہ اورتمام خوشیوں کے مواقع میں رائج ہیں درانحالیکہ وہ مخالف ہیں ان اقوال کے جوسلف وصالحین سے منقول ہیں، اور وہ بدلتے رہتے ہیں، لوگوں کے عادات کے بدلنے سے یہ سب کے سب باطل ہیں، ان کا مٹانا اورختم کرنا ان اقوال کی جانب جوکہ اسلاف سے منقول ہیں، لوٹانا واجب ہے؟

ترجمہ جواب:۔ وہ بدعات ورسومات جوثابت نہیں اوران کا لوگ عبادات کے مثل التزام کرتے ہیں باطل ہیں، وہ رسومات خواہ عبادات سے متعلق ہوں یا معاملات یا معاشرت وغیرہ سے ان سب کے سب کا مٹانا اورختم کرنا واجب ہے۔

۲ عن ابی سعید الخدری عن رسول اللہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال من رأی منکم منکرافلیغیره بیده فان لم یستطع فبلسانه فان لم یستطع فبقلبه وذالک اضعف الإیمان رواه مسلم، مشکوٰۃ شریف ص۴۳۶، ج۲، باب الأمر بالمعروف، فکم من مباح یصیر بالالتزام من غیر لزوم والتخصیص من غیر مخصص مکروا الخ سباحة الفکر ص۷۲، مطبوعه احمدی لکھنؤ، سعایة ص۲۶۵ ج۲ باب صفة الصلوۃ قبیل فصل فی القرأة، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.

ہر دن ہر تاریخ میں نکاح جائز ہے[1]۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۵/ ۹۲ھ

دن اور کسی تاریخ میں نحوست نہیں

سوال:- (۱) اس بارے میں شرعی حکم سے مطلع فرمادیں کہ دن تاریخ کو منحوس سمجھنا اچھا ہے یا برا؟ اور کیا رسول اللہ ﷺ جمعرات اور سنیچر کے دن زیادہ سفر فرماتے تھے؟

(۲) ایک مولوی صاحب نے اعلان کیا کہ ۱۸/ تاریخ کو شادی نہیں کرنی چاہئے۔ کیوں کہ ۱۸/ تاریخ میں شادی کرنے سے لڑکے اور لڑکی کی زندگی خراب ہو جاتی ہے۔ کیا شریعت میں اس کی کوئی اصل ہے؟

(۳) تیزی کے چاند میں اور بارہ وفات میں شادی کی مقرر کردہ تاریخ میں شادی کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

(۱) حضرت مجدد الف ثانیؒ نے لکھا ہے کہ اس امت میں[2] کسی دن (تاریخ وغیرہ) میں نحوست نہیں، البتہ بعض دن اور بعض تاریخ میں خیر و برکت زیادہ ہے[3]۔ جمعرات اور سنیچر کے سفر میں خیر و برکت ہے[4]۔

---

[1] قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا عدویٰ ولا ھامۃ ولا نوء ولا صفر، مشکوٰۃ شریف ص ۳۹۱ باب الفال والطیر، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند، نحوست ایام بولادت رحمت عالمیان علیہ وعلیٰ الہ الصلوۃ والتسلیمات زائل گشتہ است، مکتوبات امام ربانی ص ۲۲۴ ج ۱ مکتوب ۲۵۶ طبع استانبول، البتہ جمعہ کا دن ہونا مستحب ہے۔ ویندب إعلانہ وتقدیم خطبۃ وکونہ فی مسجد یوم جمعۃ. الدرالمختارعلی الشامی کراچی ص۸ ج۳ کتاب النکاح، فتح القدیر ص ۱۸۹ ج۳ کتاب النکاح، دار الفکر بیروت، بحر ص ۸۱ ج۳ کتاب النکاح، مطبوعہ الماجدیہ کوئٹہ.

[2] نحوست ایام بولادت رحمت عالمیان علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والتسلیمات .زائیل گشتہ است(مکتوبات امام ربانی مکتوب : ۲۵۶ ص ۲۲۴ ج ۱ طبع استانبول) (بقیہ اگلے صفحہ پر)

(۲) یہ چیز شرعاً بے اصل ہے۔

(۳) کر سکتے ہیں۔شرعاً اس کی ممانعت نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۷/۲/ ۹۰ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۸/۲/ ۹۰ھ

تاریخ ۳/۱۳/۲۳/ کی تعیین

سوال:- عام رواج ہے کہ شادی بیاہ کے موقعہ پر لوگ تاریخ رکھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مہینہ کی ۳/۱۳/۲۳/ تاریخ نہ ہونا چاہئے اور باقی تاریخیں کوئی بھی رکھی جائیں۔اگر کبھی ۲/ تاریخ یا ۷/ تاریخ وغیرہ مقرر ہوگئی تو یہ ہوتا ہے کہ نکاح دن میں ہو جائے ۳/ یا ۸/ نہ ہونے پائے اس میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

یہ رواج شرعاً بے اصل ہے اس کی پابندی لازم نہیں[1]۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ) [۳] عن ابی هريرة رضى الله تعالىٰ عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خير يوم طلعت عليه الشمس يوم الجمعة الحديث. مشكوة شريف ص ۱۱۹ باب الجمعة الفصل الاول.

[۴] ان النبى صلى الله عليه وسلم خرج يوم الخميس فى عزوة تبوک وكان يحب أن يخرج يوم الخميس (مشكوة ص ۳۳۸ باب آداب السفر)

(صفحہ ہٰذا) [۱] فى الفتاوى الحديثية : وسئل نفع الله بعلومه : السؤال عن النحس والسعد وعن الأيام والليالى التى تصلح لنحو السفر والانتقال ما يكون جوابه، فأجاب رضى الله عنه من يسأل عن النحس وما بعده لايجاب إلا بالإعراض عنه وتسفيه ما فعله ويبين له قبحه، وأن ذلک من سنة اليهود لا من هدى المسلمين المتوكلين على خالقهم وبارئهم الذين لا يحسبون وعلى ربهم يتوكلون وما ينقل من الأيام المنقولة ونحوها عن على كرم الله وجه باطل كذب لا اصل له فليحذر من ذلک، فتاوى حديثية ص ۲۸ مطلب عن الأيام والليالى وسعيدها ونحيسها، مطبوعه دار المعرفة بيروت.

متعین ایام میں نکاح ورخصتی بدشگونی نہیں

سوال:- آج کل عوام الناس لڑکی کے نکاح اوررخصتی جوکرتے ہیں تین یاپانچ یاسات سال میں کرتے ہیں یاتو پہلے سال کریں گے جفت سال میں نہیں کرتے اس کومنحوس خیال کرتے ہیں یہ شرک ہے یا کارِشرک ہےاوراگرعقیدہ نہ بھی ہوپھربھی یہ شکل مشابہ شرک ہے یانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً!

یہ خیال بدشگونی وبدفالی ہے۔ یہ اسلامی عقیدہ نہیں اس سےتوبہ لازم ہے لاعدوی و لاطیرۃ (الحدیث[1]) جن لوگوں کا یہ عقیدہ نہیں ان کوایسی جگہ تشبہ سے بچنا چاہئے تاکہ نہ دوسروں کا عقیدہ فاسد ہونہ عقیدۂ فاسدوالوں کواستدلال کاموقع ملے مَنْ تَشَبَّہَ بِقَومٍ فَھُوَ منھم (الحدیث[2])

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررۂ العبدمحمودغفرلہٗ ۱۶/۶/ ۸۶ھ

اپنے خاندان میں نکاح نہ کرنا (گوت بچانا)

سوال:- ایک خاندان کےلوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ ان کے اندراگرآپس میں لڑکےاورلڑکی کا رشتہ کرتے ہیں تو وہ راس نہیں آتاہےاور یہ عمل پہلے سے چلا آرہاہےاس کی وجہ سےسخت دشواریوں کا سامنا کرناپڑتاہے۔بعض وقت باہر سےلڑکیاں اپنے خاندان کےلڑکوں کے لئےنہیں ملتیں۔اگرملتی ہیں تو دوسرے خاندان کی لڑکیاں اس خاندان کےموافق تربیت یافتہ نہیں ہوتیں جس کی وجہ سےاختلاف جھگڑےاکثر ہوتے ہیں اورلڑکےاورلڑکیاں دوسرے خاندان میں جانا نہیں چاہتی تھیں لیکن والدین مجبوراً شادیاں کردیتے ہیں،اسی طرح لڑکیوں کا حال ہے کہ ان کی شادی دوسری جگہ کرنے میں وہ کیونکہ راضی نہیں ہوتیں جس کی وجہ سےشریف لڑکیاں اس قلبی

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۳۹۲ باب الفال والطیرۃ. الفصل الاول. مطبوعہ یاسرندیم دیوبند.

[2] مشکوٰۃ شریف ص ۳۷۵ کتاب اللباس. الفصل الثانی. مطبوعہ یاسرندیم دیوبند.

تکلیف کو تمام عمر کے لئے برداشت کرنے کے لئے تیار ہوجاتی ہیں اور جس کی وجہ سے ان کی زندگی مایوس کن اور زندگی کی تمام تمناؤں کا خون پہلے ہی ہوجاتا ہے۔ مگر عقیدہ یہی ہے کہ اپنے رشتے راس نہیں آتے۔ اگر اس بارے میں خاندان کے بزرگوں سے دلیل پوچھی جاتی ہے تو وہ یہ کہتے ہیں کہ چند واقعات مثلاً یہ کہ فلاں رشتہ ہوتے ہی فلاں تکلیف اس گھر کے اندر شروع ہوگئی۔ فلاں رشتہ سے فلاں جھگڑا شروع ہوا۔ ان کے دو جوڑے میں لڑکیاں ہی پیدا ہوئیں یا فلاں آدمی کی ٹانگ ٹوٹ گئی۔ اس قسم کے واقعات کو پیش کر کے دلیل بتاتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ کسی بزرگ نے ہمارے خاندان کو بددعا دی تھی جس کی وجہ سے رشتے راس نہیں آتے جس کی وجہ سے خاندان میں مزید یقین بڑھ گیا اور اب تو اس کے خلاف کوئی بھی تعلیم نہیں کرتا ہے۔ چنانچہ ایک صاحب نے اپنی لڑکی کا رشتہ ایسے لڑکے سے کردیا کہ لڑکی سخت مجبور ہے اور گوارہ کر رہی ہے۔ اسی طرح خاندان میں پڑھا لکھا لڑکا بھی راضی ہے لیکن والدین اسی وجہ سے راضی نہیں ہیں۔ آپ فرمائیں کہ ایسا عقیدہ رکھنا کیسا ہے؟ اور رکھنے والے کے متعلق کیا حکم ہے، اس پر عمل کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

یہ اوہام تعلیمات اسلام کے خلاف ہیں ان کو ترک کرنا واجب ہے حضرت نبی اکرم ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ کی شادی اپنے ہی خاندان میں کی ہے[۱] اور تمام امت مسلمہ کا تعامل بھی یہی چلا آرہا ہے، لیکن ہندوستان کی بعض اقوام نے قبولِ اسلام کے بعد بھی اپنی خاندانی گذشتہ رسوم کو جہالت کی بنا پر باقی رکھا، ان میں سے یہ بھی ایک چیز ہے۔ مسلمانوں کے لئے کسی رملی وغیرہ کا قول ہرگز قابل التفات نہیں۔ وہ اپنی اس جہالت سے توبہ کریں۔ دینی کسی منفعت کے فوت ہوجانے پر ایسی بددعا دینا جس کا پشتہا پشت تک اثر باقی رہے اور سنت پر عمل کرنے سے خاندان کے خاندان محروم ہوجائیں بزرگوں کی شان نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر خاندان میں

---

[۱] عن بريدةؓ قال خطب ابوبكرؓ وعمرؓ فاطمةؓ فقال رسو ل الله صلى الله عليه وسلم إنها صغيرة ثم خطبها عليٌّ فزوجها منه ، مشكوة شريف ص ۵۶۵ باب مناقب عليٌّ الفصل الثالث، طبع ياسر نديم ديوبند.

جائز ومسنون طریقہ پر شادی کرنا شروع کریں۔راس آنے نہ آنے کا فکر نہ کریں۔موت ومرض ونقصان سب کچھ پہلے سے مقدر میں لکھا ہوا ہے وہ ہو کر رہے گا،لڑکا اور لڑکی بالغ ہو کر اپنا نکاح مہر مثل پر اپنے خاندان میں گواہوں کے سامنے خود کرلیں تب بھی درست ہے[۱]۔ان کی مرضی کے خلاف غیر خاندان میں زبردستی ان کا نکاح کرنا بڑا ظلم ہے[۲] خاص کر غیر کفو میں جس سے بسا اوقات پوری زندگی برباد ہوتی ہے اور مصالح نکاح حاصل نہیں ہوتے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند یکم محرم الحرام ۸۹ھ

گوت میں نکاح کی رسم کی اصلاح کرنا

سوال:- (۱) ہم لوگ قدیم مسلم راجپوت ہیں۔راجپوتوں میں بہت سی ذاتیں ہوتی ہیں، مثلاً چوہان،گوتم،بیس وغیرہ۔ ہم گوتم ہیں اور بیسوں کے یہاں ہماری نانیہال ہے۔ ہندوؤں میں یہ دستور ہے کہ جس کی لڑکیاں لاتے ہیں اس ذات میں اپنی لڑکیوں کی شادی نہیں کرتے۔ ہمارے یہاں بھی یہی ذہن بنا ہوا ہے،مگر کچھ رشتے اس سے قبل اس کے خلاف ہو چکے ہیں۔احقر نے بھی اپنی لڑکی کو اپنے ماموں زاد بھائی کے لڑکے کے ساتھ جو فارغ دارالعلوم دیوبند بھی ہیں، منسوب کرنا چاہا۔اس پر اہل خاندان کو اعتراض ہوا۔کچھ کا کہنا تھا کہ یہ رشتہ الٹا ہے اور کچھ کہتے تھے وہ ہم سے نیچے ہیں،ان کو لڑکی نہیں دی جاسکتی۔اس بناء پر انھوں نے احقر کا مقاطعہ (سماجی بائیکاٹ) کردیا۔نکاح میں بھی شرکت نہیں کی اور جو شریک ہونا چاہتے تھے انھیں بھی روکا۔قاضی صاحب نے اس بناء پر نکاح پڑھانے سے انکار کیا اور یہ بھی کہا کہ وہ لڑکا عالم ہے،میں اس کا نکاح نہیں پڑھا سکتا۔اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ میرا رشتہ کرنا اسلامی نقطۂ نگاہ سے غلط ہے؟

---

[۱] نفذ نکاح حرة مکلفة بلا رضا ولی، الدر مع الشامی کراچی ص۵۵ ج۳ باب الولی، بحر کوئٹه ص ۱۰۹ ج۳ باب الاولیاء، النهر الفائق ص ۲۰۲ ج۲ باب الاولیاء، طبع مکه مکرمه.

[۲] لا تجبر بکر بالغة علی النکاح، بحر کوئٹه ص ۱۱۰ ج۳ باب الاولیاء النهر الفائق ص ۲۰۲ ج۲ باب الاولیاء، طبع مکه مکرمه، الدر مع الشامی زکریا ص ۱۵۹ ج۴ باب الولی.

(۲) جن لوگوں نے یہ رشتہ کرنے کی وجہ سے بائیکاٹ کر دیا ہے، ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟ کیا وہ صحیح راستہ پر ہیں؟ قاضی صاحب جنھوں نے نکاح نہیں پڑھایا ہے، ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

(۱) مسلمانوں میں بہت سی غیروں کی رسمیں پھیلی ہوئی ہیں جن کی اصلاح ضروری ہے۔ شادی کے سلسلہ میں ماموں زاد، خالہ زاد، چچازاد بھائی سے پرہیز کرنا غلط اور غیر اسلامی رواج ہے، شرعاً یہ رشتہ ناجائز نہیں۔ بلکہ ان سے عقد نکاح درست ہے، ان کو حرام سمجھنا اسلامی عقیدہ نہیں بلکہ خطرناک عقیدہ ہے[1] جو شخص اس غلط رسم کو توڑ کر عقد کردے گا وہ بہت بڑے اجر وثواب کا مستحق ہوگا، اس کی مدد کرنے والے بھی مستحق ثواب ہونگے اور جو شخص مدد کے بجائے ایسے عقد میں رُکاوٹ ڈالے گا وہ غیر اسلامی عقیدہ کا مددگار ہوکر سخت گنہگار اور مجرم ہوگا۔ اس کو اپنی حرکت سے باز آنا اور توبہ واستغفار کرنا ضروری ہے۔ قاضی کا منصب بلند ہے اس کو سنت کی اشاعت ضروری ہے، اس کا رُکاوٹ ڈالنا اور محض غلط رواج کی بنا پر نکاح پڑھانے سے انکار کردینا شریعت کی نظر میں بہت قبیح اور مذموم ہے۔[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲/۲/ ۹۲ھ

---

[1] من اعتقد الحرام حلالا اوعلى القلب يكفر. الهندية ص ۲۷۲ ج ۲ مطلب موجبات الكفر انواع، مطبوعه كوئٹه، شرح فقه اكبر ص۲۳۷ قبيل التسمية بعبد النبى فظاهره كفر الخ مطبوعه مجتبائى دهلى، حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح ص۷۴ باب الحيض والنفاس والاستنجاء، مطبوعه قديمى كتب خانه كراچى.

[2] فى حديث جرير رضى الله عنه، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من سنّ فى الاسلام سنة حسنةً فله اجرها واجر من عمل بها من بعده من غير ان ينقص من اجورهم شىء ومن سنّ فى الاسلام سنةً سيئةً كان عليه وزرها ووزر من عمل بها من بعده من غير ان ينقص من اوزارهم شىء رواه مسلم، مشكوٰة شريف ص۳۳ ج ۱ كتاب العلم الفصل الاول مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

گوت میں نکاح کرنا

سوال:- یہاں کے کچھ مسلمانوں میں زمانۂ قدیم سے یہ رواج ہے کہ لڑکے لڑکی کے نکاح باپ کے خاندان یعنی گوت وقبیلہ میں نہیں کرتے۔ اپنے ہم گوت وخاندانی لڑکا لڑکی، بہن بھائی مانتے ہوئے نکاح کرنا براو ناجائز جانتے ہیں، خواہ تایا وچچازاد لڑکا حافظ قرآن ہی کیوں نہ ہو۔ دوسرے گوت وقبیلہ میں ناخواندہ کو اچھا وجائز سمجھ کر کرتے ہیں۔ آیا ایسی صورت میں غیر کفو میں یعنی گوت میں نکاح کرنا درست ہے یا نہیں؟

جب کہ بموجب ارشاد واجب العمل والاعتقاد نبی آخرالزماں ﷺ "مَنْ تَشَبَّه بِقومٍ الخ" غیر گوت میں کرنا ہندوانہ رسم ہو۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

یہ رسم ورواج غلط اور غیر اسلامی ہے اس کو توڑنا واجب ہے[1] خدائے پاک کی حلال کی ہوئی چیز کو حرام سمجھنا بہت بڑی جہالت ہے[2] مگر اس کے باوجود جو نکاح دوسرے خاندان میں شرعی طریقہ پر ہوگا اس کو ناجائز اور حرام نہیں کہا جائیگا ورنہ دوسری جہالت ہوگی۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

گوت نہ ملنے پر داماد سے ملازموں کی طرح خدمت لینا

سوال:- اپنے قبیلہ وگوت کو چھوڑ کر غیر قبیلہ میں نکاح کرتے ہیں۔ یہ صورت کہ لڑکی کے

---

[1] قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم من أحدث فى امرنا هذا ما ليس منه فهو رد، مشكوٰة شريف ص۲۷، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، مطبوعه ياسر نديم ديوبند، بخارى شريف ص ۳۷۱ ج ۱ كتاب الصلح باب اذا اصطلحوا الخ مطبوعه اشرفيه ديوبند.

[2] من اعتقد الحرام حلالا اوعلى القلب يكفر. الهندية ص ۲۷۲ ج ۲ مطلب موجبات الكفر انواع، مطبوعه كوئٹه، شرح فقه اكبر ص۲۳۷ قبيل التسمية بعبد النبى مطبوعه رحيميه ديوبند، طحطاوى على المراقى ص ۷۴ باب الحيض والنفاس والاستنجاء مطبوعه قديمى كراچى.

بدلہ میں لڑکی بمحاورۂ دیہات آٹا ساٹا کرنے کو لازم بلکہ الزم سمجھ کر کرنا، اگر ایک طرف لڑکے والے کے یہاں لڑکی نہ ہو تو دس ۱۰/ ہزار سے بیس ۲۰/ بائیس ۲۲/ ہزار روپے تک حسب عمر وحسن وجمال نقد لینا ضروری سمجھتے ہیں۔ یہ امر بوقت خطبہ ہے۔ بروقت نکاح برادری کے حسب دستور مہر معجّل علاحدہ ہے جو لڑکی کا حصہ ہے۔ مہر کے علاوہ رقم مقررہ مذکورہ بالا بھی اگر کسی کے پاس دینے کو نہیں ہے تو آخری درجہ یہ ہے کہ لڑکے یعنی داماد کو آٹھ دس سال تک سسرال رہ کر خسر کے گھر کا کام نوکروں اور مزدوروں کی طرح کرنا ہوگا، صرف شبانہ روز کھانا اور ششماہی یا سالانہ پوشش کپڑا، اس کے علاوہ کچھ روپے نہیں دیتے۔ اگر کسی لحاظ سے رعایتاً اُدھار ہو جائے تو آئندہ نسل میں لین دین کی وصولیابی بذریعہ پنچایت ضروری ہے (بطور یاد دہانی مستثنیٰ ہے جو اپنی جگہ میں ہے، مذکورہ بالا سے کچھ علاقہ نہیں) کیا یہ مذکورہ شکلیں بیع وشراء نہیں بنتیں، جب کہ بیوہ مطلقہ کے بالعوض بھی دس بیس ہزار روپے جبراً لیا جاتا ہے۔ پنچایتیں ہوتی ہیں، وصولیابی ضروری ہے۔ کیا اس صورت میں نکاح کرنا درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

آٹا ساٹا تو ناجائز نہیں ہے کہ جب کہ دونوں طرف مہر مستقل ہو[1] لیکن اس کو لازم سمجھنا غلط ہے اور الزم سمجھنا اغلط ہے۔ اگر بدلہ میں لڑکی نہ ملے تو روپیہ لینا رشوت ہے جو کہ حرام ہے جس پر جہنم کی وعید ہے[2] پھر روپیہ نہ ہونے کی صورت میں داماد سے مزدوروں کی طرح مدتِ متعینہ تک کام لینا

---

[1] ووجب مهر المثل فى الشغار هو أن يزوجه بنته على أن يزوجه الأخر أواخته مثلاً معاوضة بالعقدين وهو منهى عنه لخلوه عن المهر فأوجبنا فيه مهر المثل فلم يبق شغاراً، الدرالمختار على رد المحتار كراچى ص۱۰۶ ج۳ مطلب نكاح الشغاركتاب النكاح، مجمع الأنهر ص۵۱۲ ج۱ كتاب النكاح باب المهر، دار الكتب العلمية بيروت، بحر كوئٹه ص۱۵۶ ج۳ باب المهر.

[2] (۱) ولو أخذ اهل المرأة شيئاً عند التسليم فللزوج ان يسترده لأنه رشوة، بحر كوئٹه ص۱۸۷ ج۳ باب المهر، در مختار على الشامى زكريا ص۳۰۷ ج۴ باب المهر، عالمگيرى ص۳۲۷ ج۱ الفصل السادس عشر فى جهاز البنت، مطبوعه كوئٹه.

(۲) الراشى والمرتشى فى النار، فيض القدير ص۴۳ ج۴ رقم الحديث ۴۴۹۰ مطبوعه دار الفكر بيروت.

انتہائی تحقیر وتذلیل ہے[۱] اُدھار ہونے کی صورت میں آئندہ نسلوں سے وصول کرنا بڑا ظلم ہے۔ بیع حر باطل ہے[۲] مسئولہ رواج صریح بیع تو نہیں ہے ہاں صورۃً بیع کے مشابہ ہے اور بے شمار مفاسد پر مشتمل ہے۔ اجتماعی حیثیت سے سب قوم کومل کر اس کی اصلاح لازم ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

رسم کی پابندی شرع کے خلاف

سوال:- اگر کوئی کہے کہ ہم کو ان امور کے جائز یا ناجائز سے کوئی واسطہ نہیں ہم وہی کریں گے جو باپ دادا نے کیا ہے تو اس شخص کا کیا حکم ہے یا کلمہ کفریہ ہے یا نہیں۔ امید کہ جواب مفصل مع حوالہ کتب متعددہ بہت جلد تحریر فرما کر ممنون فرمایا جائے۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

ایسا کہنا سخت گناہ اور نہایت خطرناک ہے حتی کہ بعض فقہاء نے ایسا کہنے والے کی تکفیر کی ہے لہٰذا ایسے شخص کو فوراً توبہ کرنی ضروری ہے جس قول کے قائل اور جس فعل کے مرتکب کی تمام فقہاء نے تکفیر کی ہو اس کو بالاتفاق تجدید ایمان اور تجدید نکاح ضروری ہے اور جس کی بعض نے تکفیر کی ہو اس کے کفر وایمان کے حق میں اگرچہ عدمِ کفر کی روایت کو ترجیح دی جائیگی لیکن تجدید ایمان اور تجدید نکاح اس شخص کو بھی احتیاطاً ضروری ہے۔ واذا قال الرجل لغیرہ حکم الشرع فی ھذہٖ الحادثۃ کذا فقال ذالک الغیر من برسم کارمیکنم، نہ بشرع یکفر عند بعض المشائخ عالمگیری[۱] ص ۱۸۹ ج ۲ سئل

---

[۱] لما فیہ من الإھانۃ والإذلال الخ شامی کراچی ص ۱۰۶ ج ۳ باب المھر، مطلب نکاح الشغار، بحر کوئٹہ ص ۱۵۷ ج ۳ باب المھر.

[۲] البیع بالمیتۃ والدم باطل وکذا بالحر لانعدام رکن البیع ھدایہ ص ۴۹ ج ۳ باب البیع الفاسد، تھانوی دیوبند، شامی کراچی ص ۵۱-۵۲ ج ۵ باب البیع الفاسد مطلب فی تعریف المال فتح القدیر ص ۴۰۳ ج ۶، مطبوعہ دار الفکر بیروت.

[۳] الھندیۃ ص ۲۷۲ ج ۲ مطلب موجبات الکفر انواع منھا ما یتعلق بالعلم والعلماء الباب التاسع احکام المرتدین.

الحاکم عبدالرحمن عمن قال برسم کارکنم بحکم نے هل هو کفر قال ان مراده فساد الحق وترک الشرع واتباع الرسم لارد الحکم لایکفر کذا فی المحیط عالمگیری[1] ص ۱۸۸ ج ۲ ماکان فی کونه کفراً اختلاف فان قائله یومر بتجدید النکاح وبالتوبة والرجوع عن ذالک بطریق الاحتیاط[2] الیٰ قوله اذا کان فی المسئلة وجوه توجب الکفر ووجه واحد یمنع فعلی المفتی ان یمیل الی ذلک الوجه کذافی الخلاصة فی البزازیة الااذا صرح بارادة توجب فلاینفع التاویل کذا فی البحر[3] الرائق.ثم ان کانت نیة القائل الوجه الذی یمنع التکفیر فهومسلم و ان کان نیته الوجه الذی یوجب التکفیر لاینفعه فتویٰ المفتی ویؤمر بالتوبة والرجوع عن ذٰلک وتجدید النکاح بینه وبین امرأته کذافی المحیط[4] والبحر وغیر ذٰلک من کتب الفقه فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۱/۷/ ۵۴ھ

صحیح: عبداللطیف ۱۱/ ذی قعدہ ۵۴ھ

جوابات صحیح ہیں۔ سعید احمد غفرلہٗ

قومی قوانین شادی کے لئے

سوال:- کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ہماری قوم کے لوگوں نے ذیل کے قوانین پاس کئے ہیں۔ آیا شریعت مطہرہ میں جائز ہے یا نہیں۔ لڑکی کی شادی کریں تو لڑکے والے سے تین سو پچاس روپیہ کا زیور لینا چاہئے اور یہ زیور مہر سے علاوہ اور

---

[1] الهندیة ص ۲۵۸ ج ۲ الباب التاسع فی احکام المرتدین مکتبه کوئٹه پاکستان

[2] الهندیة ص ۲۸۳ ج ۲ قبیل الباب العاشر فی البغاة

[3] البحرالرائق ص ۱۲۵ ج ۵ باب احکام المرتدین، بزازیه علی الهندیه ص ۳۲۰ ج ۶ کتاب الفاظ تکون اسلاما أو کفرا الثانی فیما یکون کفراً من المسلم، مطبوعه کوئٹه،

[4] عالمگیری کوئٹه ص ۲/۲۸۳ قبل الباب العاشرفی البغاة، بحر کوئٹه ص ۵/۱۲۴، باب احکام المرتدین،

زیور کا حق خاوند کا ہے اس سے زیادہ زیور لڑکی والے لیویں اور لڑکے والے دیویں تو ان دونوں کا جرمانہ کیا جاتا ہے اور جرمانہ نہ دیویں تو اس کے ساتھ سب قوم کے آدمی ترک موالات کرتے ہیں اس بات میں چند سوالات ہیں شریعت کا کیا حکم ہے؟

(۱) تین سو پچاس سے زائد کا زیور لیویں تو اس کا جرمانہ کرنا شریعت میں جائز ہے یا نہیں؟

(۲) اگر کوئی آدمی جرمانہ نہ دیوے تو لوگ اس کے ساتھ ترک موالات کرتے ہیں اور لین دین اور جمیع کاروبار اس کے ساتھ بند کرتے ہیں اور شادی دعوت وغیرہ تقریبات میں شرکت نہیں کرتے، اس سے ترک مولات کرنا شریعت کی رو سے جائز ہے یا نہیں؟

(۳) جماعت کے اخراجات کے لئے ہر سال ہماری قوم کے ہر مکان پر چار آنہ فیس ادا کرنا کیا لازم ہے اور فیس نہ دینے پر مناسب سزا دینے کا حق صدر صاحب کو ہے آیا لازمی وفرضی فیس کا لینا شریعت سے جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب حامداً ومصلياً!

(۱) کسی شخص کو کسی زیور کے لئے مجبور کرنا درست نہیں بلکہ اس کی اور زوجہ کی حیثیت کا لحاظ رکھنا ضروری ہے اور کسی جرم پر مال کا جرمانہ کرنا شرعاً ناجائز ہے۔ **والحاصل ان المذهب عدم التعزير باخذالمال اھ بحر[۱] ص ۴۱ ج۵**

(۲) جب جرمانہ کرنا ہی ناجائز ہے تو جرمانہ ادا نہ کرنے پر ترک موالات بھی ناجائز ہے خلاف شرع کام کی وجہ سے ترکِ موالات درست ہے[۲]

---

[۱] البحر ص ۴۱ ج۵ فصل في التعزير مكتبه كوئٹه پاكستان، عالمگيرى ص۱۶۷ ج۲ كتاب الحدود فصل في التعزير، شامى زكريا ص۱۰۶ ج۶ باب التعزير مطلب في التعزير بأخذ المال.

[۲] نهى النبى صلى الله عليه وسلم عن كلامنا ايها الثلاثة، هو دليل علىٰ وجوب هجران من ظهرت معصيته فلا يسلم عليه حتى يقلع وتظهر توبته الخ المفهم شرح المسلم ص۹۸ ج۷ كتاب الرقاق باب يهجر من ظهرت معصيته، مطبوعه دار صادر بيروت، مرقات ص۱۶۷ ج۴ باب ما ينهى عنه من التهاجر الخ الفصل الاول، مطبوعه اصح المطابع بمبئى.

(۳) یہ فیس بظاہر قوم کی اصلاح کے لئے ایک چندہ ہے بہتر صورت ہے کہ سب مل کر قوم کی اصلاح کریں، خرابیوں، بری رسموں اور آپس کے جھگڑوں کو اٹھا کر اتحاد و اتفاق سے شریعت کے موافق زندگی بسر کریں اس کام کے لئے چندہ دینا اور لینا درست ہے (بشرطیکہ وہ صحیح مصرف پر صرف ہو) لیکن کسی پر جبر کرنا اور زبردستی چندہ لینا جائز نہیں[۱]۔ اگر کوئی شخص اس اصلاحی جماعت میں شریک نہیں ہونا چاہتا بلکہ علیحدہ رہنا چاہتا ہے تو اس سے جبراً چندہ وصول نہ کیا جائے۔ اگر یہ چندہ صحیح مصرف پر شریعت کے موافق صرف نہیں ہوتا تو اس کا لینا اور دینا ناجائز ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۹/۴/۵۸ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

صحیح: عبداللطیف یکم جمادی الاولی ۵۸ھ

رسوم شادی مٹانے کے لئے کمیٹی کی بعض تجاویز

سوال:- مسلم چھیپی ایسوسی ایشن ضلع بجنور نے اپنی ایک سماجی تنظیم بنائی ہے جس میں انھوں نے اپنی شادیوں میں زیور، کپڑا، رسم منگنی اور رخصتی وغیرہ کے اخراجات میں کمی کی ہے وہیں مہر جہیز پر بھی پابندی عائد کر دی ہے۔

(۱) نکاح کے لئے طے کیا ہے کہ نکاح صرف مہر فاطمی پر ہوگا۔ پانچ برتن سے زائد نہیں دے سکتا۔ نقد اکاون ۵۱/روپیہ سے زائد نہیں دے سکتا ہے۔ اس کے علاوہ سلائی مشین، گھڑی، سائیکل، پلنگ، پیڑھا اگر توفیق ہو تو دے سکتا ہے۔ کیا یہ پابندی شرعاً جائز ہے؟ اس پر عمل کرنے والے گنہگار تو نہیں ہوں گے؟

---

[۱] وعن حرة الرقاشي عن عمه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الا لا تظلموا ألا لايحل مال امرءٍ إلا بطيب نفس منه رواه البيهقي مشكوٰة شريف ص ۲۵۵ باب الغصب، طبع ياسر نديم ديو بند،
ترجمہ:- خبردار ظلم نہ کرو خبردار کسی کا مال اس کی دل کی خوشی کے بغیر حلال نہیں:

E:\F.M.Fainal\Jild-17\13-Shadi ki Rusumat

(۲) بھات اور دسیاری کی رسم کو سابق رواج کے مطابق رکھا گیا ہے۔ کیا یہ رسم شرعاً جائز ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

(۱) اقتصادی، معاشی، معاشرتی سدھار کے لئے قوم پر توجہ کرنا اور انتظام کرنا بہت مناسب ہے تاکہ غلط طریقے اور غلط اخراجات بند ہو کر صحیح طریق پر سنت کے مطابق نکاح کی تقریب انجام پائے۔ مہر کی مقدار شریعت نے کم سے کم دس ۱۰ ردرہم تجویز کی ہے جو تقریباً ۳ رتولہ چاندی ہے[۱]، زیادہ کی مقدار مقرر نہیں کی۔ لیکن اتنی بڑی مقدار تجویز کردینا جو شوہر کے قابو سے بالکل باہر ہو جائے اور ادا کرنے کی کبھی نوبت نہ آئے بہت غلط طریقہ ہے، اس کی ممانعت آئی ہے[۲]۔ اسی طرح جہیز کی ایسی پابندی کہ قرض لے کر دیا جائے اور وہ بھی سودی، جس کی وجہ سے بسا اوقات زمین، مکان، زیور پر آفت آجاتی ہے۔ یہ سب غلط طریقہ ہے مگر سب کی حیثیت یکساں نہیں ہوتی اور سب کے لئے ایک حد بھی تجویز نہیں کی جاسکتی۔ تاہم جو لوگ مہرِ فاطمی کی رعایت سنت سمجھ کر کریں گے وہ مستحق اجر وثواب ہوں گے[۳]۔ اگر وقت نکاح جہیز نہ دیا جائے یا برادری کی تنظیم کے موافق دیا جائے زیادہ نہ دیا جائے تو اس صورت میں تنظیم بھی برقرار رہے گی اور بعد میں جو کچھ دل چاہے لڑکی کو دیتے رہیں اس میں رکاوٹ نہیں ہوگی۔ اپنی لڑکی کو کبھی کبھی کچھ دینا منع نہیں۔

(۲) بھات وغیرہ کی رسم غیر شرعی ہے اس کو بند کیا جائے[۴]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۲۰/۷/۱۳۹۹ھ

---

[۱] اقله عشرة دراهم فضة ووزن سبعة مثاقيل. الدر المختار علی ہامش رد المحتار زکریا ص۲۳۰ ج۴ اول باب المهر، بحر کوئٹہ ص۱۴۲ ج۳ باب المهر، مجمع الأنهر ص۵۰۸ ج۱ باب المهر، دار الكتب العلمية بيروت.

[۲] عن عمر بن الخطاب قال الا لاتغالوا صدقة النساء. مشكوٰة شريف ص۲۷۷ باب الصداق. الفصل الثانی. مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

[۳] ويستحب كون الصداق خمس مائة درهم، نووی علی المسلم ص۴۵۸ ج۱ باب الصداق مطبوعه بلال ديوبند.

[۴] من احدث فی امرنا هٰذا ماليس منه فهو رد. مشكوٰة شريف ص۲۷ باب الاعتصام بالكتاب والسنة . الفصل الاول مطبوعه ياسرنديم ديوبند، بخاری شريف ص۳۷۱ ج۱ كتاب الصلح باب اذا اصطلحوا الخ مطبوعه اشرفيه ديوبند.

دو پلی ٹوپی اور عمامہ نکاح کے وقت

سوال:- جب بارات جاتی ہے تو سر پر دو پلی ٹوپی اور عمامہ ضرور رکھا جاتا ہے اگر کوئی ترک کر دے تو اس کو تارکِ سنت کہہ کر ملامت کرتے ہیں۔ تو کیا قبولیت کے وقت عمامہ کا ثبوت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

عمامہ اور دو پلی ٹوپی ایک پسندیدہ لباس ہے[۱] مگر اس کو مستقلاً سنتِ نکاح قرار دینا درست نہیں[۲] جیسے دیگر اوقات یا نماز کی حالت میں یہ لباس پسندیدہ ہے ایسے ہی وقتِ نکاح بھی ہے۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۶/۵/ ۹۲ھ

نکاح کے بعد مصافحہ

سوال:- ہمارے اطراف میں رواج ہے کہ جب نکاح پڑھا کر ختم کرتے ہیں تو بعد میں فوراً دولہا حاضرینِ مجلس سے مصافحہ کرتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں اور اگر کوئی شخص اس کو بدعت سمجھ کر نہ کرے تو اس کو بے ادب اور برا بھلا کہنا اور یہ کہنا کہ یہ بدعت حسنہ ہے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اس مصافحہ کا شرعاً کوئی ثبوت نہیں لہٰذا بے اصل اور بدعت ہے اور مصافحہ نہ کرنے والے کو برا کہنا کسی طرح درست نہیں اس سے اجتناب چاہئے کیونکہ یہ بدعت سیئہ ہے۔ بدعت حسنہ کی

---

[۱] قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم علیکم بالعمائم فانها سیما ء الملائکة وأرخوها خلف ظهورکم، مشکوٰة شریف ص۳۷۷ کتاب اللباس الفصل الثالث مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

[۲] فکم من مباح یصیر بالالتزام من غیر لزوم والتخصیص من غیر مخصص مکروها الخ سباحة الفکر ص۷۲ مجموعه رسائل لکهنؤ، مطبوعه احمدی لکهنؤ، سعایة ص۲۶۵ ج۲ باب صفة الصلوٰة قبیل فصل فی القرأة مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور.

اصل شرع میں موجود ہوتی ہے اس کی اصل شرع میں موجود نہیں لہٰذا یہ بدعت حسنہ نہیں[1]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

نکاح کے وقت سلام کرنا

سوال:- نکاح کے بعد فوراً کھڑے ہوکر سلام کرنا دلہا کے لئے جائز ہے یا نہیں اور اگر کوئی شخص رسم سمجھ کر نہ کرے تو اس کو برا کہنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اس سلام کا بھی شریعت میں ثبوت نہیں۔ لہٰذا رسم ہے اس کے تارک پر ملامت ناجائز ہے[2]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

سوتے ہوئے چودھریوں کو نکاح کے لئے سلام کرنا

سوال:- ہمارا ایک بڑا محلّہ ہے اس میں بارہ چودھری ہیں۔ یہاں پر یہ رسم ہے کہ جب شادی ہوتی ہے تو دولہا ان کو رات کو سوتے ہوؤں کو جگا کر سلام کرتا پھرتا ہے، ورنہ یہ لوگ نکاح میں رُکاوٹ ڈالتے ہیں۔ کیا یہ حکم شریعت سے ثابت ہے؟

---

[1] کما یستفاد من ھٰذہ العبارۃ واماما اعتادہ الناس من المصافحۃ بعد صلاۃالصبح والعصر فلا اصل له فی الشرع الخ. شامی زکریا ص۵۴۷ج۹ کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع سعایۃ ص۲۶۴ ج۲ باب صفۃ الصلوۃ قبیل فصل فی القرأۃ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاھور.

[2] اعلم ان المصافحۃ مستحبۃ عند کل لقاءٍ واماما اعتادہ الناس من المصافحۃ بعد صلاۃ الصبح والعصر فلااصل له فی الشرع شامی زکریا ص۵۴۷ ج۹ کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع، ان السلام انما ھو سنۃ عند الملاقاۃ کما ثبت ذلک فی الاخبار لا فی اثناء المجالسۃ الخ سعایۃ ص۲۶۴ ج۲ باب صفۃ الصلوۃ، قبیل فصل فی القرأۃ، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاھور.

الجواب حامداً ومصلیاً!

اس رسم کا قرآن پاک، حدیث شریف اور فقہ میں کہیں وجود نہیں۔ یہ اسلامی طریقہ نہیں ہے خالص جہالت ہے۔ اس کو ترک کرنا لازم ہے۔ مَنْ اَحْدَثَ فِی دِیْنِنَاھٰذا ماَلیسَ منه فهورد. متفق علیه[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۲/۴/ ۸۸ھ

منگنی کے موقع پر لڑکے والے کا مجمع کو سلام کرنا

سوال: - بوقتِ منگنی جب جوڑا وغیرہ دیا جاتا ہے تو لڑکے والا پورے مجمع کو سلام کرتا ہے یہ سلام کرنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

یہ سلام شرعی نہیں رسم ورواج کا سلام ہے جو قابل ترک ہے[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۱/ ۹۵ھ

---

[۱] بخاری شریف ص ۳۷۱ ج ۱ باب اذا اصطلحوا علیٰ صلح، کتاب الصلح، مطبوعه اشرفی دیوبند، مسلم شریف ص۷۷، ج ۲، کتاب الاقضیة، باب نقض الأحکام الباطلة، طبع بلال دیوبند،
ترجمہ:۔ جو شخص دین میں ایسی بات پیدا کرے جو دین میں سے نہیں وہ مردود ہے۔

[۲] عن عائشةرضی الله عنها قالت قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من احدث فی امرنا هذا مالیس منه فهو رد متفق علیه مشکوٰةشریف ص۲۷ ج ۱ باب الإعتصام بالکتاب والسنة، ان السلام انما هو سنة عند الملاقاة کما ثبت ذلک فی الاخبار لا فی اثناء المجالسة الخ، سعایة ص۲۶۴ ج۲ باب صفة الصلوة، قبیل فصل فی القرأة مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور، شامی زکریا ص۵۴۷ ج۹ کتاب الحظر والاباحة فصل فی البیع.
ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص دین میں کوئی ایسی بات پیدا کرے جو دین میں سے نہ ہو وہ مردود ہے۔

نکاح کے وقت جھک کر چلنا

سوال:-لوگوں کے سامنے تعظیماً اندھا ہوکر چلنا اور تکلّفاً آہستہ آہستہ چلنا خصوصاً دلہا کے لئے رسم سمجھ کرنا جائز ہے یا نہیں اگر کوئی شخص اندھا ہوکر نہ چلے اور اپنی روش پر چلے تو اس کو بے ادب اور برا بھلا کہا جاتا ہے۔ یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اس طرح چلنے اور کسی کے سامنے ادباً جھکنے کی حدیث شریف میں ممانعت آئی ہے عن انس ؓ قال قال رجل یا رسول اللّٰہ الرجل منا یلقی اخاہ اوصدیقه اینحنی له قال لا الحدیث مشکوٰۃ شریف ص۴۲ [۱] لہٰذا ایسا نہ کرنے والے کو برا کہنا درست نہیں بلکہ گناہ ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

نکاح کے بعد دلہن کا منہ دکھلانا

سوال:-آج کل رواج ہے کہ نکاح کے بعد سب کو دلہن کا منہ دکھلاتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

یہ بھی ایک رسم بے اصل ہے نامحرموں کو منھ دکھلانا ہرگز جائز نہیں [۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[۱] مشکوۃ شریف ص ۴۰۱ باب المعانقة والمصافحة یاسر ندیم اینڈ کمپنی دیوبند.

ترجمہ:- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم میں سے ایک شخص اپنے بھائی یا اپنے دوست سے ملاقات کرتا ہے کیا وہ اس کے لئے جھک جائے ارشاد فرمایا: نہیں۔

[۲] امتنع نظره إلى وجهها فحل النظر مقيد بعدم الشهوة وإلا فحرام وهذا فى زمانهم وأما فى زماننا فمنع (الدرعلى الرد ص۵۳۲ ج۹ زکریا)فصل فی المس والنظرکتاب الحظر والاباحة نیز شامی کراچی ص۴۰۶ ج۱ باب شروط الصلوة، مطلب فى ستر العورة، عالمگیری ص۳۲۹ج۵ کتاب الکراهية، الباب الثامن الخ مطبوعه کوئٹه.

دربانی روپیہ

سوال:- آج کل رواج ہے کہ دلہا سے دربانی روپیہ لیا جاتا ہے اس کی صورت یہ ہے کہ دلہا جس راستہ سے جائے گا وہاں پر ایک شخص کھڑا ہوجاتا ہے اگر روپیہ نہ دے تو جانے نہیں دیتا اور برا بھلا کہتا ہے یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

یہ بھی رسم ہے ناجائز ہے یہ روپیہ مانگنا اگر دلہا شرم یا جبر سے دیدے تو اسکی واپسی ضروری ہے[۱] اور روپیہ نہ دینے پر برا کہنا سخت گنا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دلہا والوں سے جبراً مٹھائی وروپیہ وصول کرنا

سوال:- کسی جگہ شادی کی رسم یہ ہے کہ دلہا اپنے گھر سے مع بارات دلہن کی بستی کی طرف جاتے ہیں۔ راستہ میں جو کئی بستیاں واقع ہوتی ہیں ان کے باشندگان دلہا والوں سے انھیں پکڑ کر مٹھائی وغیرہ لینے کے لئے سخت زور لگاتے ہیں، نہ دینے کی صورت میں پالکی وغیرہ توڑ دینے کی دھمکیاں دیتے ہیں۔ دلہا والے مارے شرم کے مجبوراً ان باشندگاں کو مٹھائی وغیرہ دے کر چھٹکارا حاصل کرتے ہیں۔ ان باشندگان کا کہنا ہے کہ دلہا والوں سے اس قسم کی مٹھائی وغیرہ لینا ہمارا ملکی رسم ورواج ہے۔ خدا خدا کرکے دلہا والے جب دلہن کے مکان پر پہونچتے ہیں تو دلہن والے آکر انھیں گھیر لیتے ہیں اور اپنے حسب عادت ان سے مٹھائی وغیرہ لینے کا سخت مطالبہ کرتے ہیں۔ نہ دینے کی صورت میں دلہن کے مکان میں جانے سے روک لیتے ہیں۔ دلہن والوں کی دوسری اور ایک عادت ہے۔ کہ قبل عقد دلہا والوں سے اپنے پبلک فنڈ کے لئے کچھ معین نقود کا مطالبہ

---

[۱] الا لاتظلموا الا لایحل مال امرءٍ إلا بطیب نفس منه رواه البیهقی (مشکوٰۃ شریف ص۲۵۵ ج ا باب الغصب)
ترجمہ:۔ خبردار ظلم نہ کرو خبردار کسی کا مال اس کی دل کی خوشی کے بغیر حلال نہیں۔

کرتے ہیں۔عدمِ ادائیگی کی صورت میں عقد نکاح نہ کرنے کا خوف دلاتے ہیں۔ دلہا والے مجبوراً مطلوبہ روپیہ دیتے ہیں،مگراس میں سے نصف روپیہ پبلک فنڈ میں رکھ کر باقی روپیوں کی مٹھائی خریدتے ہیں اور اگر کوئی دیندار آدمی بستی والوں اور دلہن والوں سے یہ کہے کہ اس قسم کی مٹھائی اور روپیہ شرعاً جائز نہیں ہے تو یہ لوگ نہایت بے باکانہ جواب دیتے ہیں کہ ایسا لینا ہماری قدیم رسوم میں ہے،ہم ضرور اس کی پابندی کریں گے اگر چہ اس کا ارتکاب حرام ہی کیوں نہ ہو۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ دلہا والوں کا مجبوراً ایسا دینا اور بستی و دلہن والوں کا ایسا لینا اور ملکی رسم ورواج کی اس قدر سختی سے پابندی کرنا کہ ارتکاب حرام کی پرواہ بھی نہ ہو شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

یہ رسم اور نقد ومٹھائی وغیرہ لینا اور جبر کرنا شرعاً ممنوع اور ناجائز ہے۔ **لا یحل مال امرأ مسلم الابطیب نفس منه الحدیث**[1]**. لایجوز لاحد من المسلمین اخذ مال احد بغیر سبب شرعی اھ بحر**[2] **ص ۱۴ ج۵. اخذ اهل المرأةشیئاً عند التسلیم فللزوج ان یسترده لانه رشوة اھ درمختار**[3] **۵۰۳ ج ۲**. شرعی حکم کے مقابلہ میں رسم کی پابندی کرنا اور شرعی حکم کو نہ ماننا سخت گناہ ہے بلکہ یہ مقابلہ بہت خطرناک ہے۔فقط واللہ سبحانہٗ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۳ ربیع الثانی ۶۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۵ ربیع الثانی ۶۷ھ

---

[1] مشکوٰۃشریف ص ۲۵۵ ج ۱ باب الغصب والعاریة. یاسر ندیم اینڈ کمپنی۔ترجمہ:۔کسی مسلمان شخص کا مال جائز نہیں مگر اس کی رضامندی سے۔

[2] البحرالرائق ص ۱۴ ج۵ فصل فی التعریز مکتبه کوئٹه، عالمگیری کوئٹه ص۱۶۷ ج۲ کتاب الحدود فصل فی التعزیر، شامی زکریا ص۱۰۶ ج۶ کتاب الحدود، باب التعزیر مطلب فی التعزیر بأخذ المال.

[3] الدرالمختار علی ردالمحتارص ۱۵۶ ج۳ باب المهر، مطبوعه کراچی، عالمگیری کوئٹه ص۳۲۷ ج۱ الفصل السادس عشر فی جهاز البنت، بحر کوئٹه ص۱۸۷ ج۳ باب المهر.

نکاح سے پہلے زیور کپڑے دکھانا

سوال:- نکاح سے پہلے وطن کے زیورات اور کپڑے حاضرین مجلس کو دکھلانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً!

یہ نمائش اور شہرت کی غرض سے دکھایا جاتا ہے شرعاً ممنوع ہے[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

نکاح کے اعلان کے لئے آتش بازی

سوال:- نکاح میں آتشبازی اس نیت سے کہ لوگوں کو نکاح کی خبر ہوجائے نہ کہ تماشہ کی نیت سے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً!

ناجائز ہے ہاں دف کے ذریعہ سے اعلان کرنا جائز ہے **فی الغیاثیة**[2] **ضرب الدف فی النکاح اعلانا وتشهیراً سنةوفی الخلاصةلابأس بالدف لیلةالعرس الخ**[3]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ٢/٦/ ٥٦ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ...... صحیح: عبداللطیف ٣/ جمادالاول ١٣٥٦ھ

---

[1]...... عن عبداللّٰه بن عمر وانه سمع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یقول من سمع الناس بعمله سمع اللّٰه به أسامع خلقه وحقره وصغره رواه البیقهی (مشکوٰةص ۴۵۴ ج٢ باب الریاء والسمعة) مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

ترجمہ:۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت رسول پاک ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اپنے عمل کو لوگوں کو سناتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اپنی تمام مخلوق کو سنا دیتا ہے اور اس کو بہت حقیر اور چھوٹا کر دیتا ہے۔

[2] الغیاثیة ص ١٠٩ کتاب الحظر والإباحة فصل فی الضیافات والولائم، مکتبه اسلامیه.

[3] خلاصة الفتاویٰ ص٣۵٨ ج۴ کتاب الکراهیة الفصل الخامس فی الأکل، نوع منه، مطبوعه رشیدیه کوئٹه شامی کراچی ص۵۵ ج٦ باب الإجازة الفاسدة مطلب فی الاستئجار علی المعاصی الخ ترمذی ص٢٠٧ ج١ باب ما جاء فی اعلان النکاح، مطبوعه اشرفی دیوبند،

نکاح کا اعلان بذریعۂ دف

سوال:- گانا بجانا اور سننا عامۃً جب حرام ہے تو دف باجا کس طرح حلال ہوا؟ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے کہ اعلانِ نکاح اس سے کیا جاوے اس سے دف کے باجے کی اباحت معلوم ہوتی ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

نکاح کے اعلان کا حکم ہے جس کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ اس پر دف بجایا جائے۔ اگر اعلان بلا دف کے ہوجائے تو اس کی ضرورت نہیں ہے اور دف بھی وہ جس میں جلاجل نہ ہو۔ جلاجل کے ساتھ مکروہ ہے۔ روی الترمذی[۱] عن عاشۃؓ قالت قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اعلنوا ھٰذا النکاح واجعلوا فی المساجد واضربوا علیہ بالدف. کذا فی فتح القدیر وفی الذخیرۃ. اور محض ضربِ دف اور ضربِ غربال جس میں کوئی تطریب نہ ہو صرف صوت مسموع ہو، اس میں کوئی لذت اور حظ نہیں ہے۔ جیسا کہ سحری کی اطلاع کے لئے نقارہ بجادیا جائے یا مدرسہ کے وقت کے لئے گھنٹہ بجادیا جائے۔ العرف الشذی میں ہے۔ قولہ الدف الخ. مایکون مجلداً من جانب واحدٍ وصرح الفقھاء بعدم جوازذی جلاجل اقول تدل المسائل علی التوسیع وجوازما یقال لہ الدھل وجواز النقارۃوالطبل فانہ لاذوق ولاحظ فی ھٰذہ الاشیاء[۲]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[۱] کذافی البحرالرائق کوئٹہ ص ۸۰ ج۳ کتاب النکاح، فتح القدیر ص ۱۸۹ ج۳ کتاب النکاح مطبوعہ دارالفکر بیروت شامی زکریا ص۵۷ ج۹ باب الاجارۃ الفاسدۃ. مطلب فی الاستئجار علی المعاصی.

[۲] العرف الشذی ص۳۵۷ مکتبہ رحیمیہ دیوبند، شامی زکریا ص۵۰۵ ج۹ کتاب الحظر والإباحۃ، فصل فی اللبس، مرقاۃ ص۴۲۵ ج۳ کتاب النکاح، باب اعلان النکاح فصل ثانی، مطبوعہ اصح المطابع ممبئی.

نکاح میں دُف کا حکم

سوال:- نکاح کے وقت دف بجانے کا (یعنی دھپڑا بجانا جوکہ بھنگی بجاتا ہے) اکثر فقہاء کے کلام سے جواز بلکہ استحباب معلوم ہوتا ہے اور تکملۃ فتح القدیر سے طبل کا جواز بھی معلوم ہوتا ہے۔ اس میں قول فیصل کیا ہے۔ ایسی شادی میں شرکت جائز ہے یا نہیں؟ طبل کی کیا حقیقت ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اصل مقصود اعلان نکاح ہے اور دف اس کا ایک ذریعہ ہے۔ بعد حصول مقصود ذریعہ کی تحصیل بے سود ہوتی ہے۔ کتب فقہ وحدیث میں دف کی اسی حیثیت سے اباحت یا ترغیب مذکور ہے اور دیگر بعض ائمہ کے نزدیک اعلان لازم ہے بغیر اس کے نکاح صحیح نہیں ہوتا مگر ان کے نزدیک گواہ شرط نہیں اور حنفیہ نے گواہ شرط ہونے کی وجہ سے اعلان کو مستحب قرار دیا ہے کہ زبان طعن کشادہ نہ ہو اور ظنون میں فساد نہ آئے اور یہ بھی مقید ہے اس قید کے ساتھ کہ جلاجل نہ ہو اور ہیئت تطرب پر نہ بجایا جائے۔ قال الفقیه ابو اللیث السمر قندیؒ بعد نقل الاقوال والدلائل اما الدف الذی یضرب فی زماننا هذا مع الفنجات والجلاجل ینبغی ان یکون مکروهاً بالاتفاق وانما الاختلاف فی الدف الذی کان یضرب فی الزمن التقدم والله اعلم بستان ص۱۱۹[1] قال الشافعی جواز ضرب الدف فیه خاص بالنساء لمافی البحر عن المعراج بعد ذکره انه مباح فی النکاح ومافی معناه من حادث سرور قال وهو مکروه للرجل علی کل حال للتشبه بالنساء. ردالمحتار[2] ص ۵۳۰ ج ۴ کتاب الشهادت باب القبول وعدمه.

اس سے معلوم ہوا کہ دُف کا مصداق یہ ہے کہ بچیاں ڈھپڑی بنا کر کچھ دیر کے لئے بجالیں اور بس۔ الدف هو بالضم والفتح معروف ای الذی یطبل به والمراد (فی الحدیث بضرب

---

[1] بستان العارفین ص ۶۵ الباب الثالث والثمانون فی ضرب الدف مطبوعه رشیدیه کوئٹه.

[2] ردالمحتار ص۳۸۲ ج۴ نعمانیہ مطبوعہ کراچی ص۴۸۲ ج۵ کتاب الشهادت باب القبول وعدمه، بحر کوئٹه ص ۸۸ ج۷ کتاب الشهادة، باب من تقبل شهادته الخ.

الدف علی النکاح) اعلان النکاح. مجمع البحار[۱] ص ۱۵۴ ج ۱

طبل کا لفظ دف سے عام ہے۔ طبل بالفتح دہل یک رویہ باشد یا دورویہ منتہی الارب[۲] ص ۱۱۱ ج ۳

جس جگہ عرس میں طبل کا جواز معلوم ہوتا ہے وہاں ایک رویہ مراد ہے۔ حضرت تھانویؒ کی کسی تحریر میں اس کو مدلل کیا ہے۔ جس مجلس میں دُف یا طبل ممنوع موجود ہو اس میں شرکت ممنوع ہے۔ کذا فی الدر المختار۔[۳] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۵/رجب ۶۶ھ

صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۶/رجب ۶۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ۵/رجب ۶۶ھ

نکاح میں باجہ

سوال:- شادی کے موقع پر باجا بجانا درست ہے یا نہیں؟ ترمذی، نسائی، ابوداؤد، بخاری شریف وغیرہ میں باجے کا جواز ملتا ہے رمضان میں افطار وسحری کے وقت بجانا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

باجا بجانا شادی کے موقع پر بھی درست نہیں ترمذی وغیرہ میں اعلان کا حکم ہے[۴] کہ نکاح کا اعلان کر دیا جائے مثلاً چار آدمیوں کی مجلس میں نکاح کیا گیا اور کسی کھال وغیرہ پر لکڑی مار کر اعلان کر دیا گیا جس سے بہت سوں کو معلوم ہو گیا بس اتنا کافی ہے اور جب بڑی مجلس میں نکاح کیا جائے

---

۱ مجمع بحار الأنوار ص ۱۹۱ ج ۲، باب الدال مع الفاء، مطبوعه دار الایمان المدینة المنورة.

۲ منتهی الارب ص ۳۶ ج ۳ باب الطاء فصل الباء، مطبوعه اسلامی لاهور.

۳ دعی الیٰ ولیمة وثمه لعب أو غناء الی ان قال فلو علی المائدة لا ینبغی أن یقعد بل یخرج الخ الدرالمختارعلی ردالمحتار زکریا ص ۵۰۱ ج ۹ کتاب الحظر والإباحة، عالمگیری کوئٹه ص ۳۴۴ ج ۵ کتاب الکراهیة الباب الثانی عشر فی الهدایا والضیافات، زیلعی ص ۱۳ ج ۶ کتاب الکراهیة، طبع امدادیه ملتان البحر ص ۱۸۸ ج ۸ کتاب الحظر والإباحة، فصل فی الأکل والشرب مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

۴ ترمذی شریف ص ۲۰۷ ج ۱ باب ما جاء فی اعلان النکاح.

تو یہ خود ہی اعلان ہے نیز جو صورت باجے کی اختیار کی جاتی ہے اس کی کہیں اجازت نہیں البحر الرائق[1] میں بالکل ممانعت لکھی ہے سحری وافطار کے لئے نقارہ کی اجازت ہے۔[2] تاہم افطار کے وقت اذان ہوتی ہے وہ بھی کافی ہے اس لئے اذان پر ہی کفایت کرنا انسب ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۵/۱/ ۹۴ھ

شادی میں گانا بجانا

سوال:- شادی بیاہ میں گانا اوردف کا بجانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو اس حدیث کا کیا مطلب ہے۔ عن عائشة رضی اللّٰه تعالیٰ عنها قالت قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اعلنوا عندالنكاح و اجعلوه فی المساجد واخبروا علیه بالدفوف رواه الترمذی مشكوٰة شریف ص ۲۷۲. یاعائشةؓ الاتغنین فان هذا الحی من الانصار یحبون الغناء. مشكوٰة شریف ص ۲۷۲ بینوا وتوجروا

الجواب حامداً ومصلیاً!

چھوٹی بچیاں خوشی کے وقت کچھ گیت گایا کرتی تھیں جو کہ قواعد موسیقی کے طور پر نہیں ہوتے تھے، ان میں کوئی فتنہ بھی نہیں ہوتا تھا اوران کا مضمون بھی خراب نہیں ہوتا تھا اور جو مضمون خراب ہوتا آپ ﷺ اس کو منع فرما دیتے تھے جیسا کہ "وفینا نبی یعلم مافی غدٍ" کو منع فرما دیا تھا۔ کذا فی شرح[3] البخاری۔

---

[1] أن الملاهی کلها حرام حتی التغنی بضرب القصب البحر الرائق ص۱۸۸ ج۸ کتاب الکراهیة قبیل فصل فی اللبس، شامی زکریا ص ۵۰۲ ج ۹ کتاب الحظر والإباحة قبیل فصل فی اللبس.

[2] وینبغی أن یکون طبل المسحر فی رمضان لإیقاظ النائمین للسحور کبوق الحمام(شامی نعمانیه ص ۲۲۳ ج۵ مطبوعه زکریا ص ۵۰۵ ج ۹ کتاب الحظر والإباحة قبیل فصل فی اللبس.

[3] فتح الباری ص ۲۵۵ ج ۱۰ کتاب النکاح. باب ضرب الدف فی النکاح والولیمة. مطبوعه نزار مصطفیٰ الباز مکه مکرمه.

اس قسم کے گیت کی اب بھی اجازت ہے[۱] بایں ہمہ اس کو آپ نے شیطان کا اثر بھی فرمایا۔ ممانعت کی روایت کثیر اور بڑھ کر ہیں۔ فقہاء کے جزئیات ممانعت میں مصرح ہیں۔ لہٰذا متعارف گانا بجانا قطعاً ناجائز ہے۔ وفی النهایةالتغنی والتصفیق والربط والدف ومایشبه ذالک کله حرام ومعصیة روی الطبرانی عن عمر الفاروق رضی الله عنه عن النبی ﷺ ثمن القینةسحت وغناؤها حرام والنظر الیها حرام وثمنها ثمن الکلب وثمن الکلب سحت وان نبت لحمه علی السحت فالنار اولیٰ به[۲] اھ دف کی اجازت اعلان کے لئے دی گئی ہے بشرطیکہ ہیئت الطرب پر نہ ہو اور بغیر جلاجل کے ہو کما فی ردالمحتار[۳] اور جب اعلان بغیر دف کے ہو جائے تو پھر دف کی ضرورت باقی نہیں رہتی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۳؍ جمادی الثانی ۶۴ھ

نکاح میں دف اور گولہ

سوال: - بیاہ شادی میں دو چار گولہ اور دف کا استعمال کرنا کیسا ہے ہمارے یہاں کے بعض علماء فرماتے ہیں جائز ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ناجائز ہے۔ لہٰذا دریافت طلب امر اس وقت یہ ہے

---

[۱] المراد الترغیب إلی اعلان أمر النکاح بحیث لا یخفی علی الأباعد فالسنة اعلان النکاح بضرب الدف، مرقاة المفاتیح ص۴۲۶ ج۳ کتاب النکاح باب اعلان النکاح الفصل الثانی، مطبوعه اصح المطابع ممبئی.

[۲] وکره کل لهو أی کل لعب وعبث ...... واستماعه کالرقص والسخریة والتصفیق وضرب الأوتار من الطنبور والبربط والرباب والقانون والمزمار والصنج والبوق فإنها کلها مکروهة لأنها زیّ الکفار، واستماع ضرب الدّف والمزمار وغیر ذلک وحرام الدر المختار مع الشامی زکریا ص۵۶۶ ج۹ کتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء، فصل فی البیع.

[۳] لابأس بالدف فی العرس لیشتهروفی السراجیة هٰذا اذا لم یکن له جلاجل ولم یضرب علی هئیة التطرب. شامی زکریا ص۹/۵۰۵ کتاب الحظر والاباحة، فصل فی اللیس، العرف الشذی ص۳۵۷، مطبوعه رحیمیه دیوبند، مرقاة ص۳/۴۲۵، کتاب النکاح، باب اعلان النکاح، الفصل الثانی، مطبوعه اصح المطابع بمبئی،

کہ عوام کس کے قول پر عمل کریں؟ اگر بالکل ناجائز ہو اور کوئی شخص اس فعل کا مرتکب ہو اس کا کیا حکم ہے اور اگر جائز ہے تو کس مقدار تک جائز ہے اور کب تک بجا سکتا ہے؟ مدلل مفصل تحریر فرماویں۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

اعلان نکاح کے لئے دف بجانا بشرطیکہ اس میں جلاجل نہ ہوں نیز ہیئت تطرب پر نہ بجایا جائے محض اعلان اور تشہیر کیلئے بجایا جائے شرعاً درست ہے، گولہ کا استعمال اضاعت مال اور ناجائز ہے۔ لابأس بالدف لیلۃ العرس. یجب ان یکون بلا سنجاب و جلاجل اھ مجموعۃ[1] الفتاویٰ۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

دف بھی صرف عورتوں کو بجانا جائز ہے مروجہ طریقہ ناجائز ہے۔

سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۳/ جمادی الاول ۵۸ھ

شادی میں اشعار، باجہ، دف

سوال:- شادی اور خوشی کے موقع پر دف کے ساتھ مستورات کچھ شعر و اشعار گا سکتی ہیں یا نہیں اور بارات کے موقع پر انگریزی باجہ یا دھپڑے یا تاشے وغیرہ میں سے کوئی باجہ بجوا سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

ان میں سے اعلان نکاح کیلئے صرف دف بجانا جائز ہے[2] اور کوئی چیز جائز نہیں[3]۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۲/ جمادی الاول ۵۷ھ

صحیح: عبد اللطیف ۱۲/ جمادی الاول ۵۷ھ

---

[1] مجموعۃ الفتاویٰ ص ۳۸ ج ۲ کتاب النکاح استفتاء ۳۱-۳۲ (مترجم) مطبوعہ کراچی، العرف الشذی ص ۳۵۷ مطبوعہ رحیمیہ دیوبند شامی زکریا ص ۵۰۵ ج ۹ کتاب الحظر والاباحۃ. قبیل فصل فی اللبس. (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

بارات میں ڈھول

سوال:- ہمارے گاؤں میں شادی وغیرہ کی تقاریب پرڈھول بجانا منع قراردیا گیا ہے اورسب بزرگانِ گاؤں ڈھول بجانے کے خلاف ہیں۔مگرایک آدمی کے بھائی کے شادی تھی اوراس آدمی نے دعوت والے دن ڈھول نہیں بجایااور جب بارات دلہن لانے کے لئے روانہ ہوئی توصاحب خانہ نے ڈھول ناچ وغیرہ شروع کردیااوردلہن واپس لانے تک جاری رکھاایسی صورت میں صاحب خانہ اوران لوگوں کے لئے جوصاحب بارات ہوئے تحت شریعت کیا جرم لازم ہے؟اگرکوئی مولوی اس بارات میں شامل ہوتواس کے لئے کیاحکم ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً!

جس شخص نے ڈھول اورناچ وغیرہ کردیا اس نے گناہ کیا[۱] برادری کے قانون کوبھی توڑا اورشریعت کے قانون کوبھی توڑااورجس نے اس کا ساتھ دیاوہ بھی گناہ میں مددگار رہاسب کواپنی غلطی کا اقراراورتوبہ لازم ہے[۲] ورنہ ایساشخص اس بات کا مستحق ہے کہ اس کواپنی تقریبات میں شریک نہ کیاجائے نہ اس کی تقریبات میں شرکت کی جائے۔[۳] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبدمحمودغفرلہٗ دارالعلوم دیوبند۲۳/۱۱/ ۹۲ھ

الجواب صحیح: بندہ محمدنظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

(گذشتہ صفحہ کاحاشیہ) ۲......لاباس بالدف فی العرس لیشتھروفی السراجیة ھذا إذا لم یکن له جلا جل ولم یضرب علی ھیئة التطرب (شامی زکریا ص۵۰۵ ج۹ کتاب الحظر والاباحة. قبیل فصل فی اللبس، بحر کوئٹه ص۷/۸۸، کتاب الشھادة، باب من تقبل شھادته،

۳ أن الملاھی کلھا حرام حتی التغنی بضرب القصب، بحر کوئٹه ص۱۸۸ ج۸ کتاب الکراھیة قبیل فصل فی اللبس، شامی زکریا ص۵۰۲ ج۹ کتاب الحظر والإباحة، قبیل فصل فی اللبس.

(صفحہ ہٰذا) ۱ فی المضمرات الغناء حرام فی جمیع الادیان، بحر کوئٹه ص۲۰ ج۸ کتاب الإجارة باب الإجارة الفاسدة.

۲ واتفقوا علی أن التوبة من جمیع المعاصی واجبةً وانھا واجبة علی الفور الخ روح المعانی ص۲۳۶ ج۱۵ الجزء الثامن والعشرون، سورہ تحریم آیت ۸، مطبوعه دار الفکر بیروت، نووی علی المسلم ص۳۵۴ ج۲ کتاب التوبة مطبوعه رشیدیه دھلی، (بقیہ اگلے صفحہ پر)

باپ شادی میں باجہ وغیرہ پر مُصر ہو تو لڑکا کیا کرے؟

سوال: - ایک لڑکا بالغ اپنی شادی سنت نبوی کے مطابق کرنا چاہتا ہے مگر اس کے والد کہتے ہیں کہ شادی مع مراسم ہوگی (باجہ وغیرہ بھی شامل ہوگا) ایسی صورت میں وہ لڑکا کیا کرے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اللہ تعالیٰ سے دعا کرے۔ والد کو کسی بزرگ کے ذریعہ تفہیم کرائے۔ اللہ تعالیٰ مقلب القلوب ہے[1] فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۷/۳/ ۹۳ھ

شادی میں قوالی

سوال: - شادی کے موقع پر قوالی ایسی صورت میں کرانا جس کے اندر سارنگی وطبلہ وغیرہ بھی ہو تو جائز ہے یا نہیں؟ اگر ناجائز ہے تو کس درجہ میں یعنی مکروہ تنزیہی ہے یا تحریمی یا حرام قطعی؟ ایسے کرنے والوں پر جو وعیدیں قرآن وحدیث میں وارد ہوئی ہیں تحریر فرمادیں۔ نیز یہ تحریر فرمادیں کہ پنچایت کے جو افراد اور سربرآوردہ اشخاص جن کو اس قسم کے افعال کے روکنے کا حق واختیار حاصل ہے ان کو نہ کرنے کا خصوصیت سے کچھ زیادہ گناہ ہوگا؟

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) المفهم شرح تلخيص المسلم ص۷۲ ج۷، كتاب الأذكار باب تجديد الاستغفار والتوبة مطبوعه ابن كثير بيروت،

[۳] فلا تقعد بعد الذكرىٰ مع القوم الظالمين، الآية، سورة الانعام آيت: ۶۸،

ترجمہ:- تو یاد آنے کے بعد پھر ایسے ظالم لوگوں کے پاس مت بیٹھ۔

(صفحہ ہٰذا) [۱] عن عبد الله بن عمرو، قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان قلوب بنى آدم كلها بين اصبعين من اصابع الرحمٰن كقلب واحد لصرفه كيف لشاء ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم مصرف القلوب صرف قلوبنا على طاعتك، مشكوٰة شريف ص۲۰ باب الإيمان بالقدر، مطبوعه ياسر نديم ديوبند.

الجواب حامداً ومصلیاً!

یہ قوالی حرام ہے۔ اگر پہلے سے اس کا علم ہو تو ایسی شادی میں شرکت ناجائز ہے جو لوگ اس کے روکنے پر قادر ہوں ان کے ذمہ روکنا واجب ہے خصوصا ذی اثر لوگ اگر نہیں روکیں گے تو زیادہ گنہگار ہوں گے۔ اگر پہلے سے اس قوالی کا علم نہ ہوا اور شریک ہونے پر مجلس میں جانے کے بعد قوالی کا علم ہو تو فوراً واپس آ جانا چاہئے اگر روکنے کی قدرت ہو تو روکنا لازم ہے۔ دعی الی ولیمة وثمه لعب اوغناء قعد واکل لوالمنکرفی المنزل فلو علی المائدة لاینبغی ان یقعد بل یخرج معرضا لقوله تعالیٰ فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظالمین فان قدر علی المنع فعل والایقدر صبر ان لم یکن ممن یقتدیٰ به فان کان مقتدیٰ ولم یقدر علی المنع خرج ولم یقعد لان فیه شین للدین وان علم اولا باللعب لایحضر اصلاً سواء کان ممن یقتدیٰ به اولا لان حق الدعوة انما یلزمه بعد الحضور لاقبله وفی السراج ودلت المسئلة ان الملاهی کلها حرام ویدخل علیهم بلااذنهم لانکار المنکر قال ابن مسعود صوت اللهووالغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء النبات قلت وفی البزازیة استماع صوت الملاهی کضرب قصب ونحوه حرام لقوله علیه السلام استماع الملاهی معصیة والجلوس علیها فسق والتلذذ بها کفر اھ درمختار[1] ص ۲۴۵ ج۵ وکره کل لهو لقوله علیه السلام کل لهوالمسلم حرامٌ الخ. والاطلاق شامل لنفس الفعل واستماعه کالرقص والسخریة والتصفیق وضرب الاوتار من الطنبور وبربط والرباب والقانون والمزمار والصنج والبوق فانها کلها مکروهة لانهازی الکفار واستماع ضرب الدف والمزمار وغیر ذلک حرام اھ شامی[2] ص ۲۷۹ ج۵ وعن الحسن لابأس بالدف فی العرس لیشتهر

[1] الدرالمختار نعمانیه ص ۲۲۱ ج۵ الدرالمختار کراچی ص ۳۴۹ ج۶ کتاب الحظر والإباحة قبیل فصل فی اللبس.

[2] الدرالمختار مع الردالمحتار نعمانیه ص ۲۵۳ ج۵ مطبوعه کراچی ص ۳۹۵ ج۶ کتاب الحظر والإباحة. فصل فی البیع

وفی السراجیة هذا اذا لم یکن له جلاجل ولم یضرب علیٰ هیئة التطرب اھ ردالمحتار[۱] ص۲۴۷ ج۵ ومن الناس من یشتری لهوالحدیث لیضل عن سبیل اللّٰه بغیر علم ویتخذها هزو اولئک لهم عذاب مهین الاية فی معالم التنزیل عن عبداللّٰه بن مسعود وابن عباسؓ والحسن وعکرمة وسعید بن جبیر قالوا لهو الحدیث الغناء المزامیر والمعازف اھ وفی تفسیر التی لهوالحدیث الغناء وتعلم الموسیقات ومایتغن به کالدف والبربط والطنبور والتصفیق ومایشبه ذالک فکل ذٰلک حرام وفسق والجلوس علیها معصیة والتلذذ به کفر اھ واستفزز من استطعت منهم بصوتک الاية صوت الغناء والمزامیر. کذافی المدارک[۲] اھ۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

سنت کے خلاف رسم رواج کی پابندی کی جائے یا نہیں؟

سوال:- اس وقت ہر ہر بستی میں اتنی قیود و پابندی ہے کہ ایک لڑکا شادی کرنا چاہتا ہے تو بمشکل کر سکتا ہے۔ کیونکہ بستی کے رسم ورواج میں فضول خرچی اور سراسر سنت کے خلاف کام ہو رہا ہے، آیا اس کا ساتھ دیا جائے یا نہیں؟ اگر ساتھ نہیں دیتے ہیں تو بستی والے بائیکاٹ کر دیتے ہیں۔ اس وقت ہم کو کیا کرنا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اپنی حد وسعت تک نبھانا ہی چاہئے اور حسن تدبیر وحسن اخلاق سے سمجھایا جائے۔ حضرت نبی کریم ﷺ کے مبارک حالات اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ودیگر اکابر کے حالات سنانے کا اہتمام

---

[۱] ردالمحتار کراچی ص۳۵۰ ج۶ مطبوعه نعمانیه ص۲۲۳ ج۵ کتاب الحظر والاباحة قبیل فصل فی اللبس.

[۲] تفسیر مدارک ص۴۳۸ ج۳، سوره لقمان، آیت ۶.

کیا جائے جس سے اپنے طریق کا غلط ہونا معلوم ہو اور ان کے اتباع کی رغبت پیدا ہو[1]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۱۶/۱۱/۱۳۸۶ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دار العلوم دیوبند

شادی میں باجہ اور اس میں شرکت

سوال:- آج کل جیسے شادیاں ہوتی ہیں جن میں باجہ وغیرہ بھی بجاتے ہیں یا یہ کہ وہ ڈھیڑہ وغیرہ بھی بجاتے ہیں۔ ایسی شادی میں شرکت کرنا اور وہاں کھانا وغیرہ کھانا کیسا ہے؟ باجا بجانا جائز ہے یا ناجائز؟ نیز باجا بجانے والے کی روزی کیسی ہے؟ ایک مسجد کے امام صاحب باجا بجانے کی نوکری کو درست بتلاتے ہیں۔ ایسے شخص کو مسجد میں مؤذن بھی رکھ سکتے ہیں یا نہیں جو باجا بجانے والے کے یہاں نوکری باجہ میں شرکت کے لئے رکھتا ہو؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

باجا بجانا اور بنانا اور اسکی نوکری کرنا سب ناجائز ہے، اسکی آمدنی بھی ناجائز ہے[2] اس شادی میں شرکت بھی منع ہے جس میں باجا بجایا جاتا ہے، وہاں جا کر کھانا کھانا منع ہے[3]۔ جو شخص ناجائز نوکری کرتا ہے اسکو مؤذن بنا کر نہ رکھا جائے۔ ڈھیڑوں کا حکم اتنا شدید نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہ دار العلوم دیوبند ۲۵/۱/ ۸۸ھ

۱؎ ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة وجادلهم باللتی هی احسن سورہ نحل آیت ۱۲۵، والثالث الشفقة علی المأمور فیأمره باللین والشفقة الخ عالمگیری کوئٹه ص۳۵۳ ج۵ کتاب الکراهیة، الباب السابع عشر فی الغناء واللهو وسائر المعاصی والأمر بالمعروف.

۲؎ لا تصح الإجارة لأجل المعاصی، مثل الغناء والنوح والملاهی، کالمزامیر والطبل در مختار مع الشامی کراچی ص۵۵ ج۶ کتاب الإجارة باب الإجارة الفاسدة، مطلب فی الإستیجار علی المعاصی، بحر کوئٹه ص ۲۰ ج۸ کتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة.

۳؎ دعی إلی ولیمة وثمة لعب أوغناء قعدوا کل لوالمنکر فی المنزل فلوعلی المائدة (بقیہ اگلے صفحہ پر)

باجے والی بارات میں شرکت

سوال:- ایک عالم صاحب ہیں وہ کسی بھی بارات میں جہاں باجہ وغیرہ ہوتا ہے، شرکت نہیں کرتے ہیں، اور نہ اس تقریب میں جا کر کھانا کھاتے ہیں ان کا یہ فعل درست ہے یا نہیں؟ ان کے عزیز واقارب اور دوست واحباب ان پر معترض ہیں کہ بڑے بڑے علماء کو باجہ والی بارات میں کھانا کھاتے دیکھا ہے، لیکن وہ ان باتوں کی طرف دھیان بھی نہیں دیتے ہیں، اور شرکت سے صاف منع کر دیتے ہیں، ایسے شخص کو قوم اپنا پیشوا مان سکتی یا نہیں؟ اور ایسا شخص تعظیم کے قابل ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

ان عالم صاحب کی روش بہت ٹھیک ہے، ایسا ہی چاہئے[1] ایسا ہی عالم پیشوا ماننے کے لائق ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۹/۱۳۹۰ھ

مروجہ رسوم کی محفل میں نکاح پڑھانا

سوال:- جس نکاح میں رسوماتِ بدعیہ ہوں۔ جیسے گانا بج رہا ہو دولہا کے پاس راکھی ہو۔ ہاتھ میں کنگن ہو۔ سر پر سہرا اور چہرہ پر آنچل ڈالا ہو۔ ایسے دولہا کا نکاح پڑھانا خاص کر ایسے شخص کو جو عالم دین ہو۔ لوگوں کو وعظ ونصائح کرتا ہو اور ایسے رسوماتِ مروجہ سے بچنے کی حتی الامکان

[۲] (گذشتہ صفحہ کا بقیہ) لاینبغی أن یقعد بل یخرج معرضاً لقوله تعالیٰ فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین (الدرالمختار علی الرد المحتار زکریا ص ۵۰۱ ج۹، کتاب الحظر والإباحة.

(صفحہ ہٰذا) [۱] وان علم اولا باللعب لایحضر اصلاً سواء کان ممن یقتدیٰ به اولا الخ. درمختار علی الشامی زکریا ج۹/ص۵۰۲/کتاب الخطر والاباحة فصل فی الأکل، زیلعی ص۱۳ ج۶ کتاب الکراهیة، مطبوعه امدادیه ملتان، عالمگیری ص۳۴۴ ج۵ کتاب الکراهیة الباب الثانی عشر فی الهدایا والضیافات، مطبوعه کوئٹه.

کوشش کرتا ہوا ور ایسی محفل عقد میں شریک ہونا مسلمانوں کو از روئے شرع جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

ایسی محفل میں جانا اور نکاح پڑھانا شرعاً ممنوع اور معصیت ہے خاص کر مقتداء کو بہت احتیاط کی ضرورت ہے[1] فلاتقعد بعدالذکریٰ الآیہ[2] تاہم جو نکاح پڑھا جائے گا ان قبائح کے باوجود وہ منعقد ہوجائے گا[3] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹؍۲؍ ۸۹ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۹؍۲؍ ۸۹ھ

جس شادی میں منکرات ہوں اس میں شرکت

سوال:-(۱) کسی شادی میں ناچ طوائف، بقال، باجہ کے ساتھ ہو اس میں شرکت کرنا کیسا ہے اگر کسی رشتہ دار کا شامل ہونا ضروری ہے اور وہ محفل ناچ میں شرکت نہ کرے صرف شادی کے دیگر کاروبار میں شامل ہوجاوے کھانے میں شرکت کرے اس کا کیا حکم ہے؟

(۲) اگر کسی شادی میں صرف باجہ ہو اس میں شرکت کرنا کھانے وغیرہ میں شامل ہونا کیسا ہے؟ اگر چہ اس کی نیت باجہ سننے کی نہیں ہے وہ کس طرح شامل ہوسکتا ہے اور اس کھانے میں کچھ حرج ہے یا نہیں؟ اوران صورتوں میں نکاح جائز مطابق شریعت ہوجاتا ہے یا نہیں؟

---

[1] فان کان مقتدیٰ ولم یقدر علی المنع خرج ولم یقعد وإن علم أولاً باللعب لایحضر أصلاً (الدرالمختار علی رد المحتار ص۳۴۸ ج۳ کتاب الحظر والإباحة)، عالمگیری کوئٹہ ص۳۴۴ ج۵ کتاب الکراهیة الباب الثانی عشر فی الهدایا والضیافات زیلعی ص۱۳ ج۶ کتاب الکراهیة، البحر ص۱۸۸ ج۸ کتاب الحظر والإباحة، فصل فی الأکل والشرب، مطبوعه کوئٹه.

[2] سورة الأنعام پاره ۷ آیت ۶۸ ، ترجمہ:۔ تو یاد آنے کے بعد پھر ایسے ظالم لوگوں کے پاس مت بیٹھ۔

[3] النکاح ینعقد بالإیجاب والقبول، هدایه مع فتح القدیر ص۱۸۹ ج۳ کتاب النکاح مطبوعه دار الفکر بیروت، مجمع الأنهر ص۴۶۷ ج۱ کتاب النکاح، دار الکتب العلمیة بیروت، بحر کوئٹه ص۸۱ ج۳ کتاب النکاح.

الجواب حامداً ومصلیاً!

(۱) اگر وہ رشتہ دار ایسا ہے کہ اس کے شریک نہ ہونے سے شادی والوں کو رنج ہوگا اور توقع ہے کہ وہ ناچ گانا وغیرہ بند کرکے اس کو شریک کریں گے یا اس کی شرکت سے دوسروں کو استدلال کا موقع ملے گا اور دوسرے لوگ بھی ان کاموں کو کریں گے تب تو شرکت ناجائز ہے۔ بالکل انکار کردے اور صاف صاف کہدے کہ ان ناجائز چیزوں کو بند کرو تب تو شریک ہوں ورنہ میں شریک نہیں ہوتا۔ اگر وہ رشتہ دار ایسا نہیں بلکہ چاہے وہ شریک ہو چاہے نہ ہو کسی کو اس کی پرواہ نہیں تب شادی کے ناجائز کاموں میں شریک ہونا ناجائز ہے اور جائز کاموں میں شرکت کی گنجائش ہے لیکن ناجائز کاموں کو روکنے کی کوشش بہرحال حسب وسعت ضروری ہے[1]۔

(۲) اس کا بھی حکم (۱) کی طرح ہے مگر نکاح دونوں صورتوں میں صحیح ہوجائیگا[2] ناجائز کاموں کا گناہ بھی ہوگا پہلی صورت میں زیادہ دوسری صورت میں اس سے کم۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۳/۵/ ۵۷ھ

جس شادی میں رسومات ہوں اس میں علماء کی شرکت

سوال:- جس شادی میں سہرا باندھنا، آتش بازی، اور دیگر رسومات بدعت ہوں اس میں علماء کی شرکت اور نکاح پڑھانا جائز ہے یا نہیں؟

---

[1] عن أبی سعید ن الخدری عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: من رای منکم منکرا فلیغیره بیده فان لم یستطع فبلسانه فان لم یستطع فبقلبه وذالک أضعف الإیمان(رواه مسلم مشکوٰة شریف ص۴۳۶ج۲ باب الأمر بالمعروف)، دعی إلی ولیمة وثمة لعب أو غناء قعد وأکل فإن قدر علی المنع فعل وإلا صبر إن لم یکن ممن یقتدی به فإن کان مقتدی ولم یقدر علی المنع خرج ولم یقعد وإن علم اوّلا لا یحضر أصلا الخ الدر المختار، زکریا ص۵۰۱ ج۹ کتاب الحظر والإباحة قبیل فصل فی اللبس، زیلعی ص۱۳ ج۶ کتاب الکراهیة، مطبوعه امدادیه ملتان.

[2] وینقعد بإیجاب وقبول تنویر الأبصار علی الشامی کراچی ص۹ ج۳ مطبوعه نعمانیه ص۲۶۲ ج۲ کتاب النکاح، بحر کوئٹه ص۸۱ ج۳ کتاب النکاح، مجمع الأنهر ص۴۶۷ ج۱ کتاب النکاح، دار الکتب العلمیة بیروت.

الجواب حامداً ومصلیاً!

جبکہ پہلے سے معلوم ہو کہ فلاں شادی میں ممنوعات موجود ہیں تو اس میں شرکت سے انکار کردیا جائے۔ خاص کر مقتداء (عالم امام وغیرہ) کو شریک نہیں ہونا چاہئے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲؍۴؍ ۹۵ھ

محفلِ نکاح میں لاؤڈ اسپیکر پر قرآن شریف اور نعت شریف

سوال:- ہمارے یہاں مولویوں کے شادی بیاہیوں کے وقت تلاوتِ قرآن شریف اور نعت شریف ﷺ کی محفل ہوتی ہے، تقریر بھی ہوتی ہے اور یہ سب لاؤڈ اسپیکر کے بغیر ہی ہوتا ہے۔ فی الحال کی بات ہے کہ ایک اُمی کی شادی ہوئی تو اس اُمی نے تلاوت قرآن شریف اور نعت شریف اور تقریر کے واسطے دو تین عالموں کو دعوت دیا۔ پھر لاؤڈ اسپیکر پر ان عالموں کی موجودگی میں ایک نابالغ بچے کو نعت شریف پڑھنے کو کہا گیا تھا۔ مگر اس بچے نے بجائے نعت شریف پڑھنے کے ایک ایسا گانا گایا جس میں مسلمانوں کی توہین اور مذاق کے الفاظ شامل تھے۔ اس بناء پر بستی کے کچھ مولویوں نے فتویٰ دیا کہ اس محفل میں جتنے مولویوں کی شرکت ہوئی وہ سب کے سب توبہ کریں۔ وہ لوگ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ لاؤڈ اسپیکر میں تقریر کرنا فضول خرچی ہے اور وہ محفل حرام محفل ہے، نیز بچے کا فعل فعلِ حرام ہے۔ اس کے جواب میں محفل میں شریک مولویوں نے کہا کہ ہماری طرف سے سوائے تلاوت قرآن اور تقریر اور نعت شریف کے کچھ نہیں ہوا۔ اور ہم خود بھی کہتے ہیں کہ گانا گانا اور بناوٹی گانے وغیرہ سب حرام ہیں خواہ بغیر لاؤڈ اسپیکر کے ہو یا

---

[1] فلو علی ا لمائدة لاینبغی أن یقعد بل یخرج معرضا لقوله تعالیٰ فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظالمین فإن کان مقتدی ولم یقدر علی المنع خرج ولم یقعد وإن علم أولاً باللعب لایحضر أصلاً سواء کان ممن یقتدی به أولا (الدرالمختار علی ردالمحتار کراچی ص۳۴۸ ج۶ کتاب الحظر والإباحة، قبیل فصل فی اللبس)، عالمگیری کوئٹه ص ۳۴۴ ج۵ کتاب الکراهیة الباب الثانی عشر فی الهدایا الخ البحر کوئٹه ص ۱۸۸ ج۸ کتاب الحظر والاباحة، فصل فی الأکل والشرب.

لاؤڈ اسپیکر کے ساتھ کسی بھی حال میں جائز نہیں، تو ہم کس بات کی توبہ کریں۔ منکرات کرنے والے مولویوں کو توبہ کروانا صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

مجلس نکاح میں خطبۂ مسنونہ اور ایجاب وقبول ثابت ہے[۱] نعت شریف اور تلاوت قرآن اگرچہ عمدہ چیز ہے مگر مجلس نکاح میں مستقلاً یہ ثابت نہیں۔ پھر اس کی پابندی کرنا غیر ثابت چیز کی پابندی کرنا ہے جو شرعاً ناپسند ہے۔ جب علماء حضرات اس مجلس میں تشریف لائے اور کسی نابالغ بچے نے گانا گایا اور وہ بھی ایسا گانا جو غلط اور خلاف شرع مضمون پر مشتمل تھا شروع کردیا۔ اگرچہ اس نے ناسمجھی سے شروع کیا تب بھی علماء کی ذمہ داری تھی کہ اس کو فوراً روک دیتے۔ غلط چیز کو زینت محفل بنانا اور علماء کا اس پر سکوت کرنا درست نہیں تھا۔ یقیناً یہ علماء سے کوتاہی ہوئی۔ ان کی دیانت داری کا تقاضا ہے کہ اپنی کوتاہی کا اعتراف کرکے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں اور اس اعتراف اور رجوع میں ان کی توہین نہیں، بلکہ دیانت داری ہے[۲] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

خرافات ومنکرات کا نکاح پر اثر

سوال:- جس شادی میں خرافات مثلاً رت جگا کہ جس میں مستورات تمام شب گاتی بجاتی ہیں اور غیر محرموں کو اپنی آواز سناتی ہیں بارات کے موقعہ پر انگریزی باجہ اور دوسرے باجے نیز دیگر

---

[۱] ويندب اعلانه وتقديم خطبة وكونه في مسجد يوم جمعة بعا قد رشيد وشهود عدول، الدرالمختار على الردالمحتار ص۸ ج۳، كتاب النكاح، بحر كوئٹه ص ۸۱ ج۳ كتاب النكاح.

[۲] واتفقوا على ان التوبة من جميع المعاصي واجبة وانها واجبة على الفور الخ روح المعاني ص ۲۳۶ ج۱۵ الجزء الثامن والعشرون، سوره تحريم آيت ۸، مطبوعه دار الفكر بيروت، نووي على المسلم ص ۳۵۴ ج۲ كتاب التوبة مطبوعه رشيديه دهلي، المفهم شرح المسلم ص۲۷ ج۷ كتاب الاذكار، باب تجديد الاستغفار، والتوبة مطبوعه دار صادر بيروت.

سامان رقص وسرود بھی ہوتا ہے اس موقعہ پر اہل شادی محض مرتکب گناہ ہیں یا نکاح ہی نہیں ہوتا جیسا کہ زید نے ایک وعظ میں حکایت بیان کی کہ ایک شخص نے غصہ میں اپنی زوجہ کو طلاق دیدی بعد میں علماء کرام سے طالب ہوا کہ اس کی زوجہ بدون دوسرے کے نکاح میں جائے اور بعد طلاق اس پر حلال ہوجائے مگر باریاب نہ ہوسکا۔ اگر کسی عالم نے فرمایا کہ تمہارا نکاح نہیں ہوا بلکہ اس دوران میں تم نے زنا کیا ہے پس نکاح دوبارہ پڑھو نیز ایسی شادیوں میں شرکت کرنا اور کھانے میں شریک ہونا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

خرافات مذکورہ ممنوع اور ناجائز ہیں۔ ایسی شادی میں شرکت بھی درست نہیں، لیکن[1] انعقاد نکاح پر اس سے اثر نہیں پڑتا اگر شریعت کے مطابق ایجاب وقبول ہوچکا ہے تو نکاح صحیح ہوگیا۔ وینعقد بایجاب و قبول تنویر[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۶/۲/ ۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ یکم ربیع الاول ۵۶ھ

شادی میں نیوتہ

سوال: - اس ملک کا رواج ہے کہ دلہا کی جب برات چلنے لگتی ہے تو دلہا کے آگے ایک برتن رکھا جاتا ہے اور اس میں ہر شخص کچھ رقم رکھتا ہے اس کو نیوتہ کہا جاتا ہے پھر یہ رقم دلہا یا اس کے ورثہ لیتے ہیں کیا یہ جائز ہے؟ نیز اس کی اصل شریعت میں پائی جاتی ہے یا نہیں؟ مولانا اشرف علی

---

[1] وان كان هناک لعب وغناء قبل أن يحضر فلا يحضر لأنه لايلزمه الإجابة إذاكان هناک منكر (البحر الرائق كوئٹه ص۱۸۸ ج۸ كتاب الكراهية قبيل فصل فى اللبس، شامى زكريا ص۹/۵۰۱، كتاب الحظر والاباحة، قبيل فصل فى اللبس، زيلعى ص۶/۱۳ كتاب الكراهية، مطبوعه امداديه ملتان.

[2] شامى نعمانى ص۲۶۲ ج۲ وشامى كراچى ص۹ ج۳. كتاب النكاح، بحر كوئٹه ص۸۱ ج۳ كتاب النكاح، مجمع الأنهر ص۴۶۷ ج۱ كتاب النكاح، دار الكتب العلمية بيروت.

تھانویؒ نے بدترین گناہ کہا ہے اور یہ مولوی صاحب اس رسم کو صلہ رحمی کہتے ہیں، اس شرع کا کیا حکم ہے اور ایسے عالم صاحب کا کیا حکم ہے جو خود کریں اور عوام جہلا کو ایسی بدعات کا حکم دیں ایسے عالم صاحب کا شریعت میں کیا حکم ہے؟ جوابات ارقام فرما کر عنداللہ ثواب حاصل کریں۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر یہ بطریق اعانت کے ہو اور ریا کاری نام ونمود وغیرہ کچھ نہ ہو تو شرعاً درست بلکہ مستحسن ہے مگر طریقہ مروجہ کی حیثیت سے بجز رسم ورواج کے کچھ نہیں اور بسا اوقات برادری کے زور یا رسوائی کے خوف سے دیا جاتا ہے بلکہ اگر پاس نہ ہو تو قرض یا سودی لے کر دیا جاتا ہے۔ اس لئے ناجائز ہے اور اگر بطور قرض دیا جاتا ہے جیسا کہ بعض جگہ رواج ہے تو اس میں بھی مفاسد ہیں **لایحل مال امرئ مسلم الاّ بطیب نفس منه رواه البیهقی**، مشکوۃ[۱] ص ۲۵۵۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ ہذا

صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۹/ محرم الحرام ۶۳ھ

شادی میں بھات

سوال:- ہندوستان میں بھانجی کو بھات دیا جاتا ہے یعنی شادی کے موقعہ پر سامان ماموں اپنی ہمت کے موافق بھانجی کو دیتا ہے تو کیا یہ جائز ہے اگر یہ جائز نہیں تو کونسی صورت بھانجی کو اشیاء دینے کی ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

بھانجی وغیرہ کے ساتھ صلہ رحمی کرنا امر مباح بلکہ مستحسن ہے لیکن جس طرح پر ہندوستان

---

[۱] ترجمہ: خبردار کسی کا مال اس کی خوشی کے بغیر حلال نہیں۔

مشکوٰۃ شریف ص ۲۵۵، کتاب البیوع باب الغصب والعاریة الفصل الثانی، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، شعب الایمان للبیهقی ص ۲/۲۶۹، الباب الثامن والثلاثون فی قبض الید عن الاموال المحرمة الخ، رقم الحدیث: ۵۴۸۳، مطبوعه نزار مصطفی الباز مكة المكرمة،

میں بھات دینے کا رواج ہے وہ محض ہندوانہ رسم ہے[۱] اور نمائش ہے جو اصل مقصود یعنی صلہ رحمی ہے اس کا ذہن میں تصور تک نہیں آتا بلکہ نام ونمود کی امید اور خلقت کی طعن وتشنیع اور برادری میں ناک کٹنے کے خوف سے دیا جاتا ہے اگر پاس موجود نہ ہو تو قرض لے کر دیا جاتا ہے اور بسا اوقات قرض لے کر ہی دیا جاتا ہے جو کسی طرح درست نہیں۔ اگر امور مذکورہ نہ ہوں بلکہ محض صلہ رحمی کی نیت سے کوئی شخص دے تب بھی چونکہ عام رواج پڑ چکا ہے اس لئے اس طرز پر نہیں دینا چاہئے بلکہ شادی سے پہلے یا کسی دوسرے وقت ضرورت کا احساس کرتے ہوئے جس شئی کی ضرورت ہو نقد یا جنس غلہ وغیرہ بلا ریا کاری او بلا کسی کو اطلاع کئے ہوئے دیدے[۲] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۷؍۴؍ ۵۲ھ

صحیح: عبد اللطیف ناظم مدرسہ مظاہر علوم ۳۰؍ ربیع الاول ۵۲ھ

صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

نکاح میں دلہن یا دلہا کا جوڑا

سوال: - شادی میں دلہا کی طرف سے دلہا والا دلہن کا کپڑا اور دلہن کی ماں کا کپڑا لیجاتا ہے اور دلہن کی طرف سے دلہن والا دلہا کا کپڑا دیتا ہے جو کپڑا قبل نکاح کے زیب تن کر لیا جاتا ہے تو کیا یہی طریقہ مسنونہ ہے یا بدعت سیئہ؟

---

[۱] وعنه (ابی ابن عمر رضی اللّٰه عنه) قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من تشبه بقوم فهو منهم رواه احمد وابوداؤد، مشکوٰة شریف ص۳۷۵ج۲ کتاب اللباس، الفصل الثانی، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، وفی الطیبی قوله من تشبه بقوم، هذا عام فی الخلق والخُلق والشعار، وإذا کان الشعار أظهر فی التشبیه ذکر فی هذا الباب، طیبی، وفی المرقاة قلت بل الشعار هو المراد بالتشبه لا غیر طیبی شرح مشکوٰة ص۲۱۹ ج۸ کتاب اللباس، الفصل الثانی، مطبوعه کراچی مرقاة ص۱۳۴ج۴ مطبوعه اصح المطابع ممبئی.

[۲] عن علی بن الحسین قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم إن من حسن اسلام المرٔترکه مالایعنیه (ترمذی شریف ص۵۸ ج۲، ابواب الزهد، مطبوعه رشدیه دهلی، من احدث فی امرنا مالیس منه فهو رد، مشکوٰة ص۲۷ باب الاعتصام بالکتاب والسنة الفصل الاول، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند،

الجواب حامداً ومصلیاً!

دلہا والوں کی طرف سے دلہن کو کپڑے وغیرہ کچھ دینا یا دلہن والوں کی طرف سے دلہا کو کچھ دینا فی نفسہ مباح اور جائز ہے اس میں کوئی بات ناجائز نہیں۔ لیکن درحقیقت یہ شہرت اور ریاکاری کے لئے دیا جاتا ہے کہ اگر نہیں دیں گے تو برادری والے لعن طعن کریں گے نیز اس کو ایسا لازم سمجھا جاتا ہے کہ اگر وسعت نہ ہو تب بھی قرض لے کر اور بسا اوقات سودی قرض لے کر دیا جاتا ہے تو جس شئے کو شریعت نے ضروری قرار نہ دیا ہو اس کو اتنا ضروری قرار دینا اور اس کے لئے قرض لینا یا سود دینا ہرگز ہرگز جائز نہیں پس عوارض مذکورہ کی بناء پر اس سے اجتناب لازم ہے اور جہاں یہ عوارض نہ ہوں وہاں کوئی مضائقہ نہیں۔ تاریخ الخمیس[1] ص ۲۶۴ میں اس کا ذکر ہے۔

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

نکاح میں ایک جوڑا دے یا دو جوڑے

سوال:- نکاح میں ایک جوڑا لے جانا ضروری ہے یا دو جوڑے اور جوڑے کے ساتھ زیور کون سا ضروری ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

کچھ بھی ضروری نہیں۔ ضروری سمجھنا غلط ہے[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

[1] روی ابن شهاب الزهری أنه قیل لخویلد بن اسد، هذا ابن أخیک محمد بن عبد اللّٰه بن عبد المطلب یخطب خدیجة وقد رضیت، فدعاه، فسأله عن ذلک فخطب إلیه فانکحه فخلّقت خدیجة أباها وحلت علیه حلة ودخل رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم بها فلما صحا الشیخ من سکرته قال ما هذا الخلوق وما هذه الحلة ؟ قالت ابنته أخت خدیجة هذه خلة کساکها أبن أخیک محمد بن عبد اللّٰه ...... فقالت خدیجة لأبیها إن محمد بن عبد اللّٰه یخطبنی فزوجها إیاه فخلقته والبسته حلة ...... وکذلک کانوا یصنعون إذا زوجوا نسائهم خرجهما الدولابی، (حاشیہ اگلے صفحہ پر)

شادی میں دلہن کے لئے سرخ جوڑا

سوال:- بعض جگہوں کا دستور ہے کہ شادی میں شوہر کی طرف سے دلہن کے لئے سرخ رنگ کا پورا جوڑا یعنی دوپٹہ، پائجامہ، قمیص سب سرخ رنگ ہی کا ہوتا ہے۔ جس دن شادی ہوتی ہے تو عورت کو وہی کپڑا پہنایا جاتا ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس صورت میں افضل یہی ہے کہ کوئی دوسرا؟ جو افضل ہو اس کو تحریر فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

یہ دستور التزام مالا یلزم ہے[۱] افضلیت کی تصریح نہیں دیکھی۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دلہا دلہن کے لئے پالکی کی سواری

سوال:- ہماری طرف دستور ہے کہ شادی میں لڑکا اور لڑکی اپنی سسرال پالکی میں بیٹھ کر جاتے ہیں جس کو آدمی اپنے کاندھے پر لے کر چلتے ہیں آیا یہ جائز ہے یا ناجائز اور بہتر کیا ہے؟ لڑکا اور لڑکی دونوں کا حکم ایک ہے یا جداگانہ؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

یہ ایک غیر ثابت رسم ہے اس کی پابندی عملی طور پر التزام مالا یلزم اور ایک رسم محض ہے اس کو

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) تاریخ الخمیس ص ۲۶۴ ج ۱ بحث تزوجه عليه السلام الخديجة، مؤسة شعبانه، بيروت.

۲ الاصرار على المندوب يبلغه الى حد الكراهية فكيف اصرار البدعة اللتى لااصل لها فى الشرع فلاشک فى الكراهة. السعاية ص ۲۶۵ باب صفة الصلاة. ومن البدع تخصيص المصافحة بعد الصلاة. مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور.

(صفحہ ہذا) ۱ الإصرار على امر مندوب يبلغه الى حدالكراهة سعاية ص ۲۶۵ ج ۲ الفصل فى القرآة مطبوعه سهيل اكيڈمى لاهور، فكم من مباح يصير بالإلتزام من غير لزوم والتخصيص من غير مخصص مكروها الخ سباحة الفكر ص ۲۷ مطبوعه احمدى لكهنؤ.

E:\F.M.Fainal\Jild-17\13-Shadi ki Rusumat

ترک کر دینا چاہئے اگر اس میں قربت کا تصور بھی ہے تو رسم سے بڑھ کر بدعت بھی ہے[1]

فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

لڑکے کو مہندی اُبٹن لگانا

سوال:-شادی سے کچھ دن پہلے لڑکے کو مہندی لگاتے ہیں اور اُبٹن لگاتے ہیں اور اُبٹن دانا جلا کر بنایا جاتا ہے مثلاً جو۔

الجواب حامداًومصلیاً!

یہ بھی کوئی شرعی چیز نہیں قابل ترک رسم ہے اس میں عورتوں کے ساتھ تشبیہ بھی ہے جس کی ممانعت آئی ہے[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دلہے کو نہلانے کا انتظام عورت کا ساڑی کی کورڈالنا

سوال:-لڑکے کو سسرال جاتے وقت نہلانے کے لئے خاص انتظام کرتے ہیں۔گڈھا کھود کر اوپر سے تختہ ڈال کر لڑکے کو بٹھاتے ہیں اور اس کے سر پر ایک محرم عورت اپنی ساڑی یا دوپٹہ

---

[1] عن عائشۃرضی اللّٰہ تعالیٰ عنھا قالت قال رسول اللّٰہ ﷺ من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو رد متفق علیہ مشکوٰۃ شریف ص۲۷ ج۱ باب الإعتصام.بالکتاب والسنۃ. الفصل الاول، فکم من مباح یصیر بالالتزام من غیر لزوم والتخصیص من غیر مخصص مکروھا الخ، مجموعہ رسائل لکھنوی سباحۃ الفکر فی الجھر بالذکر ص ۷۲ مطبوعہ احمدی لکھنؤ.

ترجمہ:۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص دین میں کوئی ایسی بات پیدا کرے جو دین میں نہ ہو وہ مردود ہے۔

[2] عن ابن عباس قال قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم لعن اللّٰہ المتشبھین من ا لرجال بالنساء (الحدیث) (مشکوٰۃشریف ص۳۸۰ج۲ باب الترجل مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند، بھشتی زیور ص۲۳ ج۶) بیاہ کی رسموں کا بیان، مطبوعہ مکتبہ تھانوی دیوبند،

کا کورڈالے ہوئے ہوتی ہے اور کپڑا پہناتے وقت تک ڈالے رہتی ہے اور پھر لڑکے کو مسجد میں لے جاتے ہیں اور کثیر تعداد میں عورتیں اس کے ساتھ گیت گاتی جاتی ہیں اس میں اکثر حصہ فحش کلام کا ہوتا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

اس رسم کو بالکل بند کردیا جائے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

دلہے سے دلہن کے سر پر سیندور ڈلوانا وغیرہ

سوال:- لڑکے کو کھانا کھلاتے وقت آدمی متعین ہوتے ہیں جو کچھ باقی رہنے کے ساتھ لڑکے آگے سے پلیٹ اٹھالیتے ہیں اور لڑکی کو باعث تبرک سمجھ کر کھلاتے ہیں اور لڑکے کو گھر بلایا جاتا ہے جس میں محرم اور غیر محرم سب عورتیں ہوتی ہیں اور لڑکے کے سامنے لڑکی کے چہرے کو کھول کر بٹھا دیتے ہیں اس کے سر پر سیندور ڈالنے کو کہتے ہیں اور ایک سبیل پر چھالی رکھ کر جسے تیل سے بھگوئے ہوئے ہوتے ہیں سل کے پتھر سے توڑنے کو کہتے ہیں وہ اڑ جاتا ہے تو لڑکے کو بہت گالیاں دیتی ہیں اور دو باپ کا کہا جاتا ہے اور کچھ لڑکیاں پان کے پتے کو گراتی جاتی ہیں اور لڑکے سے اس کے اٹھانے کے لئے کہا جاتا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

اس کو بھی بند کیا جائے[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] **عن عائشة رضی اللّٰہ عنہ قالت قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو رد مشکوٰۃشریف ص۲۷ ج۱ باب الإعتصام. بالکتاب والنسة. الفصل الاول، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند، بخاری شریف ص ۳۷۱ج۱ کتاب الصلح باب اذا اصطلحوا علی صلح، مطبوعہ اشرفیہ دیوبند. ترجمہ:**۔حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے **(بقیہ اگلے صفحہ پر)**

سندور و مہندی لگانا

سوال: -سندور لگانا۔ جو عورتیں شادی کے وقت لگاتی ہیں یا اس کے علاوہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً!

سندور لگانا بھی اسی حکم میں شامل ہے بلکہ کچھ بڑھ کر ہے[1] عورتوں کو مہندی لگانا درست ہے۔ بلکہ ان کے لئے مخصوص ہے کہ ہاتھ، پیر کو لگائیں۔ مردوں کو ان کی مشابہت اختیار کرنا درست نہیں۔ لعن اللّٰہ المتشبھین من الرجال بالنساء! مشکوٰۃ[2]، فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

سہرا باندھنا

سوال: -سہرا باندھنا شادی کے موقعہ پر یا غیر شادی کے جائز ہے یا نہیں؟ اثبات ونفی کے دونوں پہلوؤں کو مدلل فرما دیں۔

الجواب حامداً و مصلیاً!

سہرا باندھنا اصالۃً ہندوانہ رسم ہے۔ جو کہ ہندوستان کے بے علم یا بے عمل مسلم خاندانوں میں بھی ان کے اختلاط سے باقی رہ گئی۔ اس کو ترک کرنا لازم ہے، ہندوستان کے اکابر علماء حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب[3]، حضرت مفتی کفایت اللہ[4] صاحب، حضرت مولانا خلیل احمد صاحب

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ) نے ارشاد فرمایا جو شخص دین میں کوئی ایسی بات پیدا کرے جو دین میں نہیں ہے وہ مردود ہے۔

۲ ملاحظہ ہو حالہ بالا،

(صفحہ ہذا) ۱ قال رسول اللّٰہ ﷺ من تشبہ بقوم فھو منھم برواہ احمد وابوداؤد، مشکوۃ شریف ص ۳۷۵، کتاب اللباس، الفصل الثانی، مطبوعہ یاسرندیم دیوبند، ویف المرقاۃ قولہ من تشبہ بقوم ھذا عام فی الخلق والخلق والشعار الی قولہ قلت بل الشعار ھو المراد بالتشبہ لا غیر، مرقاۃ ص ۴۳۱، ج ۴، مطبوعہ اصح المطابع بمبئی، طیبی کراچی ص ۸/۲۱۹،

۲ مشکوٰۃ شریف ص ۳۸۰ ج ۲ باب لترجل مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند.

۳ فتاوی دارالعلوم دیوبند ۱۵۱ ج ۷/ دوسرا باب مسائل متعلقات نکاح، مکتبہ درالعلوم دیوبند، اصلاح الرسوم مصنفہ حضرت تھانوی ص ۱۳۱/ دوسرا باب فصل ششم قیامت کبریٰ یعنی رسوم نکاح کے بیان میں، مکتبہ امدادیہ دیوبند، (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

حضرت مولانا اشرف علی صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ نے حدیث ”من تشبہ بقوم فھو منھم[۱]“ (رواہ ابوداؤد) کی رو سے اس کو منع فرمایا ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

شادی میں سہرا گجرا وغیرہ رسمیں

سوال: - شادی کے موقعہ پر نوشہ کے سر پر سہرا باندھنا اور ہاتھوں اور گلے میں گجرے پہنانا اور اس کو سواری پر لے جانا کیسا ہے؟ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً!

نوشہ کے سہرے اور گجرے وغیرہ اصالۃً ہندوستان کے ہندوؤں کی رسمیں ہیں جو کہ بے علم اور بے عمل اور نومسلم خاندانوں میں باقی رہ گئی ہیں اور ان کی صحبت سے دوسرے اس قسم کے غیر پابند اور غیر محتاط مسلمانوں میں سرایت کر گئی ہیں۔ اس لئے یہ واجب الترک ہیں۔ ہندوستانی علماء وفقہاء نے ان کو تشبہ[۲] کی بناء پر منع فرمایا ہے۔ حضرت مفتی کفایت اللہ صاحبؒ اور حضرت مفتی عزیز الرحمان صاحبؒ، حضرت مولانا اشرف علی صاحبؒ، حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ کی تحریرات میں ان کی ممانعت موجود ہے۔ ان سب کے اساتذہ حضرت شاہ محمد اسحاق صاحبؒ کے فتاویٰ[۳] میں بھی ان کو منع کیا گیا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ مدرسہ دارالعلوم دیوبند ۱/۸/ ۸۵ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۴] کفایت المفتی ص ۱۴۰ ج ۵ مہر چڑھاوا جہیز وغیرہ، مطبوعہ کوہ نور پریس دہلی،

(حاشیہ صفحہ ھذا) [۱] عن ابن عمر قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من تشبہ بقوم فھو منھم رواہ احمد مشکوٰۃ شریف ص ۳۷۵ ج ۲ کتاب اللباس، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند، وفی المرقاۃ قولہ من تشبہ بقوم ھذا عام فی الخلق والخلق والشعار الی قولہ بل الشعار ھو المراد بالشبھۃ لا غیر، مرقاۃ ص ۴/۴۳۱، مطبوعہ اصح المطابع بمبئی، طیبی کراچی ص ۴/۲۱۹،

[۲] حوالہ بالا مذکور۔

[۳] فتاویٰ دارالعلوم ص ۱۵۱ ج ۷، کتاب النکاح، دوسرا باب، مسائل متعلقات نکاح، مکتبہ دارالعلوم دیوبند، اصلاح الرسوم مصنفہ حضرت تھانویؒ ص ۳۱، فصل ششم رسوم نکاح کے بیان میں، مطبوعہ امدادیہ دیوبند، کفایت المفتی ص ۱۴۰ ج ۵، مطبوعہ کوہ نور پریس دہلی،

شادی، ختنہ میں لڑکے کو سجانا اور پھولوں کا ہار گلے میں ڈالنا

سوال:- (۱) شادی یا ختنہ کے موقع پر لڑکے کو سجاتے ہیں یعنی پھول کے ہار گلے یا سر پر سجاتے ہیں اور نقاب ڈالتے ہیں اور کمر میں پٹکہ ڈالتے ہیں تو یہ سب جائز ہے یا نہیں؟

(۲) قدرتی پھولوں کا ہار دلہا کے گلے میں ڈالنا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

(۱) شادی یا ختنہ کی خوشی کے موقع پر اچھے عمدہ کپڑے پہنانا حدودِ شرع میں رہتے ہوئے درست ہے۔ ہار گلے میں نہ ڈالیں، سہرا بھی نہ باندھیں، نقاب بھی چہرہ پر نہ ڈالیں۔ پٹکہ جو کہ ہندووانہ رسم ہے۔ اس سے بھی پرہیز کریں[۱]۔

(۲) وہ بھی گلے میں نہ ڈالیں[۲]۔ خوشبو کے لئے اس کو دیدینے میں مضائقہ نہیں۔ فقط واللہ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

شادی کے موقع پر مخصوص ہار پہننا

سوال:- (الف) ہمارے علاقہ میں مسلم اور غیر مسلم سبھی اس بات کو ضروری سمجھتے ہیں کہ جب لڑکی کا نکاح ہوجائے تو لڑکی اپنے گلے میں لچھہ ڈال لے (لچھہ ایک زیور ہے) جو ہار کی شکل میں ہوتا ہے جس میں تسبیح کے دانوں کی طرح بالکل ہی باریک سیاہ دانے ہوتے ہیں بعض عورتیں تو صرف انہی سیاہ دانوں سے پر ہار (لچھہ) پہنتی ہیں اور بعض عورتیں سونے کا ہار بنالیتی ہیں درمیان میں کہیں کہیں چند چنداں سیاہ دانوں کو رکھتی ہیں اور یہ ایسا رواج ہوگیا کہ اگر کوئی عورت شوہر کے

---

[۱] من تشبه بقوم فهو منهم، مشكوٰة شريف ص۳۷۵، كتاب اللباس الفصل الثانی، مطبوعه ياسر نديم ديوبند، فيض القدير ص۶/۱۰۴، رقم الحديث:۸۵۹۳، مطبوعه دار الفكر بيروت، مرقاة شرح مشكوة ص۴/۴۳۱، كتاب اللباس، الفصل الثانی، مطبوعه اصح المطابع بمبئی، طيبی كراچی ص۸/۲۱۹،

[۲] حوالہ بالا۔

ہوتے ہوئے لچھہ نہ پہنے تو برا جانتی ہیں گویا یہ ہار عورت کے لئے اس بات کا نشان ہے کہ اس کا شوہر زندہ ہے اور عورت کے گلے میں ایسا ہار نہ ہونا علامت ہے اس بات کی کہ اس کا شوہر نہیں ہے اس ہار (لچھہ) کو مذکورہ خیالات کے ساتھ پہننا اور اس کو ضروری سمجھنا از روئے شریعت کہاں تک درست ہے جائز ہے یا کہ ناجائز۔

(ب) اگر کوئی عورت مذکورہ خیالات سے نہیں بلکہ صرف زینت کے لئے ایک زیور سمجھ کر پہنے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

(الف) ہار زیور زینت کے لئے درست ہے۔ یہ چیز کہ جس کے گلے میں ہار نہ ہو اس کے شوہر نہیں یہ کوئی شرعی چیز نہیں عورت کی زینت درحقیقت شوہر ہی کے لئے ہے اگر ہار نہ ہو دوسرا زیور یا سامان زینت ہو کیا یہ علامت نہیں تاہم اس تخیل کے تحت یعنی اس کو ممنوع نہیں کہا جائے گا اور نہ یہ غیر مسلموں کا شعار ہے۔ (ب) اوپر حکم معلوم ہو گیا[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

شادی میں چودھریوں کے حقوق

سوال:- (۱) ایک مجمع برادری کا ہے اس میں چند اشخاص چودھری واسطے انتظام غمی شادی مقرر ہیں تقریب غمی میں تو کچھ حاصل نہیں ہوتا مگر جب کہ تقریب شادی ہوتی ہے مثلاً کسی آدمی نے تمام برادری کی ضیافت کی وہ لوگ حاضر ہوئے کھانا کھا گئے چودھریوں نے بھی کھانا کھایا اور بلا اطلاع اور اجازت میزبان کی اپنے گھر لیجانے کو علیحدہ چاول پختہ اور ترکاری دال پختہ وٹھائی وگھی وغیرہ بلکہ پوشیدہ رکھ لیتے ہیں۔ پیشتر بزرگوں سے سنتے چلے آئے ہیں کہ جو چودھری

[1] لأنه ابيح لهن لبسه للتزين للزوج الٰى ما قال يجوز للنساء لبس انواع الحلٰى كلها من الذهب والفضة والخاتم والحلقة والسوار والخلخال والطوف والعقد والتعاويذ والقلائد وغيرها الخ اعلاء السنن ص۲۹۳ ج۷ كتاب الحظر والإباحة باب حرمة الذهب على الرجال وحله للنساء، مطبوعه ادارة القرآن كراچى.

ہوتا ہے اسکا یہ دستور ہوتا ہیکہ سب برادری کے ساتھ کھانا کھالیا اور ایک خوراک اپنے گھر لے گئے جس کا نام بخشی دوہرہ حصہ ہے اب مثلاً دس چودھری ہیں فی کس کم ازکم دس آدمیوں کی خوراک ٹوکرہ بھرکر لیجاتا ہے اور ایک ہانڈی دال کی ہمراہ ہوتی ہے ظاہر اور خفیہ دونوں طریقہ سے لیجاتے ہیں صاحب خانہ تکرار کی وجہ سے خاموش رہتا ہے اسکا ذکر میزبان اپنے دوست واحباب سے بعد میں شکایت بھی کرتا ہے ایسا فعل چودھریوں کو جائز بھی ہے یانہیں انکو یہ لیجانا حلال بھی ہوگا یانہیں؟

(۲) دوسرا طریقہ یہ ہے کہ کل برادری نے اتفاق کر رکھا ہے کہ جو شخص جدید آ کر برادری میں شامل ہونا چاہے وہ خشک چاول کل برادری میں مردوں کے فی کس آدھا سیر چاول اور دو چھٹانک دال ماش تقسیم کردے بعد میں جس قدر چودھری ہیں وہ دھڑی دھڑی چاول لیجاتے ہیں جو شخص شامل ہوتا ہے اس کو رنج ہوتا ہے علاوہ اس کے بعض آدمیوں کو بھی بُرا معلوم ہوتا ہے یہ چودھریوں کی زبردستی ہے سب برادری کی اجازت نہیں ہے یہ فعل چودھریوں کا جائز ہے یانہیں اگر برا ہے کس درجہ کا حرام ہے یا حلال ہے مؤاخذہ طلب ہوں گے یانہیں؟ اگر چودھریوں کا حصہ کل برادری بالاتفاق مقرر کردے یہ صورت جائز ہے یانہیں۔

(۳) یہ رواج اور دستور چلا آتا ہے کہ جو نوشہ دلہا بارات لے کر بیاہنے آتا ہے بعد نکاح ہونے کے بیٹی والا دلہا سے خرچہ لیتا ہے وہ خرچہ یہ ہے کہ جو کھانا پکاتا ہے اس کی محنت و قیمت ظروف مٹی ورکابیاں وغیرہ دھوبی سقہ وغیرہ دلاتا ہے جس کا نام پٹہ رکھا ہوا ہے یہ رواج شرعاً جائز ہے یانہیں؟

(۴) کسی شخص نے مثلاً زید کو اپنا نکاح کرنے کی ضرورت ہے زید نے عمرو سے سوال کیا کہ اس اپنی دختر سے میری شادی کردو عمرو نے جواب دیا کہ مجھے سو یا دوسو روپے کی ضرورت ہے عمرو نے زید سے روپیہ لے لیا اور زید کا نکاح اپنی دختر سے عمرو نے کردیا یہ لینا دینا جائز ہے یانہیں؟

الجواب حامداًومصلیاً!

(۱) بغیر مالک کی خوشی اور اجازت کے جائز نہیں کمافی قوله تعالیٰ ولاتاکلوا اموالکم

بینکم بالباطل[۱] یعنی ایک دوسرے کا مال ناحق اور برے طریقہ سے مت کھاؤ۔

(۲) اس کا جواب بھی یہی ہے یعنی بغیر مالک کی خوشی کے اور اجازت کے جائز نہیں کہ اس کا مال لیا جاوے یہ فعل حرام ہے کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایحل مال امرئ مسلم الابطیب نفس منہ او کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم[۲] بغیر اجازت کے مال لینے سے مؤاخذہ ہوگا۔ اگر مالکان خوشی سے بغیر زبردستی کچھ چودھریوں کو دیدیں تو جائز ہے۔

(۳) دولہا کی طرف سے اگر روپیہ خوشی سے بلا جبر دیا جاتا ہے نیز اس کو لازم نہیں سمجھا جاتا بلکہ بطور ہبہ اعانت کی غرض سے دیا جاتا ہے تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں۔ اگر اس کو ضروری سمجھا جاتا ہے یا بلا رضامندی دولہا سے لیا جاتا ہے تو درست نہیں ولایجوز لاحد من المسلمین اخذ مال احدٍ بغیر سبب شرعی کذافی بحر الرائق[۳] فتاویٰ عالم گیری ص ۸۷۷ ج ۲۔

(۴) اگر قرض لیا ہے اور واپس دینے کا قصد ہے تو جائز ہے اگر نکاح کا عوض لیا ہے تو نکاح تو صحیح ہے لیکن روپیہ واپس دینا ہوگا[۴] البتہ اگر زید بخوشی ہبہ کردے اس روپیہ کو اور واپس نہ لے تو مضائقہ نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۲/۵/ ۵۱ھ

الجواب صحیح: عبد اللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۲/۶/ ۵۱ھ

---

[۱] سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۸۸.

[۲] مشکوٰۃ شریف ص ۲۵۵ باب الغصب، الفصل الثانی مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند، شعب الایمان للبیہقی ص ۲/۲۶۹، الباب الثامن فی قبض الید عن الاموال المحرمۃ الخ، رقم الحدیث: ۵۴۹۳، مطبوعہ نزار مصطفی الباز مکۃ المکرمۃ،

[۳] البحر کوئٹہ ص ۵/۴۱، فصل فی التعزیر الھندیۃ کوئٹہ ص ۲/۱۶۷، فصل فی التعزیر شامی زکریا ص ۱۰۶ ج ۶ باب التعزیر مطلب فی التعزیر بأخذ المال، کتاب الحدود.

[۴] وأخذ اھل المرأۃ شیئاً عند التسلیم فللزوج أن یستردہ لانہ رشوۃ، بحر کوئٹہ ص ۳/۱۸۷، باب المھر، در مختار علی الشامی زکریا ص ۳۰۷ ج ۴ باب المھر، عالمگیری کوئٹہ ص ۳۲۷ ج ۱ الفصل السادس عشر فی جھاز البنت.

منگنی کے وقت مخصوص اشیاء کا لین دین

سوال:-(۱) قبل از عقد منا کحت لڑکی والوں کا لڑکے والوں سے مٹھائی وغیرہ کا لینا بالشرط یا بلا شرط عرف کی بناء پر اور لڑکے والوں کا دینا طیب خاطر سے یا مجبوری کی وجہ سے کیا حکم رکھتا ہے؟

(۲) ڈالی مقرری کا جواز ہے یا نہیں اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ جب جانبین سے لڑکا و لڑکی والے راضی ہوجاتے ہیں تو ایک دن مقرر کیا جاتا ہے اور اس دن لڑکے والے چند اشخاص کچھ مٹھائی وغیرہ اور لڑکی کے لئے کپڑے اور پان چھالیاں لیکر لڑکی والے کے یہاں پہنچتے ہیں اور وہاں لڑکی والے کے برادری وغیرہ کے لوگ جمع ہوتے ہیں سب سے پہلے ایک ڈالی میں کچھ پان چھالیاں و کچھ نقد رکھ کر لڑکی کی والدہ یا دادی وغیرہ کے پاس بھیجی جاتی ہے وہ سب چیزیں لے لیتی ہے اور چند پان وچند چھالیاں واپس کردیتی ہے بعدہٗ موجودہ لوگوں کو پان چھالیاں تقسیم کردیئے جاتے ہیں اور بعض جگہ کا یہ بھی رواج ہے کہ اس ڈالی کو لیکر مسجد میں بھی عورتیں جاتی ہیں اور کہیں کہیں تو مزارات بلکہ ہندوؤں کے معبد میں سلام وغیرہ کرنے کو جاتی ہیں اب ان صورتوں میں کیا ایک ہی حکم ہوگا یا کیا صورت ہوگی کیا جواز کی بھی کوئی صورت کسی حالت میں نکل سکتی ہے؟ جواب مفصل مع حوالہ کتب تحریر فرمایا جائے۔

(۳) جبر کرکے ڈالی مقرری کے دن یا بارات کے دن ابواب یعنی حمام وغیرہ دیگر اخراجات کے لئے روپیوں کا لڑکے والوں سے لینا کیسا ہے؟

(۴) قبل از عقد ڈالی مقرری کے دن لڑکے والوں سے کپڑے لے کر لڑکی والوں کو پہنانا کیسا ہے؟

(۵) اگر مذکورہ بالا امور کے بغیر ارتکاب کئے کہیں شادی نہ ہوتی ہو یا بڑی مشکل ہوجاتی ہو تو ایسی صورت میں کیا کیا جاوے کیا کوئی جواز کی صورت نکل سکتی ہے یا نہیں اور تقویٰ کیا ہوگا اور

ایسے موقعوں پر مقتدایان قوم کو کیا کرنا چاہئے جب کہ بصورت عدم پابندی رسوم شادی قریب غیر ممکن یا عادۃً محال ہوجاتی ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً!

اخذاهل المرأة شيئا عند التسليم فللزوج ان يسترده لانه رشوةدرمختار قال الشامی قوله عندالتسليم ای بان ابیٰ ان يسلمها اخوها اونحوه حتی يأخذ شيئاً وكذا لوابی ان يزوجها فللزوج الاسترداد قائما أو هالكا لانه رشوةبزازيه شامی[۱]ص ۵۶۵ ج ۲ لواخذ اهل المرأة شيئاً عن التسليم فللزوج ان يسترده لانه رشوة بحر[۲]ص ۱۸۷ ج ۳ ان عبارات سے معلوم ہوا کہ یہ رشوت ہے اگر شرط نہ کی جائے اور لڑکے والے بطیب خاطر مگر بناءعلی المعروف دیتے ہیں تب بھی بقاعدہ المعروف کالمشروط ناجائز ہے[۳]

اگر شرط کر لی جائے اور مجبوری دیں تو اس کا ناجائز ہونا بالکل اظہر ہے ہاں اگر کہیں عرف نہ ہو اور بلاطلب و بلاشرط بطیب خاطر دیں تو یہ ہدیہ ہوگا اس کا لینا درست ہے قال فی الوسيلة الاحمديه شرح الطريقةالمحمد يه ولعن رسول الله صلی الله عليه وسلم الراشی والمرتشی ومن الرشوة مااخذه ولی المرأة قبل النكاح اذا كان بالسوال او كان اعطاء الزوج بناء علیٰ عدم رضائه علیٰ تقدير عدمه اما اذا كان بلاسوال ولاعن عدم رضائه فيكون هديةفيجوز .مجموعة الفتاویٰ[۴]ص ۲۱۶ ج ۲ .

---

[۱] الدرالمختار مع ردالمحتار ص۱۵۶ ج۳ کراچی مطلب انفق علی معتدة الغير كتاب النكاح، بزازية علی الهندية كوئٹه ص۱۳۶ ج۴ الباب الثانی عشر فی المهر، نوع آخر تزوجها بمهر الخ.

[۲] البحرالرائق ص۱۸۷ ج۳ باب المهر مكتبه كوئٹه پاكستان.

[۳] قاعدة– لمعروف بالعرف كالمشروط شرطاً، قواعد الفقه ص۱۲۵ رقم القاعدة ۳۳۴ مطبوعه دار الكتاب ديوبند. الأشباه والنظائر ص۱۵۶ الفن الاول القاعدة السادسة العادة محكمة مطبوعه اشرفيه ديوبند.

[۴] مجموعه الفتاوی ص۲۰۶ ج۲ كتاب الحظر والإباحة، مطبوعه يوسفی لكهنؤ، فتاویٰ مولانا عبدالحئی كامل مبوب(اردو) ص۵۳۴ مسائل شتی، ملک پبلشرز ديوبند،

E:\F.M.Fainal\Jild-17\14-Shadi ki Rusumat 02

(۲) اس ڈالی میں دو امر قابل غور ہیں اول ان اشیاء کا حکم جو لڑکے والے لڑکی والوں کو دیتے ہیں۔ دوم اس ہیئتہ مخصوصہ کا حکم سوال اول میں تو وہی تفصیل ہے جو کہ جواب (۱) میں گذری۔ دوم کا حکم یہ ہے کہ یہ شرعاً بے اصل ہے کہ محض ایک رسم ہے جس کا التزام کر رکھا ہے اور التزام مالا یلزم ناجائز ہے[۱] نیز اس میں فخر اور ریاء ہے اور اسی وجہ سے یہ رسم کی جاتی ہے لہٰذا شرعاً ممنوع ہے اس قسم کے رسوم کے مفاسد کو اور مضرات کو اصلاح الرسوم میں نہایت بسط سے بیان کیا ہے۔

(۳) قطعاً ناجائز ہے لایجوز لاحد من المسلمین اخذ مال احد بغیر سبب شرعی کذا فی البحر[۲] ص ۴۱ عالم گیری[۳] ص ۸۷۷ ج ۲ فی ردالمحتار[۴] ومن السحت مایاخذ الصهر من الختن بسبب بنته وفی الخانیة[۵] رجل خطب امرأة وهی تسکن فی بیت اختها وزوج اختها لایرضیٰ بنکاح هٰذا الرجل الا ان یدفع الیه دراهم فدفع الخاطب دراهم کان له ان یسترد مادفع الیه لانه رشوة وفی الهندیة[۶] خطب امراة فی بیت اخیها فأبی ان یدفعها حتی یدفع الیه دراهم فدفع وتزوجها یرجع بما دفع لانه رشوة کذافی القنیة.

(۴) اس کا جواب (۱) میں گذرا اس میں اتنی وسعت اور ہے کہ اگر ان کپڑوں کو مہر میں شمار کرلیا جائے تو شرعاً درست ہے لیکن اس مخصوص رسم کا عدم جواز جواب (۲) میں گذر چکا۔

---

[۱] فکم من مباح یصیر بالالتزام من غیر لزوم والتخصیص من غیر مخصص مکروها الخ مجموعه رسائل لکهنوی، سباحة الفکر فی الجهر بالذکر ص ۲۷ مطبوعه احمد لکهنؤ، الاصرار علی المندوب یبلغه الی حد الکراهة فکیف اصرار البعدة التی لا اصل لها فی الشرع، سعایه ص ۲۶۵ ج ۲ باب صفة الصلوة قبیل فصل فی القرأة، مطبوعه سهیل اکیڈمی لاهور، مرقاة ص ۲/۱۴، الدعاء فی التشهد، الفصل الاول، طبع اصح المطابع ممبئی،

[۲] البحرالرائق ص ۴۱ ج ۵ فصل فی التعزیر، شامی زکریا ص ۱۰۶ ج ۶ باب التعزیر مطلب فی التعزیر بأخذ المال، کتاب الحدود.

[۳] عالمگیری کوئٹه ص ۱۶۷ ج ۲ فصل فی التعزیر، البحر کوئٹه ص ۴۱ ج ۵ فصل فی التعزیر،

[۴] شامی زکریا ص ۷۰۲ ج ۹ مطبوعه نعمانیه ص ۲۷۲ ج ۵ کتاب الحظر والاباحة. فصل فی البیع.

[۵] خانیة علی الهندیه کوئٹه ص ۳۹۱ ج ۱ کتاب النکاح فصل فی حبس المرأة نفسها بالمهر.

[۶] عالمگیری کوئٹه ص ۴۰۳ ج ۲ کتاب الهبة الباب الحادی عشر فی المتفرقات.

(۵) جوامور شرعاً ناجائز اور منع ہیں وہ شادی کی رعایت سے جائز نہیں ہوسکتے۔ انسان کو چاہئے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرکے اپنے دین اور شرعی احکام پر پختہ رہے۔ انشاء اللہ کوئی مجبوری پیش نہ آئے گی۔ ومن یتوکل علیٰ اللہ فھو حسبہ[۱] اور مقتداء کو تو ایسے مواقع میں خصوصاً احکام شرعیہ پر نہایت سختی سے جمار ہنا چاہئے کیونکہ اس کی شرکت سے عوام کی طبائع میں ان مور قبائحہ کا مستحسن ہونا محتمل ہے۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

منگنی میں کپڑا بدلتے وقت لڑکے کو چاول، پان، چھالی چبانا

سوال:- منگنی میں جب لڑکے کو کپڑا پہنایا جاتا ہے تو عورتیں گھر بلاکر لے جاتی ہیں اور چراغ، چاول، پان کا پتہ، گھاس، چھالی وغیرہ سے لڑکے چماتی ہیں جس میں محرم، وغیر محرم سب عورتیں ہوتی ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

یہ رسم خلافِ شرع ہے اس کو بند کرنا لازم ہے[۲]۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

منگنی پر کچھ رقم لینا

سوال:- یہاں گاؤں میں رواج ہے کہ لڑکی کی شادی کی جب بات چیت ہوتی ہے تو لڑکے والے آکر گاؤں کے برادری والوں کو بلاتے ہیں۔ جب سب جمع ہوتے ہیں تو لڑکے والے سے دس پانچ روپیہ خرچ لیتے ہیں۔ اس لئے لیتے ہیں کہ برادری کو بلانے کے لئے حجام جاتا ہے تو اس

[۱] سورہ طلاق آیت ۳.

[۲] من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو رد.مشکوٰۃ ص۲۷ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ. الفصل الاول، مطبوعہ اشرفیہ دیوبند، مسلم شریف ص۷۷ ج۲ کتاب الأقضیۃ، باب نقض الأحکام الباطلۃ،

میں کچھ پیسہ اس کو دیا جاتا ہے اور جو لوگ آتے ہیں ان کی تواضع چائے پان وغیرہ سے کی جاتی ہے۔ تو برادری والوں کا یہ روپیہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر اس کو مسجد میں دیدیں تو کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

لڑکی کی بات چیت پختہ کرنے کے موقعہ پر لڑکے والے سے کچھ رقم لینا کہ نائی کو دی جائے گی اور برادری کو جمع کر کے چائے پان میں خرچ کی جائے گی۔ یہ غلط رسم ہے اس کو ختم کیا جائے۔[1] نہ نائی کی ضرورت ہے نہ برادری کو جمع کرنے کی۔ بلکہ گھر کے بڑے جس طرح مناسب ہو ایک دو آدمی سے مشورہ کر لیں۔ ایسی جمع کردہ رقم جس سے لی ہے اس کو واپس کر دیں۔ وہ اپنی خوشی سے مسجد میں دیدے تو مسجد میں خرچ کر دینا بھی درست ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۱۷/۴/ ۹۲ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دار العلوم دیوبند ۱۸/۴/ ۹۲ھ

شادی میں اسراف

سوال:- جس کے پاس پانچ سو روپیہ ہوں اور تمام کو تقریب شادی میں خرچ کر دے تو یہ اسراف بیجا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

بے محل خرچ کرنا اسراف میں داخل ہے اور اسراف ممنوع ہے **وَلاَ تُسْرِفُوا اِنّ اللّٰہَ لَایُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ**[2] اگر سب مال خرچ کرنے کے بعد محتاج ہو گیا اور اس کے پاس پھر کچھ نہیں رہا

---

[1] من احدث فی امرنا ھذا مالیس منه فھو رد. مشکوٰۃ ص۲۷ باب الاعتصام بالکتاب والسنة. الفصل الاول، بخاری شریف ص ۳۷۱ ج۱ کتاب الصلح، باب اذا اصطلحوا علی صلح حور فھو مردود مطبوعه اشرفیه دیوبند، ومن السحت ما یأخذ الصھر من الختن بسبب بنته الخ شامی کراچی ص ۴۲۴ ج۶ کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع،

[2] سورۃ الأعراف آیت ۳۱، **ترجمہ:-** اور حد سے مت نکلو بیشک اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے حد سے نکلنے والوں کو (بیان القرآن)

تو اسراف ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ مدرسہ مظاہر علوم

زمین کے بدلہ میں شادی

سوال:- ایک شخص نے اس طرح زمین لی ہے کہ اس کی ایک لڑکی تھی اس نے اس کی شادی کردی اور بدلے میں زمین لی اب اس شخص کے پوتے پڑپوتے ہیں ان کے واسطے اس زمین کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

یہ زمین رشوت کے حکم میں ہے[1] اس کی واپسی لازم ہے اس کی آمدنی خود نہ وصول کریں بلکہ جس کی تھی اس کو یا اس کے ورثا کو واپس کردیں[2]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور یکم رمضان ۶۶ھ

وقت نکاح لڑکی کے باپ کو کچھ رقم دینا

سوال:- نکاح ہوجانے پر لڑکے کا ولی لڑکی کے ولی کو دو روپیہ یا تین روپیہ دیتا ہے جس کو ہمارے اطراف میں بھینٹ کہتے ہیں۔ یہ بھی رشوت ہی میں داخل ہے یا اس کا کچھ اور حکم ہے؟

---

[1] وأخذ اهل المرأة شيئاً عند التسليم فللزوج أن يسترده لأنه رشوة، شامی کراچی ص۱۵۶ ج۳ مطلب انفق علی معتدة الغير، كتاب النكاح، بحر كوئٹه ص۱۸۷ ج۳ باب المهر، عالمگیری کوئٹه ص۳۲۷ ج۱ الفصل السادس عشر فی جهاز البنت.

[2]...... أواخذ الرشوة ويردونها على أربابها إن عرفوهم وإلا تصدقوا بها مختصراً شامی زکریا ص۵۵۳ ج۹ فصل فی البیع، کتاب الحظر والإباحة، بذل المجهود ص۳۷ ج۱ کتاب الطهارة، باب فرض الوضوء، مطبوعه يحيوى سهارنپور.

الجواب حامداً ومصلیاً!

یہ رشوت ہے اس کا لینا اور دینا درست نہیں اخذ اھل المرأة شیئا عندالتسلیم فللزوج ان یسترده لانه رشوة درمختار. ای بان ابی ان یسلمها اخوها اونحوه حتی یأخذ شیئا اھ ردالمحتار[1] ص ۵۰۳ ج ۲ . فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ١٧/ربیع الثانی ٦٧ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور یوپی

شادی میں رنگین کاغذ کے گیٹ بنوانا

سوال:- شادی میں گیٹ رنگین کاغذ کے بنوانا کیسا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

شادی میں محض نمائش وفخر کے ہر کام سے بچنا چاہئے[2] مروجہ طریقہ پر گیٹ بنوانا بھی اس میں داخل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ١٠/٢/ ٨٨ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین دارالعلوم دیوبند

شادی سے پہلے گھر کو لیپنا اور انگلیوں کے نشانات لگانا

سوال:- شادی سے دو چار دن پہلے گھر کو لیپنا ضروری سمجھا جاتا ہے اور انگلیوں کے نشانات

---

[1] الدرالمختار مع رد المحتار کراچی ص ١۵٦ ج ٣ مطلب أنفق علی معتدة الغیر. باب المهر، بزازیه علی الهندیه کوئٹه ص ١٣٦ ج ۴ الباب الثانی عشر فی المهر، نوع آخر تزوجها بمهر الخ، البحر ص ١٨٧ ج ٣ باب المهر، مطبوعه الماجدیه کوئٹه.

[2] وعن عبد الله ابن عمر وانه سمع رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول من سمع الناس بعمله سمع الله به اسامع خلقه وحقره وصغره (مشکوٰة شریف ص ۴۵۴ ج ٢ باب الریاء والسمعة)

اور رنگ کے چھینٹے وغیرہ دیواروں پر دیئے جاتے ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

صفائی کے لئے گھر کو لیپنے میں تو مضائقہ نہیں مگر انگلیوں کے نشانات وغیرہ لگانا غلط رسم ہے اس کو بند کیا جائے[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

نوید اور دعوت میں فرق

(۱) ہمارے یہاں کے لوگ ''نوید'' ضروری سمجھتے ہیں، اس کا طریقہ یہ ہے کہ شادی کے موقع پر اپنے تمام رشتہ داروں کو ''نوید'' بھیجتے ہیں، وہ رشتہ دار تاریخ مقررہ پر نائی کے ہمراہ چاول، دہی، دھوتی، یا صرف روپیہ لیکر اس شخص کے دروازہ پر حاضر ہوتے ہیں۔ اس سامانِ مذکورہ کو شادی والا اپنے ایک رجسٹر میں درج کر دیتا ہے پھر جب اس کے رشتہ دار کے گھر شادی پڑے تو اس شخص کو ویسا ہی کرنا پڑے گا خواہ سامان یا روپیہ میں زیادتی کر کے لائے یا نہ لائے، لیکن لانا پڑے گا جتنا ہو سکے، اگر نہیں لایا تو اس پر لعن طعن کی جاتی ہے۔ اگر وسعت نہیں ہے تو قرض لیکر پورا کرتا ہے تا کہ رسوا نہ ہونا پڑے اس کے متعلق نوید لینے والے اور دینے والے کا کیا حکم ہے؟

(۲) اور دوسری بات یہ ہے کہ اگر ولیمہ کی دعوت دی جائے پھر وہ اس طرح کا سامان لائے یعنی روپیہ یا دھوتی وغیرہ تو اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ دعوت اور نوید میں ہمارے یہاں فرق ہے۔ نوید اس کو کہتے ہیں کہ سامان مذکور لائے اور دعوت صرف کھانا کھا لینا ہوتا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

(۱) یہ طریقہ اور اس کا التزام غیر شرعی رسم ہے جس کا ترک کرنا لازم ہے[۲] بلاضرورت

[۱] ملاحظہ ہو بہشتی زیور ص ۲۲ تا ۱۴ ج ۶ بیاہ کی رسموں کا بیان، من احدث فی أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد، مشكوٰة شريف ص۲۷ باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الاول، مطبوعه ياسر نديم ديوبند، بخاری شريف ص ۳۷۱ ج ۱ كتاب الصلح باب اذا اصطلحوا على صلح الخ مطبوعه اشرفيه ديوبند.(حاشیہ ۲ اگلے صفحہ پر)

اور بلا طلب قرض ہے بغیر ادا کئے مطالبہ ذمہ میں باقی رہیگا کسی غریب کی مدد بغیر رسم ونمائش کے اور بغیر اس امید کے کہ یہ ہماری مدد اسی طرح کریگا نیز خوش کرنے کے لئے بلا حاجت بھی ہدیہ کے طور پر دینا مستحسن ہے مگر مذکورہ مسئولہ طریقہ کی یہ صورت نہیں۔

(۲) ولیمہ سنت سے ثابت ہے جب کہ اس میں کوئی امر خلافِ شرع نہ ہو حدیث شریف میں ہے اولم ولو بشاة[۱] اس کے قبول کرنے کی بھی ترغیب بلکہ بلا عذر قبول نہ کرنے پر نکیر آئی ہے جس میں فقد عصی[۲] کا لفظ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیو بند ۲/۱۴/ ۹۱ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دار العلوم دیو بند ۲/۱۵/ ۹۱ھ

سسرال پہونچنے پر دُولہے کے ساتھ کیا جانے والا معاملہ

سوال:- سسرال جانے پر لڑکے کو فوراً لڑکی کے گھر لے جاتے ہیں اور وہاں بھی چومنا ہوتا ہے اور لڑکے کو اس کی سالیاں وغیرہ شربت پلاتی ہیں جس میں جونک وغیرہ کے پانی کا غلبۂ ظن ہوتا ہے اور تمام عورتیں گیت گاتی ہوتی ہیں جس میں لڑکے کے ماں باپ، دادا دادی وغیرہ کو بہت سی گالیوں سے بھی نوازا جاتا ہے اور لڑکے کو تمام لوگوں کے سامنے مجلس میں گھر کے کل کپڑے کو نکال کر سسرال کا کپڑا پہنایا جاتا ہے جس میں نظر یا سحر وغیرہ کا غلبۂ ظن ہوتا ہے۔

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) [۲] من احدث فی امرنا ھٰذا مالیس منه فھو رد. مشکوٰہ ص۲۷ باب الاعتصام بالکتاب والسنة. الفصل الاول، بخاری شریف ص ۳۷۱ ج ۱ کتاب الصلح، باب اذا اصطلحوا الخ، مطبوعه اشرفیه دیوبند،

(صفحہ ہٰذا) [۱] فی حدیث انس رضی الله تعالیٰ عنه أو لم ولو بشاة متفق علیه مشکوٰۃ شریف ص۲۷۸ ج ۱ باب الولیمة.

[۲] عن عبد اللّٰه بن عمر قال قال رسو ل اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من دعی فلم یجب فقد عصی اللّٰه ورسوله الحدیث مشکوٰۃ شریف ص۲۷۸ ج ۱ باب الولیمة.

الجواب حامداً ومصلیاً!

اس کو بھی بند کیا جائے[۱]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

نکاح کے موقع پر مدرسہ کے لئے روپیہ لینا

سوال:- نکاح کے موقعہ پر ناکح پر دعویٰ کر کے مسجد ومدرسہ کے لئے روپیہ لیتے ہیں، یہ جائز ہے یا ناجائز؟ یا رسم ہونے کی وجہ سے دیتے ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

نکاح کے موقع پر ناکح پر دعویٰ کر کے زبردستی مدرسہ کے لئے روپیہ لینا جائز نہیں۔ وہ بخوشی دیں تو اجازت ہے۔ پابندئ رسم کی وجہ سے مجبوراً دیں تب بھی درست نہیں[۲]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۳/ ۹۴ھ

شادی میں تالا، قینچی، سروطہ دینا

سوال:- جہیز میں تالا، قینچی، سروطہ دینے کو منحوس سمجھتے ہیں یہ کہاں تک درست ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

ان اشیاء کا دینا نہ منحوس ہے نہ لازم ہے[۳] حسب ضرورت دینا درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[۱] عن عبد اللّٰہ بن مسعودؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم سباب المسلم فسوق الحدیث، مشکوٰۃ شریف ص ۴۱۱، باب حفظ اللسان الخ، الفصل الاول، مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند، ملاحظہ ہو اصلاح الرسوم ص ۳۱ تا ۵۷ بہشتی زیور ۴۲ تا ۶۶، ج ۶، بیاہ کی رسموں کا بیان، مکتبہ اشرفی دیوبند۔

[۲] عن ابی حرۃ الرقاشی عن عمہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الا لا تظلموا الا لایحل مال امرئٍ إلا بطیب نفس منہ رواہ البیہقی (مشکوٰۃ شریف ص ۲۵۵ باب الغصب)

ترجمہ:- خبردار ظلم نہ کرو خبردار کسی کا مال اس کی دل کی خوشی کے بغیر حلال نہیں۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اس شادی میں کھانا کھانا جس میں باجہ ہو

سوال:- جس شادی میں باجہ بجتا ہے، وہاں جا کر دعوت کھانا کیسا ہے، اگر کھانے سے پہلے باجہ بند کر دیا جائے تو کیسا ہے؟ کھا سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

جس شادی میں پہلے سے علم ہو کہ اس میں لہو ولعب باجہ وغیرہ ہے تو اس شادی میں شرکت کرنا دعوت کھانا جائز نہیں اگر پہلے سے علم نہ ہوا اور وہاں پہنچ کر معلوم ہوا اور کھانے کے وقت باجہ وغیرہ نہ ہو تو عوام کے لئے گنجائش ہے، مقتدا کو بالکل شرکت نہیں کرنی چاہئے۔[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند

جو شادی قرض لیکر کی جائے اس میں شرکت

سوال:- زید کی لڑکی جوان ہے۔ زید غریب آدمی ہے جہاں سے بھی بات ہوتی ہے سب کہتے ہیں کہ ہم گھڑی لیں گے، سائیکل لیں گے اور بہت سی چیزیں مانگتے ہیں۔ گھر میں کوئی مرد نہیں رہتا، اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں بدنامی نہ ہو جائے۔ ادھر لڑکی

(گذشتہ صفحہ حاشیہ) [۳] لاعدوی ولاطیرة . مشکوٰة شریف ص۳۹۲ باب الفال والطیرة. الفصل الاول. مطبوعه یاسر ندیم.

(صفحه هذا) [۱] دعی الی ولیمة وثمه لعب او غناء قعد وأكل لو المنكر فی المنزل، فلو علی المائدة لاینبغی ان يقعد بل يخرج الخ فان قدر علی المنع فعل والاصبر ان لم يكن ممن يقتدی به فان كان مقتدی ولم يقدر علی المنع خرج ولم يقعد وان علم اولا باللعب لايحضر اصلا سواء كان ممن يقتدی به اولا. (الدرالمختار علی الشامی کراچی، ج۶/ص۳۴۸/کتاب الحظر والاباحة، عالمگیری کوئٹه ص۳۴۴ج۵ کتاب الکراهیة، الباب الثانی عشر فی الهدايا والضيافات، زیلعی ص۱۳ ج۶ کتاب الکراهیة، مطبوعه امدادیه ملتان، البحر الرائق کوئٹه ص۱۸۸ ج۸ کتاب الحظر والإباحة، فصل فی الأكل والشرب،

جوان، ادھر غربت مجبوراً زید نے قرض لے کر شادی کر دیا۔ گاؤں کے بہت سے مولوی حضرات زید کے خلاف ہو گئے اور اس شادی میں شرکت کو منع کرتے ہیں۔ اس میں زید کہاں تک خطاوار ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر اس تقریب میں کوئی خلافِ شرع چیز ناچ باجہ وغیرہ نہیں تو محض قرض لینے کی وجہ سے شرکت ممنوع نہیں سب شریک ہو سکتے ہیں[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

اہل مجلس سے قبول کرانا

سوال:- آج کل رواج ہے کہ نکاح کے بعد دلہن کے ہاتھ میں ایک کپڑا دیتا ہے اور اس کی دوسری طرف حاضرین مجلس (من طرف الزوج) پکڑ لیتا ہے اور دلہن کا وکیل یہ الفاظ کہتا ہے کہ اتنے دن تک میں نے اس کو کھلایا پلایا اس وقت اس کو آپ لوگوں کے سپرد کرتا ہوں پھر حاضرین مجلس اس کو قبول کرتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

نکاح ایجاب وقبول سے ہو جاتا ہے[۲] سوال میں جو صورت درج ہے وہ ایک لغو اور بے اصل رسم ہے زوج اور زوجہ یا ان کے طرف سے وکیل کا ایجاب وقبول کافی ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[۱] ولو دعی الی دعوة فالواجب ان یجیبه الی ذلک وإنما یجب علیه ان یجیبه اذا لم یکن هناک معصیة ولا بدعة الخ، عالمگیری کوئٹه ص۳۴۳ ج۵ الباب الثانی عشر فی الهدایا والضیافات، کتاب الکراهیة، شامی زکریا ص ۵۰۱ ج۹ کتاب الحظر والاباحة.

[۲] وینعقد بایجاب وقبول، بحر کوئٹه ص ۸۱ ج۳ کتاب النکاح، هدایه ص۳۰۵، ج۲، کتاب النکاح، مطبوعه دار الکتاب دیوبند، الدر المختار علی الشامی کراچی ص ۹ ج۳ کتاب النکاح.

باب یازدھم: نکاح کے متفرق مسائل

والدین کے اصرار کے باوجود دینی مشغولی کی وجہ سے نکاح نہ کرنا

سوال:- ایک شخص کی عمر اٹھائیس ۲۸ر سال ہے اوراس کے ماں باپ نکاح کرنے پر زور دیتے ہیں اور یہ شخص اپنے دینی کام میں مشغول رہتا ہے اور اتنا کما نہیں رہا ہے کہ بیوی بچوں کو پال سکے اور نفس پر بھی قابو ہے شادی کرنے کے لئے تیار نہیں ہے جس سے اس کے ماں باپ ناراض ہیں تو اس حالت میں مسئلہ کیا ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

ابھی شادی نہیں کی تو بچوں کی ضروریات پوری کرنیکا کیا سوال ہے، اگر اس شخص کی حالت شہوت کے اعتبار سے اعتدال پر ہے اوراسکی اتنی قدرت ہیکہ شادی کرکے بیوی کا نفقہ واجبہ ادا کرسکے تو اس کو نکاح کرنا سنت ہے[1] اور جب والدین کا اصرار ہے اور نکاح نہ کرنے کی وجہ سے ناراض ہیں تو اس کا نکاح کرنا اور بھی مؤکد ہوجاتا ہے۔ دوسرے دینی کاموں وغیرہ کی وجہ سے اس کو ترک نہ کرے[2] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۴؍۵؍۱۳۹۰ھ

---

[1] یکون سنة مؤکدة حال الإعتدال أی القدرة علی وطء ومهر ونفقة (الدرعلی ا لرد کراچی ص۷ج۳ کتاب النکاح)، النهر الفائق ص۱۷۵ ج۲ کتاب النکاح، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، البحر الرائق کوئٹه ص۸۰ ج۳ کتاب النکاح.

[2] عن ابی نجیح ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال من کان موسرا لان ینکح ثم لم ینکح فلیس منی، مجمع الزوائد، ص۲۶۲ ج۴، کتاب النکاح، باب الحث علی النکاح، (بقیہ اگلے صفحہ پر)

نکاح سے اگر تعلیم میں حرج ہومگر والدین مجبور کریں

سوال:- زید ابھی تعلیم حاصل کررہا ہے اور زید عاقل بالغ ہے اور زید کے گھر والے مجبور کرتے ہیں شادی کرنے پر اور زید ابھی شادی کرنا نہیں چاہتا ہے، حتی کہ اس کے والدین اور دیگر احباب بھی زور شور کررہے ہیں کہ زید کی شادی ہوجانی چاہئے۔لیکن زید چاہتا ہے کہ شادی مؤخر ہوجائے۔ان حالات میں زید کیا کرے؟

الجواب حامداًومصلیاً!

اگر زید کو ابتلاء معصیت کا اندیشہ نہیں اور نکاح کے بعد اس کو تحصیل علم میں رکاوٹ کا ظن غالب ہے تو اس کو حق ہے کہ وہ نکاح کو مؤخر کردے۔ اگر والدین صرف نکاح پر اصرار کریں رخصت کو مؤخر کردیں تو زید کو چاہئے کہ اس سے انکار نہ کرے۔ اگر ابتلاء معصیت کا اندیشہ ہے تو اس کو چاہئے کہ نکاح کرلے، پھر حسب موقع تعلیم کا سلسلہ جاری رکھے۔زید کے سامنے تین چیزیں ہیں۔تحصیل علم، حفاظت نفس، اطاعت والدین۔ ان تینوں کو جمع کرنے کی صورت تحریر کردی گئی[1]۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۱/۱۳۹۶ھ

نکاح کے وقت کونسی نماز پڑھی جاتی ہے؟

سوال:- دور حاضر میں قبل نکاح نوشہ کو دو رکعت نماز پڑھاتے ہیں یہ کونسی نماز ہے نفل شکرانہ ہے یا کوئی اور؟

(گذشتہ صفحہ حاشیہ) حديث ۳۰۳۷ مطبوعه دار الفكر بيروت. المعجم الكبير للطبرانى ص۳۲۶، من يكنى ابا نجيح، مطبوعه دار احياء التراث العربى بيروت.

(صفحہ ہٰذا) [1] ويكون واجبا عند التوقان فان تيقن الزنا الابه فرض أى بان كان لايمكنه الإحترازعن الزنا إلابه الخ. الدرالمختار مع الشامى زكريا ص۶۳ ج۴ كتاب النكاح، سكب الأنهر على هامش مجمع الأنهر ص۴۶۷ ج۱ كتاب النكاح، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، تبيين الحقائق ص۹۴ ج۲ كتاب النكاح، مطبوعه امداديه ملتان.

الجواب حامداًومصلیاً!

یہ نماز ایسی نماز ہے کہ نہ خدائے پاک نے فرض کی نہ حضورا کرم ﷺ نے مسنون قرار دی، یعنی بے اصل ہے جاہل بے نمازی دولہا کو نماز پڑھوا کر اسکے مسلمان ہونے کا ثبوت دیتے ہیں اسی طرح مجلس نکاح میں کلمہ پڑھوا کر مسلمان ہونا ثابت کرتے ہیں، اگرکوئی شخص پانچوں وقت نماز پڑھتا رہے اور بھی اسلام کی باتیں اختیار کرتا رہے تو مجلس نکاح میں اسکے مسلمان ہونے کا ثبوت پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۹/۵/۱۴۰۰ھ

نکاح کے بعد دعا کس وقت پڑھی جائے؟

سوال:- نکاح کے بعد خلوت شب اول میں عورت کی پیشانی کے بال پکڑ کے اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ من خیرھا وخیرماجبلتھا علیہ وَاَعُوذُبِکَ مِن شرّھا وَشرماجبلتھا علیہ پڑھنا ہے کیا یہ دعا خلوت سے پہلے پڑھی جاتی ہے یا نکاح ہوتے ہی عورت کے پاس جا کر فوراً بعد نکاح پڑھی جاتی ہے۔اس کے پڑھنے کا افضل طریقہ کیا ہے اور افضل وقت کیا ہے؟

الجواب حامداًومصلیاً!

نکاح کے بعد جب ملاقات تنہائی میں ہو اس وقت یہ دعا پڑھی جائے[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۲۸/۱/۹۲ھ

---

[1]......عن عائشة رضی اللّٰه عنها قالت قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من أحدث فی أمرنا هذا مالیس منه فهوردٌّ، متفق علیه، مشکوٰة شریف ص۲۷، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، الفصل الأول، یاسر ندیم دیوبند،
ترجمہ:- حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے نئی بات ہمارے اس دین میں نکالی جو اس میں نہ تھی وہ مردود ہے۔

[2] یستحب أن یسمی اللّٰه تعالیٰ ویاخذبنا صیتها اول مایلقاها بارک اللّٰه لکه واحد منا فی صاحبه ویقول معه الی قوله قال: إذا تزوج أحدکم إمرأة أو اشتری خادما فلیقل اللهم إنی اسئلک خیرها وخیرما جبلتها علیه واعوذبک من شرها الخ. الأذکار المنتخبة من کلام سید الأبرار ص۲۵۱باب مایقول الزوج إذا دخلت علیه إمرأته لیلة الزفاف، ابوداؤد شریف ص۲۹۳ ج۱ باب فی جامع النکاح عمل الیوم واللیلة للنسائی ص۹۸ ما یقول إذا افاد امرأ ة، حدیث۲۶۴، مطبوعه دار الفکر بیروت، (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ایک مجلس میں متعدد نکاح ہوں تو ان میں افضل کون ہے؟

سوال: - تبلیغی اجتماع میں تیس آدمیوں کی شادیاں ہوئیں۔ اس میں بکر نے اپنا نکاح سب سے پہلے پڑھوایا۔ زید نے بکر سے کہا کہ تم نے غلطی کی، اپنا نکاح سب سے بعد میں پڑھواتے۔ **سَیّدُ القوم خادمھم.** بکر نے جواب دیا دعویٰ ایران کا دلیل توران کی ۔ جو کچھ کیا بالکل ٹھیک کیا۔ **فاستبقوا الخیرات**۔ زید کا کہنا کہ "غلطی کی" درست ہے یا نہیں؟ نیز ان کی دلیل دعویٰ کے مطابق ہے یا نہیں؟ ایک تو ہے جواز، ایک ہے افضلیت تو اس میں افضل بات کیا ہے؟ نکاح پہلے پڑھوانا یا بعد میں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

ضرورت ومصلحت تقدیم میں ہو تو تقدیم افضل ہے۔ تاخیر میں ہو تو تاخیر افضل ہے۔ **سید القوم خادمھم** یہاں چسپاں نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

شادی میں چھوارے کون لائے؟

سوال: - شادی میں چھوارے لٹائے جاتے ہیں وہ لڑکی والا لائے یا لڑکے والا، کون سی صورت افضل ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

جو اس فضیلت کو حاصل کرنا چاہے لے آئے[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

(باقی حاشیہ صفحہ گذشتہ)...... عمل الیوم واللیلة لابن السنی ص ۲۱۲ باب ما یقول اذا افاد امرأة، حدیث ۲۰۰، مطبوعہ موسسة الکتب الثقافیة بیروت.

(حاشیہ صفحہ ھذا) [1] فاستبقوا الخیرات، سورۂ بقرہ آیت ۱۴۸.

تین لڑکوں کی شادی ایک دم کرنا

سوال:- کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ اگر تین لڑکوں کی شادی ایک ساتھ کروگے تو اچھا نہیں ہے طلاق ہوجاتی ہے کیا یہ بات صحیح ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

یہ بات غلط ہے[1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

عقد نکاح سے انکار کا حکم

سوال:- ہندہ نے نکاح ثانی زید سے پچاس ساٹھ برادری کے مسلمانوں میں کرلیا بعد نکاح زوج سابق کے رشتہ داروں نے جائیداد کا جھگڑا کر کے مقدمہ عدالت میں دائر کردیا۔ فریقین نے وکیل کرلئے، ہندہ کا ایک ہندو وکیل ہے جس نے یہ رائے دی ہے کہ ہندہ نکاح ثانی سے انکار کردے تو زوج سابق کی جائیداد پر قابضہ رہ سکتی ہے۔ اس پر عمل کرتے ہوئے ہندہ اوراس کا ایک متبنّٰی لڑکا دونوں نکاح سے انکاری ہوگئے۔ عدالت میں جواب دعوی میں لکھادیا کہ نکاح نہیں ہوا برادری کی تھوک بندی کی وجہ سے چند اہل برادری نے بھی یہ کہدیا کہ نکاح نہیں ہوا حالانکہ وہ پچاس ساٹھ مسلمان اب تک بھی کہتے ہیں کہ نکاح ہوا اور ہم مجلس نکاح میں شریک تھے ایسی حالت میں صرف جائیداد کی وجہ سے زوجہ اور زوج کا نکاح سے انکار کرنا قابل تسلیم ہوگا یا نہیں اور جو مسلمان اس کا ساتھ دے رہے ہیں وہ کیسے ہیں اور مسلمانوں کے مجمع میں شرعی نکاح کو جو بوجہ مقدمہ وسخن پروری انکار کرتے ہیں وہ ازروئے شرع شریف کیسے ہیں عدالت میں مقدمہ

[1] نیز یہ خیال بدشگونی وبدفالی ہے جو اسلامی عقیدہ نہیں ہے اس لئے اس عقیدہ کا ترک لازم ہے۔ لاعدوی ولاطیرة. مشکوٰة شریف ص۳۹۲ باب الفال والطیرة الفصل الاول. مرقاة شرح مشکوٰة ص۵۱۹ ج۴ باب الفال والطیرة، مطبوعہ ممبئی، الفتاوی الحدیثیة ص۲۸ مطلب فی الجواب عن الایام واللیالی الخ، مطبوعہ دار الفکر بیروت. ابوالقاسم ادروی.

دائر ہے اور چند مسلمانوں کی گواہی بھی ہو چکی ہے کہ نکاح ہو گیا اور ایک اسٹامپ پر سرکاری فرائض نویس کا نکاح نامہ لکھا ہوا بھی ہے جس پر برادری والوں کی شہادت ثبت ہے باوجود ان تمام باتوں کے پھر نکاح سے انکار کرنا مقدمہ کی وجہ سے کیسا ہے اور ساتھ دینے والے کیسے ہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

جھوٹ بولنا شرعاً حرام اور کبیرہ گناہ ہے لیکن اپنا حق وصول کرنے اور ظلم دفع کرنے کے لئے جب کہ کوئی دوسری صورت قابو میں نہ ہو۔ تعریضاً کذب جائز ہے صراحۃً اس وقت بھی جائز نہیں ہے اگر وہ جائیداد ہندہ کی نہیں بلکہ زوج سابق کے دیگر ورثاء کی ہے اور ہندہ اپنا مہر اور حصہ وراثت لے چکی یا معاف کر چکی ہے تب تو کسی طرح ہندہ کو جھوٹ بولنا جائز نہیں قطعاً حرام ہے جو لوگ اس کے ساتھ اس کبیرہ گناہ میں شریک ہیں وہ بھی کبیرہ گناہ کے مرتکب ہیں سب کو توبہ کرنا فرض ہے اگر وہ جائیداد ہندہ کی ہے خواہ بعوض دین مہر ہو یا وراثت یا کسی اور طرح وہ ہندہ کی ملک ہے اور زوج سابق کے ورثاء ہندہ کو نہیں دیتے اور ہندہ کسی دوسری طرح اس جائیداد کو وصول نہیں کر سکتی تو ہندہ کو تعریضاً کذب جائز ہے[1] اور اس معاملہ میں جو لوگ اس کی اعانت میں ہیں وہ بھی گنہگار نہیں۔

قال اللّٰہ تعالیٰ تعاونوا علی البر والتقویٰ ولاتعاونوا علی الإثم والعدوان[2]. اور ہندہ کے انکار کرنے سے نکاح نہیں ٹوٹا اور زوج نے اگر یہ الفاظ کہے ہیں کہ میں نے ہندہ سے نکاح نہیں کیا تو اس سے طلاق واقع نہیں ہوئی۔ وفی الفتاویٰ : رجل قال لامرأته تو مرا چیزے نباشی۔ ههنا خمسة الفاظ أحدها ماذکرنا، الثانی إذا قال لم یکن بیننا نکاح، الثالث اذا قال لهالم

---

[1] الکذب مباح لإحیاء حقه ودفع الظلم عن نفسه والمراد التعریض لأن عین الکذب حرام. الدرالمختار کراچی ص۴۲۷ ج۶ فصل فی البیع .کتاب الحظر والاباحة، سکب الأنهر علی هامش مجمع الأنهر ص۲۲۱، کتاب الکراهیة، فصل فی المتفرقات، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[2] سورۃ المائدہ پارہ ۶ / آیت ۲۔

اتزوجک فلایقع الطلاق فی ھٰذہ الأ لفاظ الثلٰثة وإن نویٰ خلاصة[1]. ص۹۷.

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۷/شعبان ۵۴ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ، صحیح: عبداللطیف ۱۸/شوال ۵۴ھ

ڈاکٹر کے ساتھ خلا ملا کرنے سے نکاح نہیں ٹوٹتا

سوال:- اگر کوئی عورت اپنے معالج سے جو کافر بھی ہو خلا ملا پیدا کرے اس سے تخلیہ کرے اس کے ساتھ بالکل بے حجاب ہو جائے اس کے ساتھ خط وکتابت کرے اس کو تحفۃً دستیاں کشیدہ نکال کر دے جس میں اپنا اور اس کا نام ایک جگہ کشیدہ میں نکالے۔ تو کیا ان افعال سے نکاح ٹوٹ گیا اور جب نکاح ٹوٹ گیا تو حسب تحریر شاہ عبدالقادر صاحبؒ محدث دہلوی بحاشیہ آیت ایک رکوع ایک پارہ پانچ جملہ مہر ساقط نہیں ہوتا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

ان افعال کے ناجائز اور گناہ ہونے میں شبہ نہیں مگر ان سے نکاح نہیں ٹوٹتا۔ کذا فی مجموعۃ الفتاویٰ[2] لہٰذا مہر بھی ساقط نہیں ہوتا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[1] خلاصة الفتاویٰ ص۹۷ ج۲ کتاب الطلاق، مطبوعه نول کشور، تاتارخانیة ص۳۲۱ ج۳ کتاب الطلاق، الفصل الخامس فی الکنایات، نوع آخر: فی قوله لست لی بإمراء ة وما یتصل به، مطبوعه إدارة القرآن کراچی، عالمگیری دار الکتاب ص۳۷۵ ج۱ الباب الثانی فی إیقاع الطلاق، الفصل الخامس فی الکنایات.

[2] مجموعة الفتاویٰ ص۷۷ ج۳ کتاب النکاح. مطبوعه یوسفی لکھنؤ. والمزنی بها لا تحرم علی زوجها، شامی دار الفکر بیروت ص۵۰ ج۳، فصل فی المحرمات مطلب فیما لو زوج المولیٰ أمته.

انقطاع ولادت سے نکاح ختم نہیں ہوتا

سوال:- کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید کی شادی ہونے کے بعد دولڑ کے پیدا ہوئے جو کہ فوت ہوگئے اس کے بعد لڑکے ہونے بند ہوگئے کیونکہ وہ عورت مرد کے قابل نہ رہی لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ جب زید کی بیوی مرد کے قابل نہیں رہی تو زید کے نکاح سے ختم ہوگئی تو کیا ایسا لوگوں کا کہنا شریعت مطہرہ سے درست ہے یا نہیں اور ایسی صورت میں اگر زید ثانی نکاح دوسری عورت سے کرلے تو زید کی اولاً بیوی جو مرد کے قابل ہی نہیں اپنے شوہر زید سے مہر کی حقدار ہوسکتی ہے یا نہیں کیونکہ زید کی بیوی کا خود یہ بیان ہے کہ میں اب تمہارے قابل یعنی زید کے قابل نہ رہی۔ جواب باصواب دیکر عنداللہ ماجور وعندالناس مشکور ہوں۔ بینوا توجروا.

الجواب حامداًومصلیاً!

لوگوں کا یہ کہنا کہ اس صورت میں زید کا نکاح ختم ہوگیا غلط ہے اور جہالت پرمبنی ہے۔ایسی صورت میں بھی شرعاً نکاح باقی ہے مہر پورا واجب ہے[۱] خواہ زید دوسری عورت سے شادی کرلے یا اسی پر قناعت کرے اگر بیوی خود ہی مہر معاف کردے تو معاف ہوجائے[۲] گا۔فقط سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

---

[۱] ویتأکدعند وط ء أو خلوة صحت أو موت أحدهما وإذا تاکد المهرلایسقط بعدذالک وإن کانت الفرقة من قبلها لأن البدل بعد تأکده لایحتمل السقوط إلا بالإبراء، الدرالمختار مع رد المحتار کراچی ص۱۰۲ ج۳، باب المهر، عالمگیری کوئٹه ص۳۰۳/۱، الفصل الثانی فیما یتأکد به المهر، بدائع الصنائع کراچی ص ۲۹۱ ج۲ فصل وأما بیان ما یتأکد به المهر.

[۲] وصح حطها لکله أو بعضه عنه (الدرالمختار علی الشامی کراچی ص۱۱۳ ج۳ باب المهر)، عالمگیری کوئٹه ص۳۱۳ ج۱ الفصل السابع فی الزیادة فی المهر والحط عنه، البحر الرائق کوئٹه ص۱۵۰ ج۳ باب المهر، النهر الفائق ص۲۳۶ ج۲ باب المهر، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، مجمع الأنهر ص۵۱۴ ج۱ باب المهر، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

شوہر کے زنا سے بیوی کا نکاح فاسد نہیں

سوال: - زید کی منکوحہ بیوی شریفہ ہے اور منکوحہ ہوتے ہوئے پھر اگر زید زنا کرے ہندہ کے ساتھ تو کیا زید کا نکاح شریفہ کے ساتھ قائم رہے گا یا نکاح خارج ہو جائے گا اور منکوحہ بیوی شریفہ سے جو اولاد ہوگی وہ حرامی ہوگی یا حلالی، اور صرف زید گنہگار ہوگا؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اس سے نکاح منقطع نہیں ہوگا[1] گناہ ہوتا ہے[2] اولاد حرامی نہیں ہوگی بلکہ ثابت النسب ہوگی[3] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

عورت کے زنا سے نکاح ختم نہیں ہوتا

سوال: - زید کی بیوی نے بکر کے ساتھ زنا کیا جس کا ثبوت موجود ہے اور دونوں نے اپنے اس فعلِ بد کا اقرار بھی کیا ہے۔ تو زید کی بیوی نکاح سے خارج ہوگی یا نہیں زید اس کو دوبارہ رکھنے پر تیار ہے۔ شرعی حکم کیا ہے۔ معہ حوالہ معتبرہ وضاحت فرماویں۔ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً!

اس حرکت سے نکاح ختم نہیں ہوا زید اگر رکھنا چاہتا ہے تو بیوی سے توبہ واستغفار کرالے

---

[1] وفی آخر حظر المجتبیٰ لا یجب علی الزوج تطلیق الفاجرة، ولا علیها تسریح الفاجر الخ، در مختار علی الشامی دار الفکر بیروت، ص ۵۰ ج۳ فصل فی المحرمات مطلب فیما لو زوج المولی أمته.

[2] عن أبی هریرة رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم، لا یزنی الزانی حین یزنی وهو مؤمن الحدیث، متفق علیه، مشکوٰة شریف ص۱۷ ج۱ باب الکبائر وعلامات النفاق، الفصل الأول، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند.

[3] إذا کان الفراش قائماً فإن ثبوت النسب هناک بإعتبار الفراش، مبسوط سرخسی ص۳/۴۸، الجزء السادس باب العدة وخروج المراء ة من بیتها، مطبوعه دار الفکر بیروت.

اورآئندہ کواس سے ایسی حرکت نہ کرنے کا عہد لیلیے درمختار[۱] میں ہے۔ ولایجب علی الزوج تطلیق الفاجرۃ ص ۲۷۴ ج ۵

اورشامی میں ہے۔ والفجور یعم الزنا. وغیرہ اس کے لئے استدلال میں حدیث بھی نقل کی ہے وقد قال. صلی اللّٰہ علیہ وسلم لمن زوجتہ لاترد ید لامس وقد قال إنی أحبھا استمتع بھا. ردالمحتار[۱] ص ۲۷۴ ج ۵. فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۶/ ۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

بیوی کو آٹھ ماہ تک نہیں دیکھا

سوال:- میری بیوی نیک ہے، وفا شعار ہے، نو بچے ہیں، ۲۰/ برس شادی کو گذر گئے کبھی ناراضگی کی نوبت نہیں آئی میں ۱۹۶۸ء میں حج کو گیا تھا اور بیوی سے کہہ کر گیا تھا کہ گھر سے باہر مت نکلنا۔ لیکن وہ ایک دفعہ سینما گئی، پھر ایک دفعہ عرس میں گئی، پھر کسی اور جگہ گئی، جس پر میرے بھائی نے اس کو بہت مارا۔ جب میں حج سے واپس آیا تو یہ واقعہ مجھے بتلایا۔ حج سے آنے پر میرے سالے صاحب بھی مجھے بمبئی لینے آئے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ اپنی بہن کو اپنے گھر لے جائیں۔ انھوں نے ایسا ہی کیا۔ مگر سب محلّہ والوں نے میری عورت کو بے قصور کہا۔ لیکن مجھے شک رہا۔ اب میں نے ۸/۹/ ماہ سے اپنی زوجہ کی شکل نہیں دیکھی، ویسے ہی نفقہ برابر دے رہا ہوں۔ بچے میرے ساتھ ہیں۔ میرا یہ عمل شرعاً درست ہے یا نہیں؟ نیز میرا ارادہ ہے کہ اب دوسری شادی کرلوں، کیونکہ گھر میں پکانے کی بہت دقت ہے۔ میرا یہ خیال صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

غلطی انسان کے ساتھ لگی ہوتی ہے مرد ہو یا عورت سب سے ہی کچھ نہ کچھ چھوٹی بڑی غلطی ہو

---

[۱] الدرالمختار مع ردالمحتار ص ۴۲۷ ج ۶ کراچی فصل فی البیع. کتاب الحظر والإباحة، شامی زکریا ص ۶۱۱ ج ۹، البحر الرائق کوئٹہ ص ۱۰۷ ج ۳ فصل فی المحرمات.

جاتی ہے، غلطی پر نادم ہوکر سچے دل سے توبہ کرنے سے اللہ پاک بھی معاف فرمادیتے ہیں[1]۔ آٹھ مہینے تک آپ نے اس کو الگ رکھا۔ یہ سزا بہت کافی ہے۔اس مدت میں آپ اس کو خرچ دیتے رہے۔ یہ مزید احسان کیا۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

بیس ۲۰/بچوں کے بعد کیا تجدید نکاح ضروری ہے

سوال:- یہ جو مشہور ہے کہ جس عورت کو ایک شوہر سے بیس بچے ہوں اس کو دوبارہ نکاح کرنا چاہیئے، اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

یہ بے اصل اور غلط ہے[2] اس سے نکاح ختم نہیں ہوتا، دوبارہ نکاح کی ضرورت نہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۲/ ۹۰ھ

کیا حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا تجدید نکاح ہوا تھا؟

سوال:- حضرت بی بی زینبؓ کا تجدید نکاح ہوا تھا آخر میں ابوالعاصؓ کے ساتھ یا پہلے والا نکاح قائم تھا !

---

[1] عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان العبد اذا اعترف ثم تاب تاب الله عليه. مشکوٰۃ شریف ص۲۰۳ باب الاستغفار والتوبة. الفصل الاول. مطبوعہ یاسر ندیم دیوبند

ترجمہ:۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت رسول مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بندہ جب اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرتا ہے۔

[2] من احدث فی امرنا هذا ما ليس منه فهو رد، مشکوٰۃ شریف ص۲۷ باب الاعتصام، بالكتاب والسنة، الفصل الاول، یاسر ندیم دیوبند.

الجواب حامداً ومصلیاً!

پہلے ہی کا نکاح قائم تھا کذا فی اللمعات[۱] شرح المشکوٰۃ۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ

تجدید ایمان وتجدید نکاح کی ضرورت کب ہوتی ہے؟

سوال: - اس بارے میں حکم شرع سے مطلع فرمائیں، جس کا حوالہ ب ۹۲۱ر مورخہ ۱۷ر ۹ر ۸۸ھ ہے اس میں زید کو یہ پوچھنا ہے کہ جن صاحب اور جماعت نے عمداً یہ نکاح کیا اور کرایا ان کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے کیا وہ صرف توبہ واستغفار کے مستحق ہیں یا تجدید نکاح بھی کرنا ہے۔ علانیہ توبہ واستغفار کے علاوہ تجدید نکاح کا بھی حکم دیا جائے اس کے بارے میں تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

کسی کی عدت میں نکاح ثانی جائز نہیں ہے۔ لایجوز للرجل أن یتزوج زوجة غیره وكذلك المعتدة كذا فی السراج الوهاج (از فتاویٰ عالمگیری[۲]) لہٰذا جو نکاح اس طرح کر دیا گیا وہ شرعاً معتبر نہیں ہوا بلکہ گناہ ہوا۔ مرد وعورت میں علیحدگی کرادی جائے، عدت ختم ہونے پر دوبارہ نکاح کیا جائے۔ جن لوگوں نے یہ نکاح کرایا ہے وہ گنہگار ہوئے ان کو توبہ واستغفار لازم

---

[۱] أن زینب بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم هاجرت من مكة إلی المدینة وخلفت زوجها اباالعاص كافراً بمكة فردها رسول الله صلی الله علیه وسلم إلیه بالنكاح الأول بعد أن اسلم (اشعةاللمعات بحواله حاشیة مشكوٰة ص۲۷۵، باب المحرمات، الفصل الثانی، رقم الهامش ۱، مطبوعه یاسر ندیم دیوبند، شرح الطیبی علی مشكوٰة المصابیح ص۲۷۶ ج۶ باب المحرمات، الفصل الثانی، مطبوعه إدارة القرآن كراچی.

[۲] الهندیة كوئٹه ص۲۸۰ ج۱ القسم السادس المحرمات التی یتعلق بها حق الغیر، الباب الثالث، تاتارخانیة ص۴ ج۳، الفصل الثامن فی بیان ما یجوز من الأنكحة الخ، مطبوعه كراچی، خانیة علی هامش الهندیه ص۳۶۶ باب فی المحرمات، مطبوعه دار الكتاب دیوبند.

ہے اور اس بات کو پورے طور پر ظاہر کر دیا جائے کہ یہ نکاح غلط ہوا۔ اس کے باوجود ان لوگوں پر اپنے نکاح کی تجدید لازم نہیں۔ گناہ اگرچہ کبیرہ ہو اس سے تجدید نکاح لازم نہیں ہوتی۔ البتہ اگر خدانخواستہ کفر کا صدور ہو جاوے تو ایمان کے ساتھ نکاح بھی ختم ہو جاتا ہے پھر تجدید ایمان وتجدید نکاح لازم ہوتی ہے[1]۔

جس مسئلہ میں اختلاف ہو کہ اس سے کفر ہوا یا نہیں ہوا وہاں احتیاطاً تجدید ایمان وتجدید نکاح کا امر کیا جاتا ہے **ما کان فی کونه کفراً إختلاف یومر بتجدید الإیمان وتجدید النکاح الخ**[2]۔

کبیرہ گناہ کی وجہ سے اہل سنت والجماعت کے نزدیک نہ کفر ہوتا ہے نہ ایمان سے خارج ہوتا ہے۔ کذا فی شرح الفقہ الأکبر[3] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دار العلوم دیوبند ۸/۱۱/ ۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دار العلوم دیوبند ۹/۱۱/ ۸۸ھ

عورت کا شوہر کو یہ جواب کہ ''توبہ نہیں کروں گی'' کیا تجدید ایمان وتجدید نکاح ضروری ہے؟

سوال:- ایک شخص نے اپنی اہلیہ سے کسی گناہ پر تنبیہ کرتے ہوئے کہا کہ دیکھو جی توبہ کرلو۔

---

[1] ما یکون کفراً إتفاقاً یبطل العمل والنکاح وأولاده أولا دزناً کذا فی فصول العمادی لکن ذکر فی نور العین ویجدد بینهما النکاح إن رضیت زوجته بالعود الخ، الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۳۹۰، ج۶، باب المرتد، مطلب : جملة من لا تقبل توبته، عالمگیری کوئٹہ ص۲۸۳ ج۲ الباب التاسع فی أحکام المرتدین، قبیل الباب العاشر فی البغاة : مجمع الأنهر ص ۵۰۱ ج۲ باب المرتد، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت.

[2] الدرالمختار مع الشامی زکریا ص ۳۹۱ ج۶ کتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب : جملة من لا تقبل توبته، مجمع الأنهر ص۵۰۱ ج۲ باب المرتد، مطبوعه دار الکتب العلمیة بیروت، عالمگیری ص۲۸۳ ج۲ الباب التاسع فی أحکام المرتدین، قبیل الباب العاشر فی البغاة، مطبوعه دار الکتاب دیوبند.

[3] فترک الطاعات بالکلیة وإرتکاب السیات بأسرها لایخرج المؤمن عن الإیمان عند اهل السنة والجماعة، شرح فقه اکبر ص ۲۱۰ ج مطبوعه رحیمیه دیوبند.

ویسے اس کی اہلیہ نیک ہے۔مگر اس وقت مذاق سے کہہ دیا کہ میں توبہ نہیں کروں گی۔ پھر کہتے ہی اسی وقت ندامت ہوگئی اور توبہ کرلی۔اس واقعہ کی وجہ سے اس کے ایمان میں کچھ خرابی آ کر نکاح میں کوئی فرق آ سکتا ہے یا نہیں؟ یا صرف گنہگار رہوگی؟

الجواب حامداًومصلیاً!

اگر شوہر نے کسی خاص گناہ سے متعلق کہا کہ اس گناہ سے توبہ کرلو اور وہ گناہ بیوی نے نہیں کیا تھا۔ بیوی نے کہا کہ میں توبہ نہیں کروں گی،تو اس کی وجہ سے اس کے ایمان میں خلل نہیں ہوگا اور اگر کسی خاص گناہ سے متعلق نہیں کہا بلکہ ویسے ہی کہا،جس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو توبہ کرتے ہی رہنا چاہئے۔اس پر یہ جواب دیا کہ توبہ نہیں کروں گی تو یہ بہت خطرناک ہے۔ کیونکہ قرآن کریم میں بھی اہل ایمان کو توبہ کرنے کا حکم ہے۔یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا تُوبُوا الی اللّٰہِ تَوْبَةً نَصُوْحاً[1]. اب اس صورت میں کلمہ پڑھ کر اپنی اس بات سے توبہ کرنا چاہئے اور دو آدمیوں کے سامنے تجدید نکاح بھی کرلیں[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاهٔ العبد محمود غفرلهٗ دارالعلوم دیوبند ٢۵/١٠/١٣٩٩ھ

کیا ہر ماہ تجدید نکاح کی جائے؟

سوال:- میں نے سنا ہے کتاب شامی میں لکھا ہے کہ ہر ماہ میں تجدید نکاح احتیاطاً کرلیا جائے۔ واللہ اعلم،تو ایسی صورت میں دو گواہوں کے موجود ہونے کی ضرورت ہے یا نہیں جو صورت ہو۔ بیان فرمایا جائے۔تجدید نہ کرنے میں کوئی خلاف تو نہیں جیسا کہ اکثر لوگ اس کے متعلق گوش آشنا نہیں چہ جائیکہ عمل کریں!

---

[1] سورۂ تحریم آیت:٨،ترجمہ:۔اے ایمان والو تم اللہ کے آگے سچی توبہ کرو۔(از بیان القرآن)

[2] ماكان فى كونه كفراً إختلاف فإن قاتله يومر بتجديد النكاح وبالتوبةوالرجوع عن ذلك بطريق الإحتياط. عالمگیری کوئٹہ ص٢٨٣ ج٢ باب المرتد. ومنها مايتعلق بتلقين الكفر الخ، قبيل الباب العاشر فى البغاة، مجمع الأنهر ص ٥٠١ ج٢ باب المرتد، مطبوعه دار الكتب العلمية بيروت، شامى زكريا ص ٣٩١ ج١ باب المرتد.

الجواب حامداً ومصلیاً!

جن سے آپ نے سنا ہے ان سے شامی کی اصل عبارت مع حوالہ جلد وباب لکھوا کر بھیجیں۔ اس کو دیکھ کر انشاء اللہ تعالیٰ جواب پیش کیا جائے گا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ

بیوی کے قصور پر دوسرا نکاح ہو جائے تو مساوات ضروری ہے

سوال:- میرا خیال ہے کہ دوسری شادی کے بعد بھی میری پہلی عورت حج کو جا کر آ گئی، تو میں دونوں کو سنبھال لوں گا، تو ایسا کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

بلا ضرورت دوسری شادی کرنے میں اکثر پریشانی ہوتی ہے، دونوں میں اتفاق ہونا مشکل ہوتا ہے، جو شخص دونوں کا حق ادا کر دے اور انصاف سے رہے، تو اس کی اجازت بھی ہے[1] آپ خود ہی غور کر لیں، حق تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے اور سب معاملات دین ودنیا میں بہترین طریقہ پر مدد فرمائے[2] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۱۳۸۸/۱۰/۲۹ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ دار العلوم دیوبند ۱۳۸۸/۱۰/۲۹ھ

رشتہ خراب ہونے پر بچولئے کو برا بھلا کہنا

سوال:- عرض یہ ہے کہ لڑکی کا رشتہ ہو یا لڑکے کا رشتہ ہوا اور وہ رشتہ دار غلط ہو جائیں، لڑکی کی

---

[1] ومنها وجوب العدل بين النساء في حقوقهن من القسم والنفقة (إلى قوله) لو كانت تحته امرأتان حرتان أو امتان يجب عليه أن يعدل بينهما في المأكول والمشروب والملبوس والسكنى والبيتوتة الخ، بدائع کراچی ص ۳۳۲ ج ۲ فصل ومنها وجوب العدل، مجمع الأنهر ص ۵۴۸ ج ۱ باب القسم، در الكتب العلمية.

[2] فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً، سورہ نساء آیت: ۳.

طرف سے یالڑکے کی طرف سے بات خراب ہوجائے تو وہ بچولیوں کو برا کہتے ہیں اوراس کے بچوں کو بددعا دیتے ہیں۔لہٰذا دوچار رشتہ جوکئے وہ مناسب نہیں ہوئے، بگاڑ کی صورت آ گئی۔ اب بچولیا کہتا ہے اللہ کی طرف سے جوڑی کا سنجوگ ہے۔لڑکی کے والد اورلڑکے کے والد یہ کہتے ہیں کہ دیوبند سے فتویٰ منگادو تو مجھ کو صبر آئے گا کہ خطا بچولئے کی ہے یا دوسرے کی ہے؟ لڑکے کے مقدر پھوٹے ہیں یا اللہ کی طرف سے جوڑی سنجوگ ہے؟ اس فتوے کا جواب بھیجدیں تاکہ لڑکی والے اورلڑکے والے کو تسلی اورسکون ہوجائے۔

الجواب حامداًومصلیاً!

جوڑ اللہ تعالیٰ کی طرف سے طے شدہ ہوتا ہے دنیا میں اس کا ظہور ہوتا ہے۔جو شخص نیک نیتی کے ساتھ خیرخواہی کے لئے درمیان میں واسطہ بن جاتا ہے اورکوشش کرتا ہے وہ مستحق اجروثواب ہے۔اگر بعد میں موافقت نہ ہوتو بچولئے کو برا کہنا غلط ہے۔ہاں اگر بچولیا خود ہی بدخواہی کرے اور جان بوجھ کر غلط جگہ پھنسانے کے لئے رشتہ کرادے تو وہ گنہگار ہے[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۱۱/۱۳۹۹ھ

---

[۱] فقال رسول اللّٰہ صلی ا للّٰہ علیہ وسلم لیس منا من غش (ابوداؤد شریف ص ۴۸۹ ج ۲) تفریع ابواب الاجارۃ، باب فی النھی عن الغش،

مسلم شریف ص ۷۰ ج ۱ کتاب الإیمان، باب قول النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم من غشنا فلیس منا، مطبوعہ رشیدیہ دھلی، ترمذی شریف ص ۲۴۵ ج ۱ ابواب البیوع، باب ما جاء فی کراھیۃ الغش فی البیوع، مطبوعہ اشرفی دیوبند.

ترجمہ:۔آپ ﷺ نے ارشادفرمایا جوشخص دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں۔

باب دوازدھم : رضاعت کا بیان

حرمت رضاعت کا ثبوت

سوال:- مسمٰی زید نے اپنی لڑکی کی منگنی اپنی حقیقی ہمشیرہ ہندہ کے لڑکے سے کردی ہے اور منگنی کی رسم ایک محفل میں پوری کی گئی مثلاً رشتہ داروں کو دعوت کھلانا اور اپنی ہمشیرہ کو اسی طور پر کپڑا وغیرہ دینا سب کچھ کردیا اب عرصہ آٹھ نو دن کا ہوا کہ ہمشیرہ کے تقاضہ پر مسمٰی زید نے اپنی لڑکی کے نکاح کا دن مقرر کردیا آج آٹھ روز بعد مسمٰی زید کی بیوی مسماۃ خدیجہ نے بیان دیا ہے۔ کہ عرصہ تیرہ سال کا ہوا جب کہ مسماۃ ہندہ کا لڑکا یعنی مسمٰی بکر جس کی عمر اس وقت تقریباً ایک سال کی تھی میں نے اس کو دودھ پلا دیا تھا اس کی صورت یہ بیان کرتی ہے کہ بوقت شام ہندہ کا لڑکا میرے گھر سورہا تھا اور میری لڑکی جس کی عمر بھی تقریباً ایک سال کی تھی سوئی تھی کہ اچانک لڑکا رونے لگا میں نے سمجھا کہ شاید کہ میری لڑکی ہے اٹھا کر پستانوں سے لگالیا لڑکا دودھ پینے لگا غور کرنے پر دوتین منٹ کے بعد معلوم ہوا کہ وہ میری لڑکی نہیں ہے بلکہ وہ مسماۃ ہندہ کا لڑکا ہے اس پر میں نے بلند آواز سے کہا کہ میں نے غلطی سے لڑکے کو دودھ پلا دیا اس وقت نزدیک کے گھر میں مسماۃ خدیجہ کی ساس اور نند بیٹھی ہوئی تھیں ان کو سنا کر بآواز بلند کہا تو انہوں نے کہا کہ تم نے بڑی سخت غلطی کی۔ اب مسماۃ خدیجہ کی ساس ونند سے بیان لیا گیا تو انہوں نے اس طرح بیان کیا کہ ہم نے ایک آواز سنی کہ میں نے دودھ پلا دیا۔ اس کے سوا ہم نے کچھ اور نہیں سنا اور نہ کچھ کہا اس کے بعد یہ بات کبھی نہ ہوئی حتیٰ کہ منگنی وغیرہ ہوگئی نیز مسماۃ خدیجہ نے اپنے شوہر سے تقریباً دو گھنٹہ بعد جب اس کا شوہر گھر آیا تو اس نے بھی یہی بیان دیا کہ مجھ سے میری بیوی نے اس وقت کہا تھا اور میں نے دھمکایا کہ تو نے بڑی غلطی کی جب اس سے سوال کیا گیا کہ تو نے دیدہ ودانستہ منگنی کی رسم کیوں ادا کی تو اس نے جواب دیا کہ میں نے غلطی کی اور کسی مولوی صاحب کے شبہ ڈالنے پر کہ نکاح ہوجائے گا میں نے ایسا کرایا اب زید کے محلّہ کے معتمد لوگوں سے اور زید کے اقرباء سے

مزید تحقیق کے لئے جب پوچھا تو انھوں نے بیان کیا کہ زید اپنی بیوی کے کہلانے سے کہتا ہے کہ جو کہتی ہے وہی کہتا ہے اور زید کی عورت مسماۃ خدیجہ نے کسی دنیاوی لالچ میں آکر یہ حیلہ اختیار کیا ہے۔

دریافت طلب امور یہ ہیں بکر کا نکاح مسماۃ خدیجہ کی لڑکی سے ہوسکتا ہے یا نہیں؟ مسماۃ خدیجہ کی شہادت اندریں حالت مقبول ہے یا مردود۔ بینوا توجروا

الجواب حامداً ومصلیاً!

ثبوت رضاعت کے لئے شرعاً دو عادل مرد ایک مرد دو عورت عادلہ کی شہادت ضروری ہے صرف ایک عورت یا ایک مرد اور ایک عورت کی شہادت سے حرمت رضاعت ثابت نہ ہوگی پس اگر نکاح کرلیا گیا تو حرام نہیں ہوگا صورت مسئولہ میں شہادت تام نہیں ہے لہٰذا نکاح درست ہے لیکن اگر غالب خیال یہ ہے کہ عورت سچ کہتی ہے تو اس نکاح سے احتیاط واجتناب چاہئے۔ قال البزازی[1] فی فتاواہ لایثبت الرضاع بشهادة الواحد سواء کانت اجنبیةً اوام احد الزوجین فان وقع فی قلبه صدق المخبر ترک قبل العقد أوبعده و وسعها المقام معه حتی یشهد عدلان اورجل و امرأتان اھ قال[1] قاضیخان اذا ارادالرجل ان یخطب امرأة فشهدت امرأة قبل النکاح انها ارضعتهما کان فی سعة منه تکن یبهما کما لو شهد بعد النکاح[2] فی النهایه اذا وقع فی قلبه انها صادقة فالاحوط ان یتنزه عنها سواء اخبرت بذلک قبل عقدالنکاح اوبعده وسواء شهادة رجل اوامرأة . فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی غفرلہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۶/۷/ ۶۱ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح :عبداللطیف

ثبوت رضاعت سماعاً

سوال:-عبداللہ خاں نے بعد انتقال اپنی زوجہ اول زیب النساء دوسرا عقد مہر النساء سے کیا

---

[1] البزازیه علی هامش الهندیة ص ۱۱۵ ج ۴ الرابع فی الرضاع (مکتبه کوئٹه پاکستان)

[2] فتاوی قاضی خان ص ۴۲۱ ج ۱ باب الرضاع قبیل فصل فی الحضانة، عالمگیری ص ۳۴۷ ج ۱ کتاب الرضاع، کوئٹه، شامی ص ۲۲۴ ج ۳ کتاب الرضاع، دار الفکر بیروت.

میر خان جولڑکا برکت النسابنت زیب النساء کا ہے نو ماہ کی عمر میں یتیم ہو گیا یعنی اس کی والدہ (برکت النساء) کا انتقال ہوجاتا ہے اور مہر النسا جس کی عمر اس وقت چالیس برس کی ہے اور بیوہ ہوچکی ہے اس کا دودھ بھی خشک ہو چکا ہے وہ میر خان کی پرورش کرتی ہے۔ میر خان کی پرورش گائے کے دودھ سے ہوتی ہے مگر بعض اوقات میر خان جب روتا ہے تو بغرض خاموش کرانے کے مہر النساء اپنی چھاتی اس کے مونہہ میں دیدیتی ہے۔عینی شہادت نہیں مگر روایت ہے کہ مہر النساء کے دودھ پیدا ہوجاتا ہے۔اب اس وقت مہر النساء کا انتقال ہو چکا ہے اور مہر النساء کی نواسی باصرہ سے میر خان کا عقد کردیا گیا ہے۔سوال یہ ہے کہ کیا یہ عقد بوجہ سماعی شہادت کے قائم رہ سکتا ہے یا نہیں۔عینی شہادت اس وقت کوئی نہیں۔

نوٹ:۔لڑکی ابھی رخصت نہیں ہوئی۔

الجواب حامداًومصلیاً!

اگر دوعادل مردوں یاایک عادل مرد اور دوعادل عورتوں کی شہادت موجود ہے تو شرعاً میر خان کا عقد باصرہ سے صورت مسئولہ میں درست نہیں ہوا تفریق واجب ہے اور چوں کہ رخصتی نہیں ہوئی اس لئے مہر اور عدت بھی واجب نہیں اگر ایسی شہادت موجود نہیں جو بلکہ محض روایت ہے تو میر خان اگر اس روایت کی تصدیق کرتا ہے تب بھی یہی حکم ہے، بشرطیکہ باصرہ بھی تصدیق کرتی ہو اور اگر تکذیب کرتا ہے اور باصرہ بھی تکذیب کرتی ہے تو نکاح صحیح ہے اور اگر باصرہ اس روایت کی تصدیق کرتی ہے اور میر خان تکذیب کرتا ہے تو باصرہ کو چاہئے کہ میر خان کو قسم دے کہ میرا رضاعی ماموں نہیں اگر وہ قسم کھائے تو نکاح قائم ہے ورنہ تفریق کردی جائے۔اگر میر خان تصدیق کرتا ہے اور باصرہ تکذیب کرتی ہے تو تفریق واجب ہے اور نصف مہر بھی واجب ہے۔اگر میر خان نہ قطعی طور پر یقین کرتا ہے نہ تکذیب تو احتیاط یہ ہے کہ اس کو علیحدہ کردے مگر واجب نہیں۔ویثبت (الرضاع) بما یثبت به المال وهو شهادة رجلين عدلين اورجل وامراتين عدول لان ثبوت الحرمة لايقبل الفصل عن زوال الملک فی باب النكاح وابطال

E:\F.M.Fainal\Jild-17\16-Razaat Ka Byan

الملک لایثبت الابشهادة رجلین اھ بحرص ۲۳۲ ج۳ والبسط فی ص ۲۳۳ ج۳ .[1]

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررهٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ ۲۸/۶/ ۵۸ھ

رضاعت کی حجت

سوال:- ایک شخص نے اپنی ماموں زاد بہن سے نکاح کیا اور بعد نکاح تقریباً آٹھ نو سال زوجین آپس میں زندگی بسر کرتے رہے اور اس اثناء میں ایک فرزند بھی پیدا ہوا اور مر بھی گیا اب معلوم ہوا کہ اپنی ماں کے مرض کے زمانہ میں زوج کی ماں کا دودھ پیتی رہی اور اس کا علم محض زوجہ کی ماں اور زوج کی ماں کو ہے اب اس واقعہ کی شہرت کے ساتھ ہی زوجہ کے خاندان والوں نے عورت کو اپنے گھر روک رکھا ہے اب اس صورت مذکورہ میں مابین زوجین تفرقہ کا حکم ہوگا یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب حامداً ومصلیاً!

ثبوت رضاعت کے لئے دیگر معاملات مالیہ کی طرح دو عاقل مرد یا ایک عادل مرد اور دو عاقلہ عورتوں کی شہادت شرط ہے اور صورت مسئولہ میں یہ نصاب شہادت موجود نہیں لہٰذا قضاءً تفریق کا حکم نہیں کیا جاسکتا۔ البتہ اگر زوجین اس شہادت کی تصدیق کرتے ہیں۔ یا فقط زوج تصدیق کرتا ہے تو مفارقت لازم ہے اور عورت کا مہر بھی لازم ہوگا۔ اگر زوجہ تصدیق کرتی ہے اور زوج تکذیب کرتا ہے تو زوج کے ذمہ حلف ہوگا اس بات کا کہ میرے علم میں یہ شہادت جھوٹی ہے۔

---

[1] مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ پاکستان کتاب الرضاع، شامی ص ۲۲۴ ج۳ کتاب الرضاع، دار الفکر بیروت، مجمع الأنهر ص ۵۵۸ ج ۱ آخر کتاب الرضاع، دار الکتب العلمیة .

اگر حلف کرلے تو تفریق واجب نہیں اور اگر حلف نہ کرے تو تفریق کردیجائیگی اور اگر دونوں تکذیب کرتے ہیں تب بھی تفریق واجب نہیں مگر احوط اور افضل یہی ہے کہ تفریق کردی جائے۔

والرضاع حجته حجة المال وهی شهادة عدلين اوعدل وعدلتين اھ[1] درمختارفی الهنديه تزوج امرأة فقالت امرأة ارضعتكما فهو علیٰ اربعة اوجه ان صدقا هافسدالنكاح ولا مهر ان لم يدخل وان كذبا ها وهی عدلة فالتنزه المفارقة والافضل له اعطاء نصف المهرلولم يدخل والافضل لها ان لاتاخذ شيئاً ولودخل فالافضل دفع كماله والنفقة والسكنیٰ والافضل لها اخذالاقل من مهر المثل والمسمی لاالنفقة والسكنیٰ و يسعه المقام معها وكذا لوشهدغيرعدول اوامرأتان اورجل وامرأة وان صدقها الرجل وكذبتها فسدالنكاح والمهر بحاله وان بالعكس لايفسد ولها ان تحلفه ويفرق اذا نكل الخ. شامی[2] ص ۶۳۸ ج ۲ .

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین المفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۰/۸/۵۵ھ

صحیح: سعید احمد غفرلہٗ

الجواب صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۰/شعبان ۱۳۵۵ھ

کمزور بچے کا دودھ کب چھڑایا جائے

سوال:- ایک بچہ پیدائش کے روز سے بیمار ہے اور بہت کمزور ہے اب اس کی عمر ڈھائی سال کی ہوگئی اس بچہ کو دستوں کا عارضہ ہے اور بہت لاغر ہے اس کا دودھ کب چھڑایا جائے بچہ کی کمزوری کی وجہ سے کچھ عرصہ تک اور بھی اس کی والدہ کا دودھ پلایا جاسکتا ہے یا نہیں؟

---

[1] الدر المختار مع الشامی دار الفكر ص ۲۲۴ ج ۳ باب الرضاع، البحر الرائق كوئٹه ص ۲۳۲ ج ۳ كتاب الرضاع، فتاوی التاتارخانية ص ۲۴۰ ج ۲ كتاب الرضاع نوع منه، مطبع ادارة القرآن كراچی.

[2] شامی نعمانيه ص ۴۱۳ ج ۲ باب الرضاع، البحر الرائق كوئٹه ص ۲۳۳ ج ۳ كتاب الرضاع، عالمگيری كوئٹه ص ۳۴۷ ج ۱ كتاب الرضاع.

الجواب حامداً ومصلیاً!

بضرورت ڈھائی سال تک کی گنجائش ہے اس سے زائد قطعاً ناجائز ہے۔کذا فی ردالمحتار[۱] ص ۶۲۴ ج ۲۔فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ
معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۶/۲۵/ ۶۱ھ
الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ
صحیح: عبداللطیف مظاہر علوم ۲/۲۸/ ۶۱ھ

حرمت رضاعت کے ثبوت کے لئے شہادت کے شرائط

سوال:- عبدالواحد اور کشورا بانو کی آپس میں والدین نے نسبت طے کی جب عبدالواحد کو اس کا علم ہوا تو اس نے انکار کردیا یہ آج سے چار پانچ سال پیشتر کی بات ہے اور یہ دونوں خالہ زاد بہن بھائی ہیں اور عبدالواحد تین چار سال تک برابر انکار کرتا رہا کشورا بانو کی ماں نے ایک بار عبدالواحد سے بلاواسطہ دریافت کیا تو عبدالواحد نے جواب دیا کہ میں ایسا نہیں کرسکتا کیونکہ میں پہلے اپنی چھوٹی بہنوں کا بوجھ اپنے کندھوں سے اتارنا چاہتا ہوں اس بات سے کشورا کی والدہ کچھ ناامیدسی ہوگئی مگر کچھ عرصہ بعد کشورا کے والدین نے فیصلہ کرلیا کہ عبدالواحد کی ایک ہمشیرہ ہم اپنے لڑکے کے لئے مانگ لیں گے اور بات چل پڑی درمیانی عرصہ میں کچھ شکررنجیاں بھی رہیں مگر ۱۹۶۸ء میں عبدالواحد اور کشورا بانو کے والدین رشتہ داروں کے سامنے نسبت طے ہوگئی، عبدالواحد نے ۶۸ء کو عقد رخصتی کی تقریب کو انجام دینے پر زور دیا لیکن ادھر ادھر کے سمجھانے

[۱] ولم يبح الإرضاع بعد مدته لأنه جزء آدمي والإنتفاع به لغير ضرورة حرام علىٰ الصحيح اھ درمختار قوله: ولم يبح الإرضاع بعد مدته اقتصر عليه الزيلعي وهو الصحيح كما في شرح المنظومة بحر لكن في القهستاني عن المحيط لواستغنى في حولين حل الارضاع بعد هماإلى نصف ولاتاثم عند العامة شامي نعمانيه ص۴۰۴ ج۲ باب الرضاع، مجمع الأنهر ص۵۵۲ ج۱ كتاب الرضاع، دار الكتب العلمية بيروت، تبيين الحقائق ص۱۸۳ ج۲ كتاب الرضاع، مكتبه امداديه ملتان.

سے نرم پڑ گیا اور پھر لڑکے اور لڑکی کے والدین نے سال گذشتہ کے ماہ صیام سے پیشتر شادی کرنے کی بات پکی کر لی۔ لیکن جب ماہ صیام قریب آیا تو بات عید کے بعد کے لئے اٹھادی گئی عبدالواحد ان باتوں سے تنگ آ کر پھر انکار کرنے لگا۔

عید کے بعد لڑکی کے والد صاحب نے پھر دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا اور اس کی ہمشیرہ اور اپنے لڑکے کی بات کہدی اور کہا کہ ہم نے اب فیصلہ کر لیا ہے کہ دونوں شادیاں بیک وقت ہوں گی پھر عبدالواحد کی والدہ نے کہا کہ ہم اپنی لڑکی کی بات آپ کے گھر کرنا نہیں چاہتے۔ اب صرف اپنی لڑکی ہمارے لڑکے کو دیں گے مگر کشورا کے والد نے کہا نہیں یہ دونوں باتیں کریں گے اس کے بعد ۶۹ء کا موسم خزاں شادیوں کے لئے طے پایا۔ عبدالواحد نے جب یہ سنا تو چراغ پا ہوا اور اس نے کشورا بانو کے بھائی عبدالرشید سے بلاواسطہ بات کی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ عبدالرشید نے کہا اگر آپ کو جلدی ہے۔ تو منگنی کے تلاش کے ساتھ ہی تمہاری اور کشورا کی شادی کیجائے گی اور دوسرا عقد ہوگا کیونکہ میرا بھائی زیر تعلیم ہے عبدالواحد نے کہا تھا کہ میں اپنی بہن کی بات آپ کے گھر میں نہیں کر سکتا چونکہ تمہارے والد صاحب دل سے اس بات کے حق میں نہیں ہیں اور چاہتے ہیں کہ کسی گریجویٹ لڑکی کو اپنی بہو بناویں، لیکن عبدالرشید نے کہا اگر ہوں گی تو دونوں باتیں ہوں گی ورنہ ایک بھی نہیں (دراصل عبدالرشید اور اس کے والد یہ کہتے تھے کہ ہماری لڑکی کو طعنے دیئے جائیں گے وغیرہ اگر ہم ان کی لڑکی کو اپنے گھر نہ لائیں گے)

سال رواں میں کشورا بانو اور عبدالواحد ایک دوسرے سے ملنے لگے لڑکی کو یقین نہ آتا تھا کہ عبدالواحد اس کے ساتھ شادی کرنے پر آمادہ ہوگا لیکن ایک دوسرے کے ملتے رہنے سے عبدالواحد کو کشورا بانو سے بے انتہاء محبت ہوگئی اور انھوں نے لڑکی کو یقین دلایا کہ اب وہ اور کسی لڑکی سے شادی نہیں کرے گا۔ عبدالواحد کی محبت کے اسباب موجود تھے وقت نسبت سے کشورا عبدالواحد کی ملاقات تک کشورا عبدالواحد سے پیار کرتی آتی تھی جس کا علم مختلف ذرائع سے عبدالواحد کو ہو چکا تھا اور کشورا کی کہی ہوئی باتیں جو وہ اپنی خالہ اور والدہ سے کرتی تھی عبدالواحد کے دل ودماغ پر ہتھوڑے چلاتی رہتی تھیں اب عبدالواحد ایک عجیب قسم کی کشمکش میں مبتلا تھا ایک

طرف وہ اپنی بہنوں کی شادی کرانے میں غلطاں و پیچاں تھا اور اپنی شادی کہیں نہ کرنے پر فیصلہ کر چکا تھا اور دوسری طرف وہ کشورا کی کہی ہوئی باتیں اور اس کی بے لوث محبت اور غایت درجہ کے پیار سے مجبور ہو جاتا اور کہتا میری بہنوں کا خدا انتظام فرمائیگا میں کشورا بانو کا دل نہیں توڑوں گا آج اگر کشورا کی مراد میری وجہ سے برآنے لگی تو خدا میری بھی تمام مرادیں برلائیگا اور ملاقاتوں کے درمیان کشورا بانو اور عبدالواحد کے درمیان خط وکتابت بھی ہوتی رہی کشورا عبدالواحد سے زبانی اور تحریراً کہتی رہی کہ اگر آپ کے دل میں ذرا بھی تبدیلی آئی تو میں خودکشی کرلوں گی اور آپ کے انکار کے بعد تو میری جان نکل جاویگی اس سلسلہ میں عبدالواحد نے اسے یقین دلا دیا اور ساتھ ساتھ اسے سمجھاتا اور تلقین بھی کرتا رہا کہ میری کشورا تم کیسی بری باتیں سوچتی رہتی ہو خودکشی کرنا اسلام میں بہت بڑا گناہ ہے اس کی سزا جہنم کے سوا کچھ بھی نہیں اور یوں بھی دنیاوی لحاظ سے اچھی بات نہیں اس کا مطلب یہ کہ خودکشی کرنے والا کچھ کم ہمت اور کمزور دل تھا اور خودکشی محبت کی توہین ہے شکست کا اعلان ہے وغیرہ مگر وہ بار بار کہتی کہ میں تمہارے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی اور ان ملاقاتوں کا علم لڑکی کے والدین کو ہو چکا تھا اور اب جا کر سب کو علم ہو گیا کہ عبدالواحد کشورا سے سچی محبت کرتا تھا کیونکہ وہ مہینہ میں تین چار بار کشورا کے گھر جاتا رہتا ہے، اگست ۶۹ء میں عبدالواحد نے کشورا بانو کے بھائی عبدالرشید کو بذریعہ خط یاد دلایا کہ سکنیٰ کی تلاش تو کبھی کی ہو چکی اب تو شادی کرالو، تو اس نے جواباً کہا کہ والد صاحب سے بات کی جائے لہٰذا عبدالواحد نے لڑکے کے والد کو خط لکھا کہ اگر آپ اسی ماہ اگست میں ہماری شادی کرادیں تو بہتر ہوگا، اب چونکہ وہ جانتا تھا کہ عبدالواحد کشورا سے بے انتہاء پیار کرتا ہے اس لئے اس نے عبدالواحد کے والد کو خط لکھا کہ عزیزی عبدالواحد نے مجھے اس قسم کا خط لکھا ہے اس وجہ سے میں انکار کر رہا ہوں کہ آپ کشورا کی شادی کی بابت کوئی بات کرنے کی تکلیف گوارا نہ کریں، اتفاقاً وہ خط عبدالواحد کو مل گیا جب اس نے اس خط کو دیکھا تو اس کے پیر تلے کی زمین نکل گئی اور آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا اور اسے کشورا کی موت صاف سامنے دکھائی دینے لگی۔ پھر اس نے ایک اس خط کا جواب لکھا کہ مجھے آپ کی ہر بات سے اتفاق ہے میں کشورا کو آج سے پھر اپنی بہن ماں کی لڑکی سمجھوں گا مگر آپ یہاں آنے کی تکلیف

گوارا فرمائیں تاکہ میں وہ راز جو مدت سے چھپائے ہوئے ہوں آپ پر ظاہر کروں پھر اس کے بعد کشورا کے والد عبدالواحد کے پاس آئے اور اس شرط پر وہ راز بتانے کا وعدہ کیا کہ گھر میں کسی کو اس کی اطلاع نہ ہو اور قرآن مجید ہاتھ میں لے کر کہیں کہ میں اس راز کو کسی سے نہ بتاؤں گا اور جب کشورا کے والد نے قرآن مجید اپنے ہاتھ میں لے کر اس راز کو راز ہی رکھنے کا اقرار کیا تو عبدالواحد نے وہ پریم پتر ان کے ہاتھ میں دیا جس میں کشورا نے اس کے نہ پانے پر خودکشی کا فیصلہ کیا تھا اس کے ساتھ عبدالواحد نے یہ بھی کہا کہ آپ اپنا فیصلہ بدلدیں تو اچھا ہے اور پھر قسمیں لیں کہ آپ اس خط کو کسی کے علم میں نہ لائیں تاکہ وہ کوئی غلط اقدام نہ کر بیٹھے، مجھے کشورا کی زندگی بھی کافی عزیز ہے وہ خوش وخرم رہے یہ میرے لئے عزیز ہے، لیکن انھوں نے گھر جا کر سب کو بتادیا جس سے کشورا کی والدہ پر غشی طاری ہوگئی سب رونے دھونے لگے اور ایک کہرام مچ گیا اور جب اس طوفان بدتمیزی کی خبر عبدالواحد کے گھر پہنچی تو وہاں بھی وہی سب کچھ ہونے لگا اور عبدالواحد کانپ گیا کہ دیکھو میں کرنا کیا چاہتا تھا اور ہوکیا گیا۔ غرض وہ بھی کشورا کے والدین کے پاس گیا اور خوب رویا نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں معاملہ پھر سلجھ گیا۔ عیدالفطر کے ساتھ ہی شادی کردی جائے گی۔ لیکن کشورا کی والدہ اب اس رشتہ کے خلاف ہے کیونکہ اسے گمان ہے چونکہ ہم نے اب صرف اپنی لڑکی دینے کی بات کی ہے اور وہ اپنی لڑکی دینے سے انکار کرتے ہیں کیونکہ ہم نے بہت سی باتیں بری کہدی ہیں اور اب جو کشورا ان کے گھر جائیگی تو ستائی جائیگی، مگر لڑکی کا والد دل سے چاہتا ہے اور اس نے اب طے کرلیا ہے کہ جو بھی ہو میں اپنی لڑکی کی شادی عبدالواحد ہی سے کروں گا اور یہ سب باتوں کا علم کشورا کی والدہ کو بھی ہے اب کشورا کے بھائی عبدالرشید نے عبدالواحد کو خط لکھا کہ والدہ کہتی ہیں کہ کشورا نے اپنی خالہ کا دودھ دوسال کے اندر پیا ہے اور پیٹ بھر کر پیا ہے لہٰذا آپ کی والدہ کشورا کی رضاعی ماں ہوئی اس وجہ سے یہ نکاح درست نہیں ہے اگر آپ ہمارے والد صاحب کو کوئی اقدام کرنے پر مجبور کریں گے تو اس کا ذمہ آپ پر ہوگا یہ ہے پس پردہ حالات۔ ان حالات کے پیش نظر رکھتے ہوئے آپ فتویٰ صادر فرمائیں، یہ بات تو واضح ہے کہ رضاعی بھائی بہن کا رشتہ نہیں ہوسکتا مگر یہ رضاعت ثابت نہیں اب

صرف کشورا کی والدہ کہتی ہیں کہ دودھ پیا ہے اور کوئی گواہ نہیں اور کشورا کا باپ بھی کہتا ہے کہ مجھے اس بات کا کوئی علم نہیں کہ کشورا نے اپنی خالہ کا دودھ پیا ہے اور اگر کوئی گواہی بھی دے تو اس کا کس طرح اعتبار ہوگا شاہد عادل اور معتبر گواہ کی شریعت میں کیا مراد ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً!

یہ تو نص قطعی سے ثابت ہے کہ رضاعی بہن سے نکاح حرام ہے۔ واخواتکم من الرضاعة[1] اب بحث طلب بات یہ ہے کہ موجودہ حالات میں صرف لڑکی کی والدہ کے بیانات ہیں اور وہ بھی مذکورہ رائے کے تغیر وتبدل کے بعد کشورا کی والدہ جب خود پیش قدمی کر کے عبدالواحد سے اس شادی کی خواہش اور کوشش کر رہی تھی اس وقت یہ رضاعت کا واقعہ کیوں سدراہ نہیں بنا، اب جب کہ عبدالواحد اپنی بہن کی شادی کشورا کے بھائی سے نہیں کرنا چاہتا اور کشورا کے والد اور بھائی سب رضامند ہیں تو اب یہ رضاعت کا مسئلہ اٹھایا گیا ہے اس سے کشورا کی والدہ شرعاً متہم ہے۔ ثبوت رضاعت کے لئے دو عادل دیندار متبع شریعت کبائر سے پرہیز کرنے والے کی شہادت ضروری ہے۔ یا ایک مرد اور اور دو عورتیں شہادت دیں ایک دو عورتوں کی گواہی سے رضاعت کا ثبوت نہیں ہوتا۔ درمختار میں ہے وحجته حجة المال وهی شهادة عدلين اوعدل وعدلتين اھ ای ولو احدٰهما المرضعة ولايضركون شهاد تها علىٰ فعل نفسها لانه لاتهمة فی ذٰلک ومافی شرح الوهبانية عن النتف من انه لاتقبل شهادة المرضعة عندابی حنيفة واصحابه فالظاهران المراد اذا كانت وحد هاا ھ شامی[2] ص۵۶۸ ج۲ لہٰذا محض کشورا کی والدہ کے بیان پر حرمت کا فتویٰ نہیں دیا جائے گا۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۰/ ۸۹ھ

---

[1] سورة نساء الآية ٢٣.

[2] الدرالمختار مع ا لشامی نعمانی ص۴۱۳ ج۲ قبيل كتاب الطلاق، مجمع الأنهر ص۵۵۸ ج۱ آخر كتاب الرضاع، دار الكتب العلمية بيروت، فتاوىٰ عالمگيری ص۳۴۷ ج۱ كتاب الرضاع، كوئٹه پاكستان.

ڈھائی سال عمر ہو جانے پر حرمت رضاعت

سوال:- (١) مسماۃ رحیما اور امام حسین آپس میں پھوپی بھتیجہ کا حقیقی رشتہ ہے اور رحیما کی عمر ٢٠ر سال کی تھی اور امام حسین ڈھائی سال کا ہو چکا تھا امام حسین نے ڈھائی سال کی عمر میں اپنی حقیقی دادی کا دودھ پیا ہے اور پھوپی بھتیجہ کے درمیان بیس سال کا زمانہ ہوا اب مسماۃ رحیما کی لڑکی سے امام حسین کا نکاح جائز ہے کہ نہیں یہ رضاعت ثابت ہوئی یا نہیں اور اس میں بیس سال کا زمانہ گزرنے پر امام حسین نے اپنی دادی کا دودھ پیا ہے اب اس پر رضاعت ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟

(٢) رضاعت جس زمانہ میں دودھ شریک ہو کر دودھ پیتے ہیں یہ دونوں بہن بھائی ہوئے اور اس سے پہلے ان کے بعد جو بچے ہوں گے ان پر بھی یہ رضاعت ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

(١) اگر ڈھائی سال کی عمر ہو چکی تھی اس وقت دودھ پیا ہے تو اس سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوئی لہٰذا رحیما کی امام حسین کی رضاعی بہن کی لڑکی (بھانجی) نہیں ہوئی ان دونوں کا نکاح درست ہے[١]۔

(٢) جس بچہ نے مدت رضاعت میں جس عورت کا دودھ پیا ہے اس بچہ کا اس عورت کی کسی لڑکی سے نکاح جائز نہیں خواہ اس بچے کے دودھ پینے سے پہلے پیدا ہوئی ہو۔ خواہ بعد میں[٢]۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمد غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ١٥/٧/ ٨٦ھ

الجواب صحیح: جمیل الرحمٰن دار العلوم دیوبند ١٥/٧/ ٨٦ھ

---

[١] هو حولان ونصف عنده وحولان فقط عندهما وهو الاصح. وبه يفتى. (شامي زكريا ص ٣٩٣ ج ۴ باب الرضاع. كتاب النكاح)، مجمع الأنهر ص ٥٥٢ ج ١ كتاب الرضاع دار الكتب العلمية بيروت، تبيين الحقائق ص ١٨٣ ج ٢ كتاب الرضاع، مكتبه امداديه ملتان.

[٢]......فيحرم منه اى بسببه مايحرم من النسب (شامي زكرياص ۴٠٢ ج ۴ باب الرضاع، (بقیہ اگلے صفحہ پر)

حُرمت رضاعت

سوال:- جس عورت نے عوام میں زید کو دودھ پلانے کا اقرار کیا اور کرتی رہی اور اب وہ اپنی لڑکی کا نکاح زید کو دینے پر آمادہ ہوگئی اس کے اقرار عندالعوام سے حرمتِ رضاعت ثابت ہوگی یانہیں؟ بلکہ زید کا باپ بھی اس کا مُقر ہے کہ میرے لڑکے نے اس کا دودھ پیا ہے۔

الجواب حامداًومصلیاً!

جب لڑکی کی والدہ اورلڑکے کے والد کا اقرار ہے تو ان کو اپنی اولاد کا اس طرح نکاح کرنا حرام ہے[۱]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

الجواب صحیح: عبداللطیف صحیح :سعید احمد غفرلہٗ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

حرمت رضاعت

سوال:- مسماۃ ساجدہ اور مسماۃ صابی دونوں ایک مکان میں رہتی تھیں۔ ساجدہ کے یہاں عبدالرشید اور صابی کے یہاں محمد شریف پیدا ہوئے۔ دونوں لڑکوں کی ولدیت علیٰحدہ علیٰحدہ ہے۔ عبدالرشید نے صابی کا دودھ پیا اور محمد شریف نے ساجدہ کا دودھ پیا۔ اس وقت یہ دونوں جوان ہیں اور دونوں کی بالترتیب چھوٹی بہنیں بھی جوان ہیں۔ تو عبدالرشید کا نکاح محمد شریف کی بہن سے اور محمد شریف کا نکاح عبدالرشید کی بہن سے ہوسکتا ہے یانہیں؟

عبدالرحمٰن تحصیل اوڑی بارہ مولہ کشمیر

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) كتاب النكاح)، تبيين الحقائق ص ١٨١ ج ٢ كتاب الرضاع، مكتبه امداديه ملتان، مجمع الأنهر ص ٥٥٢ ج ١ كتاب الرضاع، دار الكتب العلمية بيروت.

(صفحه هذا) [۱] وقال ابن عباس بشهادة المرضعة وحلفها وبه قال الحسن واحمد واسحٰق (مرقاة ص ٤٣٢ ج ٣ باب المحرمات مطبع اصح المطابع بمبئی، نسائی شريف ص ٧٠ ج ٢ كتاب النكاح، باب الشهادة فی الرضاع، مطبوعه ديوبند.

الجواب حامداًومصلیاً!

مسمّٰی عبدالرشید کا نکاح مسماۃ صابی کی کسی لڑکی سے جائز نہیں اور محمد شریف کا نکاح مسماۃ ساجدہ کی کسی لڑکی سے جائز نہیں[۱] ہرگز ایسا ارادہ نہ کریں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۳/ ۸۹ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

شبہٗ رضاعت کا حکم

سوال:- عبدالقادر اور سلمیٰ خاتون دونوں حقیقی خالہ زاد بہن بھائی ہیں۔ بالغ ہونے کے بعد دونوں کی شادی ہوگئی اور ایک لڑکا بھی پیدا ہوگیا۔ ایک موقع پر عبدالقادر کی والدہ نے بتایا کہ میں نے تمہاری بیوی یا اس کی دوسری بہن کو مدتِ رضاعت میں اپنی گود میں بٹھالیا تھا۔ اب پتہ نہیں کہ اس نے میرا دودھ پیا ہے یا نہیں اور تمہاری خالہ بھی موجود تھی۔ ہوسکتا ہے ان کو یاد ہو لہٰذا تم ان سے پوچھ لو اس نے خالہ سے پوچھا کہ میری بیوی یا اس کی بہن کو میری والدہ نے دودھ پلایا ہے یا نہیں تو انھوں نے کہا کہ اس کے بارے میں مجھے کچھ معلوم نہیں۔ ہاں ایک مرتبہ لڑکے بدل گئے تھے تب میں نے تم کو دودھ پلایا تھا اور پھر چند دن کے بعد عبدالقادر کی خالہ نے چند دیندار آدمیوں کے سامنے عبدالقادر کو دودھ پلانے سے انکار کیا اور اس کے اوپر کوئی شرعی گواہ بھی نہیں ہے۔ اب عبدالقادر سلمیٰ خاتون کو اپنی زوجیت میں رکھے یا بھائی بہن کا رشتہ قائم کرے۔ اگر بھائی بہن کا رشتہ قائم کرے تو مولود بچہ کس کے پاس رہے گا؟

الجواب حامداًومصلیاً!

اگر عبدالقادر سلمیٰ کو اس بات کا یقین نہیں تو کوئی تردد نہ کریں۔ یہ نکاح درست ہے۔ کیونکہ نہ

---

[۱] فیحرم به ما یحرم من النسب الخ، مجمع الأنهر ص۵۵۳ ج۱ کتاب الرضاع، دار الکتب العلمية بيروت، شامی زکریا ص۲۰۲ ج۴ باب الرضاع، کتاب النکاح، تبیین الحقائق ص۱۸۱ ج۲ کتاب الرضاع، مکتبه امدادیه ملتان.

دودھ پلانے والی کو یقین ہے نہ اس پر شرعی شہادت ہے۔ وحجتہ حجۃ المال[1] (درمختار)۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

املاہ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۴/۷/۶ ۱۴۰ھ

بچہ کے کمزور ہونے کی صورت میں ڈھائی سال دودھ پلانے کی گنجائش

سوال: - زید امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک بچہ کو دودھ پلانا دوسال صحیح بتلاتا ہے اور بکر تیس ۳۰/ماہ تک دودھ پلانا صحیح بتلاتا ہے۔ تو امام شافعیؒ کے نزدیک اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک کتنے دن دودھ پلانا چاہئے؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

فقہِ حنفی کی کتابوں میں امام ابوحنیفہؒ کا مذہب یہی لکھا ہے کہ دودھ پلانے کی اکثر مدت تیس ۳۰/ماہ ہے۔ امام صاحب کے دواونچے درجہ کے شاگرد امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک اور امام شافعیؒ کے نزدیک دوسال ہے اور یہی قول راجح ومختار ہے[2]۔ ہاں اگر بچہ بہت کمزور ہو کچھ اور نہ کھا سکتا ہو تو ایسی ضرورت کے وقت ڈھائی سال کی بھی گنجائش ہے[3]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دار العلوم دیوبند ۵/۴/۰ ۱۳۹ھ

---

[1] الدرالمختار على الشامى ص۴۱۳ ج۲ مكتبه نعمانيه باب الرضاع، مجمع الأنهر ص۵۵۸ ج۱ آخر كتاب الرضاع، دار الكتب العلمية، عالمگيرى كوئٹه ص۳۴۷ ج۱ كتاب الرضاع.

[2] وهى اى مدته حولان ونصف أى ثلاثون شهراً من وقت الولادة عندالإمام......وعندهما حولان وهو قول الشافعى وعليه الفتوىٰ مجمع الانهر ص۵۵۲ ج۱ كتاب الرضاع مكتبه دارالكتب العلميه، عالمگيرى كوئٹه ص۳۴۲ ج۱ كتاب الرضاع، تبيين الحقائق ص۱۸۲ ج۲ كتاب الرضاع، مكتبه امداديه ملتان.

[3] لواستغنى فى حولين حل الإرضاع بعد هما إلى نصف ولاتاثم......مستحب إلى حولين وجائز إلى حولين ونصف شامى نعمانيه ص۴۰۴ ج۲ باب الرضاع.

بچہ کے مُنہ میں پستان دینے سے حکم رضاعت

سوال:- زید کی والدہ نے کسی وقت ایک دفعہ اپنا پستان بکر کے منہ میں جو کہ اس کا بھتیجا ہے دیا اور فوراً ہی اس عورت کا والد آ گیا جس کے منع کرنے سے اس عورت نے اپنا پستان نکال لیا تو کیا اب زید کا نکاح بکر کی لڑکی سے شرعاً ہوسکتا ہے کہ نہیں؟

عورت کے یہ الفاظ ہیں کہ دودھ اس لڑکے کے منہ میں داخل نہیں ہوا۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

جب کہ دودھ اس کے حلق میں نہیں پہونچا تو اس سے حرمت رضاعت ثابت نہیں ہوئی۔

فلو التقم الحلمة ولم یدر ادخل اللبن فی حلقه ام لالایحرم اھ درمختار. وفی القنیة امرأة کانت تعطی ثدیها صبیة واشتهر ذلک بینهم ثم تقول لم یکن فی ثدیی لبن حین القمتها ثدیی ولم یعلم ذالک الامن جهتها جائز لإبنها ان یتزوج بهذه الصبیة شامی[1]-

فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ

معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۲؍ ربیع الثانی ۶۴ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور یوپی

بچہ کو غلطی سے دودھ پلانے پر بھی رضاعت کا حکم

سوال:- مسماۃ فاروق النساء نے اپنی لڑکی کے دھوکہ میں اپنے پوتے کو گود میں لے کر دودھ پلا دیا پانچ چھ منٹ یا کچھ کم کے بعد جو اس نے دیکھا تو وہ اس کی لڑکی نہیں تھی۔ بلکہ پوتا تھا، یہ علم

---

[1] شامی نعمانیه ص۴۰۵ ج۲ باب الرضاع، طحطاوی علی الدر المختار ص۹۳ ج۲ باب الرضاع مطبع دار المعرفة بیروت، البحر الرائق کوئٹه ص۲۲۲ ج۳ کتاب الرضاع،

ہوتے ہی اس نے فوراً پوتا کو علیحدہ کر دیا اب مسماۃ فاروق النساء کے اس پوتا کی نسبت شادی مسماۃ فاروق النساء کی نواسی سے ہوسکتی ہے یا نہیں اور شرعی حیثیت سے کیا وہ پوتا فاروق النساء کے بیٹے اور بیٹیوں کا رضاعی بھائی ہو گیا اگر نہیں تو کیا فاروق النساء کے دیگر بیٹے بیٹیوں کی اولاد سے اس کی شادی نکاح شرعاً جائز ہے جواب باصواب سے مطلع فرمائیے۔ مکرر عرض ہے کہ وہ دودھ کا پلانا بالکل اتفاقی اور دھوکہ میں ہو گیا ارادۃً ہرگز نہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

یہ پوتا فاروق النساء کی تمام اولاد کا رضاعی بھائی ہو گیا اور اس نواسی کی والدہ کا بھی رضاعی بھائی بن گیا اور یہ نواسی اس کی رضاعی بھانجی ہوگئی ان دونوں کا آپس میں نکاح جائز نہیں۔ بلکہ فاروق النساء کی اولاد دراولاد جہاں تک بھی چلے کسی سے بھی اس کا نکاح درست نہ ہوگا۔ جب دودھ کا یقینی چاہے ایک ہی گھونٹ حلق کے اندر گیا اور خواہ کسی نیت سے (دھوکہ سے یا قصداً) پلایا ہو بہرحال حرام ہے۔ ولاحل بین رضیع وولد مرضعته وان سفل الخ. درمنتقی[۱] ص ۳۷۸ ج ۱ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ

عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۲/ ۵/ ۶۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۲/ ۵/ ۶۶ھ

ہسپتال میں جمع شدہ دودھ سے رضاعت کا حکم

سوال:- ہسپتال میں جو دودھ جمع ہے اس کے متعلق دریافت کرنا کہ کس کا ہے ناممکن ہے کیونکہ دودھ جو ہسپتال میں جمع ہے وہ اور مخلوط دودھ میں امتیاز کرنا کہ کس عورت کا ہے، ممکن نہیں،

---

[۱]......الدر المنتقی علی مجمع الأنہر ص۵۵۴ ج۱ کتاب الرضاع مکتبہ دار الکتب العلمیہ، الدر المختار مع الشامی دار الفکر ص۲۱۷ ج۳ باب الرضاع، البحر الرائق کوئٹہ ص۲۲۸ ج۲ کتاب الرضاع.

لہٰذا ایسی صورت میں بچے کو پلانا جائز ہے یا نہیں اسی طرح اگر بچے کو پلایا تو مدت رضاعت ثابت ہوگی یا نہیں، براہِ کرم اس مسئلہ پر روشنی ڈالئے عنایت ہوگی ؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

جب تک متعین طور پر معلوم نہ ہو کہ اس لڑکی نے فلاں عورت کا دودھ پیا ہے، کسی لڑکے سے حرمت رضاعت کا حکم نہیں کیا جائے گا، "**فی فتاویٰ قاضی خان صبیة ارضعها قوم کثیر من اهل القریة اقلهم او اکثرهم لا یدرم من ارضعها واراد واحد من اهل القریة ان یتزوجها قال ابو القاسم الصفار اذا لم تظهر له علامة ولا یشهد أحد له بذلک یجوز نکاحها وهذا من باب الرخصة کیلا یفسد باب النکاح اهـ الاشباه[1] والنظائر، ص۶۷ . فقط واللّٰه سبحانه وتعالیٰ اعلم**"

حررہ العبد محمود غفرلہ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۰/ ۷/ ۱۴۰۲ھ

محض چھاتی بچہ کے منہ میں دینے سے حرمت رضاعت

سوال:- دختر عاصمہ کی سمیع النساء سگی پھوپی ہے۔ سمیع النساء نے دختر عاصمہ کے منہ میں اپنی چھاتی رکھی دودھ پلانے کی غرض سے پھر نکال لیا۔ سمیع النساء کا کہنا ہے کہ میرا دودھ عاصمہ نے نہیں پیا۔ اس حالت میں سمیع النساء کے لڑکے کے ساتھ دختر عاصمہ کا نکاح درست ہے یا نہیں؟ سمیع النساء کا لڑکا اور عاصمہ شرع شریف کی رو سے دودھ شریک بھائی بہن ہوئے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر دودھ حلق سے نہیں اترا تو محض چھاتی منہ میں رکھنے سے رضاعت ثابت نہیں ہوئی

---

[1] الاشباه والنظائر، ص۱/۶۷ الفن الاول القاعدة الثالثة، قاعدة الأصل فی الاربضاع التحریم، مطبوعه دار العلوم دیوبند، البحر الرائق کوئٹه ص۲۲۲ ج۳ کتاب الرضاع الدر المختار مع الشامی دار الفکر ص۲۱۳ ج۳ باب الرضاع.

اور دختر مذکورہ سمیع النساء کے لڑکے کی دودھ شریک بہن نہیں ہوئی[1]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۸/۳/ ۸۸ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

ایک چمچہ دوا کا اپنے دودھ کے ساتھ بچہ کو پلا دیا اس سے حرمت رضاعت

سوال:-محمد شفیع کی اہلیہ نے اپنے چچازاد بھائی نیز بہنوئی کے لڑکے محمد ابراہیم کو خارجی طور سے ایک چمچہ اپنا دودھ دوا کے ساتھ پلایا، جب محمد ابراہیم بارہ سال کے ہوئے، تو دونوں طرف کے ولیوں نے باہمی رشتہ جوڑا اور محمد ابراہیم کی شادی محمد شفیع کی لڑکی سے کردی اور برادری کے افراد نے یہ کہا کہ دوا کے ساتھ تو پلایا ہے، اس سے رضاعت ثابت نہ ہوگی، اس کے علاوہ جو اس وقت لڑکی گود میں تھی، اس سے تو عقد نہیں ہو رہا ہے، برادری کے کہنے سے چار سال ہوئے، یہ شادی ہوگئی تھی، اب برادری نے یہ مسئلہ اٹھایا ہے جو لوگ اس وقت شادی کے جواز میں پیش پیش تھے وہی اب حرمت میں پیش پیش ہیں، ابھی رخصتی کی نوبت نہیں آئی ہے، دونوں گھرانے کے افراد بہت ہی بے چین ہیں، صورت مذکورہ کے اعتبار سے کسی بھی امام کے نزدیک وجہ جواز اگر ہو تو واضح فرمایئے اور اس عقد کو جائز فرمایئے۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

اگر دوا غالب تھی اور دودھ مغلوب تھا تو اس سے حرمت نہیں، اس کی وجہ سے شادی حرام نہیں،

---

[1] والرضاع يثبت حكمه وهو حل النظر وحرمة المناكحة بقليله هو مايعلم وصوله إلى الجوف ولو قطرة (الدرالمنتفى على مجمع الانهر ص۵۵۱ ج ۱ كتاب الرضاع، مكتبه دارالكتب العلميه) فلو التقم الحلمة ولم يدر أدخل اللبن فى حلقه أم لا لم يحرم وفى القنية: امرأة كانت تعطى ثديها صبية واشتهر ذالک بينهم ثم تقول لم يكن فى ثديى لبن إ لى قوله جاز لإبنها أن يتزوج بهذه الصبية (شامى نعمانيه ص ۴۰۵ ج ۲، باب الرضاع)

اگر دوا مغلوب اور دودھ غالب تھا تو حرمت رضاعت ثابت ہوگئی[۱] اس صورت میں محمد شفیع کی بیوی رضاعی ماں ہوگئی محمد ابراہیم کی، محمد ابراہیم کی شادی محمد شفیع کی کسی لڑکی سے بھی جائز نہیں، وہ سب لڑکیاں محمد ابراہیم کی رضاعی بہنیں ہیں۔

''يَحْرَمُ مِنَ الرِّضَاعِ مَا يَحْرَمُ مِنَ النَّسَبِ'' (الحدیث[۲]) حکم شرعی کے سامنے سب کو سر تسلیم خم کرنا چاہئے، خواہ طبعی تقاضے کے موافق ہو یا مخالف، یہی ایمان کا تقاضہ ہے، یہ طبعی تقاضہ شرعی اضطرار نہیں ہے، اگر کسی کو اپنی حقیقی بہن سے عشق ہوجائے اور وہ بہن بھی عشق سے مضطرب ہو اور دھمکی یہ دیجائے کہ جان کھو بیٹھیں گے، تو کیا کوئی شریف طبع انسان بھی اس کی اجازت دے سکتا ہے؟ ہرگز نہیں، دونوں کی محبت کے اثر سے خاندان کے لوگ متاثر ہوکر کیا ایسی شادی کی اجازت دے دیں گے، پھر سارے خاندان میں، بستی میں ان کے متعلق کیا رائے قائم کی جائیگی اور آخرت میں ان پر کیا گذرے گی، اور اللہ تبارک وتعالیٰ نیز اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ان کا کیا حال ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ دارالعلوم دیوبند ۱۱/۹/ ۹۵ھ

کافرہ عورت سے رضاعت کا حکم

سوال:- کافرہ عورت کا دودھ بچہ کو پلا سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلياً!

کافرہ عورت کا دودھ اگرچہ پاک ہے، بچے کو پلانا گناہ نہیں، لیکن جب تک ہوسکے مسلمان

---

[۱] ولو خلط لبن المرأة بالماء او بالدواء او بلبن البهيمة فالعبرة للغالب الخ عالمگیری کوئٹه، ج ۱/ ص ۳۴۴/ كتاب الرضاع، مجمع الأنهر ص ۵۵۶، ج ۱، كتاب الرضاع، مطبع دار الكتب العلمية بيروت، الدر المختار مع الشامي زكريا ص ۴۱۱ ج ۴، باب الرضاع،

[۲] المعجم الكبير للطبراني ص ۲/۹۸، حديث: ۱۴۳۲، طبع دار احياء التراث العربي بيروت،

ترجمہ : جو رشتے نسب سے حرام ہوتے ہیں وہ رضاعت سے بھی حرام ہوتے ہیں۔

بلکہ دیندار عورت سے پلوایا جائے[۱] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۵/۱/ ۹۳ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہٗ دارالعلوم دیوبند

ہسپتال میں پیدا ہونے والے بچے کو مشترکہ دودھ پلانا

سوال:- برطانیہ کے ہسپتال میں یہ طریقہ رائج ہے کہ زچی خانہ میں بچے پیدا ہو جائے، اس کے بعد پانچ دس دن عورت کو اور بچے کو رکھتے ہیں، بعدہٗ رخصت دیتے ہیں، مگر وہ بچہ جو پورے نو ماہ سے پہلے پیدا ہوا، یعنی سات ماہ میں تو اس بچے کی کمزوری کے پیش نظر بچے کو رکھ لیتے ہیں، اور کانچ کی مشین میں رکھتے ہیں، تاکہ برابر وزن اور تندرستی حاصل ہو جائے، اس اثناء جب تک ہو سکے ماں کا دودھ پلاتے ہیں، بوتل کے ذریعہ سے ماں اپنا دودھ نکال کر بوتل میں رکھ لیتی ہے اور نرس اس بچے کو پلاتی ہے، مگر کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ عورت کو بالکل دودھ نہیں ہے یا ہے مگر بہت کم ہے، اور ڈاکٹر کے کہنے کے بموجب کسی اور قسم کا دودھ بچے کیلئے مضر ہے، تو عورت کا ہی دودھ پلوانا پڑتا ہے، تو نرس دوسری عورت کا دودھ پلواتی ہے، اسی طرح جب ماں گھر آجاتی ہے اور بچے کو ہسپتال میں چھوڑ دیا جاتا ہے، کمزوری اور خرابی صحت کیوجہ سے اور ماں اپنا دودھ روزانہ پہنچاتی ہے مگر جب وہ ختم ہو جاتا ہے، تو نرس دوسری عورت کا دودھ پلواتی ہے، اب یہ دودھ ایک عورت کا نہیں ہوتا، متعدد عورتوں کا ہوتا ہے، اور اس میں بھی کافر، مسلمان، انگریز، ہندو سب کا دودھ شامل ہوتا ہے۔

دودھ جو دوسری عورت کا پلاتے ہیں، اس کے دو طریقے ہیں ایک تو یہ کہ جو عورتیں زچی خانہ میں ہے ان کا دودھ پلاتے ہیں، بلا امتیاز کہ کس کا دودھ ہے، دوسرا طریقہ یہ ہے کہ زچی خانہ میں

---

[۱] لاتسترضعوا الحمقاء فإن اللبن يورث مجمع الزوائد ص۴۸۲ ج۴ مكتبه دارالفكر، باب فی الرضاع، البحر كوئٹه ص ۲۲۲ ج۳ كتاب الرضاع، نیز ملاحظه هو ''ہسپتال میں پیدا ہونے والے بچہ کو مشترکہ دودھ پلانا''۔ تحت عنوان رقم الحاشیه: ۱،

جوعورت دودھ چھوڑ جاتی ہے اپنے بچے کے لئے اوراس میں سے جو روزانہ بچ گیا اس کو جمع کر لیتے ہیں اور ضرورت کے وقت استعمال کرتے ہیں۔

اتنی بات تو ہوسکتی ہے اور زچی خانہ والے ماننے کے لئے تیار ہیں کہ مسلمان عورت کا دودھ کسی غیر مسلم بچے کو نہیں پلائیں گے، چاہے مسلمان ہو یا کافر ہو، اس طرح غیر مسلم کا دودھ مسلمان کے بچے کو نہیں پلائیں گے، جس بچے کی ماں کا دودھ اترتا ہو، مگر وہ بچہ جس کی ماں کا دودھ نہیں ہے اس میں دوسری قسم کا دودھ بچہ کے لئے مضر ہے، تو اس میں تو ہمیں عورتوں کا دودھ ہی پلانا پڑیگا، پھر اس میں ڈاکٹر یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ بھی مشکل ہے کہ ایک ہی عورت کا دودھ پلاوے، کیونکہ جو دودھ جمع ہے وہ سب عورتوں کا دودھ ہے، اس میں اتنی بات البتہ ہے کہ مسلمان عورت کا دودھ جمع نہ کریں، صرف کافر یا ہندو انگریز وغیرہ عورتوں کا دودھ جمع کریں، لہٰذا اس حالت میں حسب ذیل سوالات قائم ہوتے ہیں، براء مہربانی فرما کر ہمیں اس مسئلہ میں کوئی حل فرمائیں، احقر نے مولانا یوسف متالا صاحب مدظلہٗ سے اس مسئلہ میں گفتگو کی تو انہوں نے آپ کی خدمت میں املاء کا حکم فرمایا، چنانچہ احقر کی خدمت میں لکھا ہے:۔

(۱) کافر اور غیر مسلم عورتوں کا دودھ مسلمان بچوں کو مدت رضاعت میں پلانا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) مذکورہ صورت میں جب کہ مشترکہ دودھ ہسپتال میں جمع ہے اس دودھ کا استعمال مسلمان بچوں کے لئے کیسا ہے؟ جب کہ ماں کو دودھ نہ ہو یا ہو مگر بالکل کم ہو۔

(۳) اگر پلایا گیا تو کیا اس سے رضاعت ثابت ہوگی یا نہیں، برائے مہربانی ان سوالوں کا جواب مفصل عنایت فرمائیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

(۱) ضرورۃً درست ہے[1] (۲) بوقت ضرورت اس کی اجازت ہے[2]

---

[1] جمع شدہ مخلوط دودھ یا کافرہ عورت کا دودھ پلانا اگرچہ درست ہے مگر احتیاط کی جائے تاکہ بچہ ان اثرات سے محفوظ رہے جیسا کہ احتیاطاً بیوقوف عورت کا دودھ پلانے سے منع کیا گیا ہے، (بقیہ اگلے صفحہ پر)

(۳) مدت رضاعت میں جس جس کا دودھ پیا ہے سب سے حرمت رضاعت متعلق ہوگی، یہی اصح واظہر واحوط ہے کمافی مجمع الانہر، ج ۱ رص ۳۷۹ ر[۱] فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہٗ مظاہر علوم سہارنپور ۲۴؍۵؍۱۴۰۲ھ

بچہ کے منہ کی رال وغیرہ

سوال:- زید کا لڑکا جو کہ ماں کا دودھ پیتا ہے اس کا جھوٹا پانی یا رال وغیرہ منہ کی جوش محبت میں چوس لے کیا ایسی حرکت کرنا ناجائز ہے اس لئے غالباً زید کی بیوی کا دودھ اس کے منہ میں ہو اور زید کے منہ میں چلا جائے کیا ایسی باتوں سے زید کا نکاح بیوی سے منقطع ہوسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

اس سے نکاح نہیں منقطع ہوتا[۲] لیکن اگر بچے کے منہ میں دودھ ہو تو اس کا چوسنا اور پینا گناہ ہے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۹؍رمضان ۶۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۰؍رمضان ۶۷ھ

(**گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ**) عن ابن عمر أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم نهی عن رضاع الحمقاء، مجمع الزوائد، ص ۲۸۲ ج۴ کتاب النکاح، باب فی الرضاع، مطبع دار الفکر بیروت، نهٰی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم أن تسترضع الحمقاء فان اللبن یشبه، السنن الکبری للبیهقی ص ۴۶۴ ج۷ کتاب الرضاع، مطبع دار المعرفة بیروت، ولا ینبغی للرجل أن یدخل ولده الیٰ الحمقاء وقال اللبن یعدی وإنما نهی لان الدفع إلی الحمقاء یعرض ولده للهلاک بسبب قلة حفظها له وتعدها أو لسوء الأدب فانها لا تحسن تأدیبه فینشأ الولد سیء الادب وقوله اللبن یعدی یحتمل إن الحمقاء لا تحتمی من الأشیاء الضارة للولد فیؤثر فی لبنها فیضر بالصبی، البحر الرائق کوئٹه ص ۲۲۲ ج۳ کتاب الرضاع.

[۱] ویعتبر الغالب الی قوله وکذا لو خلط لبن امرأة اخریٰ وعند محمد تتعلق الحرمة بهما لان الجنس لایغلب وعن الامام روایتان الی قوله وفی روایة تثبت الحرمة منهما کماهو قول محمد وزفر رجح بعض المشائخ قول محمد وفی الغایة هواظهر واحوط وقیل انه الاصح مجمع الانهر، ج ۱ ر ص ۵۵۶–۵۵۷ر کتاب الرضاع ،مطبوعه دارالکتب العلمیه بیروت، البحر الرائق کوئٹه ص۲۲۸ ج۳ کتاب الرضاع، الدر المختار مع الشامی دار الفکر ص۲۱۸ ج۳ باب الرضاع. (اس صفحہ کا حاشیہ اگلے صفحہ پر)

بغیر اجازت شوہر کسی کے بچہ کو دودھ پلانا

سوال:- ایک بچہ کی والدہ مرض کی وجہ سے دودھ پلانے سے قاصر ہے والد کو اتنی توفیق بھی نہیں کہ ذاتی پیسے صرف کر کے دودھ پلوا سکے اس صورت میں اس بچہ کے لئے اپنی ہمشیرہ سے دودھ پینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

ہمشیرہ اپنے شوہر سے اجازت لے کر اس بچہ کو دودھ پلا دے اور بلا اجازت شوہر دودھ پلانا مکروہ ہے لیکن اگر بھوک کی وجہ سے تڑپتا ہوا اور اس کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو ایسی حالت میں بلا اجازت شوہر بھی دودھ پلانا مکروہ نہیں یکرہ للمرأة ان ترضع صبياً بلااذن زوجها إلا اذا خافت هلاكه اھ ردالمحتار[1] فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہٗ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۹/۳/ ۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ صحیح: عبد اللطیف

جس عورت کا دودھ بچہ کو پلایا جائے اس کے اثرات بھی آتے ہیں

سوال:- ایک عورت اگر دوسری عورت کے بچہ کو دودھ پلاتی ہے تو کیا اس عورت کے عادات کا کچھ حصہ اس بچہ میں آئے گا؟ عادات چاہے اچھی ہوں یا بری ہوں اور کیا دودھ پلانیوالی

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) [۲] ويثبت التحريم فى المدة الدرالمختار على الشامى ص ۴۰۴ ج ۲ مكتبه نعمانيه، باب الرضاع، طحطاوى على الدرالمختار ص ۱۰۱ ج ۲، كتاب الرضاع، دار المعرفة بيروت، فتاویٰ قاضى خان ص ۴۱۷ ج ۱ باب الرضاع، كوئٹه.

(حاشیہ صفحہ ہذا) [۱] شامى نعمانيه ص ۴۰۵ ج ۲ باب الرضاع، طحطاوى على الدر المختار ص ۹۴ ج ۲ باب الرضاع، دار المعرفة بيروت، البحر كوئٹه ص ۲۲۲ ج ۳ باب الرضاع.

اور جس کو دودھ پلایا ہے دونوں کا نکاح جائز ہوگا یا نہیں؟ یا دونوں کا رشتہ بھائی بہن کا ہوتا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

دودھ پلانے کی مدت میں دودھ پلانے سے وہ بچہ اس عورت کا رضاعی بیٹا ہوجاتا ہے اور وہ عورت اس بچہ کی رضاعی ماں ہوجاتی ہے اور اس عورت کی جس قدر بھی اولاد ہو، وہ سب اس بچے کے بھائی بہن ہوجاتے ہیں، ان سے نکاح حرام ہوجاتا ہے[1] اچھی بری عادات کا بھی اثر ہوتا ہے، اسی لئے بیوقوف عورت کا دودھ پلانے سے منع کیا گیا ہے[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

کیا بیوی کا دودھ پینے سے نکاح پر اثر پڑتا ہے؟

سوال:-ایک بالغ آدمی نے اپنی بیوی کا دودھ قصداً پی لیا یا اس کی بیوی نے بے احتیاطی کی۔ یہاں تک کہ اپنا دودھ طعام وغیرہ میں گرادیا اور وہ طعام شوہر نے کھالیا تو ان صورتوں میں نکاح پر کوئی اثر پڑے گا یا نہیں؟ فقط

الجواب حامداً ومصلیاً!

یہ دودھ پینا اور پلانا حرام ہے[3] لیکن اس سے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑا[4] فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور ۱۹/۱۱/ ۵۷ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہٗ...... صحیح: عبداللطیف مدرسہ مظاہر علوم ۲۱/ ذی الحجہ ۵۷ھ

---

[1] وأُمَّهاتُكم اللّاتى اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخواتُكم منَ الرَّضاعة، سورة النسا الآية ٢٣، والأصل فيه قوله صلى الله عليه وسلم يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب، بدائع الصنائع زكريا ص٥٣٨ ج٢ فصل فى المحرمات بالرضاع، عالمگيرى كوئٹه ص٣٤٣ ج١ كتاب الرضاع، البحر الرائق كوئٹه ص٢٢٦ ج٣، كتاب الرضاع.

[2] وعن عمر: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن رضاع الحمقاء مجمع الزوائد ص٤٨٢ ج٤ مكتبه دارالفكر، ولا ينبغى للرجل ان يدخل ولده الى الحمقاء لترضعه لأن النبى صلى الله عليه وسلم نهٰى عن لبن الحمقاء وقال اللبن يعدى وإنما نهى (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

بیوی کا دودھ پی لے تو کیا کرے

سوال:- جماع کرتے وقت اگر بیوی کے پستانوں سے منھ لگا دیئے اور دودھ منہ میں آجائے تو کفارہ کیا ادا کرنا پڑے گا؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

کفارہ کچھ نہیں ہے البتہ بیوی کا دودھ پینا حرام ہے[۱] لہٰذا ایسی حرکت ہرگز نہ کی جائے جس سے دودھ اندر پہونچے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند ۱۷/۵/۱۴۰۰ھ

سات سال سے لبن منقطع ہونیکے بعد حرمت رضاعت کا حکم

سوال:- مسماۃ فاطمہ بیان کرتی ہے کہ مجھے تقریباً سات سال سے بچہ پیدا نہیں ہوا اور نہ ہی میرے پستان میں دودھ نکلتا تھا، بوجہ ضرورت اپنے دیور کی بچی مسماۃ راجہ جو اس وقت ڈھائی سال کے اندر تھی میرے پستانوں کو دو ایک مرتبہ چوسا لیکن میرے پستانوں سے کچھ نہ نکلا۔ راجہ کی والدہ

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) لأن الدفع الى الحمقاء يعرض ولده للهلاک بسبب قلة حفظها له وتعهدها أو لسوء الأدب ...... أن الحمقاء لا تحتمى من الأشياء الضارة للولد فيؤثر لبنها فيضر بالصبى البحر الرائق كوئٹه ص ۲۲۲ ج ۳ كتاب الرضاع.

[۳] ولم يبح الإرضاع بعد مدته لأنه جزء آدمى والإنتفاع به بغيرضرورة حرام على الصحيح الدرالمختار على الشامى ص ۴۰۴ ج ۲ باب الرضاع، مكتبه نعمانيه، تبيين الحقائق ص ۱۸۳ ج ۲ كتاب الرضاع، مكتبه امداديه ملتان، مجمع الأنهر ص ۵۵۲ ج ۱ كتاب الرضاع، دار الكتب العلمية.

[۴] ويثبت التحريم فى المدة الدرالمختار ص ۴۰۴ ج ۲ باب الرضاع، عالمگيرى كوئٹه ص ۳۴۳ ج ۱ كتاب الرضاع، فتاویٰ قاضى خان كوئٹه ص ۴۱۷ ج ۱ باب الرضاع.

(صفحہ ہٰذا) [۱] ولم يبح الإرضاع بعد مدته لأنه جزٔ آدمى والإنتفاع به بغير ضرورةحرام الدرالمختار على الشامى ص ۴۰۴ ج ۲ باب الرضاع، مكتبه نعمانيه ، تبيين الحقائق ص ۱۸۳ ج ۲ كتاب الرضاع، مكتبه امداديه ملتان، مجمع الأنهر ص ۵۵۲ ج ۱ كتاب الرضاع، دار الكتب العلمية بيروت،

نے فاطمہ بی بی کو اس طرح کرنے پر اعتراض اسی وقت کیا کہ کسی وقت آپس میں اپنے بچوں بچیوں میں نکاح کرا سکتے ہیں۔ فاطمہ بی بی نے جواباً کہا کہ میرے پستانوں سے کچھ نکلنا ممکن نہیں۔ ضرورت کے وقت حکمِ شریعت معلوم کیا جائے گا۔ راجہ کا ماموں محی الدین البتہ یہ کہتا ہے کہ مجھے فاطمہ بی بی کے پستان سے لیس دار سفید کچھ نکلتا نظر آیا ہے۔ لیکن عین وقت پر ایک ہمسایہ عالم مولوی احمد اللہ صاحب بلائے گئے اور فاطمہ بی بی کے پستانوں کو دبانا شروع کر دیا، لیکن کچھ نہ نکلا۔

دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ فاطمہ بی بی زوجہ مظفر اور تاج بی بی زوجہ یوسف شاہ پسر نورالدین شاہ کے دو پسر صلبی ہیں اور راجہ دختر یونس شاہ از بطن مسماۃ تاج بی بی ہے اور بہاؤالدین پسر مظفر شاہ از بطن مسماۃ فاطمہ بی بی ہے اور یوسف شاہ اور مظفر شاہ سگے بھائی ہیں اور اشکال دودھ مذکورہ کو مدنظر رکھتے ہوئے حکم شریعت سے مطلع فرمائیں۔

مولوی احمد اللہ صاحب نے ایک حدیث زبانی فرما کر ان دونوں میں نکاح جائز قرار دیا تھا۔ وہ حدیث یہ ہے۔ جرعة او جرعتان او ثلاث جراعات یعنی ایک گھونٹ دو گھونٹ یا تین گھونٹ پینے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی ہے۔ جب ایک گھونٹ بھی نہ نکلا تو حرمت نکاح کیسے ہوگئی؟ لیکن ماموں صاحب مطمئن نہیں ہوئے، صرف ماموں صاحب کے اعتراض کی وجہ سے جناب والا کی طرف رجوع کرنا بہتر سمجھا گیا۔

الجواب حامداً ومصلیاً!

جب دودھ کا حلق کے اندر اترنا ثابت نہیں اس لئے کہ پستان میں دودھ موجود ہی نہیں تو حرمت رضاعت بھی ثابت نہیں، لہٰذا اس نکاح میں تأمل کی ضرورت نہیں۔ امرأة كانت تعطى ثديها صبية واشتهر ذٰلک بینهم ثم تقول. ولم يكن فی ثديی لبن حين القمتها ثديی ولم يعلم ذٰلک الامن جهتها جاز لابنها ان يتزوج بهٰذهِ الصبية. شامیؒ ص ٤٠٥ ج ٢[1]، فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہٗ العبد محمود غفرلہٗ دارالعلوم دیوبند

[1] شامی مکتبه نعمانیه ص٤٠٥، باب الرضاع، طحطاوی علی الدر المختار ص٩٣ ج٢ باب الرضاع، مطبع دار المعرفة بيروت، البحر الرائق كوئٹه ص٢٢٢ ج٣ كتاب الرضاع.

ماں کا بچہ کو دودھ پلانا خلاف اکرام نہیں

اعضاء (گردہ، آنکھ وغیرہ) کی پیوندکاری کو علماء حضرات منع فرماتے ہیں اس لئے کہ یہ اعضاء انسان کے اجزاء ہیں اور انسان مستحق اکرام ہے، اس کا ہر جز و مکرم ہے: "**ولقد کرمنا بنی اٰدم**" (**الآیة**) کوئی شخص اگر اپنا کوئی جز و کسی کو دے تو یہ خلاف اکرام ہے، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ماں بچے کو دودھ پلاتی ہے دودھ بھی تو اس کا جز و ہے، وہ کیوں پلاتی ہے، یہ خلافِ اکرام کیوں نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً!

حق تعالیٰ نے انسان کو کرامت بخشی ہے، اس نے ہی دودھ پلانے کا حکم بچے کی ماں کو دیا ہے: **والوالدات یرضعن اولادھن.**[1] **واوحینا الی ام موسیٰ ان ارضعیه.**[2] (**الآیة**)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفی عنہ دارالعلوم دیوبند

تم الجزء السابع عشر من الفتاویٰ المحمودیة بحمد اللہ تعالیٰ وبمنه وکرمه ویلیه الجزء الثامن عشر اوله کتاب الطلاق انشاء اللہ تعالیٰ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه سیدنا وسندنا ومولانا وحبیبنا محمد واله وصحبه وبارک وسلم تسلیماً کثیراً کثیرا ابداً ابدا

العبد محمد فاروق غفرله

جامعه محمودیه نوگزه پیر علی پور هاپوڑ روڈ میرٹھ (یوپی) الهند

[1] سورۂ بقرہ آیت: ۲۳۳،

ترجمہ:- مائیں اپنی اولاد کو دو سال کامل دودھ پلایا کریں۔

[2] سورۃ القصص رقم الآیة: ۷.

ترجمہ:- ہم نے موسیٰ کی والدہ کو الہام کیا کہ تم ان کو دودھ پلاؤ۔